

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224890

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP- 880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۵۹۵۲۷

Accession No. ۸۲۲۱۷

Author ۲ ۷

کاکس، جارج، فریبلیو

Title

عربی تعلیم مندرجہ محمد امجد علی صاحبہ عبدالحکیم صاحبہ

This book should be returned on or before the date last marked below.

حرو صلیبہ

نیے

سربراہ ڈبلیو کا کس ایچ۔ اے کی تاریخ "کرڈ سیٹس" کا ترجمہ

THE
UNIVERSITY

جو

رسالہ دنگلز کے ساتھ جنوری ۱۹۵۴ء سے جولائی ۱۹۵۵ء تک شائع ہوتا رہا

جسے

نشی محمد امیر مرزا صاحب لکھنوی نے انگریزی سے ترجمہ کیا

اور

مولانا مولوی محمد عبد الحکیم صاحب نے اپنے مذاق کے موافق تعریف کے ساتھ

۱۹۵۵ء میں

دنگلز پریس لکھنؤ سے چھپ کے شائع ہوا

دگداز

CHEO

ہی ٹسور پڑا لٹری جادو کا کھڑو دیا میں موجود ہے

ہر مہینے میں پھر دی
نئی خیال آفرینیاں
میں دریا لطف سخن
تین تیر اور تین طرح
کی علمی و سببیاں
علی مضامین
تاریخی ناول
اور ایک
عمدہ تاریخ

۱۔ ان مضمون کی مہینہ کی ایک بار شائع ہوتی ہے۔
۲۔ ان مضمون کی مہینہ کی ایک بار شائع ہوتی ہے۔
۳۔ ان مضمون کی مہینہ کی ایک بار شائع ہوتی ہے۔
۴۔ ان مضمون کی مہینہ کی ایک بار شائع ہوتی ہے۔

ایام عرب

ایام عرب کی مختصر تاریخ
پانچویں اور چھٹی صدی
میں عربی تاریخ کی مختصر تاریخ
پانچویں اور چھٹی صدی
میں عربی تاریخ کی مختصر تاریخ

معاول نامہ و جامعیت عرب کی
تاریخ عربیہ عرب کے
و عیسیت یعنی خیر مجروح اور عرب
عبرت واقعات اس سادہ
نیز میں کی سرگزشت میں پانچ
اسلام کی تاریخ عربیہ
سادہ عربی تاریخ عربیہ
جنگی تصویریں اور
لطف اٹھائیے۔

المشترخ و دگداز کا مضمون کمرہ برن بیگ خان

دگداز کی گزشتہ جلدیں

جلد ۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۲۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۳۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۴۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۵۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۶۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۷۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۸۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۰ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۱ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۲ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۳ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۴ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۵ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۶ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۷ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۸ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۹۹ دگداز کی گزشتہ جلد
جلد ۱۰۰ دگداز کی گزشتہ جلد

ایک ضروری بات

صد اہم اجاب نے دقتاً فوقاً ہمیں لکھا اور کہتے
ہے ہم نے ہماری ہر کتاب کو ادنیٰ حد
تک ایون کو جنہیں ہم لکھتے ہیں بلکہ اہل
میں ملو چلے پھیل کر لیکن انہی بے چاروں
ہم نے ان کے ناموں کو کمینٹ میں کیا ہے
ہو کہ ان اجاب کو ان شکایت کے قیام
میں لکھا اب ہم نے ایسے اجاب کے ناموں کا ایک
درجہ مرتب کیا ہے جن حضرات کو اس درجہ میں
نام درج کرنا ہوئے اطلاع دیں

الماتیس محمد عبد الکلیم شمر

U 2217

۲۹۷۶۹۲۷

ارو ترجمہ کا دیباچہ

۴

صلیبیوں کی تاریخ مسیحیوں میں جس قدر مشہور تھی اسی قدر مسلمان اس سے
 واقف تھے یہ امر نہ اس قدر کی برکت ہے کہ مسلمانوں کو ان مسلسل لڑائیوں سے
 واقفیت ہوتی جاتی ہے۔ یورپ میں ان لڑائیوں کے متعلق صد ہا تاریخین لکھیں
 ہیں میں سے بعض بہت پرانی ہیں مگر مسلمانوں میں باوجود تاریخ نویس کے بے انتہا
 شوق کے قدیم الایام میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو انہوں کے ساتھ مخصوص
 ابن اثیر ابن خلدون وغیرہ نے اگرچہ قریب قریب تمام واقعات تفصیل کے ساتھ
 لکھے ہیں مگر عام تاریخ کے ضمن میں فی الحال مسلمان صلیبیوں کی تاریخوں کو نہ
 شوق سے دیکھتا رہے ہیں۔ اور تحریر ہو جاتے ہیں جب سنتے ہیں کہ اسلامی لشکر
 میں عام اس سے کہ عربی میں ہو یا فارسی میں یا اردو میں ایسی کوئی کتاب نہیں
 موجود ہے۔

اصل یہ ہے کہ ان لڑائیوں کی تاریخ ہے بھی خالص سچی تاریخ کیونکہ ان کے لیے
 دعوے و نصیحت۔ کونسلین۔ انتظامات اور جوش و خروش جو جو امور واقع ہوئے تھے
 سب یورپ میں واقع ہوتے تھے مسلمانوں نے جو کچھ کیا دفاعی حیثیت سے کیا۔
 اور انہیں اسی قسم کی لڑائیاں خیال کرتے رہے جیسی کہ اکثر سرحدی حریفوں کے ساتھ
 پیش آیا کرتی تھیں۔ لیکن نہین اسلامی لشکر چین اس کی کوئی ایسی مسطور تاریخ فرو
 ہونی چاہیے جو دونوں جانب کے مورخوں کی کتابیں خوب مطالعہ کر کے لکھی جائے
 اور جس میں واقعات تفصیلی طور پر بیان کیے جائیں نہ اس طرح جیسے کہ آج کل یورپ
 میں ایک ریویلو کی شان سے اشارہ کر کے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

عربی میں اس قسم کی سب سے پہلی کتاب جو میری نظر سے گزری الانباء
 السنیہ فی الحروب الصلیبیہ ہے جو مصر کے سید علی حریری نے تصنیف کر کے
 سالکھ مدین چھپوائی ہے۔ یہ کتاب ۲۸۰ صفحوں پر ختم ہو گئی ہے۔ اور میرے

خیال میں بہت ہی محدود و غیر مکمل ہے۔

اُردو میں بابو جسے نرائن صاحب در مانے "اسٹوری آف دی نیشن سیریز" کی جلد "کروسیڈس" کا ترجمہ "کارزار صلیبیہ" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اور وہ بھی مختصر ہے۔ یہ تاریخ دروب صلیبیہ جو دگداز میں تدریجاً شائع ہوتی رہی۔ اور اب مکمل ہونے کے بعد ناظرین کے سامنے ایک جلد میں پیش کی جاتی ہے سلسلہ آف آف مائرن ہسٹری کی جلد "کروسیڈس" مصنفہ سر جارج ڈبلیو کاکس ایم۔ اے کا ترجمہ ہے۔ اور یہ بھی مختصر ہے۔ اس کی نسبت صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی میں صلیبی لڑائیوں کے مددگار مصنفین ملین گے لیکن جس بے لوثی و بے تعصبی سے سر کاکس نے بہت سے واقعات کو تھوڑے اوراق میں سمیٹا اور دریا کو گورہ میں بند کیا ہے اور جیسی انصاف پسندی ظاہر کی ہے اور کوئی مصنف نہیں کر سکا۔ یہ نہیں کہنے کے کہ کاکس نے بالکل مسلموں کے مذاق کے موافق لکھا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ ایک سچی المذہب اور یورپین شخص سے اس سے زیادہ کی امید نہیں کی جاسکتی۔

اس کا ترجمہ میرے دوست فتنی محمد امیر نے صاحب لکھنوی نے کیا تھا مگر میں نے اس کی عبارت میں بہت کچھ رد و بدل اور الفاظ میں تغیر و تبدل کر کے اور ابن خیرزادہ غزنوی وغیرہ کی عربی تاریخوں کی مدد سے جا بجا نوٹ چڑھا کے یا بعض غلط فہمیوں کا جواب دے کے اسے شائع کیا ہے۔ امید ہے کہ اُردو کے قارئین اس تاریخ کو بچپی سے پڑھیں گے اور اس کے ذریعے سے صلیبی لڑائیوں کے متعلق ایسی کافی معلومات حاصل کر لیں گے کہ مفصل واقعات کو زیادہ لطف و دلچسپی سے پڑھ سکیں۔

ہماری تاریخ ارض مقدس کا دوسرا حصہ اگر مکمل ہو کے شائع ہو گیا تو شاید پبلک کے ہاتھ میں ایک ایسی کتاب آجائے جس کی ضرورت اس دیا ہے میں بیان کی گئی ہے۔

المتنبس

محمد عبد الحکیم شرر ایڈیٹر دگداز و کتاب
لکھنؤ

دیباچہ مصنف

ان صفحات پر میری خاص غرض اس بات کو دکھانا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کا جوش کسی ناگہانی اور چند روزہ جوش کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اُس کی اصلی بنیاد وہ اسباب واقع ہوئے تھے جو دین جی کے ابتدائی زمانے ہی سے حرکت میں آگئے تھے۔ اور جن کے نتیجے میں مذہبی لڑائیوں کا ایک ایسا سلسلہ قائم ہوا جس کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ کسی سالہ جنگ پر اُس کے ختم ہوا۔

ان صلیبی مہموں کا تعلق تاریخ یورپ کے اُن زمانوں کے ساتھ ہے جو ان مہمات کی ابتدا اور انتہا سے ملے ہوئے تھے اُس وقت زیادہ مکمل طور پر نظر آئے گا جب اس سلسلے کی وہ جلد بہت تکمیل کو پہنچیں گی جو اُن زمانوں ہی پر بحث کرنے کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔

مگر مجھے اُمید ہے کہ یہ جلد اس بات کو کافی طور پر روشن کر دے گی کہ جن چند ممالک یورپ کو اُس عہد میں تاریخی وقعت حاصل تھی اُن دنوں کس حالت میں تھے اور وہ کون سے اسباب تھے جن کی بدولت لاطینی اقوام کے مقابل ٹیوٹانک قوم میں اس بات کا زیادہ جوش تھا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں سے چھین لیں۔ غرض اُس ادوار میں نے زیادہ اہتمام کیا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کے حیرت انگیز دورِ امارت کے بڑے ایکٹروں کو زندہ آدمیوں کی حیثیت سے ناظرین کے سامنے پیش کر دوں ان کی زندگی اور اُن کے کارناموں کی نسبت اگر میرے خیالات بھی زیادہ تر دلیسے ہی ہوں جیسے کہ ”سپٹری آف لیٹن کر سچائی“ (تاریخ لاطینی سچیت) کے نامور مصنف کے ہیں تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ اس بارہ خاص میں میری کوششوں سے غلطی کامیابی نہیں حاصل ہوئی۔

فہرست ابواب و مضامین و صلیبیہ

صفحہ نمبر	مضامین و ابواب	صفحہ نمبر
۱۳۰	پہلا باب (عروب صلیبیہ کے اسباب)	۱
۱۳۱	عروب صلیبیہ۔ یعنی ایک عام ہسپنڈائیون کا مسئلہ۔	۱
۱۳۲	عروب صلیبیہ اور قسطنطنیہ کی دیگر ریاستوں میں امتیاز۔	۲
۱۳۳	ان جذبات کا عیسائیوں کی قدیم روایات میں پتہ نہ تھا۔	۳
۱۳۴	مقدس یونان کی سمیت۔	۴
۱۳۵	شہنشاہی۔ روم کی سمیت۔	۵
۱۳۶	تبت پرستی کے جذبات کا باقی رہنا۔	۵
۱۳۷	روم کے اصلی مذہبوں کا اثر سمیت پر۔	۶
۱۳۸	بلد و ارض مقدس میں رہنے کا خیال پرمعنا	۷
۱۳۹	ارض مقدس کے شہروں کی زیارت کا شوق زیادہ ہونا۔	۸
۱۴۰	روحانی حصہ مذہب کا ترجمہ لکھنا۔	۹
۱۴۱	بزرگوں کا زیارت کی ادبجرات دلانا۔	۱۰
۱۴۲	شہرکات کی تجارت۔	۱۱
۱۴۳	زیارت کے ساتھ ساتھ ارض مشرق کی تجارت۔	۱۲
۱۴۴	روم و فارس کی طولانی لڑائیاں۔	۱۳
۱۴۵	یروشلم پر خسرو پدید کا قبضہ لانا۔	۱۴
۱۴۶	مصر پر ایرانیوں کا حملہ۔	۱۵
۱۴۷	قبضہ روم سرقلوس کی موکہ آرمینیاں۔	۱۶
۱۴۸	۲۳۰ء اصلی صلیب کا ایرانیوں سے واپس لانا	۱۷
۱۴۹	سرقلوس کا بیت المقدس کی زیارت کرنا۔	۱۸
۱۵۰	حضرت عمرؓ۔ وقت کے ہاتھوں ارض فلسطین کا فتح ہونا۔	۱۹
۱۵۱	عمرؓ رومی کے مجوزہ شرائط بیت المقدس والوں کے لیے۔	۲۰
۱۵۲	حضرت عمرؓ اور مسیحیوں کا متفقہ سفر و زیارت بیت المقدس پر فتح عرب کا اثر	۲۱
۱۵۳	مسائل زیارت کا بلا فراغت تمام نہ ہونا	۲۲
۱۵۴	مسئلہ وین منبر کے خلیفہ حاکم کی وین بیت المقدس پر۔	۲۳
۱۵۵	یورپ میں یہودیوں پر ظلم و جور۔	۲۴
۱۵۶	زارون سے بروٹلم کے پچاس ملکوں پر محمول لیا جانا۔	۲۵
۱۵۷	وینا کے ختم ہونے اور قیامت کا انتظار مسئلہ	۲۶
۱۵۸	سلجوقی ترکوں کا عروج مسئلہ	۲۷
۱۵۹	سلجوقیوں کی شہنشاہی	۲۸
۱۶۰	یونانی شہنشاہ الکزیوس کی فریاد مغرب کے عیسائیوں کے سامنے۔	۲۹
۱۶۱	مسئلہ بیت المقدس پر سلجوقیوں کا قبضہ۔	۳۰
۱۶۲	مسیحی زارون کی ٹھیکتیاں اور ان پر زیادہ ٹھیکتیاں۔	۳۱
۱۶۳	مشرقی تجارت کا کنٹرول۔	۳۲
۱۶۴	بیت المقدس کے عیسائیوں پر ظلم مغرب کے مسیحیوں کی عام برہمی۔	۳۳

اراضی کا انتقال و حفاظت میں

۳۸

وینا۔ یارین رکھنا

۴۰

مستند پوپ ارین ثانی کے

۴۱

عہد میں یورپ کی حالت۔

تیسرا باب

سپلی صلیبی لڑائی

مستند صلیبی مجاہدین کے پہلے

۴۲

غول کی روانگی بطرس راہب اور

۴۳

والٹر مفسس کی ماتحتی میں۔

۴۴

دومرا اور تیسرا غول میکو اول

۴۵

گاسپی ک کی ماتحتی میں

۴۶

ہیو دیون پر نظام۔

۴۷

ہیو دیو سلطنت کی حمایت میں

۴۸

لیے گئے۔

۴۹

مہنگارہ اور بلغاریہ میں نئے الم

۵۰

اور اس کے ہمارہیوں کا گزرنے۔

۵۱

زائرین کا باسفورس کے بس

۵۲

بارہ ترنا۔

۵۳

فتح ارملان کے ہاتھ سے ان کا

۵۴

کلیہ ختم ہو جانا۔

۵۵

سپلی صلیبی لڑائی کے سرگروہوں

۵۶

کا مرتبہ اور طرز عمل۔

بوٹیوں کا گاڈفرے اور اس کا

بھائی بالڈون اور یوسٹاس۔

درناڈو کا بیسوغ۔

نارمنڈی کا رابرٹ۔

فلانڈرس کا رابرٹ اور چارلس

کاسٹیفن۔

اس جوش کے باننا اظہار بنانے کے لیے

۲۰

نذیبی منظوری کی ضرورت

۲۱

دوسرا باب

(کلیمانٹ کی کونسل)

۲۲

اگلے پاپا یون پر رومی اصول شہنشاہی

۲۳

کا اثر۔

۲۴

گرگوری سہتم کے تباہی و اغراض

۲۵

مستند ایمان داوون کے نام

۲۶

اس کا اطلاعی خط۔

۲۷

مستند واطالیہ میں اہل نارمن

۲۸

مستند پیاسنڈا کی کونسل

۲۹

مستند کلیمانٹ کی کونسل

۳۰

مستند بطرس کا سفر زیارت

۳۱

بیت المقدس۔

۳۲

مستند اس کی مذہبی خدمت اور

۳۳

نام لوگوں میں اپنی تقریر سے جوش پیدا

۳۴

کرنا۔

۳۵

عام حاضرین کی آمادگی۔ اور سب کا

۳۶

جوش و خروش۔

۳۷

عام جوش اور مجاہدوں کا عہد و پیمان

۳۸

صلیبی مجاہدوں کے اغراض۔

۳۹

حروب صلیبیہ کا اثر مال حالت پر۔

صلیبی لڑائیوں کے اثر سے پوپ

روم اور پادریوں کی قوت کا بڑھ

جنا۔

حروب صلیبیہ کے طفیل میں چھوٹی

چھوٹی خود مختار ریاستوں کا فن

پیدا ہونا۔

۵۹	صلیبی سپاہیوں کی تعداد	۴۶	پولی کا اسقف اٹیسپار۔
۶۰	۱۰ جون نکائیہ (نقیہ) کا محاصرہ	۴۷	طولوس کا رہائش۔
۶۱	اور اس کی تباہی۔	۴۸	پوسپیٹ۔
۶۲	۳۰۔ شہر ڈوری لائیون کی لڑائی۔	۴۹	ٹینکر۔
۶۳	شہر ہائے کوئی۔ اور سپیڈیا کے	۵۰	کن اسباب اور اردن سے سپہگری
۶۴	انطاکیہ کی طرف کوچ کرنا	۵۱	پیدا ہوئی۔
۶۵	طرسوس میں بالڈون اور ٹینکر	۵۲	ٹائٹ بینے کی رسم
۶۶	کے فیما بین جھگڑا۔	۵۳	اگست ۱۰۹۹ صلیبیوں کی اصلی
۶۷	بالڈون کے ماتحتوں اٹیس	۵۴	فوج کا بہ ماتحتی کا ڈفرے روانہ
۶۸	کی فتح۔	۵۵	ہونا۔
۶۹	صلیبی مجاہدوں کا شام کے انطاکیہ	۵۶	ورمانڈو کے پیون کی گرفتاری
۷۰	میں پہونچنا۔	۵۷	۱۰۹۹ کی کرسمس۔
۷۱	محاصرہ انطاکیہ۔	۵۸	کا ڈفرے کا قسط طینیہ کی دیواروں کی
۷۲	مسیحی لشکر گاہ میں قحط۔	۵۹	نیچے پہونچا۔
۷۳	فاطمی خلیفہ مصر کی سفارت۔	۶۰	شہنشاہ انگلوس کی حکمت عملی۔
۷۴	فاطمی خلیفہ مصر کے شراکت	۶۱	انگریزوں اور صلیبیوں کا معاہدہ۔
۷۵	نامنظور۔	۶۲	صلیبی مجاہدوں کے لیے انگلوس
۷۶	عیسائیوں اور ترکوں میں سخت	۶۳	کی گفت۔
۷۷	لڑائی۔	۶۴	طولوس کے رہائش کا دشوار گزار سفر
۷۸	انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے لیے پوسپیڈ	۶۵	قسط طینیہ تک۔
۷۹	کی سازش۔	۶۶	رہائش کا انگلوس کی فرمان برداری
۸۰	جون۔ انطاکیہ پر پوسپیڈ کا قبضہ	۶۷	سے انکار کرنا۔
۸۱	چارطرس کے کشیفن نے ساتھ	۶۸	انگریزوں کا برتاؤ صلیبیوں کے
۸۲	جھوٹا دیا۔	۶۹	ساتھ۔
۸۳	انطاکیہ میں صلیبیوں کی ہمت	۷۰	صلیبی مجاہدوں کا با سفورس
۸۴	ٹوٹ جانا۔	۷۱	اُترتا۔
۸۵	متبرک بھیجی کا برآمد ہونا۔	۷۲	یونانیوں اور صلیبیوں کی سخت باہمی
۸۶	معرکہ انطاکیہ۔	۷۳	عداوت۔
۸۷	انطاکیہ پوسپیڈ کی ملکیت قرار دیا گیا	۷۴	یونانی اور لاطینی مسیحیت کا اختلاف۔

برنارڈ کی تقریر۔

فائٹس ہیلز کی جراحت۔

صلیبی لڑائی کی شرکت میں مغربی شہنشاہ

کو زراؤ کی کشتی۔

۱۳۴۶ء کوئی سانحہ اور پوسیدہ

کی شہر سینٹ ڈنیز میں ملاقات۔

۹۶ رامب راجاؤت کے اشتعال سے

یہودیوں پر ظلم۔

برنارڈ ٹوٹے اس جوش کو دبایا

کو زراؤ اور کوئی سردار سی میں صلیبیوں

کا کوچ کرنا۔

۹۸ قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینول کی ملاقات

سے کو زراؤ کا انکار۔

۹۹ مینول پر دغا بازی کا گمان۔

کو زراؤ اور کوئی کا تباہ کن سفر۔

بادشاہ فرانس کا بیت المقدس

میں پہنچنا۔

۱۰۰ شہر دمشق پر حملہ کرنے کا سامان۔

۱۰۱ امراے فلسطین کی دغا بازی۔

۱۰۲ لشکر کا یہوشلیم کو واپس روانہ ہونا۔

اس صلیبی معرکہ کی ناکامی۔

۱۰۳ سینٹ برنارڈ کو الزام دیا جانا۔

۱۰۴ اس کا جواب۔

۱۰۵ شہنشاہ برنارڈ کی موت۔

چھٹا باب

(بیت المقدس کا میجرن کے قبضے سے

نکل جانا)

مجاہدین صلیب کا اپنی فتح سے غلط کام لیتا

۱۱۵۱ء جو سلاو آف کو رٹس کی

موت۔

۱۰۶ شہنشاہ عسقلان کا عیسائیوں

کے قبضے میں آنا۔

۱۰۷ ۱۱۶۲ء شاہ یہوشلیم المرقی۔

۱۰۸ حکومت ہائے مصر و حلب کے فتح

المرقی کے تعلقات۔

شیر کوہ اور صلاح الدین کا شاہی

خدمت بجالانے کے لیے مصر جانا۔

۱۰۹ بلبیس میں شیر کوہ کا حضور ہونا

اور پھر اس شہر کو حریت کے

حوالے کرنا۔

۱۱۰ ۱۱۶۳ء نور الدین سلطان حلب

سے لاطینیوں کی شکست۔

خلیفہ مصر اور المرقی کی دوستی۔

۱۱۱ المرقی کی شیر کوہ کے مقابل میں

معرکہ آرمینان۔

۱۱۲ المرقی کا شہر بلبیس پر حملہ۔

۱۱۳ اس کی شرمناک واپسی۔

مصر میں صلاح الدین کا عروج۔

۱۱۶۹ء ایک تیسری صلیبی لڑائی

کا جوش پیدا کرنے کی کوشش۔

۱۱۷۰ء صلاح الدین کے ہاتھ

سے خلافت بنی فاطمہ کا استیصال

صلاح الدین اور سلطان حلب

میں باہمی نزاع۔

۱۱۷۱ء نور الدین سلطان حلب

کی وفات۔

نور الدین کے اخلاق و عادات۔

۱۳۹	(۶) صلیبیوں میں استقلال کا نہ ہونا۔	۱۱۶	۱۳۱۰ء بالڈون چہارم شاہ برشلیم۔
"	(۷) رومی سرداروں کے باہمی جھگڑے اور مجاہد علاقے۔	"	۱۳۱۱ء بالڈون پنجم شاہ برشلیم۔
"	(۸) دیوانی عدالتوں کے حریفانہ رقبہ اسے اختیارات۔ خاص	"	۱۳۱۲ء کے آف لوگنن شاہ برشلیم
"	تقسیم کے عہد میں اور فوجی اعزاز۔	۱۱۷	بیت المقدس کے قبضہ اسلام میں لانے کے لیے صلاح الدین کی تیاریاں۔
۱۳۱	ساقیوں کا سبب	۱۱۸	۱۳۱۳ء کے طبرہ۔
"	سیری صلیبی لڑائی	۱۱۹	بادشاہ کے آف لوگنن کی گرفتاری
"	انگلستان کے رچرڈ اول کی خیالی اور کہانیوں کی سنی تصویر	"	اصلی صلیب کا ہاتھ سے بچھن جانا۔
"	سیری صلیبی لڑائی کے مجاہدوں کا حقیقی حیاں چلن۔	۱۲۰	صلاح الدین کو اس فتح سے کیا فوائد حاصل ہوئے۔
۱۳۲	صلیبی عہد کے جوش کا انقطاع۔	۱۲۱	بیت المقدس کا محاصرہ اور اس پر مسلمانوں کا قبضہ۔
۱۳۳	صلیبی لڑائیوں کی نوعیت تبدیل ہونا۔	۱۲۲	ستھیا رکھنے کے شرائط۔
۱۳۴	انگلستان کا تہری دوم اور	۱۲۵	لاطینیوں کا بیت المقدس سے نکلنا۔
۱۳۵	بیت المقدس کا استغاثہ	"	بیت المقدس میں صلاح الدین کا داخلہ۔
"	۱۳۱۰ء پوپ اور بن سووم کی وفات۔	۱۲۶	شہر طار (سیر) کا زیر حکارت کو نزار
۱۳۶	پوپ کے مسند پر گرگوری ہشتم کا عہدس کرنا۔	۱۲۷	رج رہنا۔
"	۱۳۱۰ء تہری دوم اور فرانس کے قلعہ کے گھیرنے کا عہدس کرنا۔	"	صلاح الدین کے دیگر فتوحات۔
"	اختیار کرنا۔	"	سیمی سلطنت بیت المقدس کے ضعف کے اسباب۔
۱۳۸	صلاح الدین کے گیس بازہ یک۔	"	(۱) مسلمانوں سے معاملت کرنے میں بددیانتی۔
"	تہری دوم کے خاندان میں ریاست کا جھگڑا۔	"	(۲) ان کے حقوق عہد اد کا لحاظ نہ کرنا۔
"		۱۲۸	(۳) فوجی تربیت نہ ہونا۔
"		"	(۴) ان میں عہد بر لوگوں کا نہ ہونا
"		"	(۵) بدکاری و بد اخلاقی

۱۶۴	کی باہمی عداوت	صفحہ ۴۰۰	جولائی ۱۸۹۹ء ہنری دوم کی موت۔
	ہنری رئیس شامین برائے نام	۱۴۱	روپیہ جمع کرنے کے طریقے۔
۱۶۶	شاہ بیت المقدس۔	"	یہودیوں کا قتل و قمع۔
	رچرڈ کا بیت المقدس کی طرف	۱۴۲	۱۸۹۸ء یارک کا خوفناک ظلم۔
۱۶۷	بڑھنا۔		۱۸۹۸ء شہر زریہ میں رچرڈ اور
"	بیت لحم سے صلیبیوں کی دلہی	۱۴۴	فلپ کی ملاقات۔
۱۶۸	یا فانی ملک	۱۴۵	ظلم اور شاعرین کا اثر۔
	صلیبیوں اور صلاح الدین		فریڈرک اول باربروسا کا کوچ قسطنطنیہ
۱۶۹	میں صلح۔	"	کی طرف۔
۱۷۰	زیارت بیت المقدس۔	"	پوپ اور شہنشاہی۔
۱۷۱	تیسری صلیبی لڑائی کا انجام۔	۱۴۶	فریڈرک اول کی موت۔
"	اسطریا میں رچرڈ اول کی اسیری	۱۴۷	شہر انطاکیہ پر صلیبیوں کا قبضہ۔
	۱۸۹۳ء کوکوشینین جو رچرڈ کے	"	۱۸۹۹ء محاصرہ عکہ۔
۱۷۳	چھڑانے کے لیے کی گئیں۔	۱۴۸	فیڈرانک جماعت کا عروج
۱۷۵	رچرڈ ریمون کی کونسل کے سامنے		۱۸۹۸ء سبیلہ ملکہ بیت المقدس
"	۴۔ فروری ۱۸۹۸ء رچرڈ کی	"	کی موت۔
"	رہائی۔		انگریزی ٹیپ کے کاسٹر لسبن اور
		۱۴۹	سینا تک۔
	آٹھواں باب	۱۵۰	مصلحہ میں رچرڈ اول کا طرز عمل۔
۱۷۶	چوتھی صلیبی لڑائی	۱۵۱	رچرڈ اور فلپ آگسٹس میں جھگڑا
	چوتھی کروسیڈ کے اصلی محرکوں کے		مارچ ۱۸۹۸ء رچرڈ اور جزیرہ قبرس کے
"	اغراض۔	"	کاسٹینی شہنشاہ بین لڑائی۔
	۱۸۹۳ء سلطان صلاح الدین	۱۵۲	رچرڈ اور فلپ کا عکہ پہونچنا۔
"	کی وفات اور اس کے نتائج	۱۵۳	شہر عکہ پر صلیبیوں کا قبضہ۔
	شہنشاہ ہنری ششم کا اس صلیبی	۱۵۵	فلپ کی دلہی سجاہت فرانس۔
۱۷۷	لڑائی کا جوش بڑھانا۔	۱۵۸	پانچ ہزار کفیلوں کا قتل کیا جانا۔
"	۱۸۹۸ء ہنری ششم کی موت	۱۶۲	ادسوف میں رچرڈ کی فتح۔
	اس کے امرا کا فوجیں لے کے	۱۶۳	صلاح الدین سے بلے نیچہ عمر اسنت۔
۱۷۸	ارض اقدس میں پہونچنا۔		شاہ انگلستان اور نواب آسٹریا

۱۹۳	یہ تجویز کہ شہ زار ابر محلہ کے اُس باقی ماندہ رقم کا معاوضہ کیا جائے	۱۷۹	یا فافرسیت الدین کا قبضہ تازہ صلیبیوں کا مینٹر کے اسقف کو ملے
۱۹۴	۱۱۹۵ء شہنشاہ قسطنطنیہ کے تخت سے اُتارے جانے کی بابت اٹلی انجیلوس کی سفارت	۱۸۰	۱۱۹۷ء قائلہ طورون کا محاصرہ صلیبیوں کی پوری شکست
۱۹۵	اہل ویش کا استقلال کے ساتھ شہ زار ابر فوج کشی کرنے کا ارادہ زارا کا محاصرہ اور اُس کا مکتوب چونا۔	۱۸۱	۱۱۹۷ء یا فافرسلمانوں کا قبضہ اور صلیبیوں کا قتل ہونا۔
۱۹۶	یہ تجویز کہ صلیبی لڑائی ابھی ملتوی رکھی جائے اور الکز یوس پھر قسطنطنیہ کا شہنشاہ بنایا جائے	۱۸۲	الطریق آت لوزگنن بیت المقدس اور جزیرہ قبرس کا بادشاہ۔
۱۹۷	اس بات کا ارادہ کہ الکز یوس کے مجوزہ شرائط منظور کر لیے جائیں	۱۸۳	نواں باب پانچویں صلیبی لڑائی
۱۹۸	فتوے کے ملتوی رکھنے کی بابت پوپ سے مراسلت۔	۱۸۴	۱۱۹۷ء پوپ انوسنٹ ثالث کا انتخاب۔
۱۹۹	ایشرسٹ ۱۱۹۷ء انوسنٹ کی اس مہم کی مزاحمت کے لیے ناکام کوششیں۔	۱۸۵	شہنشاہی قوت کا انحطاط۔
۲۰۰	۱۱۹۸ء بیڑے کا قسطنطنیہ پہنچنا۔	۱۸۶	رومی کلیسیا کے دربار کی بے اعتباری اہل یورپ میں۔
۲۰۱	غاصب الکز یوس کا بھاگ کھڑا ہونا۔	۱۸۷	اس بے اعتباری کے دور کرنے کے لیے انوسنٹ کی کوششیں۔
۲۰۲	مجاہدین صلیب مجبور ہیں کہ موسم سرمایہ قسطنطنیہ میں بسر کریں۔	۱۸۸	نیولی کا خلک۔
۲۰۳	مورزدغل کی کوشش کہ الکز یوس کو صلیبیوں سے توڑ کے الگ کر دے۔	۱۸۹	اُس کی فصیح البیانی کا اثر۔
۲۰۴	الکز یوس کا تخت سے اُتارنا	۱۹۰	۱۱۹۸ء پانچویں صلیبی لڑائی کے سرور اور انصر۔
		۱۹۱	نواں فرانس کی سفارت ویش میں صلیبیوں کے ارض فلسطین تک سے جانے کی بابت معاملت
		۱۹۲	۱۱۹۸ء ویش والوں سے ویش قریب معاملت ہوئی تھی اُس کے ادا کرنے سے صلیبیوں کا عاجز رہنا۔

۲۰۲	جانا اور قتل ہونا۔	۲۱۳	تقسیم ہونا۔
۲۰۳	یہ تجویز کہ قسطنطنیہ کا حکمران کوئی لاطینی خاندان قرار دیا جائے۔	۲۱۵	دوران زمین ایک نئی شہنشاہی کا پیرا ہونا۔
۲۰۴	ایپریل ۱۲۰۴ء قسطنطنیہ کا محاصرہ شروع ہونا۔	۲۱۶	بلغاریہ کے کالوچان کے حکم سے تھریس میں لاطینیوں کا قتل عام۔
۲۰۵	بے اعتدالیان۔	۲۱۷	۱۲۰۵ء شہنشاہ بالڈون کی گرفتاری۔
۲۰۶	بالڈون نواب فلاڈرس کا شہنشاہ مشرق منتخب ہونا۔	۲۱۸	بالڈون کا بھری شہنشاہ قسطنطنیہ کا لوچان کا قتل ہونا۔
۲۰۷	ماس موروسینی کا قسطنطنیہ کا اسقف اعظم منتخب ہونا۔	۲۱۹	بھری کی وفات ۱۲۱۷ء۔
۲۰۸	در باب پوپ میں بالڈون اور اہل روم کی سفارتیں۔	۲۲۰	بھری کو روم شہنشاہ قسطنطنیہ ۱۲۱۷ء بطرس کو روم کی گرفتاری اور موت۔
۲۰۹	اس کے جواب میں انوسنٹ ثالث کا خط۔	۲۲۱	۱۲۱۷ء رابرٹ شہنشاہ قسطنطنیہ۔
۲۱۰	اس صلیبی جہاد سے پوپ اور اہل روم کو کیا فائدہ حاصل ہوئے۔	۲۲۲	جان برین شہنشاہ قسطنطنیہ۔
۲۱۱	دسواں باب	۲۲۳	۱۲۳۵ء واطرین کا محاصرہ قسطنطنیہ۔
۲۱۲	قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت	۲۲۴	۱۲۳۶ء لغایت ۱۲۶۱ء بالڈون دوم شہنشاہ قسطنطنیہ۔
۲۱۳	یونانیوں اور لاطینیوں کا اختلاف اس بات کی کوشش کہ اس قدیم شہنشاہی کی تہذیب مسیحی کر دی جائے۔	۲۲۵	روپیہ وصول کرنے کی کوششیں تبرکات کا فروخت کرنا۔
۲۱۴	یونانی پادری کے ساتھ پوپ کا طرز عمل۔	۲۲۶	۱۲۵۵ء واطرین کی موت۔
۲۱۵	فرانسیس پادری کا نئے اسقف کی مزاحمت کرنا۔	۲۲۷	۱۲۵۹ء میکائیل پیلوگوس نے بالڈون کے سفیر کو ناکام مسترد کیا۔
۲۱۶	سلطنت یونان کی قلمرو کا دائرہ ان	۲۲۸	جولائی ۱۲۶۱ء قسطنطنیہ کا پھر

۲۳۴	۱۲۱۲ء جنگ بودیز-	۲۲۴	یونانوں کے قبضے میں آنا۔
"	۱۲۱۳ء پوپ ہونولیس سوم۔	"	چندر وزہ اتحاد مشرق و مغرب۔
۲۳۵	۱۲۱۵ء مسلمانوں کا دمیاط پر قبضہ۔		گیا رہوان باب
۲۳۶	عہد نامہ فرٹینو	۲۲۵	چھی صلیبی لڑائی
"	جولائی ۱۲۲۵ء معاہدہ سان	۲۲۶	چھی صلیبی لڑائی کے خدائیں۔
"	حسبانو۔	"	ارض فلسطین میں لاطینیوں کی پریٹ
"	فریڈرک شاہ نیپلین۔ مقلدہ	"	حالی۔
"	ویروشلیم۔	"	۱۲۰۳ء سیف الدین اوسجیرک
"	۱۲۲۵ء پوپ گرگوری ناسخ۔	"	درمیان صلح ۱۲۲۵ء۔
۲۴۰	برنڈوریم سے فریڈرک کی روٹلی	"	۱۲۱۵ء جان آف برین برائے نام
"	فریڈرک کا ٹالیس (میدرگاہ	۲۲۷	شاہ بیت المقدس۔
۲۴۱	علمہ میں اترنا۔	۲۲۸	رابرٹ آف کورسون۔
"	۱۸۔ فروری ۱۲۲۹ء فریڈرک	۲۲۹	۱۲۱۵ء لاطران کی چوتھی کونسل۔
۲۴۲	سلطان کامل میں صلح۔	"	انڈریو بادشاہ ہنگار یا کا جہاد صلیبی
۲۴۳	فریڈرک بیت المقدس میں۔	۲۳۰	۱۲۱۵ء محامد دمیاط۔
۲۴۴	شہنشاہ کی میانہ روی۔	"	ملک العادل کی وفات۔
"	پوپ گرگوری نہم کا اس معاہدہ	"	شرائط صلح جو ملک الاشرف کی
"	کو باطل قرار دینا۔	۲۳۱	جانب سے پیش کیے گئے۔
۲۴۵	شہنشاہ کا ازسرنو خارج از عتبات	"	ان شرائط کے تسلیم کرنے سے
"	کیا جانا۔	"	صلیبیوں کا مجبوراً اندھار۔
		"	دمیاط پر قبضہ۔
		"	۱۲۲۵ء قاہرہ کی طرف صلیبوں کا
		"	کو ج کرنا۔
۲۴۶	ساتون صلیبی لڑائی	۲۳۲	پڑائے شرائط دوبارہ نامعلوم کیے گئے
"	رومیوں کا بادشاہ رچرڈ اول	"	صلیبیوں کی تباہی۔
"	آف کارنوال۔	۲۳۳	باربروسا کا پوتا فریڈرک دوم۔
"	پوپ کے تعمیلداروں پر تفلہ	"	پوپ اور جھوٹے مدعیان پاپائی۔
		۲۳۴	برٹشک کا اوتھو

بارہوان باب

۲۴۶ ساتون صلیبی لڑائی
رومیوں کا بادشاہ رچرڈ اول
آف کارنوال۔
پوپ کے تعمیلداروں پر تفلہ

اس تاریخ میں جن لوگوں اور جن شہروں کے نام یا جو خاص قسم کے اصطلاحات آئے ہیں ان کی مکمل فہرست بہ ترتیب حروف تہجی۔

(الف)

آئزک (اسحق) ۱۵۱-۱۵۲

آئزک انجیلوس ۱۳۸-۱۹۴-۲۱۵-۲۰۰

آکسس (قدیم مصر) ملون کی سب سے زیادہ

مشہور دیوی ۵

آتش یونان ۲۵۷

آرتھر (ایک قدیم یورپ کا بہادر) ۶۷

آرتھر (ڈیوک آف برطانی) ۱۵۱

آرتھوا (نواب) ۲۵۸

آرتھوس (ایک علاقہ) ۴۵

آرتھوس (ایک شہر) ۲۷

آرمینیا ۲۲۹

آرمالیڈ (بوسچانڈ کا ہرجا پادری) ۷۲-۷۸

آرنلڈ (مارسی کا) ۲۷۲

آریہ (دو پرائی قوم جس کی نسل میں یونانی، رومی

تمام اقوام یورپ، ایرانی، اور ہند

ہیں۔ ۸-

آسٹریا ۴۳-۱۶۴-۱۷۲-۱۷۵

آگسٹ فلپ ۱۴۴

آگسٹین (ایک ولی) ۹

آپس (وسط یورپ کا سب سے بڑا سلسلہ

کوہ) ۲۶-۲۷-۲۰۵

آل ساسان (ایران میں زرتشتیوں کا آخری

حکمران خاندان) ۱۲-

آل سلجوق (خلافت عباسیہ کی کزوری کے وقت

جو سب سے دیر دست ترکی خاندان

شاہی پیدا ہوا) ۴۴

آیوز (سیت المقدس کا ایک سپار) ۱۰۷-

آمون ۶-

آورن (نواب آورن) ۲۷

ابن آدم ۳-۸۰-۹۶

ابونیا (شہر) ۲۶۳

ایڈلرڈ (لاطینی سمیت کے زمانے کا ایک

فلسفی) ۹۴-

اپالو ۸-

اپولیا- ایپولیا- (علاقہ) ۳۵-۴۷-۱۵۰

۲۳۵-۲۳۹-۲۴۳

اٹلا- (قوم سن کا حکمران) ۱۳۲-

اٹلی- (دو کیو ایلیا) ۲۱۱-

ایشینیا (تھیفنڈ کا معرب) ۲۱۵-

احاب (تاریخ گوشت کے متعلق ایک نام) ۷۴-

اخیلیوس (دو کیو شیلیوس- یہ وہی نام ہے)

اورن- رایدیر یا توہل کا معرب) ۲۱۵-

اڈورڈ اول- (شاہ انگلستان جو پیلارل

آف لانسٹر تھا) ۲۶۵-

۲۶۶-۲۶۷-۲۶۹

اڈیلا- (نواب چارٹرس کی بیٹی) ۸۶-

اڈیلیے- (فلپ آگسٹس کی بہن) ۱۳۹-۱۴۰

اربرگ- (شہر) ۱۷۳-

اربین ثانی- (پوپ) ۱-۲-۳-۲۶-۲۷

۲۷-۲۸-۳۰-۳۲-۳۳-۳۵

۳۷-۴۰-۴۳-۴۴-۴۷

۴۵-۴۸-۵۰-۵۳-۵۵-۱۰۰-۱۰۵

۱۸۳-۱۸۶-۱۸۸-۲۲۷-۲۳۰

اسٹوٹن - (ایک بن پرست قوم) ۱۴۸	۲۳۴ - ۲۳۰ - ۲۶۶
اسٹوٹان - (دھگستان کا ایک عیاسی سلطنت)	۱۴۶ - ۱۴۶
۲۳۳	۱۶۲ - (شاہ کا ایک شہر و شہر)
اسٹراسبرگ - (علاقہ) ۲۰	۲۶۴
اسٹیفن - (ریٹنگاریہ کا بادشاہ) ۱۷	۱۱۰ - ۱۰۷ - ۱۳۸
اسٹیفن - (ایک رز کا جو صلیبی جہاز کے لیے)	۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۰
(روکون کو چھ کر کے روانہ ہو)	۱۶۷ - ۱۶۶ - ۱۶۹
تھا) ۲۷۳	۲۶۱ - ۲۶۰ - ۲۶۶
اسٹیفن - (رئیس چارٹرس) ۴۶ - ۵۲	۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۹
۷۰ - ۷۵ - ۸۳ - ۸۶	۲۶۶ - ۲۶۹
اسٹیفن ہارڈنگ - ۹۳	ارض مشرق - ۱۰
اسٹیفن - (سینٹ بیت المقدس کا ایک)	ارض مغرب - (یورپ کے ملک) ۱۸۲ - ۲۰
بھانگ) ۷۹ - ۱۲۳	۲۴
اسقف - (مقدار سے نصارتے - اساقفہ)	ارغوس - (یونان کا ایک شہر) ۲۱۵
اُس کی جمع) ۲۰	ارل آف ساسبری - (ایک مقدس) ۱۱۶
اسقف اعظم - ۱۸	ارل آف ساسبری - ۲۳۰ - ۲۴۷
اسٹی انجیلیوس - (دیکھو ایک انجیلیوس یہ)	ارل آف گلوکسٹر - ۲۶۵
(یہی نام ہے) ۲۰	ارل آف لانسٹر - (شہنشاہ ہانٹ فورٹ کا)
اسکاٹلینڈ - ۱۳۵ - ۱۴۱ - ۱۴۴	لقب) ۲۶۵
۲۱۱	ازابل - (سبیل کی بہن) ۱۴۸
اسکانیان - (رجیل) ۶۰ - ۹۹	ازابلہ - (کوئی کوئی جو) ۲۲۱
اسکندر شائستہ - ۱۷۴	ازابلہ - (دہری رئیس شاپین کی بیوہ) ۱۸۲
اسکندر دوم - ۲۲	ازان - (حاکم بلغاریہ) ۲۲۲
اسکندر رونی یا اعظم - ۵۹	آسٹریس - (دولت) ۵ - ۶
اسکندریہ - (شہر کا ساحل شہر) ۱۱۱ - ۲۴۷	اسٹرافٹ جروسلیم - یا الیٹرافٹ جروسلیم -
۲۷۳	(بیت المقدس کا زخامہ سیحی)
اسکراٹھ - (ٹاٹ کے اسٹریٹوار) ۱۹۱	سلطنت کے زمانے کا) ۸۴
اسکوڈ - (شہر) ۵۶	۲۱۲
اسمپشن - (حضرت مریم کے آسمان پر جانا)	اسپایز - (شہر) ۹۶

اسمون - وشرہ - ۲۵۷ -

اسنیو دنیا - (ایک علاقہ) - ۵۵ -

اشلیوس - (ایک نیا یونانی بہادر) - ۵۱ -

اصحاب محمد - ۱۲ -

اطالیہ - (ایشیا ماشر کا ایک شہر) ۱۰۰ -

اعتمادی - بی - ۶ -

اعمال حواریین - ۳ -

افامیہ - (شہر) - ۸۷ -

افریقہ - ۲۵ -

افرن - (نہر) - ۶۳ -

افوس - (شہر) - ۱۰۰ -

اقانیم شاہ - ۳ -

اقتلا دیو - (ایک قدیم قہر روم) - ۲۱۱ -

اقنوم - (سیحون کے عقیدے کے موافق

خاک کا ایک قطر) - ۲۱۳ -

اقونیوم - (شہر تونہ کا پڑانا نام) - ۲۲۲ -

اکوٹلیہ - (مواحل آشر کا ایک شہر) - ۱۶۲ -

اکوٹین - (شہر) - ۱۳۹ -

اکامین - (ایک قدیم یونانی بہادر) - ۳۶ -

اکسٹس فلپ - ۱۴۴ -

اگولنڈ - (کارٹول) - ۲۳۶ -

الاشرف - (ملک) - ۲۳۱ -

الباٹو - البانیو - ۲۲۹ - ۲۳۰ -

الہی جانشین - الہی جانشین - (ایک سچی

تبع غرقہ) - ۲۱۹ - ۲۲۷ - ۲۳۵ -

۲۷۷ -

الجیریا - ۲۷۳ -

الغاشو - (ایک عیسائی فوج جس نے

مسند انوک کو ہار دیا) - ۲۰ -

الغزو - (شاہ انگلستان) - ۱۱۵ -

القصر - (شہر) - ۲۲۹ -

انگیز شانی - (لوپ) - ۲ -

انگیز سوم - (لوپ) - ۱۴۶ -

انگیز یوس - (اشرینیو یوس) - ۲۲۳ -

انگیز یوس ڈیوکاس - ۲۰۱ -

انگیز یوس دوم - ۱۹۴ - ۱۹۶ - ۱۹۸ -

۱۹۹ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۶ -

انگیز یوس - (دوسرے انگیز یوس کا بیٹا) - ۱۹۴ -

۲۰۰ - ۲۰۲ - ۲۰۶ -

انگیز یوس کانینوس - (قسطنطینیہ کا یونانی

شہنشاہ) - ۱۸ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ -

۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ -

۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ -

۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ -

۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ -

۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ -

۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ -

۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ -

۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ -

۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ -

۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ -

۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ -

۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ -

۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ -

۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ -

۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ -

۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ -

۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ -

انیس - (شہر) - ۲۴ -	شہر - ۵۳ - ۲۱۵ -
انیولیا - ۲۴ -	ایڈس - (دیار بکر کا ایک مشہور شہر) - ۶۸ - ۶۲ -
انینڈو - (ولی) - ۴۱ -	۸۲ - ۸۵ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۱۰۱ -
انینڈو - (بادشاہ ہنگاری) - ۲۱۹ - ۲۲۹ -	۱۰۲ - ۲۱۳ -
اروشام - (مقام) - ۲۲۴ -	ایڈوماسٹ - (ایک پڑانا مورخانہ یورپ)
ایولانٹ - (شاہ یروشلم کی بیٹی) - ۲۳۶ -	۳۵ -
(ب)	ایڈیمیار - (ادھیما) - (اسقف) - ۳۴ - ۳۷ -
بائی زنفیم - بائی زنفیم - بائی زنفیم - ۱۷ -	۴۶ - ۶۱ - ۷۳ - ۷۵ - ۷۸ - ۸۶ -
۲۳ - ۵۱ - ۵۴ - ۱۴۶ - ۱۷۷ -	ایمان - ۱۱ - ۲۲۶ -
باتھ - (انگلستان کا ساحلی شہر) - ۱۷۳ -	ایمرین - (اکڑ پوس کی بی بی) - ۸۹ -
باربروسا - (فریڈرک اول) - ۱۴۵ - ۱۵۰ -	ایرشیا سے کوچک - ۱۷ - ۸۸ - ۱۹ - ۱۹۹ -
۱۷۷ - ۱۷۷ - ۱۸۵ -	ایٹالیہ - ۲۴ - ۲۵ - ۴۰ - ۵۲ - ۶۲ - ۸۷ -
باری - (شہر) - ۵۲ -	۱۵۰ - ۱۸۶ - ۱۹۲ - ۲۲۴ - ۲۳۰ -
باسفورس - باسفرس - ۴۴ - ۵۷ - ۵۹ -	۲۳۱ - ۲۴۰ -
۸۹ - ۹۹ - ۱۴۷ - ۱۵۱ - ۱۵۱ -	ایگنس - (لونی فیس ماسٹ فرٹ کی بیٹی) - ۲۱۸ -
باسل - (ایک قدیم مسیحی راہب و مستند) - ۲۱۱ -	(ملائی) - (کا اسقف) - ۱۴۳ - ۱۴۳ -
باطنی - (حسن بن صباح کے پیر) - ۲۶۶ -	ایگنس - (فلپ آگسٹس کی بہن) - ۱۳۹ -
باغیسیان - (رائی کی اسلامان ترکی والی) - ۱۳ -	ایلیڈ - (یومر کی تعینیت کی بیوی بہت پُرانی
۶۶ - ۶۸ - ۶۹ -	یونانی زبان کی رزمیہ شہنوی جو یونانی
بالڈون - (پہلی صلیبی لڑائی کا سپہ سالار) - ۴۹ - ۶۸ - ۶۹ -	کے زمانے سے تعلق رکھتی ہے) - ۲۶ -
۴۸ - ۶۳ - ۶۱ - ۶۰ - ۵۲ - ۴۵ -	ایلی نر - (شاہ فرانس لونی کی جوہر) - ۸۹ - ۱۰۰ -
۹۰ - ۸۷ - ۸۶ - ۸۵ - ۸۲ - ۷۵ -	۱۰۴ -
بالڈون دوم - (بورخ بالڈون) - ۹۰ - ۹۵ -	ایلی نر - (شاہ انگلستان ایڈورڈ اول کی
بالڈون ثالث - ۹۱ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۸ -	ملکہ) - ۲۶۶ -
۱۱۶ - ۱۱۸ - ۱۲۸ -	ایبروس - (ولی) - ۷۱ -
بالڈون چہارم - (مجدوم لاطینی باوشاہ	ایمینواڈ - (قلعہ) - ۱۴۰ -
بیت المقدس) - ۱۱۶ - ۱۴۳ - ۱۴۳ -	ایٹھی پوپ - (دشمن پوپ یا دشمن دین) - ۱۴۵ -
۲۲۶ -	۲۳۳ -
	ایٹھونی - (ایک پڑانا مسیحی مستند) - ۳۱۱ -

۹۶-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳

۱۰۴-۱۰۳-۱۰۵-۱۰۴

۱۸۵-۱۸۹-۱۳۶-۱۳۲

برنڈوریم۔ برنڈورزی۔ (اطالی کا ایک بندرگاہ)

۲۳-۲۳۸-۲۴۰-۲۴۳

برگندی۔ (فرانس کا ایک علاقہ) ۹۳-

۱۶۲-۱۹۲-۲۴۴-

برنگاریا۔ (سانشکی بیٹی) ۱۵۱-۱۵۲-

بروک۔ (قلم) ۱۴۱

بزانت۔ برنٹ۔ (اُس زمانے کا ایک سک)

۱۲۴-۲۶۰-

بسکے۔ (خلیج) ۱۹۲-۴۹-

بشپ۔ (مقتدا سے دین انصار کے)

بشپ۔ آت ساسبری ۲۵۸-

بطرس۔ (حواری) ۲۰-۲۳-۶۱-۶۲-

۴۵-۲۶۶-

بطرس بارتھلمی۔ ۴۱-۴۲-۸۲-

بطرس۔ (بلوا کا) ۱۴۳-۱۴۴-

بطرس دمیانی۔ (ایک مقتدا) ۵۸-

بطرس رامب۔ (سٹری ہرسٹ) ۲۴-۲۸-

۲۹-۳۰-۴۰-۴۱-۴۳-

۴۴-۵۱-۶۰-۶۵-۶۲-

۶۸-۷۰-۹۱-۹۶-۱۳۴-

۱۸۳-۱۸۴-۱۸۹-۲۳۶-

۲۶۲-

بطرس۔ (رئیس کوٹنے) ۲۱۹-۲۲۰-

بطرس۔ (کپوا والا) ۱۸۸-۱۹۵-۱۹۶-

بطرس معظ۔ (گاہنی کا سقف) ۹۶-

بطرس نمہ سنگ۔ ۱۸۸-

بالڈون پنجم۔ ۱۱۶-

بالڈون۔ (تھیون کا رشتہ والا) ۱۶۲-

بالڈون۔ (نواب فلاڈرس) ۱۹۰-۲۰۵-

۲۰۶-۲۰۷-۲۱۱-۲۱۵-

۲۱۶-۲۱۷-۲۱۹-۲۲۰-

۲۴۱-

بالڈون۔ (نہری کا بیٹا یولاندہ کے بطن

سے) ۲۲۱-۲۲۲-

۲۲۳-۲۲۴-

باناس۔ (قلم) ۱۱۶-۱۲۸-

بیشمہ۔ (ایک رسم جو توبہ کرانے یا برب

مین شامل کرنے کے لیے سچوں

مین مروج ہے) ۲۹-۱۴۴-

تھیون۔ (ایک مقام) ۱۴۲-

بذنیہ۔ (ایشیا کے کوچک کا ایک صوبہ)

۱۸۴-

بجریا بجیرہ ایڈریانک ۲۴-۴۴-۲۱۵-

۴۰-۱۴۸-

بجیرہ جلیل۔ (ارض جلیل کی ایک تحصیل) ۳-

۱۱۹-

بجریا بجیرہ دوم۔ ۴۴-۲۶۳-

برنڈیہ۔ (رواب طولوس رینڈ کا بیٹا) ۸۲-

برٹن۔ (رائیو لیہ کا ایک سپاہی بوجھا ٹڈکا

قائم مقام) ۲۸-

برطانیہ۔ (عساکہ) ۱۵۲-

برطانی۔ (نواب) ۲۶۵-

برنا۔ (روٹی کا نیسی پیش نماز) ۴۵-

برنارڈ۔ (رہنٹ جس نے دوسری صلیبی

روٹی کا جوش پھیلا یا) ۹۱-۹۲

۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰	بعل - (بابل و الرن کا بت) ۲۱۲-
۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶	بغداد - ۱۵-۸۹-۱۱۰-
۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲	بکٹ - (انگلستان کے علاقہ کنٹربری کا ایک مقتدا سے غلط) ۱۳۵-
۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸	بلشیر نائی - (قسطنطنیہ کا ایک قدیم قصبہ) ۲۰۳-
۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴	بلانش - (لوئی ششم کی ماں) ۲۴۴-۲۴۳-
۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰	بلینیس - (مصر کا ایک لشکر) ۱۰۹-۱۱۳-
۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶	بلخاریہ - ۲۳-۲۱۶-۲۱۸-۲۲۲-
۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲	بلتی - (مواب کا بادشاہ - تاریخ توراۃ) ۴۹-
۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸	بلوا - (شہر) ۱۰۳-۱۹۰-۱۹۱-۲۱۵-
۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴	بلو کا نواب (۲۱۶-
۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰	بلواس - (مقام) ۲۶-
۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶	بلوئیل - (برچرڈ کا گویا) ۱۶۳-
۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲	بلوچر نائی - (علاقہ) ۸۹-
۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸	بلیم کا سٹ - (ایک فریسی دن) ۵۷-
۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴	بلنجی ٹوکرٹ - (ایک قدیم مقتدا سے دین عیسوی) ۲۵۰-
۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰	بلنجی فاطمہ - ۱۰۸-
۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶	بلو کو لیون - (قسطنطنیہ کا ایک قدیم قصر) ۲۰۳-
۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲	بلوئینا - (علاقہ) ۲۷-۴۵-
۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸	بلونی ٹیس - (تتارستان فرٹ) ۱۹۲-
۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴	۱۹۰-۲۰۶-۲۱۴-۲۱۵-
۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰	۲۱۸-۲۲۶-
۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶	بودین - (سربیا کا شہر) ۵۶-
۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲	بودینیر - (کی ٹوٹائی) ۲۳۷-
۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸	بودیناٹھ - ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-
۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴	۵۴-۵۳-
۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰	۵۶-۶۵-

پرنگالی - ۲۲۹ -	بیت فوہ - در ارض مقدس میں ایک مقام ۱۶۶ -
پرنگیز - ۱۳۹ -	پیٹرس (شہنشاہ بگم) ۱۷۵ -
پردپائش - پرپائلیس - (باسفورس) ۱۹۹ -	پیرین - بریں - (مقام) ۱۹۰ - ۲۳۶ -
۲۱۶ -	پیروت - ۴۹ - ۱۲۰ - ۱۷۹ -
پردشین - ۱۴۸ -	پیرلیوس - (کا اسقف) جس نے لیون کی کونسل میں
پردشید - ۱۴۸ -	آٹھویں ملیسی لڑائی کا جوش پھیلا یا - ۲۴۹
پرے مانشرے ٹنشین - (ایک سی جی فرقہ)	پیوار - (مقام) ۴۰ -
نپسا - ہائیکسا - (یوہپ کا ایک شہر) ۱۸ - ۲۵ -	بیلا - (بادشاہ ہنگری) ۱۳۸ -
۶۷ - ۸۳ - ۸۷ - ۱۳۷ - ۱۶۴ -	(پ)
۱۶۵ - ۱۹۲ - ۱۹۴ - ۲۰۱ - ۲۰۲ -	پاپا - (یوہپ روم)
۲۶۳ -	پارسی - (آتش پرست لوگ) ۵ -
پسو - (شہر) ۲۰ -	پارین - (مانٹ فرٹ کا قلعہ) ۹۱ -
پسیدیا - (ایشیائے کوچک کا ایک قدیم	پاستورالی - (ایک فرقہ) ۲۷۳ -
علاقہ) ۶۱ -	پاسکل دوم - (یوہپ) ۸۳ -
پلیٹ - (مہربانہ نشین مقام جس پر کھڑا	پال - (یوہوس مقدس سینٹ) ۱۸۵ -
ہو کے پارسی وفد کتا ہے) ۴۰۴ -	پالرمو - (شہر) ۲۴۳ -
پفلیدیا - (ایشیائے کوچک کا ایک قدیم شہر)	پالی سینز - (ایک سی جی فرقہ) ۴۲ -
پوٹو - (شہر) ۹۴ - (کا گونٹ یا فوٹ) ۲۶۲ -	پالٹیوس - (برطانیہ کا بیٹا - ریمینڈ کا پوتا)
پوٹرنز - (مقام) ۸۹ -	پالٹیوس پائلٹ - (ارض مقدس کا وہ رومی
یوہپ - (یوہپ روم) ۲۰ - ۱۳۰ -	گورنر جس کے زمانے میں حضرت
یوٹیونی - (شہر) ۲۳۹ -	سج کا واقعہ ہوا) ۷ - ۹۷ -
یوہوس - (پال حواری) ۴ - ۵ - ۷۲ -	پیتر آت کیہوا - ۱۹۵ - ۱۹۷ -
یولینڈ - (ایک پڑانا یوہپ کا ملک جو روس	پیٹر - (سینٹ یعنی پطرس حواری) ۱۰۵ - ۱۸۳ -
میں شامل ہو گیا) ۴۴ - ۲۶۹ -	پیٹر - (سینٹ کا گرجا جو شہر روم میں ہے) ۷۱ -
یوٹی - (شہر) ۳۴ - ۶۶ - ۶۱ - ۷۳ - ۷۵ -	پیٹر دی ہرٹ - (پطرس الاسب) ۱ - ۲ - ۳ -
۷۸ - ۷۹ -	۱۳۴ - ۱۳۷ -
بیسکل سوم - (یوہپ) ۱۲۵ -	پیٹر - (یوہوس) ۲۷۲ -
پیاسنٹر کی کونسل - ۲ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ -	پیروٹس - (ایک علاقہ) ۳۴ - ۷۷ - ۷۹ -
پین - (فرانس کا ایک قدیم بادشاہ) ۱۰۹ -	۲۱۹ - ۲۵۰ -

توران شاہ۔ (بادشاہ مصر) ۲۶۰۔

تورون۔ (کافواب) ۱۳۸۔

تھیس۔ (شہر) ۲۱۶۔

تھسائیٹیکا۔ (تھسائی) ۲۱۳۔

تھسائی۔ (موجودہ سلطنت یونان کا ایک

صوبہ) ۲۴۲-۵۸-۲۱۳-۲۱۵۔

۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰۔

تھی آری۔ (نواب فلانڈرس) ۲۔

تھیس۔ (دہی تھینر) ۲۱۵۔

تھیوبالڈ۔ (نواب شہنشین) ۹۳-۲۴۶۔

تھیوبالڈ۔ (لی ائیر کا منتقل اسے اعظم) ۲۶۶۔

تھیوبالڈ۔ اور تھیوبالڈ۔ (نواب شاہنشین دوسرا)

۱۹۰۔

تھینر (تھیب اسکے لوگ) ۵۸۔

تھیوڈوسیہ۔ (قسطنطنیہ کا ایک حکمران گروہ)

۲۱۵۔

تھیوڈور۔ (سینٹ) ۷۳۔

تھیوڈور لاسکرین۔ (الکزیوس کا داماد)

۲۱۵-۲۲۰۔

تھیوڈورس کارپس (جسے قومن لاطینیوں نے

تخت قسطنطنیہ کے لیے پیش کیا

تھا) ۲۰۳۔

(ط)

طاہر ولس۔ (قصر جس میں رچرڈ اول قید تھا)

۱۷۳۔

ٹارنٹم۔ (شہر) ۴۷۔

ٹامس کم فٹ کنٹریری۔ ۱۳۹-۱۳۹-۱۳۹-۱۳۹۔

ٹامس موروسینی۔ ۲۰۶۔

ٹوای۔ (شہر) ۱۳۸۔

ٹراسے۔ (جنگ یونان قدیم) ۱۵۱-۱۳۱-۱۹۲۔

تیرا۔ (قسطنطنیہ کا ایک محلہ) ۲۰۹۔

پیرس۔ (شہر) ۲۷-۱۸۷-۱۸۸-۱۹۰۔

۱۹۲-۲۲۳-۲۳۹۔

۲۵۶۔

پیرنیز۔ (دو ہنبلہ کوہ جو فرانس اور اسپین

کے درمیان ہے)

پیکارٹوسی۔ (دوہ تعلقہ جس میں پطرس را

پیدا ہوا) ۲۷۔

پیلوس۔ (ایک ساحلی مقام) ۵۲۔

پیلوگوس۔ (شہنشاہ الکترس کا سپہ سالار)

۲۲۳-۲۲۷۔

پین۔ (ایک پُرانا یورپ کا بادشاہ) ۱۱۴۔

پیلاجیوس۔ (الباٹوکا اسقف) ۲۲۹۔

(ت)

تاتار۔ ۲۳۸۔

تاتاری۔ ۸-۲۳۲۔

تبتین۔ (اس قلعہ کو اہل فرنگ طور وں کہتے

ہیں) ۱۷۹۔

تمش۔ (ترکی سلطان امیر) ۱۸۔

تھلیٹ۔ (سیمیون کا عقیدہ خدا کی نسبت) ۱۷۔

ترستان۔ (لوئی کا بیٹا جو اس کی گرفتاری

کے زمانے میں پیدا ہوا) ۱۵۹۔

ترک۔ ترکوں۔ ۲۳-۲۵-۳۲-۳۳۔

۳۴-۴۰-۴۲-۴۷-۶۹۔

۷۰-۷۵-۷۶-۸۱-۱۰۰-۱۲-۱۲۔

۱۲۶-۱۵۲-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۵۔

۱۷۶-۲۱۰-۲۱۹-۲۶۰۔

ترکمان۔ ۱۰۷۔

توحید۔ (خدا کو ایک جاننا) ۱۷۔

(ج)

جارج - (سینٹ) ۵۰-۴۳-۴۹-۵۲
 جان کامینوز - (شہنشاہ الکز یوس کا بھتیجا)
 جان - (الکز یوس کا بیٹا) ۸۹-
 جان - (زراہب) ۱۰۵-
 جان - (سینٹ ولی یوحنا) ۱۰۵-۱۲۹-
 ۱۶۶-
 جان - (سہری دوم انگلستان کا بیٹا) ۱۲۹-
 ۱۴۰-۱۶۴-۱۶۳-۱۴۵-
 ۱۸۴-
 جان - (شاہ انگلستان مذکورہ یکسیر)
 ۱۵۱-۲۲۶-۲۲۰-
 جان - (سینٹ کے نائٹ) ۱۶۶-
 جان کالو - (سردار بلغاریہ) ۲۱۶-
 جان واطاٹریس - (شہنشاہ بقیہ) ۲۲۰-
 جان آت بری - (دربارے نام شاہ پروشلیم)
 ۲۲۱-۲۲۶-۲۲۶-۲۳۱-۲۳۶-
 ۲۴۵-
 جان - (وطاٹریس کا پوتا) ۲۲۳-
 جبرائیل - ۱۹۲-
 جبرائیل - (علاقہ نائٹین شاز کا ایک شہر)
 ۱۳۸-
 جرمین - جرمینی ۴۵-۹۶-۹۴-۱۰۲-
 ۱۴۸-۱۶۶-۱۶۶-۱۴۸-
 ۱۶۹-۱۸۰-۱۸۱-۲۲۰-
 ۲۳۵-۲۳۵-۲۳۸-
 ۲۶۳-
 جووسلیم - (سہت المقدس) ۲۱۲-
 جروم - (مسیحیوں کا ایک پُرانا مقتدا اور

ڈرائیو - (کے زہریلے سانپ) ۲۳۹-
 ٹرائیس - (مقام) ۲۵۰-۲۶-
 ٹرین - (مورخ) ۲۶-
 ٹرسٹریم - (ایک قدیم نامور شخص) ۶۴-
 ٹروجن - (قدیم یونان کی ایک لڑائی) ۶۶-
 ٹریوس - (شہر) ۴۲-
 ٹسو - (شاعر) ۵۱-
 ٹیڈناٹ - (شہر) ۱۱۲-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۴-
 ۱۴۸-۱۵۴-۲۲۶-۲۲۹-
 ۲۳۱-۲۳۵-۲۴۸-۲۵۸-
 ۲۶۳-۲۶۶-۲۶۶-۲۶۸-۲۶۰-
 ۲۷۱-
 ٹورس - (قلعہ) ۱۴۰-
 ٹولوس - (ٹولوس) ۷۱-۷۴-
 ٹیڈی کوس - (ایک پُرانا یونانی سپہ سالار) ۷۱-
 ٹرویز - (کوسہار) ۱۹۴-
 ٹیڈر - (شہر) ۴۷-۵۱-۵۳-۵۷-
 ۶۱-۶۲-۶۴-۶۵-۶۳-۷۷-
 ۷۸-۷۹-۸۰-۸۳-۸۵-
 ۸۶-۸۷-۸۸-۱۲۶-۱۴۰-
 ۲۲۶-۲۴۰-
 ٹیڈر - (ایک پُورے کے ڈیوک رچرڈ کا بیٹا)
 ۱۵۰-۱۵۱-۱۷۷-
 ٹیڈناٹک - (شمالی مغربی اقوام یورپ)
 ۴۸-۴۸-۴۱۰-
 ٹیڈناٹک نائٹ - ۱۴۸-۲۲۶-۲۲۹-
 ۲۳۱-۲۴۸-۲۶۳-
 ۲۶۹-۲۶۸-
 ٹیونس - (ملک) ۲۶۵-

(ولی) ۹-

جبرئیلو۔ (ارض مقدس کا ایک شہر) ۷۸

جسٹینین۔ (قیر) ۱۶۷-۲۰۷-۲۱۲-۲۲۰

جلیل۔ (ارض مقدس کے شمال میں ایک

صوبہ جس کے شہر ناصرو کی طرف

حضرت مسیح منسوب ہیں) ۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱

جنوا۔ (یورپ کا ایک شہر) ۱۸-۲۵-۶۶

۷۸-۱۳۷-۱۳۹-۱۶۵-۱۹۲

۲۲۳-۲۶۳-۲۷۳-۳۷۳

جو اتا۔ جو تا۔ (دوہینیک نفس شاہ متقلیہ کی

بی بی اور رچڑو شیر دل کی ہیں) ۱۵۰

۱۶۵-

جوسلین۔ (ریش کورٹسے) ۹۰-

جوسلین دوم۔ ۹۱-۱۰۶-۱۱۶-

جوئن ول۔ (یہی نام دوسری جگہ "ژوان لیل"

ہے) ۹-

جیا فرے۔ (الہ ون پنچ کا بھائی) ۱۱۶

جیا فرے۔ (ویل بارڈو دین کا) ۱۹۰-۲۱۵

۲۱۸-

جیا فرے۔ (رچڑو شیر دل کا بھائی) ۱۳۹-۱۴۱

جیسورز۔ (یورپ کا ایک شہر) ۱۳۸-

نیکب آف آونیز۔ (رچڑو کا مینسکا انسر)

جیمس۔ (حاکم شاسنل) ۲۵۹-

چیو بیٹر۔ (یونانیوں کا سب سے بڑا دیوتا) ۵-

(جج)

چارلس۔ (کانوناب) ۴۶-۵۳-۷۰-۸۲-

۸۹-۱۹۰-

چارلس اعظم۔ (شارلین) ۲۲-۲۶-۳۳-

۲۰۵-

چارلس انجو۔ (شاہ متقلیہ) ۳۶۵-۳۶۷-

چارلس مارٹل۔ (جس نے آئیس کے

مسلمانوں کو شکست دی تھی)

چارلس آف والوا۔ (کیتھرائن کا شوہر) ۱۳۲

چاسر۔ (شاعر) ۴۷

چنگیز خان۔ ۲۴۸-

(ح)

چھاسو۔ ۸

حروب صلیبیہ۔ (مسیحوں کے مسلمانوں کے خلاف)

حشینین۔ (حسن بن صلیح کے بیرو) ۱۶۵-

حلب۔ (شام کا شہر) ۹۶-۹۱-۱۰۰-۱۰۶-

۱۰۸-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-

۲۲۸-

حمص۔ (شام کا شہر) ۱۱۲-۱۱۵-

حواری۔ (حضرت مسیح کے شاگرد)

حواریوں کا سردار۔ (بطرس) ۷۱-

(ح)

خارج از جماعت دین کرنا۔ (مسیحیوں میں سے)

ایک مذہبی منہ تھی)

خدا کا بڑا۔ (حضرت مسیح) ۶-۷۹-

خدا کی بھینٹ۔

خسر و پیوینز۔ (شہنشاہی تاجدار ایران)

خسر و دوم۔

۱۰-۱۱-۱۳-

خلافت۔ ۱۰۸-

خلفائے عباسیہ۔ ۱۵-

خلیفہ۔ خلیفہ اسلام۔ ۱۲-۱۳-۸۱-۸۳-

۱۱-۱۳-۱۱۵-۱۲۶-

خلیفہ بغداد۔ ۱۰۹-۱۱۴-

خلیفہ مصر - ۱۰۸ -

خوارزم - (شہر) ۲۴۸ - ۲۴۹ -

(۵)

داؤد - (سلجوقی سلطان) ۴۴ - ۶۰ -
داؤد کا منارہ - (ارض مقدس کا ایک تبرک

مقام) ۲۴۴ -

دجلہ - (وہ نہر جو بغداد میں بھی ہے) ۱۱ -

دیکھلیہ - (ایک ساحلی مقام) ۵۲ -

دلماشیر اور دالماشیر - ۴۶ - ۵۵ -

دمتریاہ (شہر) ۲۱۵ -

دمشق - ۱۱ - ۱۲ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۱۵ - ۱۴۶ -

۲۴۱ - ۲۴۸ - ۲۶۲ -

دمیاط - (مصر کا ایک شہر) ۱۱۳ - ۱۳۲ -

۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۵ -

۲۵۴ - ۲۵۹ - ۲۶۰ -

دمیٹریوس - (نواب بونی فیس کا بیٹا) ۲۲۰ -

روینیتی - (ایک فرقہ) ۲۱۲ -

دیوبانی - ۶ -

دیورازو (شہر) ۲۱۶ -

(۶)

دواج - (ڈینیڈا لو کا لقب) ۱۹۱ - ۱۹۳ -

۱۹۶ - ۱۹۸ - ۲۰۵ -

ڈاکٹرٹ - (شہر) ۸۳ -

۸۵ - ۸۴ -

ڈاکٹر - (کا اسقف) ۱۴۱ -

ڈوگری - (درتبہ عزت) ۱۳۰ -

ڈوگریس - (نواب بونی فیس) ۲۲۰ -

ڈونمارک - ۴۴ -

ڈووری لائیون - (شہر) ۶۰ -

ڈوینی - (ایک پُرانا مقدس زمین عیسوی) ۲۵ -

ڈوور - (انگلستان کا ساحلی شہر) ۲۲۲ - ۲۲۳ -

ڈویریشہ - (شہر) ۴۶ -

ڈوینڈالو - (رومنس کا حاکم) ۱۹۱ - ۱۹۳ - ۱۹۴ -

۱۹۵ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۴ -

۲۱۰ - ۲۱۴ - ۲۱۶ - ۲۱۸ -

۲۲۶ - ۲۴۱ -

ڈونیوب - (دریا) ۲۲۰ -

ڈیورازو - (ایک شہر) ۲۳ - ۸۴ - ۲۱۶ -

۲۱۹ - ۲۲۰ -

ڈوین - (کلیسیا کا ایک عمدہ) ۱۴۴ -

ڈووک آف آسٹریا - ۱۶۴ -

ڈووک آف برگنڈی - ۱۶۲ -

ڈووک آف سیگنی - ۲۳۴ -

ڈووک آف نارمنڈی - ۱۳۵ -

ڈووکاس - (ڈاکٹر بوس) ۲۰۱ -

ڈویل - (شیطان) ۲۵۴ -

(۷)

رابرٹ گسکارڈ - ۲۴ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۶ - ۴۷ -

رابرٹ - (ولیم روفنس کا بھائی) ۳۶ -

رابرٹ - (شاہ ولیم احمد کا بھائی) ۴۱ -

رابرٹ - (رئیس نارمنڈی) ۴۵ - ۵۲ -

۴۱ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۹ - ۸۲ -

رابرٹ - (نواب فلانڈرس) ۴۶ - ۵۲ -

۵۵ - ۵۶ - ۵۹ - ۸۲ -

رابرٹ - (پولانڈ کا دوسرا بیٹا) ۲۲۰ - ۲۲۱ -

رابرٹ کورسول - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ -

رابرٹ - (لوی شاہ فرانس کا بھائی) ۲۵۴ -

رابلسان - (شہر) ۹۶ -

۱۹۱-۲۲۷-۲۳۳-۲۴۱

۲۴۲-۲۴۳

روم-۲-۲۲-۶۰-۱۴۵-۱۴۶-۱

۱۸۷-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۷

۲۳۱-۲۳۳-۲۳۴

روما-(رومہ الکبریٰ)-۵-۲۰-۲۲

۲۳۳-۳۴-۱۴۵-۱۱۱-۲۱۹

۲۲۲-۲۳۶

رومانیا-روینیہ-۲۱۴-۲۱۵

رومن-رومی-۵-۴۳-۱۱۳-۱۱۴

۱۲۴-۱۳۳-۱۴۷-۱۸۶

۲۳۵

رومن کیتھولک-دوبی مذہب جو کلیسیا

روم کا مذہب ہے (۸۱-۲۱۳)

۲۲۳

رومی کلیسیا-۶۳

رومن-(شہر)-۱۷۳

ریٹرو-ایڈیٹری سپہ سالار (۱۱)

ریٹرو-ریمانڈ-(نواب طولوس) ۳۴

۴۶-۵۵-۵۶-۵۷-۶۱

۶۲-۶۳-۶۶-۶۷-۶۸

۷۱-۷۲-۷۴-۷۵-۷۸

۸۱-۸۲-۸۶-۹۱-۹۲

ریٹرو-روم-(نواب طرابلس) ۱۱۶-۱۱۸

۱۲۱

رینالڈو-(ایک نامی صلیبی سپہ سالار)

(۲۱)

زارا-(آسٹریا کا ایک شہر) ۱۶۲-۱۹۳

۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷

راجدی ماہرے-۹۸

راڈولف-(ایک راہب) ۹۷

ریاس انجری-۶

راکسبرگ-(اسکاٹ لینڈ کا ایک قلعہ) ۱۴۱

راوننا-(شہر) ۲۱۱

راین-(دریا) ۴۲-۹۷-۲۰۴

رتی-(مقتدا سے ہو) ۱۴۳

رجرڈ-(اول جو شیر دل کہلاتا ہے) ۱۲۷

۱۳۱-۱۳۲-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱

۱۴۲-۱۴۵-۱۴۷-۱۴۹

۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳

۱۵۵-۱۵۷-۱۶۰-۱۶۳

۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶

۱۶۷-۱۶۸-۱۷۰-۱۷۱

۱۷۲-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶

۱۷۷-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱

۲۵۹-۲۶۲

رجرڈ اول آف کارنوال-۲۴۶-۲۴۸

رجرڈ پلین ٹاجنٹ-(ایک صلیبی بہادر)

۲۶۶

رستم نریمان-(ایران کا مشہور پہلوان) ۵۱

رطلہ-(شام کا ایک شہر) ۷۷-۸۶-۱۶۴

روجر-(ڈیوک آف ایپولیم) ۱۵۰

روح القدس-۲۰۵-۲۱۳-۲۲۳

روڈولف-(سپہ سالار) ۲۶۷

روڈولف-(ایک جزیرہ) ۱۵۱

روڈولف-(ٹینک ڈک واریٹ تخت) ۸۸

روڈولف-روح القدس-روح القدس

۱-۱۱۹-۱۳۶-۱۶۴-۱۸۵

۱۹۸-۲۰۴-۳۰۹-۳۱۰

۲۲۰-۲۲۶

زرگشت - (پارسیوں کے مذہب کا بانی)
 زرکشتیز - (کیتسرو عجم کو یونانی اسی نام سے
 یاد کرتے ہیں) ۵۸-

زنگی - (سلطان) ۹۱-۱۰۹-

زیانی - (ڈنڈالو کا جانشین) ۳۱۰-
 زیتون - (وہی پہاڑ جو آلو ز کہلاتا ہے)
 ۷۸-۷۹-

(ش)

ژوان ویل (ایک مونیخ جو خود صلیبی جہاد
 میں گیا تھا) ۲۵۱-۲۵۳-
 ۲۵۳-۲۵۴-۲۵۹-۲۶۱-

(س)

سارمیدون - (ایک یونانی دیوتا) ۶
 ساروفینا - (علاقہ) ۲۶۵-
 سالزایا سلوا - (شہر) ۱۴۸-۱۴۸-۲۴۱-
 ۲۴۳-۲۴۵-

سازبرگ - (مقام) ۴۰-

سالمیری - (مقام) ۱۴۱ (کا آبشپ) ۱۶۱-
 ۳۵۸-

سان جرمالو - (مقام جہاں ایک معاہدہ
 ہوا تھا) ۲۳۶-

سالتشو - (نیویرکا بادشاہ) ۱۵۱

سان - (فرانس کا ایک شہر) ۹۴

سائبرس - (جزیرہ قبرس) ۱۵۱

سب دوگین - (کلیسیا کی ایک خدمت) ۱۴۴

سبیللا - (المرقئی کی بہن) ۱۱۶-۱۱۸-۱۴۸

سدون - (ارض مقدس کا ایک شہر)

۹۰-۱۴۹

سرجیس - (سینٹ - ایک مقام) ۱۸۳-

سرویہ - (سرویہ) ۵۶-

سرس - (انگلستان کا ایک تعلقہ) ۹۸-

سستریان - (فرقہ) ۹۳-۲۱۳-

سسل - (جزیرہ مقلیہ) ۱۴۶-

سعدی - (شیرازی) ۲۲۶-

سفرنیوس - (حضرت عمر کے وقت بیت المقدس
 کا مقتدا کے اعظم) ۱۲-۱۳-۱۴

سفید پوش ارباب - ۱۸۸

سقوٹری - (ایک شہر) ۱۹۹

سکندر اعظم - (اسکندر) ۱۰-۱۲-۵۹-
 ۲۱۷-

سلجوقی - ۴۳-۵۱-۶۳-۶۴-۱۲۶

سلجوقی ترک - ۱۷-۱۸-۲۲-

سلطان مارکش - ۲۲-

سلطنت مشرقی - (قسطنطینیہ کی سلطنت)

جس کا مذہب کلیسیا کے یونان

تھا) ۲۲-۲۰۶-

سمارٹی - (کوہ) ۳

سماریہ - (ارض یہود کے شمال میں ایک

علاقہ) ۲۱۳-

سمون - (ژوان ویل کا باپ) ۲۵۱-

سموٹہ - (شہر) ۶۲-

سمون - (مانٹ فورٹ) ۱۹۰-۱۹۸-

سنگ یعقوب - (ایک مقدس شہر ارض

مقدس میں) ۱۴-

سنیٹر - (مقام) ۱۴۹

سوالی - (قوم) ۱۴۷-۲۳۳

(ش)

سوابیا - (علاقہ) ۱۹۴-۱۹۶-
 سواسون - (مقام) ۲۰۵-۲۵۹-
 سوریا مورو - (شہر طائر) ۹۵-۹۰-۱۱۵
 ۱۱۹-۱۲۴-۱۲۷-۱۲۹-۱۳۸
 ۱۴۸-۱۴۶-۱۵۶-
 سولون - (یونانی مقنن) ۵۸
 سویٹن - ۴۴-
 سیاہ پوش راسمب - ۱۸۸-
 سیو - (مقام) ۹۳-
 سید یا سید - (رئیس ہوا ریحی) ۴۰-
 سیف الدین - ۱۶۵-۱۶۶-۱۶۸-۱۶۹
 ۱۸۱-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸
 ۲۳۰-
 سین - (دوریا) ۲۰۴-
 سینٹ پال - (مقام) ۱۹۰-
 ۱۹۳ (کا نواب) ۲۱۵-
 سینٹ پیرس - (روم کا بڑا کنیسہ) ۱۴۵
 ۲۳۵-
 سینٹ پول - (مقام) ۲۱۵-
 سینٹ وینیزیا سینٹ وینس - (شہر)
 ۹۶-۲۵۶-
 سینٹ صوفیا - (قسطنطنیہ کا بڑا گرجا)
 ۱۷۷-۲۰۴-۲۰۶-۲۱۴-
 سینٹ فلکس - (کنیسہ) ۲۱۰-
 سینٹ مارٹن - (ایک شہرک ون) ۲۳۹
 سینٹ مرس - (شہر وینس کا بڑا کنیسہ)
 ۲۲۴-
 سینٹ میچا کل - (ایک شہرک ون) ۲۳۹
 سیوارڈو - (رئیس ناروے) ۹۰-
 شارلین - (بادشاہ فرانس) ۲۰۵-
 شاستل - (علاقہ) ۲۵۹-
 شام - (ملک) ۱۸-۳۲-۵۴-۶۵-۹۲-
 ۸۵-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۷-
 ۱۱۸-۱۲۲-۱۲۸-۱۵۶-۱۷۱-
 ۱۸۹-۱۹۷-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-
 ۲۳۱-۲۳۳-۲۳۸-۲۴۰-
 شامی - (اہل شام) ۶۹-
 شاپین یا شاپتے - (فرانس کا ایک علاقہ)
 ۹۳-۱۳۸-۱۶۶-۱۹۰-۱۹۱-
 ۱۹۲-۲۱۵-۲۶۵-
 شاور - (خلیفہ مصر کا وزیر اعظم) ۱۰۸-۱۰۹
 ۱۱۲-۱۱۳-
 شمون - (اسقف اعظم بیت المقدس) ۲۸
 شمون - (مانٹ فورٹ) ۱۹۵-۱۹۹-
 ۲۶۵-۲۷۷-
 شلٹ - (شہر) ۴۱-
 شونپس - (ایک علاقہ) ۹۴-۲۴۷-
 شہنشاہ یونان - (تاجدار قسطنطنیہ دولت)
 مشرقی) ۱۱۳-
 شہنشاہی یونان - (دولت مشرقی) ۲۸-۱۱۰
 ۱۱۲-۱۱۳-۱۳۸-
 شیرکوہ - (صلاح الدین کا چچا) ۱۰۹-۱۱۰-
 ۱۱۱-۱۱۳-
 شیرویہ - (ساسانی بادشاہ ایران) ۱۲
 شیکسپیئر - (شاعر) ۱۵۱-
 (ص)
 صدیق اکبر - (حضرت رسول امجد صلم کے پہلے)

سوابیا - (علاقہ) ۱۹۴-۱۹۶-
 سواسون - (مقام) ۲۰۵-۲۵۹-
 سوریا مورو - (شہر طائر) ۹۵-۹۰-۱۱۵
 ۱۱۹-۱۲۴-۱۲۷-۱۲۹-۱۳۸
 ۱۴۸-۱۴۶-۱۵۶-
 سولون - (یونانی مقنن) ۵۸
 سویٹن - ۴۴-
 سیاہ پوش راسمب - ۱۸۸-
 سیو - (مقام) ۹۳-
 سید یا سید - (رئیس ہوا ریحی) ۴۰-
 سیف الدین - ۱۶۵-۱۶۶-۱۶۸-۱۶۹
 ۱۸۱-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸
 ۲۳۰-
 سین - (دوریا) ۲۰۴-
 سینٹ پال - (مقام) ۱۹۰-
 ۱۹۳ (کا نواب) ۲۱۵-
 سینٹ پیرس - (روم کا بڑا کنیسہ) ۱۴۵
 ۲۳۵-
 سینٹ پول - (مقام) ۲۱۵-
 سینٹ وینیزیا سینٹ وینس - (شہر)
 ۹۶-۲۵۶-
 سینٹ صوفیا - (قسطنطنیہ کا بڑا گرجا)
 ۱۷۷-۲۰۴-۲۰۶-۲۱۴-
 سینٹ فلکس - (کنیسہ) ۲۱۰-
 سینٹ مارٹن - (ایک شہرک ون) ۲۳۹
 سینٹ مرس - (شہر وینس کا بڑا کنیسہ)
 ۲۲۴-
 سینٹ میچا کل - (ایک شہرک ون) ۲۳۹
 سیوارڈو - (رئیس ناروے) ۹۰-

۱۱۸-۱۲۲-۱۲۶-۱۳۸-۱۴۵

۱۶۹-۱۷۹-۲۷۶

طبریز (شہر) ۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۲۰-۱۲۷-۱۷۹
۱۷۹-۲۷۶

طبریز (کوتہ) ۲۷۹

طرابلس (شام کا شہر) ۸۶-۹۱-۱۱۶-۱۱۸

طرسوس (شہر) ۶۱-۶۲-۸۶-۸۹

طردنوس (ایک یونانی دیوتا) ۶

طریطہ (جسے فالیڈو کہتے ہیں) ۴۰

طوروس (کوسپار) ۱۱-۶۳

طورون (قلعہ) ۱۷۹

طولوس (شہر) ۳۴-۴۶-۵۵-۵۶

۶۱-۶۳-۷۱-۷۲-۸۱-۸۶

رئاب (ع) ۹۸-۲۷۲

(ع)

عادل (الملک العادل) ۲۳۱

عباسی (علم) ۱۵۲

عجم (ایران) ۱۱-۱۲

عراقی (وہ علاقہ جس کا مستقر بنیاد ہے) ۸۵

عرب ۲۳۰

عسقلان (شہر) ۸۲-۹۰-۱۰۳-۱۰۷

۱۲۰-۱۶۳-۱۶۹

عکہ (شام کا ساحلی شہر) ۱۲۰-۱۲۷-۱۴۸

۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۶

۱۶۲-۱۶۳-۱۶۸-۱۷۱-۱۷۲

۱۷۹-۲۷۶-۲۷۷

۲۶۳-۲۶۶-۲۶۷

(کاتب) ۲۰۵-۲۰۸

خلیفہ ۱۳

مقلیہ (رکسلی) ۳۵-۱۲۵-۱۲۶

۱۵۰-۱۷۲-۱۷۷-۱۸۳-۲۳۳

۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸

۲۶۵-۲۶۶

صلاح الدین (عظم) ۱۰۹-۱۱۱-۱۱۳

۱۱۴-۱۱۵-۱۱۸-۱۱۹

۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴

۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۳۸

۱۴۷-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۷

۱۵۹-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۵-۱۶۸

۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۲۴۴

صلاح الدین ٹانٹھ (ایک ٹکس جس میں چار
کا دسواں حصہ سیون سے صلاح الدین
کے مقابلے کے لیے لیا جاتا تھا) ۱۳۸

صلیب ۱

صلیب ملی (وہ خاص صلیب جس پر حضرت

مسیح مصلوب ہوئے) ۱۱۲-۱۱۹

۱۵۳-۱۵۷-۱۶۵-۲۳۱

صلیبی معرکہ (وہ صلیبی لشکر جو مجاہدین

صلیب اپنے لباس پر بنایا لگایا

کرتے تھے) ۳۳

صوفیہ (رکنیہ سینٹ صوفیہ) ۱۷-۲۰۴

(ض)

فرغام (مصر کا ایک فوجی افسر) ۱۰۸-۱۰۹

(ط)

طاطیکیر (الکیریس کا لٹننٹ) ۶۵

طالینس (شہر) ۱۰۱-۲۴۵

طائر (شہر سوریا صوفیہ) ۶۵-۹۰-۱۱۵

عمر فاروق - حضرت رسول خدا صلعم کے دو بیٹے

خلیفہ (۱۳-۱۴-۱۵-۱۸-۸۱)

(نغ)

غلاطہ - (قسطنطینیہ کا ایک محلہ) - ۲۰۰

غلاطیہ - (ایک علاقہ) - ۱۷

غیر متلو انا جیل (دو) بحلیین جو معہ دو غلام

جدیدین سے نکال ڈالی گئیں

- ۲۲۸

(ف)

فارس - (ایران) - ۱۰-۱۱-۵۱-۷۰

فاروق - (اعظم نبی حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

فاحی خلیفہ - ۱۵-۶۵-۸۲-۸۳

۹۰-۱۰۸-۱۱۱-۱۱۳-۱۱۴

فاحی خلافت (جو مصر میں قائم ہوئی تھی) - ۱۱

- ۱۱۳

فدائی - (بالمی) - ۲۶۶

فرغیہ - (علاقہ) - ۸۸-۸۹

فرانس - ۴۴-۵۶-۸۷-۹۴

۹۵-۹۶-۹۹-۱۰۰-۱۰۳

۱۰۳-۱۱۴-۱۱۶-۱۲۴-۱۳۵

۱۳۸-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۸-۱۵۰

۱۵۱-۱۵۵-۱۶۵-۱۶۸-۱۷۳

۱۸۰-۱۸۳-۱۹۰-۱۹۱-۲۰۳

۲۰۵-۲۰۸-۲۱۱-۲۲۲

۲۲۳-۲۲۴-۲۲۶-۲۲۷

۲۲۸-۲۳۰-۲۴۶-۲۴۹

۲۵۰-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱

۲۶۵-۲۶۶-۲۶۸-۲۷۳

فرانسیس - ۲۵۰

فرانسیسی - (لوگ) - ۴۱-۱۳۸-۱۶۳

۱۷۰-۲۰۱-۲۰۵-۲۳۱

۲۴۸-۲۶۰-۲۶۱ (زمانہ) - ۴۵

فرنگی - (شہر) - ۲۳۵-۲۳۶

فرنگ - (فرانسیسی لوگ) - ۱۶-۵۶

فرنگی - (فرانسیسی لوگ) - ۱۶۰-۱۶۱-۱۶۹

فرنگی - (موبہ) - ۶۱-۷۰

فرنگ اول - (شنشاد مغرب باربروسا)

۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۵۰

- ۲۳۳

فرنگ دوم - ۱۴۸-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۶

۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶

۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰

۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴

۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸

۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲

۲۵۳-۲۵۴

فریاش - (شہر) - ۱۷۳

فرغیہ - (ایک علاقہ) - ۱۷

فرنگ فورٹ - (شہر) - ۲۳۳-۲۳۵

فلانڈرس - (نواب) - ۴۶-۵۲

۵۵-۷۷-۸۲-۹۸-۱۰۰-۱۰۲

۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲

۱۹۷-۲۰۵-۲۰۶-۲۱۶-۲۱۷

۲۱۹-۲۲۱-۲۲۵

قلب اول - (بادشاہ فرانس) - ۲۶-۴۴

- ۴۵-۸۷

قلب آگسٹ - (شاہ فرانس) - ۱۳۷-۱۳۹

۱۴۰-۱۴۵-۱۴۷-۱۵۱

کارمل - (رکوع) ۲۲۹-	۲۲۰-۲۱۹-۲۱۸-۲۱۶
کارنھہ - (قرنطش) ۲۱۵-	۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴
کارنوال - (علاقہ) ۲۲۶-۲۲۷-	۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸
کاروجان - (ہاجم بلخاریہ) ۲۱۶-۲۱۸	۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-
کالوری - (وہ پہاڑی جس پر حضرت مسیح کے معصوب چرنے کا عیسائیوں کو خیال ہے) ۲-۸۰-۲۲۳-	تسلطین اعظم - ۸-۱۱-۱۲-۲۶-۸۱-۲۱۱
کامل - (الملک الکامل بادشاہ مصر) ۳۳۰-	قلعہ سفید - (شام میں) ۲۶۴-
۲۳۱-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵	قلعہ ارسلان - (ایشیائے کوچک کا ترکی باغ)
کاشینا - (کنینا - لہو نانی شاہنشاہ ہون کا خاندان) ۱۵۱-۱۵۲-	۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸
کاشینیب - (جزیرہ متعلیہ کی شاہزادی اور ہنری شاہ جرمن کی بی بی)	قلیقیا - (علاقہ) ۱۴۶-
۱۴۶-۱۵۰-۱۵۱-	لورادین - (ملک الاشرف کا غلام نام) ۲۳۱
کافون - (یہی لفظ ہے جو عربی میں قانون ہو گیا ہے بمعنی قانون دارکان)	توریہ - (توقیم ایشیائے کوچک کا ایک شہر)
۲۱۴-	۸۸-۹۹-۱۴۶-۲۲۲-
کیا دوقیہ - (علاقہ) ۱۴-	قیامہ - (قدیم شہنشاہ و شہنشاہان)
کرلیغا - (کروغا - سلطان حاکم موصل) ۶۰-	۵-۱۱-۱۲-۱۴-۱۹۴-۲۰۲
۶۲-۶۳-	۲۰۴-۲۰۶-۲۱۵-۲۲۰-
کرور - (کرورستان واسے - ایک مسلمان قبیلہ)	۲۲۳-
۱۰۹-۱۱۰-	قیساریہ - (شام کا ایک شہر) ۶۶-۱۰۰-
کرسمس - (یوم ولادت مسیح) ۵۳-۲۳۹-	۱۲۰-
کرک - (ارض مقدس کا ایک قلعہ) ۲۳۱-	قیسٹاشن ٹالٹ - (پوپ) ۱۴۳-۱۴۴-
کرپٹ - ۲۱۵-	۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-
کرتوریہ - (شہر) ۲۴-	(ک)
کدمانٹ - (شہر) ۲۴-	کاپوا - (کیپوا - شہر) ۵۲-۱۴۷-۱۸۸-
کدمانٹ کی کونسل - (جس میں مسیحی جہاد کا فتویٰ دیا گیا) ۱-۲-۳۰-۳۱-	۱۹۵-۱۹۶-۲۴۳-
	کارٹوف کیسل - (ایک قلعہ) ۴۶-
	کارٹونل - (پوپ کی مجلس کے باغی اہل)
	ارکان جن میں سے پوپ بھی منتخب ہوتا ہے) ۱۳۷-۱۸۴-
	۲۳۶-
	کارفیو - (شہر) ۱۴۲-

کونٹ آف پواٹو۔ (لونی نغمہ کا بھائی) ۳۶۲
کونٹ۔ بالڈون۔ ۶۰۔

کونٹی۔ (انگلستان کا کوئی ضلع) ۱۸۳۔

کوزاڈ۔ (جرمنی کا بادشاہ) ۹۶-۹۸-۹۹

۱۰۰-۱۰۱-۱۰۳-۱۲۴-۱۲۶

۱۲۶-۱۲۸-۱۸۵

کوزاڈ۔ (شہر منتر کا اسقف اعظم) ۱۶۹

۱۸۱۔

کوزاڈ آف طائر۔ ۱۶۵-۱۶۲-۲۲۶

کوزاڈ آف مائٹ فرٹ۔ ۱۲۰-۱۵۲

۱۵۶-۱۶۵-۱۶۶-۲۲۱

کونسل۔ (دین عیسوی کا اجتماع جو بمنظوری

پوپ ہوتا ہے اور تمام مذہب شریک

ہوتے ہیں) ۱-۱۳۸-۱۴۲

۱۶۴۔

کیٹیمین۔ (بالڈون کی پوتی) ۲۲۳۔

کیٹیموٹ۔ (عیسائیوں کا وہ اصلی مذہب

جس میں پوپ مقتدا مانا جاتا ہے)

۱۶-۲۱۲-۲۳۸-۲۵۵

کے خسرو۔ (قدیم کیانی بادشاہ ایران) ۵۸

۵۹۔

کیروٹین۔ (فرانس کا ایک پُرانا بادشاہ)

کیٹاؤنیا۔ (شہر) ۲۴۔

(ک)

گاتھ۔ (ایک قوم جس کو عرب مورخین قوط

کہتے ہیں) ۱۳۲۔

گاڈ فرے۔ (پہلی صلیبی لڑائی کا ایک سپہ سالار)

۴۵-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵

۵۶-۵۷-۶۱-۶۲-۶۳

۳۶-۴۰-۴۲-۴۶

کلمنٹی۔ (ایک شہر جہاں کی خانقاہ مشہور تھی)

۲۶-۹۶-۲۵۲

کلیر وو۔ (شہر کی خانقاہ) ۹۳-۲۷۲

کلیسیا۔ (دین عیسوی کا کوئی فرقہ جس کا

اصول جداگانہ ہو) ۴۔

کلیسیا سے روم۔ (رومن کیتھولک مذہب)

۱۹۶-۱۹۹-۲۱۲-۲۲۴

کلیسیا سے مشرق۔ (یونانی مذہب جو کبھی رعایا

ترک اور روس کا مذہب ہے)

۲۰۸۔

کلیسیا سے یونان۔ (وہی کلیسیا سے مشرق)

۲۰۴-۲۲۴

کلیمنٹ پنجم۔ (پوپ) ۲۶۰۔

کلیمنٹ چہارم۔ (پوپ) ۲۶۴۔

کلیئر وس۔ (ایک پاری) ۲۰۳۔

کسٹریٹ۔ (فرس کا زاوراہ) ۳۹۔

کٹسبری۔ (انگلستان کا ایک علاقہ) ۶۳۶

۱۳۹-۱۴۶

کنواری مان۔ (جناب مریم) ۵۰-۷۱۔

کورٹنے۔ (کارٹس جو سلین) ۹۰-۹۱۔

۱۰۶-۱۱۶-۲۱۹

کونٹی۔ (قدیم شہر تونسہ) ۶۱-۱۴۶

کولبا۔ (اسکاٹلینڈ کا ایک پُرانا ارہب)

۲۱۱۔

کولونیا۔ (علاقہ) ۴۱-۲۲۹-۲۷۳

کومان۔ (ایک فرقہ) ۲۲۲۔

کونٹ۔ (ایک معزز لقب) ۶۰۔

کونٹ آف انجو۔ (لونی نغمہ کا بھائی) ۲۶۲

گورنر (قلعہ) ۱۶۲-	۶۶-۶۳-۶۰-۶۶-
گوسا- (شہر) ۱۶۲-	۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۸-
گولڈن نوٹڈیم- (ایک عورت جو صلیبی تھا) کے لیے طورقون کی سردار بن گئے	۹۰-۹۱-۹۲-۱۳۲-۱۳۲-
روانہ پونی تھی) ۹۸-	۱۳۴-۱۶۶-۲۶۱-۲۶۰-
گے آت لوزگن- (شاہ بیت المقدس)	کا ڈونے دی پونیون- ۲۳۴-
۱۱۶-۱۱۸-۱۲۶-۱۴۴-۱۴۸-	کا ڈون کا بیٹا- ۲۲-
۱۵۲-۱۶۵-۱۶۶-۱۸۲-	کا سٹن آت برن- (صلیبیوں میں کا ایک انجینیئر) ۷۸-
گیبرٹ- (پوپ کا ایک حریف) ۳۵-	کا ڈو- (دوسرے کا پادری) ۱۹۵-
گیبپی ٹولن- (رومین کا پڑانا مذہب)	گر جا- (مسیحی معبد)
گیلف- (ڈیوک) ۴۰-	گریک فائر- (آتش یونان) ۱۳-
گیبن- (شہر) ۹۴-	گریگری- (نقیہ کا) ۹-
(ل)	گریگری اعظم- (پوپ) ۱۰-۲۱-۱۸۴-
لا زنجن- (ایک مقام جسے اب لورین کہتے ہیں) ۴۵-۹۴-۸۵-	۲۳۶-
لاٹران کی تیسری کونسل- (اس شہر کا نام بعض جگہ لاٹران لکھا گیا) ۱۳۴-	گریگری سوم- (پوپ) ۱۴۶-
لاؤقیہ- (شام کا ایک شہر) ۷۶-۸۴-	گریگری ہفتم- (پاپائی بریٹن) ۲۱-۲۲-۱۸۴-
لا دولیقا- (شہر) ۱۰۰-	۲۳۶-
لارسا- (تختی کا ایک شہر) ۲۴-۲۶-	گریگری ہشتم- (پوپ) ۱۳۷-
لاٹران- (لاٹران کی چوتھی کونسل) ۲۲۹-	گریگری نهم- (پوپ) ۲۲۶-۲۳۶-۲۳۷-
لاطینی- (یورپ کی ایک قوم جو قرون وسطی میں غالب اور دین مسیحی کی حامی تھی) ۱۸-۴۸-۵۹-	۲۳۸-۲۳۹-۲۴۴-
۱۰۹-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۴-۱۲۸-	۲۵۴-
۱۳۴-۱۴۶-۱۴۹-۱۷۸-	گریگری دهم- (پوپ) ۲۶۷-
۲۰۰-۲۰۳-۲۰۴-۲۱۰-۲۱۵-	گریڈو ڈونٹک- (مستند علیہ اعظم) ۵۵-
۲۱۶-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-	گسکارڈ- (رابرٹ- بوسیا ڈکا باپ) ۲۴-
۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-	۴۶-۴۷-
	گوسلٹر- (علاقہ کارل) ۲۶۵-
	گڈشیا- (علاقہ) ۴۰-
	گوشیپک- (رہا سب) ۳۲-
	گوئی- (بوسیا ڈکا کا ایک بھائی) ۷۰-

لورنو۔ (اس شہر کا نام کو۔ نو ہے ترجمے میں
کاتب کی غلطی سے لورنو ہو گیا)
لوتھر۔ (شہر۔ کا ایبٹ) ۲۰۵۔
لوسدوئی۔ (علاقہ کا پادری) ۵۵۔ ۷۱۔
۸۹۔
لوئی۔ (سینٹ) ۹۔
لوئی۔ (نواب بلواو چارٹرس)
لوئی ششم۔ (فریب۔ شاہ فرانس) ۷۹۔
لوئی ہفتم۔ (شاہ فرانس) ۷۹۔ ۹۹۔
۹۸۔ ۱۰۰۔ ۱۰۳۔ ۱۰۵۔
لوئی شہتم۔ (شاہ فرانس) ۲۶۰۔ ۲۷۰۔
لوئی ششم۔ (شاہ فرانس) ۱۳۴۔ ۱۳۵۔
۲۵۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔
۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔
۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔
۲۶۳۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔
لوتھوآینہ۔ (مقام) ۲۶۹۔
لیڈیا۔ (ایک تاریخی ملک) ۹۹۔
لیکاؤنیا۔ (علاقہ) ۹۹۔
لینگوڈوک۔ (مقام) ۳۶۔
لیوپولڈ۔ (جس نے ویانا کے قریب شاہ
رچرڈ کو گرفتار کیا) ۱۷۳۔ ۱۷۵۔
لیودیم۔ (پوپ) ۲۲۶۔
لیوسوم۔ (پوپ) ۲۲۔ ۱۸۴۔
لیون۔ (شہر) ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔
لیونس کی کونسل۔ ۲۲۲۔
لی آئیر۔ (کا مقدس اعظم) ۲۶۷۔
لے پیو۔ (کے گھوڑے) ۲۲۵۔
لی نجن۔ (مقام جہاں کا میس پہلی صلیبی

۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔
لاطینی سلطنت۔ (جوارش مقدس بن
قائم ہوئی تھی) ۱۰۵۔ ۱۰۷۔
۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔
۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔
۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔
۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔
۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔
۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔
۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔
۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔
۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔
۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔
۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔
۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔
۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔
۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔
۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔
۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔
۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔
۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔
۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔
۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔
۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔
۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔
۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔
۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔
۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔
۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔
۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔
۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔
۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔
۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔
۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔
۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔
۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔
۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔
۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔
۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔
۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔
۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔
۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔
۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔
۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔
۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔
۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔
۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔
۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔
۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔
۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔
۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔
۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔
۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔
۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔
۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔
۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔
۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔
۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔
۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔
۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔
۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔
۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔
۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔
۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔
۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔
۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔
۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔
۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔
۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔
۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔
۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔
۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔
۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔
۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔
۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔
۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔
۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔
۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔
۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔
۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔
۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔
۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔
۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔
۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔
۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔
۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔
۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔
۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔
۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔
۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔
۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔
۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔
۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔
۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔
۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔
۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔
۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔
۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔
۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔
۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔
۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔
۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔
۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔
۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔
۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔
۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔
۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔
۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔
۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔
۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔
۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔
۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔
۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔
۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔
۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔
۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔
۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔
۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔
۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔
۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔
۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔
۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔
۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔
۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔
۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔
۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔
۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔
۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔
۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔
۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔
۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔
۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔
۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔
۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔
۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔
۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔
۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔
۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔
۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔
۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔
۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔
۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔
۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔
۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔
۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔
۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔
۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔
۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔
۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔
۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔
۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔
۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔
۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔
۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔
۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔
۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔
۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔
۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔
۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔
۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔
۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔
۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔
۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔
۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔
۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔
۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔
۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔
۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔
۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔
۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔
۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔
۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔
۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔
۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔
۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔
۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔
۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔
۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔
۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔
۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔
۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔
۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔
۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔
۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔
۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔
۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔
۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔
۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔
۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔
۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔
۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔
۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔
۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔
۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔
۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔
۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔
۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔
۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔
۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔
۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔
۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔
۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔
۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔
۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔
۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔
۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔
۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔
۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔
۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔
۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔
۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔
۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔
۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔
۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔
۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔
۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔
۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔
۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔
۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔
۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔
۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔
۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔
۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔
۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔
۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔
۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔
۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔
۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔
۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔
۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔
۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔
۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔
۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔
۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔
۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔
۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔
۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔
۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔
۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔
۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔
۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔
۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔
۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔
۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔
۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔
۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔
۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔
۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔
۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔
۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔
۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔
۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔
۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔
۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔
۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔
۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔
۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔
۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔
۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔

مراکش - (جسے مراکو کہتے ہیں) ۲۲	رائی مہینہ کا ایک سروار تھا (۲۲-۴۲)
مرفس - (رواری کج مرفس کے نام کا کنیسہ)	(م)
دنیس مین (۱۹۳-)	مارٹن - (سینٹ) ۱۸۱-
مرقیہ - (علاقہ) ۴۰-	مارٹن - (قطر قیاد) ۱۹۰-
مرو و بھین - (دیکھو بیرو و بھین)	مارٹن - (ایک مقدسے دین) ۱۹۲-
مریم - (علیہا السلام) ۵۰-۲۲۲-۲۲۴-	مارس - (سینٹ) ۷۳-
۲۵۲-	مارسلین - (فرانس کا ایک ساحلی شہر) ۱۹۲-
مساد - (شہر) ۱۴۳-	۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-
مسجد اقصی - (میت المقدس کی مسجد جسے	مارس - (علاقہ) ۲۳۰-
حضرت سلیمان نے تعمیر کیا تھا) ۶۹-	مارک - (ایک سیکہ) ۳۹-۱۳۶-۱۳۰-
۹۵-۱۲۶-۱۳۵-۲۱۰-	۱۴۱-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۶-
۲۴۲-	۲۴۲-
مسجد عمر - (مسجد اقصیٰ کو مسجد عمر	مارکوس آف مانت فرٹ - ۱۹۵-۱۹۶-
کہتے ہیں) ۱۴-۷۹-۱۱۷-۱۲۱-	۱۹۷-۲۰۵-
۲۱۰-۲۲۳-	مارگریٹ - (برائوس کی شاہزادی اور شاہ
مستفی بالعد عباسی - (خلیفہ بغداد) ۱۱۰-	فرانس شہری شہم کی ملکہ) ۲۵۰-
۱۱۳-	مالسبری - (ایک علاقہ جہاں کا ولیم ایک
مسیح - (علیہ السلام) ۹۵-۱۱۹-۱۲۸-	موتی تھا) ۳۱-۳۲-۴۷-
۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-	مانٹرل - (راض مقدس کا ایک قلعہ) ۲۳۱-
۱۸۵-۱۹۱-۲۰۴-۲۲۲-	مانٹ فرٹ - مانٹی فرٹ - (علاقہ) ۹۱-۱۲۰-
۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-	۱۹۲-۱۹۳-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-
۲۵۱-۲۵۲-۲۵۵-۲۶۲-	۲۰۶-۲۰۵-
مسج کا گرجا - (غریب سبھی) ۱۹-	مانٹ فورٹ - (علاقہ) ۱۹۰-۱۹۵-۱۹۹-
مسیحا - (شہر) ۱۵۰-۱۵۱-	۲۱۴-۲۱۸-۲۲۱-۲۶۵-
مشرقی شہنشاہ - (تسلطینیہ کا تاجدار) ۲۳-	۲۷۲-
۴۷-۵۲-۱۱۳-	تھمز - (سویج دیوتا) ۹-
مشرقی شہنشاہی - (دو سلطنت جو روم کی	جمعہ بکڑا کرے نان - ۲۱۵-
سلطنت سے الگ ہو گئی تھی	محمد - (صلعم) ۱۱-۲۳۵-
اور اس کا دار السلطنت تسلطینیہ	مرینیہ - (طیبہ) ۸

میردنجی (فرانس کے قدیم سلاطین کا ایک شاخ)
۱۱۲-۱۰۸-۲۲

میری (مصر والی) ۱۸۷-
میری (جان آف برین کی بی بی حکومت
بیت المقدس کی حقدار) ۲۲۱-

۲۲۶-۲۲۷
میری میکڈاٹن - (حضرت مسیح کی ایک متفقہ موت
جو آپ کے زمانے میں تھی) ۱۸۷-

میکاکہ - (تورہ کا ایک تاریخی نام) ۲۹-
میکائیل - (سینٹ) ۵۰-

میکائیل پیلو لوگس - (قسطینیہ کا) ۲۲۲-
۲۶۷-

مینارڈ - (کوئزڈ کا ایک جینیوا حاکم قلعہ گورنر)
۱۷۲-

مینیز (شہر) ۹۸ (کا اسقف) ۱۷۹-۱۸۱-
مینس - (قلعہ) ۱۳۰-

مینول - (شنشاہ یونان) ۹۸-۹۹-
۱۱۳-

میوز - (دریا) ۵۱-
(ن)

نابولی - (ایک شہر) ۲۱۵-
نارٹھسٹن شائر - (علاقہ) ۱۳۸-

نارٹھ لینڈ (علاقہ) ۱۴۱-
ناسٹک - (وہ سچی فرشتے جو بے دین اور

مخد خیال کیے گئے) ۴۲-
نامرہ - (ارض جلیل کا شہر جس میں حضرت

مسیح کا نشو و نما ہوا) ۲-۲-
۱۰-۲۶۲-۲۶۲-۲۶۲-

-۲۶۶

نارمن - (نسل) ۳۵-۴۱-۴۳-۴۱-
۶۷-۸۲-۸۶-۱۰۴-۱۱۰-

۲۳۸-
نارمنڈی - (فرانس کا ایک علاقہ) ۲۲-

۴۰-۴۵-۵۲-۶۳-۷۷-
۱۳۵-۱۴۱-۱۴۳-۱۶۱-۲۶۱-

نارمن ولیم - (پوپ ہلڈی بنیڈ کا دوست
جس نے انگلستان کی سلطنت

پر حملہ کیا تھا) ۲-
ناروس - (شمالی یورپ کا ایک ملک) ۹-

نارٹ - (وہ سچی باشندے جو مذہبی حاد کے
کے لیے اپنی زندگی سپہری

کی نذر کر دیتے تھے) ۲۹-
نارٹس آف ویٹیل - نارٹس ٹیلرز (ایک

اعزازی سپہگراں گروہ جو ارض
مقدس کی حمایت کے لیے عیسائیوں

میں تیار کیا گیا تھا) ۹۵-۱۰۱-
۱۲۹-۱۳۰-۱۳۶-۱۵۱-

۳۴۱-
نارٹس آف ویٹیل - نارٹس ٹیلرز

(ایک اعزازی سپہگراں گروہ جو
دینی خدمت کے لیے عیسائیوں

میں تیار ہوا تھا) ۱۲۴-۱۲۹-
۱۳۰-۱۵۱-

نارٹسوس - (شہنشاہ قسطینیہ کا ایک
دلی) ۴۳-

نجات دہندہ - (حضرت مسیح) ۱۴-۲۷-
۲۹-۴۱-۷۷-۱۳۷-

۱۶۴-۱۹۸-۲۲۲-۲۵۲-

نہون۔ (فرانس کا ایک شہر حدود اسپین کے قریب) ۳۴-
 زسین بنی ڈکٹ۔ (سفری یورپ کا ایک قدیم اہم اور مقتدا) ۲۱۱-
 نکاسیہ۔ (نیقیہ) ۴۴-۵۱-
 نکولس۔ (ایک کاشتکار کا لڑکا جو بین ہزار جرمن لڑکوں کو جمع کر کے مصلیٰ جاد کے لیے گھر سے نکلا تھا) ۴۳-
 نکولس چارم۔ (یورپ کا ایک بادشاہ) ۲۶۸-
 نکلیفورس سوم۔ (شہنشاہ قسطنطنیہ پڑا ہلوی برینڈ کا معاصر) ۶۳-
 نور۔ (وہ علاقہ جو یولاندہ کا ورثہ تھا) ۲۲۰-۲۲۳-
 نواب آرٹو۔ ۲۵۸-
 نوردام۔ (فرانسیسی زبان میں ان لفنون کے معنی ہیں "ہماری خاتون" عبارت حضرت مریم سے ہے) ۵۰-
 نورسیہ۔ (فرانسیسی زبان میں ان لفنون کے معنی ہیں "ہمارے جناب" مراد حضرت مسیح سے ہے) ۵۰-
 نورالدین بن زنگی۔ (نیک نفس اور بہادر بادشاہ و شوق جو مسلمانوں میں ولیوں کا مرتبہ رکھتا تھا) ۱۰۶-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۲-۱۱۳-
 ۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-
 نوشیروان۔ (عادل۔ مشہور ساسانی تاجدار عجم) ۱۰-

نوی۔ نوی۔ (علاقہ) ۸۹-۹۸-۱۵۱-
 ۱۵۲-۲۳۰-۲۴۷-
 نیپلز۔ (اطالی کا ایک مشہور ساحلی شہر) ۸۸-۱۷۷-۲۳۹-
 نیپولین اول۔ (فرانس کا مشہور فلاح) ۱۳۳-
 نیقیہ۔ (ایشیائے کوچک کا ایک قدیم شہر جسے نکاسیہ بھی کہتے ہیں) ۹-۱۷-۶۰-۸۸-۲۱۵-
 ۲۱۸-۲۲۰-۲۲۴-
 نیل۔ (مصر کی مشہور ندی) ۱۱-۱۱۱-۱۱۲-
 ۱۱۳-۲۲۴-۲۳۳-
 نینوا۔ (عراق کا پُرانا شہر جس کا کبھی بڑا دور دورہ تھا۔ اور اب اُس کے صرف کھنڈر بچے ہیں) ۱۱-
 نیوی۔ (شہر) ۱۸۷-۱۸۸-۱۹۰-۲۳۶-
 (۹)
 وارن۔ (علاقہ) ۹۸-
 واطرینس۔ (جہاں شہنشاہ نیقیہ کا مقبرہ) ۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-
 والٹر۔ (برین کا) ۱۹۰-
 والٹر مفس۔ ۴۱-۴۳-۴۴-۸۸-
 ۹۷-
 ویٹری۔ (یورپ کا ایک شہر) ۹۴-
 ویردون۔ (شہر) ۴۲-
 ورماندو۔ (علاقہ) ۴۵-۵۲-۶۱-۶۵-
 ۸۲-۸۹-۹۴-
 ورونی۔ (شہر) ۲۳۵-
 ورونا۔ (شہر) ۱۳۷-

دیانا۔ (شہر) آسٹریا کا موجودہ دارالسلطنت
۱۷۳-

ڈیوئی کین۔ (شہر) روس کا عجائب خانہ ۳۲-
ونیس۔ (اٹلی کا ایک شہر جو عجائبات میں
سچے) ۹۰-۱۷۲-۱۹۰-۱۹۱-

۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-

۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-

۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-

۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-

۲۱۵-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-

۲۲۵-۲۲۹-۲۳۰-

ویل ہارڈوین۔ (علاقہ جہان کا حاکم جیاد کے
مشہور ہے) ۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-

۱۹۳-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۸-

(۵)

ہارون رشید۔ (مشہور خلیفہ عباسی) ۲۶۶-

ہاسپل۔ (ٹائٹ) ۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-

۱۳۰-۱۳۶-۱۳۸-۱۳۹-

۲۳۱-۲۳۸-۲۳۹-

۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-

ہالبرسٹاٹ۔ (شہر) ۲۰۵-

ہیروڈ۔ (دوریا) ۲۱۵-

ہیرقلوس۔ (قیصر) ۲۴۲-

ہیرقلہ۔ (شہر) ۶۱-

ہیرقلیوس۔ (بیت المقدس کا استغفار و عظمیٰ)

ہیرین آف سلاویا ساوا۔ ۱۳۸-۱۳۹-

۲۴۳-۲۴۴-

ہیرڈوٹس۔ (قدیم یونانی مورخ) ۵۰-

ہیرلیڈ۔ (ایک نامور شخص جو قتل کیا گیا) ۲۲-

وزلے۔ وزیلے۔ (شہر جہان ایک کونسل میں)

تھی ۹۴-۱۴۴-

وکر ٹرائٹ۔ (پوپ) ۲۵-

ولیم آف ٹامٹر (مورخ) ۳۲-۱۱۵-۱۲۸-

۱۳۸-

ولیم آف مالمسبری۔ (مورخ) ۳۱-۳۲-۳۳-

ولیم آف میلون۔ ۶۵-

ولیم احمد۔ (انگلستان کا بادشاہ) ۴۱-

ولیم۔ (حاکم پوائنڈو گین) ۹۴-

ولیم دوم۔ (شاہ انگلستان) ۴۵-

ولیم دی بیٹرو۔ (انگلستان کا بادشاہ
جسے پوپ ہلڈی بریڈ نے تاج د
تخت دلوا یا) ۲۲-

ولیم ریویس۔ (انگلستان کا ایک تعلقہ)

جس نے اپنے بھائی۔ ابرٹ کا
علاقہ رہن دکھایا) ۳۶-

ولیم فاتح۔ (ایک قدیم انگلستان کا بادشاہ
جس نے انگلستان کو فتح کیا
تھا) ۱۶-

ولیم لانگ چیمپ۔ ۱۷۳-

ولیم لانگ سورڈ۔ ۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-

۲۵۹-

ولیم نیک نفس۔ (عقلیہ کا بادشاہ) ۱۵-

ولیم۔ (ہنری دوم کا حریف اور شاہ اسکاتلینڈ
۱۳۵-۱۴۱-

ولیم۔ (شہر) ۲۷۳-

ووری لاس۔ (کالوچان حاکم بلغاریہ کا
جانشین) ۴۱۸-

ویریر۔ (کا پادری) ۱۹۵-۱۹۶-

۲۰۰-۲۰۸-۳۱۰-۲۱۲-۲۱۳

۲۱۴-۲۱۹-۲۱۸-۲۱۹

۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۵

-۲۶۹

یہودا- (ارض یہودا) ۴-۳۳۴

یہود- یہودی- ۳۸-۴۲-۴۳-۴۹

۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۳-۲۳۸

-۲۵۲-۲۵۳

رفیق (۴۵-۵۲-۵۳-۵۴)

۶۱-۶۳-۶۵-۸۶-۸۹

۹۴- پیوغ سوم- (شاہ قبرس)

-۲۶۴

پیوغ- (سینٹ پول کا) ۱۹۰-

پیوغ- (مغوضہ نام) ۱۶۲-

(ی)

یارک- (علاقہ) ۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-

یافا- یافہ- (شہر) ۴۴-۴۸-۸۳-۱۲۰-

۱۴۳-۱۶۴-۱۶۸-۱۶۹-۱۶۹

۱۸۱-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۵-

-۲۶۶-۲۴۸

یردن- (دریہ) ۸-۱۴۶-۱۶۳-

یردشلیم- (بیت المقدس) ۳-۴-۱۰۱-

۲۶۸-۲۶۹-۲۳۶-۲۳۸

-۲۶۹

یوحنین سوم- (پوپ) ۹۵-۹۶-۱۰۰-

-۱۸۸

یوحنا- (پیسما دینے والا) ۱۴۴-

یوحنا- (دلی) ۱۹-

یوشاس- ۴۵-۹۰-

یوشع- ۴۸-

یولاندہ- (ہنری شاہ بلغاریہ کی بہن) ۱۱۹

-۲۲۰-۲۲۱

یونان- (دشمن شاہ) ۵۶-۶۵-۱۰۴-۱۱۳

(کلیسیا) ۲۰۴-۲۴۴- (کلیسیا)

۲۰۳-۲۱۳- (ملک) ۲۲۴-

-۲۲۹

یونانی- یونانیون- ۵۸-۵۹-۱۲۳-



حروب صلیبیہ
یعنی ایک عالم لپٹنے
لڑائیوں کا سلسلہ

نومبر ۱۹۵۷ء

حروب صلیبیہ اُن لڑائیوں کو کہتے ہیں جن کے نبرد آزما قلعوں کی جگہ صلیب کے نشان اپنے سینوں پر بنانے کے میدان میں آتے تھے۔ اور اسی دینی تسنن کی بدولت آپ کو اس امر کا ذمہ دار سمجھتے تھے کہ ارض مقدس اور حضرت مسیح کے روضے کو غیر مذہب والوں کے ہاتھ سے چھین لیں۔ اس مہم کا خیال دورانہ پیش پاپاؤن اور پوجوش مسیحیوں کے دل میں ایک مدت سے جلا آتا تھا۔ لیکن پہلے پہل اُس اظہار اُس وقت ہوا جب کہ کیرمانٹ کی کونسل میں پوپ آدین ثانی کی پرکارت تقریر نے کئے کے بعد کل سامعین نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اسی متبرک لڑائی خدا کی مرضی کے موافق جو کہ اگر ہم ان لڑائیوں کو محض انتہا دینے کے عام جوہر کا نتیجہ خیال کریں تو غالباً یہ صحیح ہوگا۔ اس لیے کہ اس قسم کی لڑائیاں نہ کبھی مسیحی دنیا میں آئیں ہوئی تھیں۔ اور نہ کبھی اس طرح اور اس شان کے ساتھ مسیحی سلطنتیں کسی غیر سلطنت سے لڑی تھیں۔ مدبران ملک عام اس سے کہ پوپ ہون یا بشپ۔ بادشاہ ہون یا قلعہ دار اُس جوہر سے بیشک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو پوپر دینی ہر مٹ نے اپنے وعظ و بند سے

۱۔ جس طرح مسلمانوں کی فتنہ میں اجماع کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہو اُسی طرح مسیحیوں میں کونسل کے فتوے اور فیصلے اُن کے نزدیک واجب العمل ہیں۔ شرط یہ جو کہ ہر کونسل پوپ کی میر مجلسی یا اُس کی رضامندی سے منعقد ہو اور اتفاق کی خبر باضابطہ طور پر ماری دیا سکے مقتدا یا ان دین عیسوی کو کر دی گئی ہو۔ اسی بہت سی کونسلیں عیسائیوں میں قائم ہو کر دین میں ترقی و تبدیلی کرتی رہی ہیں۔ انہیں میں سے ایک کیرمانٹ کی کونسل تھی۔ جو ۱۰۹۷ء میں شہر کیرمانٹ میں منعقد ہوئی۔ اور اُسی کونسل نے فیصلہ کیا کہ بیت المقدس کے لیے لڑنا جائز ہو۔ ورنہ اس سے پیشتر عیسائیوں میں مذہب کے لیے لڑنا ناجائز سمجھا جاتا تھا۔

۲۔ پوپر دینی ہر مٹ یعنی بطرس راہب ہی وہ شخص ہو جو بیت المقدس میں عیسائیوں پر مسلمانوں کو تشدد کرتے

پیدا کر دیا تھا۔ لیکن اصل یہ جو کہ روم کے پاپاؤن - شہنشاہوں - فرمان رواؤں - غرض کسی کا اثر اس کو نہیں ہو سکتا تھا کہ اس پر تعصب راستے کا ایک ایسے کھل جائیں کہ اُس کا پانی دشمنوں کو بے دست و پا کر کے جس طرف چاہے بہا لے جائے۔ اس بالکل نئی قسم کی لڑائی لڑنے کی تحریک اگر لوگوں میں پیدا ہوئی تو پاپا سترکی کو نسل میں جو ۹۹۹ء میں منعقد ہوئی تھی پانڈکورہ ہالا کلرمانٹ کے کونسل میں - اگر یہ کہا جاتا کہ چرچ پوپ اربن ثانی کی ایک برکت تھا - اس لیے کہ اُس نے پادریوں کو آمادہ کیا کہ مسلمانوں کو بزور شمشیر دین عیسوی میں شامل کرین تو یہی نہیں ہو سکتا - اس لیے کہ ایسی ہی برکت اس اقدس سے تقریباً ۳۰ سال پیشتر پوپ روم ہلڈربرینڈ نے اپنے دوست مارن ولیم کو بھی دی تھی جس نے کوشش کی تھی کہ رومی ہند اہل انگلستان کو قتل کر کے وہاں کے منتخب شدہ فرمان روا کا تخت چھین لے۔

مستند

لیکن مارن ولیم کا انگلستان پر چڑھائی کرنا صرف ایک ایسے بادشاہ کا فعل تھا جسے اپنے فائدے کی ضرورت ہو - اور جسے اُن دنوں پر پولاطینان جو جن کی مدد سے وہ اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتا تھا بیشک مارن ولیم نے اُس جھنڈے کے نیچے جو پوپ الکزنڈر ثانی نے اُسے بھیجا تھا بہت سے لوگ انگلستان کی حکم کے واسطے جمع کر لیے تھے۔ لیکن اُن لوگوں میں اگر کوئی جو ش تھا تو صرف اس خیال سے کہ ہمیں اس حکم کی تکلیف کے صلے میں انگلستان کا ایسا ملک مل جائے گا - اس حکم میں اور حروب صلیبیہ میں جن کا بانی مہاتی پٹروی ہرٹس ہوا برٹانیان فریق یہ تھا کہ ان لڑائیوں میں وہ مسیحی جو اپنے گھوڑوں میں صلیب لٹکا کے گھر سے چلے تھے شکست - بربادی اور موت کو بھی ویسا ہی قابلِ شکر سمجھتے تھے جیسا فتح اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں کو - اُن کو اُس سرزمین میں جانے کی جلدی تھی جہاں اُن کے روحانی بادشاہ نے اپنے آسمانی تخت سے اُن کے انسانی جامہ پہنا تھا - جہاں خدا کے بیٹے نے بیرون صبر کے ساتھ شفقت کی تھی - بیماروں کو چھایا تھا - مصیبت زدوں کو مصیبت سے بچھڑایا تھا اور مرزوں کو زندہ کیا تھا - یہاں تک کہ آخر کار وہ اپنی صلیب کندھے پر لیکر کاٹھری کی چوٹی پر گیا تھا اور وہاں اپنی قربانی چڑھا کے اسی حالت میں جب کہ زلزلے نے اُس کی قبر کو شش کر دیا تھا اس باعث تحقیر جامہ انسانی کو جسم سے اُٹار کے چھینک دیا تھا - اُن کے خیال میں یہ کل سرزمین حضرت مسیح کی قدموں کی برکت سے دیکھ کے دایب گیا - اور ایلطالیہ فرانس جرمن اور تمام ممالک یورپ کی سرٹوکن پر روتا پھرا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں نے چھین لیا - اور جب پوپ اربن ثانی نے بھی اُس کی تائید کی تو سارا یورپ تواب سمجھ کے لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور اسی وقت سے حروب صلیبیہ کی ابتدا ہوئی -

عہ وہ پہاڑی جس پر حضرت مسیح کے لیے سولی کھڑی کی گئی تھی -

مشرک ہو گئی تھی۔

لہذا اصل یہ ہو کہ یہ صلیبی لڑائی جس کا جوش پیدا کرنے کے لیے پڑوسی ہر مٹانے و غٹانے کی تھی اور اس کی تصدیق و تائید پوپ اربن ثانی نے کی تھی صرف عام اعتقاد اور پوپ کے فتوے دے دینے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ یہ فتوے روم کے شاہی خاندان کے آئینی روایات سے متنبط تھا اور یہ اعتقاد اس تعصب کی بدولت تھا جو ہر مذہب والے کو ہوتا ہو۔ مگر یہ دونوں باتیں حضرت مسیح اور ان کے شاگردوں کی اس تعلیم کے بالکل خلاف تھیں جو نئے عہد نامہ (انجیل) میں درج ہو کسی مقام کو بظاہر برکت و تقدس دوسرے مقام پر ترجیح دینا دیکنا رانجیل کے اس فقرے سے کہ اب وہ وقت آگیا ہو کہ لوگوں کو باپ کی پرستش صرف پرورش پاکہ سارن پر نہ کرنی چاہیے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ سب لوگ سب مقامات پر خدا سے برابر کی قربت رکھتے ہیں۔ اگر اس حصہ کو دیکھیں جو کہ امساں احوال میں کی جاتی ہے تو اسی میں کہیں پر کسی بات سے یہ نہیں پیدا ہوتا کہ بیت اللحم بیت المقدس۔ نامرہ یا یحیرہ اہلیل بنات خدا ایسے مقامات ہیں جن کی وجہ سے کوئی جوش پیدا ہونا چاہیے۔ اس حصہ انجیل میں مسیح کے شاگردوں کے افعال و اقوال و فتی ضرورتوں کے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔ قبل اس کے کہ انسان کی نسل ختم ہو ابن آدم پھر دنیا میں آکر انصاف کرے گا، اور اس کے اجلاس پر مڑے اپنی قبروں سے اٹھ کر آئینگے۔ لہذا کسی مقام کو دوسرے مقام پر ترجیح دینا ایسے لوگوں کی ریلے کے بالکل

عہد سے یوں حضرت مسیح کا مطلب سمجھنے میں پہلی ہی غلطی ہوئی ہو کہ جانتے ہیں بڑا حضرت سلیمان کا بنایا ہوا خانہ خدا تعلیمات عیسوی کے بعد متروک ہو گیا۔ مگر یہ بالکل غلط فہمی ہو حضرت مسیح نے فرمایا تم میرے باپ کے گھر کو کھو دو اور میں تین دن کے بعد پھر تمہارے گھر کا رکھ دوں گا۔ اس جملے سے یہ مطلب نکالنا کہ خانہ خدا کو آپ کے کر لیتے تھے بالکل حماقت ہو۔ بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہو کہ آپ اُسے اپنے باپ یعنی پروردگار کا گھر تسلیم کرتے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ ”اب نماز و عبادت اسی گھر میں نہیں بلکہ ہر جگہ ہو سکتی ہو“ اس سے بھی یہ حسین لازم آتا کہ خانہ خدا کی وقت کم ہو گئی۔ یہودیوں کی سلیمانی کے سوا اور کین عبادت نہ کرتے تھے اس حکم کو حضرت مسیح نے عام کر دیا کہ نماز جاننا چاہو پڑھو مگر یہ بھی سمجھتے رہو کہ یہ خانہ خدا اور مقدس مقام ہو۔ جہاں کہ دین اسلام میں ہو۔ کہ نماز ہر جگہ کر سکتے ہیں مگر کوہ کی بزرگی دیسی ہی قائم ہو جیسی کہ پہلے تھی۔ مسیحوں کے پیچھے چہرہ مسیح فرشتے ہیں جیسا کہ سلیمانی کو نہیں چھوڑا تھا مگر وہ تباہ کر دیا گیا۔ بعد اس کے کلیسیاے روم نے جیسا کہ سلیمانی کو چھوڑ دیا مگر حضرت مسیح کے جابے ولادت اور مقبرے وغیرہ کو نہایت مقدس و مشہور بنائے گئے۔ لیکن آخر میں یہ تو قریب شاگردوں نے یعنی پرورش کنندہ مذہب والوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ کسی جگہ یا کسی شہر کو کسی اور جگہ یا شہر پر ترجیح

خلاف ہر جن کا قول تھا کہ وقت بہت کم ہو جن لوگوں کی بیویاں ہیں اُن کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُن کی بیویاں نہیں ہیں جنھوں نے کچھ خریدا ہو وہ یہ جانیں کہ اُنھوں نے نہیں خریدا۔ اور جو لوگ غم خوشی میں مبتلا ہونے ہوں اُنھیں یہ سمجھنا چاہیے کہ غم تھا اور نہ خوشی تھی۔ علاوہ اس کے مقدس پولوس نے کہا جو کہ ”میں نے مسیح کو جامہ انسانی میں جانا لیا لیکن اب کبھی اُن کو اس حیثیت سے نہیں جانوں گا۔“

لہذا اُس کی رسلے میں بائی مذہب عیسوی کی شکل محض روحانی تھی جو خطوط اُس نے نو مسیحی کلیسیائیوں کے یاروں کو لکھے اُن سے کسی طرح یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ بیت المقدس یا ناصره کا خیال کرنے یا اُن کے دیکھنے سے اُس کے دل میں یہ نسبت ایسے مقامات کے جیسے کسی تاریخی واقعے کو تعلق نہ ہو کچھ زیادہ خیال پیدا ہو گا۔ وہ کمین یہ تسلیم کا ذکر کرتا بھی جو تو اس طرح نہیں کہ اُس میں کوئی خاص تقدس ہو۔ اُس کا کام تھا کہ اُس مذہب کی تعلیم دے جس کو زمانے اور جگہ سے کوئی علامت نہ تھا اور جس میں اُس کے مالک کی (جسے وہ پیارا کرتا تھا) ظاہری یادگاروں سے مدد لینا غیر ضروری ہی نہیں بلکہ ممنوع تھا۔

مقدس پولوس کی مسیحیت

یہ مقدس پولوس کا دین عیسوی تھا اور یہ پتھاریلے کے دین عیسوی کے کفر کے مستحکم تعلق کو ٹوٹنے کو تھا۔ اُس کے تین سو برس بعد ہم دین عیسوی کو شہنشاہی روم پر حکمران جانتے ہیں۔ لیکن اب اُس کی ظاہری حیثیت اور عملی آمدین بہت بڑا اور قابل لحاظ تغیر ہو گیا تھا۔ یہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ اُس کی وجہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ دنیا نے اس مذہب کو تسلیم کر لیا۔ ممکن ہو کہ اتنا نیم نائض کے تعلقات۔ خدا کے صورت انسانی اختیار کرنے کے رموز۔ اور اسی طرح کے اور بے انتہا مباحث جن سے دین عیسوی کی ابتدائی تاریخ بھری ہوئی جو اسلار کے معین و باعث ہوئے ہوں کہ لوگ اُس سرزمین کو جان اُن کا نجات دہندہ پیدا ہوا تھا اور اُس نے وعظ و پند کا دروازہ کھولا تھا ایک خاص نظر سے دیکھنے لگیں۔ لیکن اتنی ہی بات سے ایسا عظیم الشان تغیر نہیں ہو سکتا جیسا کہ قسطنطنیہ کے زمانہ غروج سے پیشتر ہی دین عیسوی میں ہو چکا تھا جو کفر پر حاصل ہوئی تھی اُسے اگر برلے نام نہ کمین تو ضرور تھا کہ بہت خفیف تھی۔ شہنشاہی روم کا قدیم مذہب اُس خدا کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ جہاں ایک اور ادھر ہی ہو۔ اور تمام انسانوں کو حکم دینا جو کہ اُس کے سپنے قانون کی فوراً متابعت اختیار

شہنشاہی روم کی مسیحیت

میں ہو۔ اور دلیل انہیں کے اسی مضمون کو قرار دیا کہ ہر جگہ ناز ہو سکتی ہو۔ مصنف چونکہ پراگشٹ ہو لہذا حرف صلیب کے مجاہدوں پر جہدوں کی توجہ اصرار کرتا ہو۔ اور ثابت کرتا ہو کہ ارض مقدس کو کوئی خاص فوقیت نہیں ہو۔

کریں۔ اور اپنی بہتری بس اسی کی روحانی محبت میں سمجھیں۔ مذہب گیمپی ٹولن کا دار و مدار صرف جو پڑھ لکھنی
مشتہری کے مندر پر تھا جو شہر روم امین واقع تھا یا قیصر روم کی ظاہری شان و شوکت پر۔ لیکن وہ
اصلی چیز میں جو مقدس پولس کے مذہب عیسوی کو اندر ہی اندر خراب کر رہی تھیں۔ دینے والے کے کوکون میں
کڑھنے پانی جاتی تھیں۔ اور ابتدائی دو صدیوں تک جن لوگوں نے دین عیسوی اختیار کیا وہ عموماً
اسی دریچے اور اسی طبقے کے لوگ تھے۔ ان نے عیسائیوں کے عقائد میں واقعی تغیر ہو گیا تھا اور یہ
تغیر ان کے اس عقیدے سے بخوبی ظاہر ہو تا تھا کہ خدا کا قانون سب کے واسطے ہو اور مملکت۔ روم کی
حالت بہت ہی قابلِ شرم ہو۔ جس مسیح کی تعلیم مقدس پولس نے دی اُسے لوگ وہ نیک تعلیم دینے والا
سمجھتے تھے جس نے محمد فرمان رواؤں اور گراہوں کی بے انصافیوں کو ناجائز قرار دیا۔ انھیں ان
کے بے انصافی کے افعال کی سزا دی۔ اور ایسا مرہبان نجات دہندہ جو جس کے آغوش میں تنگے
مذہب آرام پاسکتے ہیں۔ اور ایسا جلیل القدر منصف ہو کہ جس دن دنیا کی عمر ختم ہوگی اپنے بڑے
سفید تخت پر بیٹھا ہوگا۔ اور کل نفع انسان اپنے افعال کی سزا و جزا اپنے کے لینے اُس کے سامنے
لا کے کھڑی کی جائے گی۔ ان عقیدوں سے لوگوں کے دلوں میں جو دنیاوی انسانی محبت پیدا
ہو گئی اُسی کی بدولت ان کے خیالات بھی ایسے ہو گئے اور دلوں میں ایسی باتیں پیدا ہو گئیں جن کے
نکالنے کے واسطے سیکڑوں برس درکار تھے۔

ان خیالات کی پرورش انسانی طبیعت کے اُس رُحجان سے ہوتی رہی جو اس جانب ہوتا ہو کہ
دیوتاؤں یا قومی ناموروں کے فرضی تاریخی واقعات کے ساتھ کوئی خاص جگہ بھی مختص کی جائے۔
جو بات سولے مذہب عیسوی کے تمام مذاہب میں پائی جاتی ہو۔ اور اگر رومن موزنین کا بیان صحیح
سمجھا جائے تو ان دنوں کل مذہبوں کے لوگ روم میں موجود تھے مصر کی دیوی آئیس کے
پرہت اور یوچاری بھی تھے۔ جو آسائرس دیوتا کی کنواری مان تھی اور وہ دیوتا صلیب دیے
جانے کے بعد دنیا کو اپنی شان و شوکت سے مسروہ کرنے کے واسطے پھر زندہ ہو گیا تھا۔ پارسیوں کے

عہ یہ صرف دعویٰ ہو۔ اور وہ بھی فقط پراٹسٹ فرسٹ فالون کا۔ درنہ مسیحیت ہیکل سلیمان کی تعلیم کو صاف
طور پر تسلیم کر رہی ہو۔ خود حضرت مسیح آخر عمر تک ہیکل سلیمان میں قیام فرمایا معبد کی زیارت کو آتے رہے مقدس
پولس کو جہان آنے کی جرات نہ ہوتی تھی تو اس لیے نہیں کہ مذہب نے اس شہرے سروکار نہ رکھا تھا۔ بلکہ اس لیے
کہ اُس پچارے کو یہاں جب آیات نصیب ہوئی۔ اور یہودی ہی دشمن نہ تھے بلکہ سچے مسیحی جو نامری کھلاتے
تھے اور امن فلسطین میں آباد تھے وہ بھی اُس کے خلاف تھے۔

دیوتا ستھراز (سوج) کے ماننے والے بھی تھے جس دیوتا کی نسبت اُن کا اعتقاد تھا کہ چاروں کے موسم میں اس انجری میں پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اُس کی قوت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ اعتدالِ زمینی کے بعد تاریکی کے دیوتاؤں پر فتح حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن یہ روشنی کے دیوتا کا مارا جانا اور بھڑچی اٹھنا کوئی نیا خیال نہ تھا کہ کہا جائے اسے مصریوں یا فارس والوں نے ایجاد کر لیا۔ مصری دیوتا اُسٹارٹس کی حکایت اُسی طرح اور اُسی شان سے یونانیوں کی دیو بانیاں اور رومیوں اور ممون۔ اور طھونوس وغیرہ دیوتاؤں کے ناموں کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان دیوتاؤں کی پیدائش کے مقامات اور وہ مقامات جہاں اُنھوں نے کارِ مہرے نمایاں کیے متبرک مقامات ہو گئے تھے۔ ہر ایک کی جدا گانہ حکایت تھی اور ہر ایک سیکڑوں آدمی زیارت کو جاتے تھے۔

لہذا کوئی تعجب کی بات نہیں اگر ان دیوتاؤں یا انھیں کے ایسے دوسرے دیوتاؤں کے ماننے والوں نے مسیح کا مذہب اختیار کرنے کے بعد اپنے پُرانے اعتقاد کا اُس قدر حصہ جس سے اس نئے مذہب کی تردید نہ ہوتی ہو اپنے ذہن میں باقی رہنے دیا ہو۔ یا مسیح کی پیدائش کی خوشی کے جلسے کو اُس زمانے میں کرنے لگے ہوں جبکہ موسمِ بہار میں دن بڑھنا شروع ہوتا ہے اور اُس کے جی اٹھنے کی خوشنیاں اُس وقت سنانے لگے ہوں جب موسمِ بہار میں روشنی کو تاریکی پر فتح حاصل ہو جاتی ہے۔ مصری آمون (بھڑی) کے ماننے والوں نے جب خدا کی بھڑی یعنی (سیح) کا مذہب اختیار کیا تو اپنے پُرانے خیالات کو اُسی طرف منتقل کر دیا اور جو روشنی یونانی حصہ رموزِ ایوسس میں اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ کنواری لڑکی اپنی غمزہ مان کے پاس واپس آتی ہے بعینہ اُسی طرح ایک معجزے کی شان سے سیحون میں دکھائی جانے لگی کہ ہر سال بیت المقدس کا مقدسے دین عیسوی اشارہ کر کے کہتا ہے ”وکیو وہ مسیح کی قبر پر آسمان سے اُتر رہا ہے۔“

روم کے
اصلی مذہب
کا اثر یہ تھی

عہ یہ سچی مذہب کی اصطلاح ہو کہ کفارے یا قربانی کی رعایت سے حضرت مسیح کو بھڑکے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ انجیل میں یہ کہ مسیح کی صورت دکھینے ہی بھڑکے والے پوخانے کہا تھا کہ ”دیکھو اُس خدا کی بھڑکے جو انسان کا گناہ لے جائے گی۔“ ہر اسی وقت سے یہ اصطلاح شروع ہوئی۔

عہ بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ لائی مصنف کو یہ تو نظر آ گیا کہ حضرت مسیح کے وطن کی عزت کرنا عیسائیوں نے قدیم بہت پرستی کے عقائد سے لیا اور یہ نہ دکھائی دیا کہ معلومیت اور اُس کے ہرجی اٹھنا کنواری مان سے پہلے ہوا

اس طرح پراگرو و سری نین تو تیسری صدی کے عیسائیوں کے واسطے ارض میو دایا فلسطین ایک پاک و متبرک زمین ہو گئی۔ اور مسیح کی انسانی صورت کے ساتھ جس قدر محبت بڑھی گئی اسی قدر لوگ ہڑس مقام کو جان حضرت مسیح گئے تھے اور ہڑس یادگار کو جسے وہ چھوڑ گئے تھے زیادہ عزت کی نظر سے دیکھنے لگے جب یہ خیال پیدا ہو گیا تو پھر اُس کا روکنا و دشوار تھا۔ انجیل کی ہر حکایت کسی خاص جگہ کے ساتھ مختص کر دی گئی۔ اور اُن ہزار ہا آدمیوں میں سے جو سمجھتے تھے کہ اُن مقامات کے دیکھنے سے خدا کی قربت حاصل ہو جاتی ہو اور اُن مقامات کی زیارت بجائے خود مسیح کو پاک و صاف کر دیتی ہو کسی نے کبھی اس عقیدے پر اعتراض نہ کیا۔ وہ اپنے نجات دہندہ کی پرہیزگاری سے اُس غار سے لے کے جہان وہ پیدا ہوا اور جہان مشرق کے عقلمندوں نے اُس کے سامنے اپنی نذرین پیش کیں اُس پہاڑی تک کرتے تھے جہاں سے اُس نے نیکیوں۔ رحمدلوں اور صلح پسندوں پر برکت نازل کی اور پھر اُس پہاڑی سے اُس پہاڑی تک جہاں اُس نے تمام دنیا کے گناہوں کے کفار سے میں اپنی قربانی چڑھائی جن مقامات کو مسیح کی تعلیم فن یا پھر عیسیٰ نے نقل تھا ان متبرک ہونا لوگوں کے دلوں میں جم گیا اور اس خیال کو اُس صلیب کے لئے جس پر مسیح چڑھائے گئے تھے اُن دونوں صلیبوں کے جن پر چڑھائے گئے تھے اور بھی مستحکم ہو گیا۔ اگر اُس لوح کی وجہ سے جو پانیسویں سال یعنی رمی والی ارض مقدس کی لکھی ہوئی تھی اس بات میں شک باقی رہا کہ ان تینوں صلیبوں میں سے کون سی صلیب جو جس کی یہ لوح ہو جس پر حضرت مسیح چڑھائے گئے تھے اور جو اُن کی ذات سے تعلق رکھنے کے باعث قابلِ تعظیم ہو تو یہ کل شکوک اُس وقت دفع ہو گئے جب ایک قریب لڑک عورت کے پندے میں دو صلیبوں کے مسکن نے سے کچھ اثر نہ ہوا اور تیسری صلیب کے مسکن کرتے ہی وہ بالکل صحیح و تندرست ہو گئی۔

اور اُس کا کنارہ ہو جانا صاف اور نمایان طور پر مہری ہت پرستوں کے اس قصے سے لے گیا ہو کہ آئینہ عیسیٰ کا بیٹا اُس اُس مصلوب ہو کے جی اٹھا۔ خدا یا دیوتا بنا۔ اور ذریعہ نجات ہوا۔ اگر انہی بات اور نظر آجاتی تو پھر شاید ہم میں اور مصنفین کو کوئی اعتقاد ہی فرق نہ باقی رہتا۔ اور لطف یہ کہ یہی مصنف اُس قصے کو نقل بھی کیا جو۔ اور یہ بھی بتا دیا ہو کہ یونانیوں میں بھی ایسے قصے تھے۔

عہ موجودہ انجیلوں کے بیان اور موجودہ مسیحوں کے اعتقاد کے موافق حضرت عیسیٰ کا لوری کی پہاڑی پر رمی گورنر یروشلم کے حکم اور یروشلم کے الزام دہنے سے دو چاروں کے ساتھ مصلوب کیے گئے تھے۔ برابر بار تین صلیبیں کھڑی کی گئیں۔ دونوں جانب وہ دونوں چاروں درمیان میں حضرت مسیح ایک ہی وقت لٹکائے گئے تھے ان صلیبوں

بلادار میں
مقدس میں
رہے کا خیال
بڑھنا

وہ عمدہ گرجے جو بیت اللحم کے غار قسطنطین اعظم اور اُس کی ماں ہیلینک کے دینی دلوں کی وجہ سے تعمیر ہوئے۔ اور بیت المقدس کا متبرک روضہ جس میں حضرت مسیح کے تین دن تک مدفون رہنے کا خیال بخدا سچوں کے واسطے ویسے ہی متبرک ہو گئے جیسے کہ بیت المقدس کا معبد یہودیوں کے واسطے تھا یا جس طرح مکہ کا متبرک حجر اسود اور مدینہ کی تربت نبوی اہل اسلام کے لیے مستوجب تعلیم قرار پائے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں جو کہ شہنشاہ قسطنطین نے جو اپنی ابتدائی عمر سے یونانیوں اور رومیوں کے دیوتا سورج کا مستحق تھا اُسی یونانیوں کے اہل کالو کے اوصاف مثلاً حلیم و رحمدل ہونا مسیح کی طرف منسوب کر دیے جن کی تعلیم کو وہ آخر تک بالکل نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ ہزار ہا زائر جن کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی تھی آتا رہی آوازیہ گردون کی طرح محض سیر و سیاحت کے شوق میں بیت المقدس نہیں آتے تھے جہاں ہم کو معلوم ہوا کہ یونانیوں کی فائدہ بردوش قوم نہ تھی کہ اس زمانے میں اس کثرت سے سفر کرنے لگتی۔ لیکن ہمارا خیال جو کہ جو لوگ ایک ہی مقام پر قیام پذیر نہ بننا پسند کرتے ہیں وہ بھی دور دراز سفر اختیار کرنے پر بڑی سرگرمی سے آمادہ ہو جاتے ہیں اگر اُن کو صرف اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس سفر کی وجہ سے ہمارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ جو زائر خشکی و تری کا دور دراز سفر کر کے نہر یرون میں نہانے اور اپنے رہبر (مسیح) کی جاسے پیدائش اور روضہ میں عبادت کرنے کی غرض سے آتے تھے اُن کا یہی اعتقاد تھا جو لوگ زیادہ سمجھ دار اور ذرا اندیشہ ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس اعتقاد میں کیا کیا نقص تھے۔

میں رومی گورنر کے حکم سے ایک تختی بھی لگا دی گئی تھی جس میں غالباً مجرموں کا نام لکھا ہوا تھا۔ اُس کے دوستوں سال بعد سلسلہ میں جب دین عیسوی کو قسطنطین اعظم کے ہاتھوں پرانے مذہب پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور قسطنطین نے پولیکس خواب میں دیکھ کر صلیبیی چھنڈا بلند کیا تو اُس کی ماں ہلنا ارض مقدس کی زیارت کو آئی۔ حاجی کنسیہہ بنائے حضرت مسیح کا روضہ بنوا یا جس کے لیے یہ تمام صلیبی لڑا ایمان ہو یوں۔ اور اسی سلسلے میں کسی کرامت کے ذریعے اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح جس صلیب پر لٹکائے گئے تھے فلان مقام پر زمین میں دفن ہو۔ وہ جگہ کھودی گئی۔ اور وہ تینوں صلیبین چروں والی اور حضرت مسیح والی ایک ساتھ ملین۔ اب ایک بیمار عورت کسی روضہ ملک میں مبتلا تھی اس کے بچھونے کے پاس تینوں صلیبین بری بری لاکے کبھی گئیں دوسے کوئی اثر نہیں ظاہر ہوا مگر تیسری صلیب کے لاتے ہی وہ عورت ابھی ہو گئی۔ اور سمجھ لیا گیا کہ یہی وہ اصلی صلیب ہے جس پر حضرت مسیح لٹکائے گئے تھے۔ ان مرض اس طرح اصلی صلیب کا پتہ لگا جس کی طرف مصنف نے مختصراً اشارہ کیا ہے۔

عہ شہر بیت المقدس سے اہر کوفہ فاصلے پر بیت اللحم نام ایک گاؤں ہے۔ اسی کے ایک طرف میں عیسائیوں کے عقائد کے موافق حضرت

اگستین جو لینے اتوال کی وجہ سے ہزاروں مسیحاؤں میں مشہور ہو گیا جو اُس کی زندگی کے حالات اور اُس کی تعلیم سے بالکل واقف تھے تمام عیسائیوں سے یہ کہہ سکتا تھا کہ نہ نیکی کی تلاش کے واسطے مشرق جانے کی ضرورت ہو۔ اور نہ روم دلی کی تلاش کے واسطے مغرب جانے کی۔ اور اُس کا مقرب حاصل کرنے کے لیے جس کی قربت صرف سچے اعتقاد سے حاصل ہو جاتی ہو بھری سفر بالکل فضول ہیں۔ ان اقوال میں حقیقہ کے گر گیری اور جبر و دم کے پائے کے لوگ اُس کی تائید کرتے۔ جروم باوجود دعویٰ کرتا تھا کہ زیارت کے واسطے کہیں جانا محض فضول ہو اور کسی مقام میں دعا بہ نسبت دوسرے مقام کے زیادہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ مگر خود اُس نے بیت اللحم کے غار میں رہنا شروع کر دیا تھا جہاں گوشہ نشینی اختیار کر کے وہ رومی خاتونوں کے سامنے وعظ کیا کرتا۔ اس لیے کہ اکثر خاتونانِ روم سمندر پار پہنچنے کے لیے ارضِ مقدس میں حاضر ہوا کرتیں۔ اور اُس کی باتیں سن کر وہ روم کے کتا ہو بہشت جزائرِ برطانیہ سے بھی اُنہی ہی نزدیک ہو جس قدر کہ بیت المقدس سے۔

لیکن خود اُس کے انحال اُس کے اس قول کی تردید کرتے تھے۔ اور بہ نسبت اُس کی زبانی نصیحت کے لوگوں پر اُس کے اُس غار میں رہنے کا زیادہ اثر پڑتا تھا۔ خالص روحانی مذہب جس پر جروم زور دیتا تھا اُس زمانے سے ویسا ہی بید تھا جیسے بعد کے زمانے کے اخلاقی خیالات اور خیالات سے دور تھے جو ایک پرجوش عورت کے طرزِ عمل سے ظاہر ہوئے۔ یہ عورت سینٹ لونی کی صلیبی لڑائی میں اس شان سے نظر آئی کہ داہنے ہاتھ میں آگ کی انگلیٹھی اور بائیں ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی (بقول) جو اُن دن کے وہ اُس انگلیٹھی کی آگ سے بہشت کو جلا دینا چاہتی تھی اور بوتل کا پانی ڈال کے دوزخ کو ٹھنڈا کر دینے کی فکر میں تھی ان امدادوں میں اُس پرجوش عورت کا منشا یہ تھا کہ دوزخ و جہنم کے فکار دینے کے بعد پھر نہ کوئی بہشت بنے کے شوق میں نیکی کرے گا اور دوزخ سے محفوظ رہے گا۔ یہ بدی سے باز نہ آئے گا۔ کیونکہ نیکی انسان کو صرف اُس جوشِ محبت سے کرنی چاہیے جو اُسے اپنے خالق سے ہونا لازمی ہو اور یہی محبت اصل میں نیکی کی مینا ہو۔ جروم نے خیالات اُس دھن کے بالکل خلاف تھے جو اُسے بیت اللحم لائی اور جس کی وجہ سے یہ مرزبین اُن لوگوں سے لبریز ہونے لگی جنہیں جروم کا ایسا علم تھا اور نہ اُس کی ایسی سمجھ رکھتے تھے۔

سیح پیدا ہوئے تھے۔

عہ میسائیوں کا ایک بڑا مستند عالم اور ولی جو مسیح مین پیدا ہوا اور مسیح مین وفات پائی۔

عہ جروم کلیسیا کا بہت بڑا بزرگ مسیحوں کا زبردست مذہبی معصوم تھا جو مسیح مین پیدا ہوا اور مسیح مین وفات پائی۔

روحانی حصہ
مذہب کی تدریج
گھٹنا۔

یہ وہ روز بروز برحق ہی گئی۔ یورپ کے قریب قریب ہر ملک اور صوبے سے لوگ ناصرہ کو روانہ ہونے لگے اور اس عقائد و وجہ کے ساتھ کہ جس کُرتے کو بہن کے گھر سے نکلے بہن ارض مقدس میں داخل ہوتے وقت اگر اُسی کُرتے کا کفن لمبا لے تو اُس کی برکت سے سیدھے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ ایسے قابل تعریف اور مذہبی کام سے دینداروں کو بھروسہ دینی ہوئی اور امر اور وسوسا میں فیاضی و سخاوت کا جو شہ پیدا ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ اپنا زارون کو نہ کھانے کی فکر تھی اور نہ مکان کا تردد۔ راستے کی تمام منزلوں میں اور خود بیت المقدس میں جہاں ہر گھم سے زائر زیارت کو آتے تھے کاروان سرائیں اور حمان خانے بن گئے۔ یہاں پہنچتے جہی زارون کا خیر مقدم اُس مالیشان مکان میں کیا جاتا تھا جو پوپ گرگری اعظم نے اپنی سخاوت سے تعمیر کرا دیا تھا۔ جو شہ عقیدت اس درجے کو پہنچ گیا تھا کہ زائر اگر کوئی راستے میں مرجاتا تو اس کے اعضا بعض اس کے کُاس کی لاش پر کھڑے ہو کے آہ دیکھا کرین اُس کی خوش قسمتی پر رشک کرتے تھے۔ اگر زندہ و سالم واپس آجاتا تو لوگ یہ خیال کر کے کہ اسے گناہ دھوایا جو اُس کی تعظیم و تکریم کرتے۔ بلکہ بعض اس امید پر کہ یہ اپنی جھولی میں ایسے تبرکات لائے ہوں گے جن کے فقط جھو لینے سے بھی زیارت کا ثواب حاصل ہو جائے گا یہ لوگ بھرے گزرتے اور جہاں کہیں ان کا گزر ہوتا وہاں اُس اصلی صلیب کے ٹکڑے بھی مل سکتے تھے۔ اور جو لوگ ان کُروان کے عوض تبرکات کی تجارت میں اُن کے وزن سے زیادہ سونا دیتے تھے اُن کا اعتقاد اُنہیں اس بات پر غور کرنے کی بھی اجازت نہ دیتا تھا کہ صلیب کتنے بڑے عظیم الشان درخت سے عبارت ہو جس کے ٹکڑے نکلے تھے پہلے آتے ہیں۔ اور روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ ابتدائی زمانے میں بھی جو تجارت ان یاروں کے پیرایے میں ہوتی تھی وہ محض تبرکات پر محدود نہ تھی۔ ارض مشرق صرف دین عیسوی کا ساتھ ساتھ گمراہ ہی نہ تھی۔ بلکہ وہاں قسم قسم کی چیزیں۔ ریشم۔ سونا اور جواہرات بھی بکرت ملتے تھے۔ لہذا ارض مشرق تیز نظر تاجر بھی جھین محض دنیاوی منفعت سے غرض تھی اُس زائر کی طرح جو اپنے سفر کے عوض میں صرف بہشت لینا چاہتا تھا مشرق کا سفر کرنے لگے۔

ان زارون اور تاجروں کی خوش قسمتی میں ابتدائی غلطی تو ان لڑائیوں میں سے مرزا ایک روم و فارس کے واقع ہوا جو فارس و روم کے درمیان میں سات سو برس سے ہوئی چلی آتی تعین تاجدار کی طوائف نے مغرب والوں سے اُن ظلموں کا عوض لینا چاہا جو سکندر اعظم نے کئے تھے۔ اور جس ہم لڑائیوں کی بنیاد پہلے خسرو و جمعی نوشیروان عادل نے ڈالی تھی۔ اُس کے پوتے خسرو و م نے اُس کے

چالیس برس بعد اُس مہم کے انجام دینے کی کوشش کی مگر کمانی کے ابتدائی زمانے ہی میں
 بیت المقدس پر ایرانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس انقلاب میں اگر ہلینا اور قسطنطین اعظم کے
 گرجے آگ سے برباد نہ ہوئے تو اور بات تھی اس لیے کہ اہل فارس نے اپنی طرف سے
 کوئی امن نہیں اٹھا رکھا تھا۔ اب کہا جاتا ہے کہ نوے ہزار عیسائی قتل کیے گئے لیکن اُس
 عہد کے مذاق کے مطابق ان جانوں سے بھی زیادہ نقصان یہ تصور کیا گیا کہ اہل
 فارس اصلی صلیب کو چھین کے ایران میں لے گئے۔ اب فتوحات مجرم کی لہریں ارض فلسطین کے
 جنوب کی طرف بڑھ کے مصر میں پہنچیں۔ اور خسرو پرویز کی عظمت و جبروت کی کوئی انتہا
 نہ تھی کہ ناگمان کئے کے ایک گنہگار شخص نے اُسے اس جانب متوجہ کیا کہ خدا کو وعدہ لائیں
 اور محمد (صلعم) کو اُس کا رسول برحق تسلیم کرے۔ تاجدار فارس نے نامہ رسالت کو بھاڑ
 کے پُرزے پُرزے کر ڈالا اور اُس کی نزااد شخص نے جس کے جانشین ہلائی علم کو بیت المقدس
 اور دمشق۔ دریائے نیل کے کناروں اور ہسپانیہ کے پہاڑوں تک لے جانے والے تھے اُسے
 دھکی دی کہ "تیری سلطنت کی بھی یہی حالت ہوگی جو حالت کہ تو نے میرے خط کی کی ہو۔"

لیکن فی الحال اس پیشین گوئی کی کوئی علامت نہیں ظاہر ہوئی تھی۔ قیصر روم کو ایرانیوں
 سے دہکے مجبور ہونا پڑا کہ ایک صلح نامے پر دستخط کرے۔ اور تاجدار فارس کو سالانہ خراج دینا
 کرنا قبول کرے۔ اس ذلت کے بعد ہر قلموس قیصر روم کا ایک اُس خواب خروگوش سے چومکا قلموس کی
 جس میں اپنی سلطنت کے ابتدائی دور میں وہ غافل پڑا تھا۔ مقابلے کو آمادہ ہوا۔ کوہسار
 طوروس کی نگھاٹیوں میں اہل فارس کو شکست ہوئی۔ اور زرتشت کی جہاے ولادت کی تباہی
 و بربادی سے اُس نقصان کا کسی قدر انتقام مل گیا جو ہلینا اور قسطنطین اعظم کے گرجوں کو
 ہو چکا تھا۔ دو سال بعد قیصر روم اپنے حریف کی خاص قلمرو کے درمیان میں گھس پڑا۔
 نینوا کے میدان میں اُسے نمایاں فتح حاصل ہوئی اور ایرانیوں کا سب سالانہ زہاد خاص
 اُس کے ہاتھ سے نذر اجل ہوا خسرو پرویز بھاگ گئے دریائے وچا کے اُس پار ہو رہا۔
 مہ ہلال ترکمان آل عثمان کا معرکہ ہو۔ وچا کے جھنڈوں پر ہلال کا ہونا کسی تاریخی شہادت سے ثابت
 نہیں۔ مگر پرویز وچا میں مصنفین عموماً اسلام کو ہلال ہی کے نقشے سے تعبیر کرتے ہیں۔

عہ قسطنطین اعظم پہلا عیسائی شہنشاہ روم تھا اور ہلینا اُس کی ماں کا نام ہو۔ بیت المقدس میں اکثر ہلینا
 مذہبی عمارتیں جو عیسائیوں کے لیے بنیں وہ انھیں مان میں کی بنوائی ہوئی ہیں۔

خیز و شمنوں کے ہاتھ سے تو وہ اپنی جان بچائے گیا مگر خود اپنے بیٹے کے پھندے سے نہ بچ سکا جس نے قابو پا لیا ہی گرفتار کر لیا۔ اور خسرو پرویز کے اس قید خانے میں جان دینے کے ساتھ خاندان آل ساسانیوں کے اقبال کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہی خاندان تھا جس کے تابع فرماں برداروں کے ساتھ ہی دولت عجم تیسری صدی عیسوی میں اُس خواب مرگ سے چونکی تھی جس میں سکندر اعظم کی فتحوں نے اُسے سلا دیا تھا۔

خسرو پرویز کے بعد اُس کے بیٹے اور اُس کے قاتل شہزادہ شہنشاہ نے دھم دھم کر کے جس کے نتیجے میں نہ صرف اُس کی رعایا کو اسی سی و قید سے آزادی حاصل ہوئی بلکہ وہ نقصان بھی دور ہو گیا جو اصلی حلیہ کے چھین جانے سے مقدس روضہ میح کے کلیسیا کو پڑا تھا۔ وہاں پر کرنا پڑا تھا۔ اب وہ چیز پھر بیت المقدس میں آئی جو زیارت کا مرکز اور مرجع عام تھی۔ دوسرے ہر قتلوس کا ہر خسرو ہر قتلوس شکرانے کی منت پروری کرنے کے لیے بیت المقدس میں حاضر ہوا۔ جس جلوس نے بیت المقدس اس رسم کو رونق دہی تھی اُسی کے ساتھ ہر قتلوس کی سلطنت کی عظمت و شان بھی ختم ہو گئی۔ اور جو صوبے اُس نے ایران میں سے چھینے تھے وہ اپنے مرنے سے پیشتر ہی اُسے مجبوراً اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے کرنے پڑے۔

ہر قتلوس کو بیت المقدس کی زیارت کے لیے صرف آٹھ برس گزرے تھے کہ وہ عربی فوجیں جو دمشق پر قبضہ کر چکی تھیں شہر مقدس کا محاصرہ کرنے کو بڑھیں۔ چار مہینے قلعہ بند رہنے کے بعد عیسائیوں کے مقتدرائے دین و سفر دنیوس کو یقین ہو گیا کہ عساکر اسلام کے مقابلے میں استقلال دکھانا اور اُن کے حملے کی تاب لانا غیر ممکن ہو۔ تاہم اُس نے عہد نامہ صلح کی تکیوں کے لیے خود خلیفہ اسلام کے موجود ہونے کی قید لگائی۔ یہی معاہدہ تھا جس کی رو سے اصحاب سالار

عہد سکندر سے شکست کھانے کے بعد مملکت فارس میں ایک مدت تک طوائف الملوک رہی تھی۔ اور سلطنت فارس بالکل تباہ و ویران تھی۔ آخر کار و شیر بابکان نے جو ساسانیوں کا پہلا بادشاہ ہی۔ اور ساسان اول کمانا جو ایک جدید مضبوط سلطنت قائم کر کے ایران کی گزشتہ عظمت کو پھر زندہ کر دیا۔ اُس وقت سے سلطنت اُسی کی نسل میں رہی۔ اور روز افزون ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ خسرو پرویز کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے اس سلطنت و دولت کا خاتمہ ہو گیا۔

خسرو پرویز کو اُس کے بیٹے شہزادہ نے تخت سے اُتار کے قید کر لیا۔ اور اُسی کے اشارے سے وہ قید خانے میں قتل کیا گیا۔

ایک دوسرے مقدس شہر پر قبضہ کرنے والے تھے۔ کسی قدر رد و بدل کے بعد اُس کی یہ شرط قبول کر لی گئی۔ اور عمر فاروق جو صدیق اکبر کے بعد حضرت رسالت کے خلیفہ و جانشین قرار پائے تھے ایک اونٹ پر سوار ہو کے ندینے سے بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ مگر اس سادگی سے کہ جس اونٹ پر سوار تھے اُسی پر یہ مختصر آبدار خانہ اور باورچی خانہ بھی لدا ہوا تھا کہ ایک بانی کی چٹاگل۔ خرسے اور ستو کی دوزنیلین۔ اور ایک لکڑی کا کھڑا۔

جو شرائط خلیفہ اسلام نے پیش کیے اُن کی رو سے عیسائی نمایاں طور پر ٹھکری کی شان سے رہنے پر توالبتہ مجبور ہے گئے تھے مگر اُن پر کسی قسم کی سختی نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اُن کے ساتھ بڑی بڑو باری کا برتاؤ کیا گیا تھا۔ مسیحی کوئی نیا گرجا نہیں تعمیر کر سکتے تھے۔ اور جو پرانے گرجے اُن کے قبضے میں تھے اُن میں بھی ضرور تھا کہ مسلمان لوگ دن رات جس وقت آنا چاہیں نہ روکے جائیں۔ اُن کی عمارتوں کے بیرونی رخ پر صلیب کے لگانے یا بنائے جانے۔ یا شگون پر صلیب کے نکالے اور پھر اُنے جلنے کے اجازت نہ تھی۔ گرجوں کے گھنٹوں کی نسبت بھی حکم تھا کہ سدا آہستہ آہستہ بجانے کے زور سے نہ بجاسے جائیں۔ زمین اور اسلحہ کے استعمال کی بھی اُنہیں ممانعت تھی۔ اور مسیحیوں پر جن کا لباس فق یا پتھر سے متاثر نہ ہو دیا گیا تھا فرض تھا کہ مسلمانوں کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ ان شرائط کی پابندی کرنے کے بعد صرف تباہی نہ تھا کہ عیسائیوں کو اپنی جان و مال کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ بلکہ اُنہیں اپنی مذہبی رہنمائی بچالانے اور اپنے گرجوں کو کام میں لانے سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی جاتی تھی۔

اس آخری معاملے یعنی مسیحیوں کے اپنے گرجوں پر قابض رہنے کے متعلق خلیفہ اسلام نے خود مسیحی مقتولین کے دین سفر و دیوس سے بھی زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا۔ اگرچہ مسیحیوں کا مقصد اس سفر و دیوس کے کنیسے میں اُن کے داخل ہونے کو نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھا تھا۔ لہذا حضرت عمر اس کنیسے کے اندر ہی رہے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ اور اُنھوں نے سفر و دیوس چھوڑ دیا۔ ”میں کمان نماز پڑھوں؟“ جواب ملا ”میں پڑھیے۔“ مگر حضرت فاروق نے قطعاً

اسے ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت رسالت عیسائی مہمانوں سے خاص اپنی مسجد کے اندر جو سختی و رحمت لے اور حضرت عمر کے مسیحی معتمدین داخل ہونے کو عیسائی مقتولین نے نفرت سے دیکھا۔ اور ایک گرج کا زمانہ ہو کہ عیسائی مسلمانوں کو خوشی سے اپنے گرجوں میں آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ کسی عیسائی نے اُن کی مسجد میں قدم رکھا اور وہ چھوٹ ہو گئی۔ انہوں نے یہی نہیں کہہ سکتے تھے ایسا ہی انقلاب نظر آتا ہے۔

عمر فاروق کے
مجوزہ شرائط
بیت المقدس
والوں کے
لے۔

حضرت عمر اور
مسیحیوں کا
مقتصد اس
سفر و دیوس

انکار کیا۔ پھر جب مسطحین اعظم کے کنبے میں لے جا کے نماز پڑھے کو کہا گیا تو اُنھوں نے دوبارہ انکار کیا۔ آخر اس آخرا لڑکھینے ہی کے باہر اُس کی سیڑھیوں پر نماز پڑھی۔ اور بعد فرشتہ مسیحی مقتدلے دین سے کہا ”اگر میں اس عمارت کے اندر نماز پڑھ لیتا تو جس دستاویز کی رو سے مسیحیوں کو اپنے کنبسوں پر قبضہ کرنے کی اجازت دی گئی ہو وہ بیکار ہو جاتی۔ اُن کے اس بیان کی پوری پوری تصدیق اُن کے پیروں کے جوش سے اُس وقت ہو گئی جب اُنھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ جن سیڑھیوں پر خلیفہ رسول اللہؐ نے نماز پڑھی تھی وہاں ہم مسجد تعمیر کریں گے۔ لیکن وہ مسجد جو حضرت عمرؓ کے نام سے منسوب اور مشہور ہو وہ خاص میل سلیمانی کی اُس بڑی قربان گاہ پر قائم ہوئی جہاں قربانی کی چیزیں چڑھائی جاتی تھیں اور جو سنگ یاقوب کے نام سے مشہور تھی۔

زیارت یہ دوسری فتح عرب ممکن تھا کہ ارض مقدس میں زائرین کے ہجوم و ازدحام کو دوبارہ روک دیتی۔ لیکن اس کی وجہ سے جو دقتیں پیدا ہوئیں اُنھوں نے زیارت کی وقعت اور اُس کے فوائد کو اور بڑھا دیا۔ اور واقعی حضرت عمرؓ کی فتح سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ یہ پاک شہر دو ایسی قوموں کے حصّے میں آگیا جن میں سے ہر ایک اُس کو پاک و مقدس سمجھتی تھی اور اُن نیک و درست گرد گون کے تبرکات کی عزت و حرمت کرتی تھی جن کے پاک اجسام اس سرزمین کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ مسیحیوں کو سوا اس کے اور کسی شکایت کی گنجائش نہ تھی کہ جس نجات و ہندہ کی وہ پرستش کرتے تھے اُسے فاتح لوگ صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتے تھے۔ اور اس پائے کا کہ اگر اپنے پیغمبر کے ہم رتبہ نہیں تو صرف اُنھیں سے کسی قدر کم مانتے تھے۔

سفر دنیوس کو حضرت عمرؓ کے آگے سمرطاغت جھکائے تقریباً چار سو برس گزر گئے تھے اور اس طولانی زمانے کی نسلوں کے عہد میں ارض مغرب بغیر کسی مزاحمت کے اپنے زائرین کے قافلے اور لشکر ہمارا ارض مقدس کو بھیجتی رہی۔ جن کے ساتھ ساتھ پورے دنیا جہاں کو بھی

عہد قدامے اسلام اور عوامہ زمین کا یہ مذہب ہو کہ ہم پیغمبروں میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ اُن کے مراتب کا قائم کرنا صرف خدا کا کام ہو۔ اور حضرت رسالت نے بھی اشارہ ایسا ہی فرمایا ہو۔ مگر ان متاخرین اسلام میں اکثر علماء کا یہ مذہب البتہ ہو کہ حضرت رسالت تمام اہلیائے سلف سے افضل واسطے ہیں۔

زیارت
بیت المقدس
پرتعرب
کا اثر

سلسلہ زیارت
کا مزارعت
قائم رہنا

دنیا وی منفعت کا موقع ملتا تھا۔ اگر وہ زمانہ نہیں باقی رہا جب زائر اس مرزمین کو خاص اپنی ملکیت سمجھتے تھے تو کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی جو انھیں بہت ناگوار گذرے۔ یا جو سچی دنیا کو سخت غصہ دلا سکے اور ہر دم کر کے جوش میں لانے کی محرک ہو۔

اس حالت میں کوئی قابل لحاظ تغیر اس کشت و خون سے بھی نہیں ہوا جو مصر کے جنوں نے مین مصر کے خلیفہ حاکم کی بدولت مل میں آیا تھا۔ جبکہ اپنے متقدمین خلفائے خلاف تعصب کے جوش میں آکے اس نے یہ ارادہ کیا کہ مسیحیوں کے مقدس معبد کو جو بیت المقدس میں واقع تھا تباہ و سار کر دے۔ بعد اذ کے خلفائے عباسیہ کے عہد حکومت کے بہ نسبت مصر کے ابتدائی زمانے کی دستبرد کے بادشاہوں کی حکومت سے عیسائیوں کو زیادہ فائدہ ہوا تھا۔ حاکم نے نہ اپنے ملک کے دنیاوی فائدوں کا لحاظ کیا۔ اور نہ ان فائدوں کا جو ان کافروں (عیسائیوں) کی تجارت سے اُسے حاصل ہو سکتے تھے۔ اور اس کے سپاہی ان کارہائے نمایاں یعنی بیت المقدس کے گرجے کے منہدم کرنے اور اپنے ہتھیاروں سے اس غارت کے منہدم کرنے میں مشغول ہو گئے جس میں سمجھا جاتا ہو کہ نجات و ہندہ و فن ہوا تھا۔ اس کام میں ان لوگوں کو بہت ہی کم کامیابی ہوئی۔ اور حاکم کو ایک سال تک اس نور کے بیٹھنے کا نزول نہ ہونے سے اگر کوئی فائدہ ہوا بھی ہو تو غالباً وہ فائدہ اس نقصان سے بدرجہا کم ہو گا جو اس طرح ہوا کہ تمام عیسائی فرمان رواؤں نے اپنی بھری فوجیں فراہم کر کے اور باہر مل کے ایک ساتھ حاکم کو دیا۔ ابھی فی الحال تو کسی ایسے اتحاد کا اندیشہ نہ تھا۔ لیکن بہت سے عیسائی شہروں میں یہودیوں پر ظلم ہونا اس بات کا بہتر دلیلا تھا کہ ان دونوں فرقوں میں جو ایک ہی فاد مطلق باپ کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں بہت دوری چونی جاتی ہو۔

اس سخت لیکن چنبرہ وزہ طوفان کے ہمدارض مقدس کے مسیحی زائرین کی حالت قریب قریب ویسی ہی ہو گئی جیسی کہ پہلے تھی۔ ان اگر فرقہ تھا تو بس اس قدر کہ اب ہر ایک زائر سے بیت المقدس کے شہر بنیہ کے پچانگ میں داخل ہونے کے وقت کچھ محصول لے لیا جاتا تھا۔ لیکن یہ محصول بجائے ناگوار ہونے کے عیسائیوں کو خوشگوار معلوم ہوتا ہو گا۔ اس کی بدولت امیر لوگ اپنے غریب دینی بھائیوں کی طرف سے محصول واکر کے اور زیادہ تیار و نامور ہی حاصل کر سکتے تھے۔ یہاں ہر اب دنیا کی حالت بھی بدل گئی تھی۔ اور ہر چہ نئے ظاہر ہوتا تھا کہ اب عرصے تک من و امان قائم رہے گی۔ دس برس پیشتر عیسائی دنیا میں یہ عمل بچا تھا کہ غلبہ

دنیا کے
ختم ہونے
اور قیامت
کا انتظار
منسلک

حیامت آنے والی ہو۔ اور ایک ہزار اسی کے اختتام پر جو منسلک کے خاتمے کے ساتھ طوطا
پذیر ہونے والا تھا مسیحی دنیا میں پینال پھیل گیا۔ اور ہر شخص اس امر کا منتظر ہوا کہ اب مُرد
قبروں سے طلب کیے جائیں گے۔ اور اس گناہ آلودہ دنیا کا خاتمہ ہو گا۔ آخر سالہا سال کا
انتظار ختم ہوا۔ وہ دن آیا۔ مگر آفتاب اُسی طرح طلوع و غروب ہوتا رہا جس طرح کہ پیشتر طلوع و
غروب ہوتا تھا۔ اور زائرین کا ایک بہت بڑا سیلاب ہمیشہ سے زیادہ طغیانی کے ساتھ شرف
کی طرف رجوع ہوا۔ ہر طبقہ اور ہر درجے کے لوگ حضرت مسیح کے روضے پر دعا کرنے کے لیے
اپنے گھروں سے نکلے۔ پادریوں نے اپنے گوشہ عافیت اور بادشاہوں نے اپنی سلطنتیں
اُن مقامات کو جا کر دیکھنے کی غرض سے چھوڑ دیں جان نجات و ہندہ نے نکلیفین اُٹھائی
تعمین اور جان آخر کار اُسے امتحان میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس جماعت میں بلحاظ
تعداد سرگرمی اور جوش کے اہل فرانس یعنی اہل فرنگ سب زیادہ تھے۔ اور اسی وجہ سے
اُس وقت سے ممالک مشرق میں تمام یورپین قوموں کا لقب فرنگی ہو گیا۔ کمزوروں اور
نا تجربہ کاروں بھرتوں اور نو عمروں کے واسطے یہ زیارت کا سفر تو زیادہ پُر خطر ہونے ہی کا
مگر قوی سے قوی لوگ بھی اس سفر میں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو جانے کے اندیشے
سے خالی نہ تھے۔ ولیم فاتح کا ایک پیش دست منشی جس کا نام انگلف تھا تین مسلح سوار ہمراہ
لے کے ارض مقدس کو روانہ ہوا۔ انہیں سے صرف میں آدمی باجاویدہ واپس آئے جن کے
پاس سوا بھولیوں اور جریوں کے کچھ نہیں باقی رہا تھا۔ لیکن غالباً ان لوگوں کو ایسے
دشمنوں سے نقصان نہیں پہونچا تھا جو نوع انسان سے ہوں۔ اور ان میں سے جو لوگ مارے
گئے وہ اگر شہادت کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو صرف اُسی حیثیت سے جس طرح کہ ہر دھوکے حکم
سے پاک معصوم فوج کے گئے تھے۔ اگر تمام حیثیتوں سے دیکھا جائے تو یہ سفر اُس وحشیانہ
اور بڑا متطامی کے زلزلے کے دیکھتے خطروں اور دشواریوں سے بالکل پاک و صاف ہو گیا تھا
ملک ہنگار پاکے باشندوں کے عیسائی ہو جانے سے یورپ کے عین و میان میں سے زائرین کے
عہ ہر دودھ یہودی بادشاہ جو جس کے مدین حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے۔ اُس نے ولادت مسیح کی خبر
کا ہنسنے کے اور لپٹے زوال کے اندیشے سے گہرا کہ حکم دیا کہ بہت اہم میں دو سال کے اندر کے جتنے بچے
ہوں سب قتل کر دیے جائیں۔ اُن کی مثال دیکھنے سے غالباً مصنف کا مطلب ہو کہ وہ لوگ بے لڑے ہو کر
اور بغیر ہتھیار اُٹھائے مارے گئے۔

یہ بے خطر راستہ کھل گیا اور حامی دین بادشاہ ولی استغیثن زائران ارض مقدس کا بہت بڑا حامی اور دوست ثابت ہوا۔

لیکن حضرت عمر کے تغیر سے بدرجہا بڑھا ہوا انقلاب اُس قوت کے ہاتھوں ہوتا نظر آتا تھا جو مشرق کے دور و دراز مقامات سے بڑھتی چلی آتی تھی۔ اور جس سے اندیشہ ہو چلا تھا کہ ایسا نہ ہو اس عربی سلطنت کو بھی تہ و بالا کر ڈالے۔ وسط ایشیا کے ریگستانوں سے سلجوقی ترک مغرب کی جانب بڑھتے ہوئے چلے اور سلطنت فارس کو زیر و زبر کر کے ایشیا کے کوچک پر جو قہار مرہ کا عروج و روم کے ورثہ میں تھا قابض ہو گئے۔ یہ انقلاب پیدا کرنے میں انھیں اُن عیسائی باشندوں کے سکوت سے کچھ کم مدد نہیں ملی جو مسلمانوں کی فکر و مین کثرت سے آباد تھے۔ اور مختلف ٹیکسون اور مولویوں کے ظلموں کی وجہ سے مسلمانوں کے اگر حاتی دشمن نہیں تو اُن سے ناراض مزاج تھے۔ بالی زینت یعنی قسطنطنیہ کے فرمان رواؤں نے ان حملہ آوروں کے واسطے جتنی الامکان راستہ صاف کر دیا۔ اب کئی مختلف ملکوں کے قبضے میں رہنے سے اس سرزمین کے باشندوں کی تعداد بہت کم ہو گئی جو کہ نہایت مخدوش بات تھی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں ان ترکوں کی تعداد کمپا و قیہ فریغ۔ اور غلطیہ کے علاقوں میں بہت بڑھ گئی اور جس ملک کو انھوں نے ابھی کل لیا تھا اُنہی میں اُن کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ حروب صلیبیہ کے جوش میں جو مسیحی گھروں کے نکل کے ارض مقدس کو جانا چاہتے تھے اُن کی پوری طرح مزاحمت کر سکے۔ سلجوقی بادشاہوں نے جو قسطنطنیہ کی جانب بہت دور تک بڑھ آئے تھے شہر خیمہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

جہاں مسیحی دنیا کی اُس پہلی عام کونسل نے اجلاس کیا تھا جس میں مذہب کیتھولک و مسیحیت ۳۲۵ء و توحید سے وابستہ کیا گیا تھا۔ یہاں قبضہ کر کے ان سخت حملہ آوروں نے رسالت محمدی کا آواز بلند کیا۔ اور ایسے احکام نافذ کیے جن کی رو سے گرجوں کا انہدام اور عیسائی نوجوانوں اور اُن کی دوشیزہ لڑکیوں کو بے عزتی کے ساتھ غلامی کرنا اور بے قدر و بے آبرو نوٹیاں بنایا جانا جائز ہو گیا۔ وہ پانچو کینسہ سینٹ صوفیہ کے گنبد پر سے دکھائی دیتے تھے ترکی سلطنت کے حدود میں داخل تھے۔ یہ خطرہ بہت خوفناک معلوم ہوا اور مشرقی شہنشاہ یعنی قسطنطین کے یونانی عہد اسی نیقیہ کی کونسل نے جو حضرت مسیح کے سوا تین سو برس بعد منعقد ہوئی تھی توحید کو مٹانے کی تہذیب و توحید کی بنیاد ڈالی۔ اور مسیحیوں کو مشرک بنایا۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ پیشتر عیسائیوں میں تہذیب نہ تھی جن عیسائیوں نے اس موقع پر تہذیب نہ قبول کی مردود قرار دیے گئے۔

فرمان رو الکزیڈروس نے رومی دلاطینی مسیحیت سے امداد کی درخواست کی تھی لیکن چونکہ ابھی وہ آگ ابھی طرح مشتعل نہیں ہوئی تھی لہذا اُس کی استدعا بیکار ہوئی۔

اس کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ سلجوقیوں میں سے امیر تمشک بیت المقدس کا مالک ہو گیا۔ اور عیسائیوں کو نقصان اُٹھا کے یہ معلوم ہو گیا کہ ان شمالی ریگستانوں کے سنگدل خاندان بدوشوں کی غلامی اور اُمتی قوم کے خلیفہ حضرت عمر کی اطاعت میں زمین و آسمان کا فرق ہو جو باضابطہ محصول زائرین سے لیا جاتا تھا اب اُس کے مقام پر اس سرزمین میں ہر جگہ بڑا کہ زنی ہونے لگی۔ اب لوگوں کا مال و اسباب نہ بروقت چھینا جاتا تھا۔ اور بیت المقدس کا سفر ایسا بے خطر ہو گیا کہ بہادر سے بہادر لوگوں کو بھی اُس کا خیال کر کے خوف معلوم ہوتا تھا۔ زائرین کی تصفیک تہذیب کے ساتھ پاک مقامات اور اُن کے محاوروں کی بھی تفسیح و توجہ ہونے لگی۔ حتیٰ کہ مسیحیوں کی عبادت میں بھی خلل انداز کی گئی۔ اور اُن کے ہتھکڑیوں کی یگت جی کہ لوگ اُسے بال بچے گھسیٹے ہوئے لے گئے۔ لے جا کے قید خانے میں ڈال دیا اور کہا کہ جب تک ایک قم کثیر نہ ادا کر و گے نجات نہ ملے گی۔

زائرین کے لیے اگرچہ پورے کے راستے میں بھی خطرے تھے۔ لیکن اب اُس سے دس حصہ زیادہ خطرہ ہسپانیہ کے مشرقی ساحل پر پیدا ہو گئے۔ اس وقت تک انھیں اس سفر میں آرام ملا کیا تھا۔ اور تاجروں کے بڑے بڑے گروہ ان کے ساتھ ہوتا کیے جن کی سچ جھٹاؤں کی بابت زیادہ اطمینان ہوتا تھا۔ ارض مقدس میں مسیح کے دوبارہ جی اُٹھنے کی یادگار میں جو میلہ ہوا کرتا تھا اُس کی وجہ سے جنوا اور ہسپا کے جہازوں کے بڑے شام کے بندر گاہوں پر آتے تھے۔ اور

عہد ان دنوں قسطنطنیہ کی مسیحیت اور روادار بظاہر کی مسیحیت میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ روم والے کلیسیاے روم کے تابع تھے۔ اور قسطنطنیہ والے کلیسیاے یونان کے پیرو۔ اور اسی وجہ سے باہم دونوں میں ہمدردی نہ تھی۔ یہ اختلاف آج بھی موجود ہے۔ ممالک عثمانیہ اور روس کی عیسائی کلیسیاے یونان کو ماننے ہیں۔ عہد تمشک سلجوقیوں کے مشہور سلطان ملک شاہ کا بھائی تھا۔ اور تاج الدولہ لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ملک شاہ نے اُسے اپنی طرف سے ارض شام پر قبضہ کرنے کی اجازت دی جسے اُس نے بنی فاطمہ مصر کے ہاتھ سے چھینا۔ اور عباسیوں کا خطبہ جاری کیا۔

عہد ہسپانیہ اُس آبنائے کو کہتے ہیں جو قسطنطنیہ کے نیچے یورپ و ایشیا کے درمیان میں واقع ہے۔ اس وقت بھی حد مسلمانوں اور مسیحیوں کے ملک کی تھی۔ ہسپانیہ کے مغربی ساحل پر عیسائی تھے۔ اور مشرقی ساحل پر مسلمان۔

سلسلہ

بیت المقدس

برسجوقیوں کا

قبضہ

مسیحی زائرین

کی مصیبتیں

اور اُن پر زیادہ

مشتعل

مشرق تجارت

کا تشریح

اُن کے آنے سے اُلٹی کے اُن تاجروں کی سفارشات کا معقول معاوضہ ہو گیا تھا جنھوں نے ولی برجنائی یا وگا رمین ایک ہسپتال بنوایا تھا۔ لیکن یہ سب امن و امان کے زمانے کی تھیں۔ تاجرات کو رومیائی اور خشکی کے خطروں سے کوئی دلچسپی نہ ہو سکتی تھی۔ تاجر لوگ صرف دولت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے لہذا راحت کے سوا مصیبت میں ساتھ نہ دے سکتے تھے۔ غرض اس بد نظمی کی وجہ سے اُن بیڑوں کا آنا بھی موقوف ہو گیا۔ اور خشکی کے قافلے صرف اُن لوگوں پر محدود رہ گئے جو بیت المقدس کے معبد کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ وہاں جانے میں چاہے جو اور جیسی مشکلیں اور مصیبتیں پیش آئیں اُنھیں گوارا تھیں۔ یہ لوگ اب اس شان سے جاتے کہ سو سو کے غول بڑھ کے گھر سے نکلتے۔ لیکن اُن میں سے بعض اوقات فرس و س آدمی اور بعض حالتوں میں صرف ایک ہی شخص واپس آتا۔ اور اُن مصیبتوں اور تکلیفوں کو جو وطن مسیحیوں میں بیٹھ کے بیان کرتا جو زلزلوں کو برداشت کرتی پڑتی تھیں۔ اور اُن وحشیہ ظلموں کی تصویریں کھینچ کھینچ کے دکھاتا جو بیت المقدس کے عیسائیوں بلکہ عموماً مشرق کے کل مسیحیوں پر ہو رہے تھے۔

الغرض اب مسیح کا گر جا مسلمانوں کے آہنی پتھر میں تھا۔ اور اُس کے شہیدوں کا خون انتقام کے واسطے فراہم کر رہا تھا۔ مسیحی دنیا کے تمام لوگوں کے دلوں میں ناراضی کا جو جوش بڑھتا جاتا تھا اور انتقام کے دریا کو گویا صرف ایک تحریک کا انتظار تھا کہ چھڑ ہو اور طوفانی پراکے اُس تمام سرزمین کو ڈبو دے جسے دین کے دشمنوں نے غارت کر رکھا تھا۔ لوگ تو خیر تیار ہو بیٹھ ہی گئے لیکن عام ناراضی خود بخود ایک سخت طوفان کی طرح پھیل جائے گی۔ بادشاہ جاسے کچھ عرصے کے لیے اپنی سلطنتیں چھوڑنے پر رضامند ہو جائے لیکن ظاہر ہو کہ بیرونی و اندرونی مشکلوں کی وجہ سے وہ بہت جلد اس کام سے تھک جائے۔ اب صرف کسی ایسی مجبور

مغرب کے
مسیحیوں کی
عام برہمی

عہ عموماً تمام مسیحی مورخین عروب صلیبیہ کی بنیاد اس امر کو قرار دیتے ہیں کہ عربوں کی حکومت جانے کے بعد مسیحیوں نے ترکوں نے عیسائیوں پر ایسے ظلم شروع کیے کہ مسیحی تاب نہ لاسکے۔ اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ اگرچہ یہ صحیح ہو کہ مسیحیوں کے عدم میں حلقہ سے عیسائیہ کے زمانے کی ایسی آزادی و مصلحت پر درسی نہیں دی تھی اور وہ کسی حد تک زیادتیان کرنے لگے تھے مگر عروب صلیبیہ کی بنیاد یہ تھی کہ بیشتر مسیحی لوگ پاپائوں اور مسقفوں کی گرفت میں اس قدر نہ تھے۔ لہذا پادروں کو اپنے دل کی آرزو میں پوری کرنے کا اس قدر موقع نہ ملتا تھا جب اُن کی حکومت غالب ہوئی مسیحی سلطنتیں اُن کی تابع قرار

اس جوش کے باعث اس نے اپنے بیٹے کے لیے بیوی منظور کی۔ ضرورت کرنے والی قوت کی ضرورت تھی جو انھیں اُن عہد و نسل پر قائم رکھے جن کے فرمان صرف اسی زندگی پر محدود نہیں بلکہ بعد وفات بھی موثر رہیں۔ اور ایسے فرمان صرف وہی شخص دے سکتا تھا جس کے ہاتھ میں آسمانی سلطنت کی کچیاں تھیں۔ اور جس کا تخت رسولوں کے بادشاہ یعنی بطرس حواری کی پہاڑی تھی۔

دوسرا باب

کلراٹ کی کونسل

پوپ روم کا سب سے بڑا اُسقف ہو۔ اور روایات کو یہ فخر حاصل ہو کہ انکی وسیلہ سلطنت کی ابتدائی ذلت کو بھی روحانی و مادی اور دینی و دنیاوی حکومت بناتے ہیں۔ ارض جلیل اگلے باب میں گریگوری (بطرس حواری) اُس قدیم انزلی شہر (روم الکبریٰ) میں جب کبھی داخل ہوا تھا تو ایک ایسے اجنبی شخص کی طرح داخل ہوا تھا جو صرف اُن چند لوگوں کا رہنما اور دوست بننے کو آیا ہو جو روم کی سوسائٹی کو الگ سے دیکھتے تھے۔ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ ورس کی بڑائیوں سے علیحدہ رہنا چاہتے تھے۔ لیکن ارض مغرب میں خود مذہب مسیحی کے جو مسل ہونے کے بعد جب اُن لوگوں کے خیالات اور یہی قسم کے نئے رسوم سے بدل گئے جنہیں انھوں نے اختیار کیا تھا تو اقتدالی اور سرگروہی دین میں بھی بے ارادہ آپ ہی آپ اُس ملک کے رسم و رواج مطابق ترمیم ہو گئی۔ یہی وہ ملک تھا جس سے مسیحیت کو پہلے سخت جھگڑا کرنا پڑا تھا۔ روم معمولی شہروں کے مثل نہ تھا۔ لہذا اُس کا اُسقف بھی اور گرجے کے پادریوں کی طرح خاموش نہیں بیٹھا رہ سکتا تھا۔ اُسے رعایا سے سابقہ رکھنا تھا۔ اور اُس وسیع ملک کے عین وسط میں قیام پذیر تھا۔ وہ روایتیں جو روم کے اصول شہنشاہی سے علاقہ رکھتی تھیں اور پشت پاؤں سے چلی آتی تھیں ممکن نہ تھا کہ اُن کا اثر اس نئے مذہب پر بھی نہ پڑتا۔ لہذا انھوں نے ہی عرصے میں اس صدا کا شور و غل آسمان پر نہیں تو انھوں نے مذہبی جہاد کا مفہوم دیا۔ اور تعصبات کے بڑھانے کی کوشش کرنے لگے اور انھیں کی ان کوششوں کا نتیجہ صلیبی لڑائیاں تھیں۔

اسے بطرس حواری ارض جلیل کا ایک مچھلی والا تھا۔ اور تمام پوپ اُسی کے جانشین مانے جاتے ہیں۔

عصر۔ روم الکبریٰ کو قدیم رومی بت پرست انزلی وادی مانتے تھے۔

تک پہنچ گیا کہ "مسیح زندہ ہیں" "مسیح حکومت کرتے ہیں" اور "مسیح شہنشاہ ہیں۔"

اس غیر مبنی شہنشاہ (مسیح) کے قائم مقاموں یعنی اساقفہ کو آخر رفتہ رفتہ اپنی قوت حاصل ہو گئی جو انوار العزم سے انوار العزم بادشاہوں کو بھی نہ میسر ہوئی ہوگی۔ اس قوت کو گر گیری اعظم نے گوشہ نشینی اور نفس کشی کے پر ایسے میں صرف کیا۔ اور اسی قوت سے گر گیری ہفتم ہلدیرینڈ نے بحیثیت ایک فوجی سپہ سالار کے کام لیا۔ گر گیری اول فقیر تھا۔ اور تمام مادی چیزوں کو خیر حاصل خیال کرتا تھا۔ گر گیری ہفتم کو اگر اس فلسفہ کی طرف کچھ رجحان تھا بھی تو مذہبی حکومت حاصل کرنے کا ولولہ اُس سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ روحانی فوجوں کے ذریعے سے ساری دنیا کو فتح کر لے۔ اور اس فتح کا نتیجہ صرف امور آخرت ہی پر محدود نہ رہے۔ بلکہ وہ جانتا تھا کہ اس فتح کے ذریعے سے اُسے تمام سلطنتوں پر حکومت حاصل ہو جائے گا۔ بادشاہ اُس کے حکموں کے تابع ہوں۔ اور اُسے ان کی فوجوں اور خزانوں پر پورا اختیار حاصل ہو۔ اُس کا مشا تھا کہ مقتدایانِ دین ہی خود مختاری کے ساتھ ملکی انتظام کریں۔ گو کہ پوپ ہلدیرینڈ اس غرض کو ظاہر کرنا خلاف مصالحت خیال کرتا تھا لیکن اُس کی اصلی غرض یہی تھی کہ پوری طرح اس امر کو ثابت کر دے کہ موجودہ طریقہ انتظام ملکی محض ایک بُرے اصولی کام کرنے کا نام ہو۔ اس کوشش کی بنیاد اگرچہ ایک عرصے سے چڑھ چکی تھی لیکن ہاں ہلدیرینڈ کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ بادریوں کی حکومت کے کامل ہو جانے میں بہت ہی تھوڑی کسر چھوڑ گیا تھا جس کو دور کر کے پوری کامیابی حاصل کر لینا اُس کے جانشینوں کے ذمے ہوا۔ مگر اُس کے بعد والوں کو صرف اتنا ہی آتا تھا کہ عوام کے جوش اور بادشاہوں کے حوصلوں کے

عہدِ مسیحی مذہب کے موجودہ پیروندین یہ عجیب بات ہو کہ اپنے مذہبی انقلابات کو تاریخی حیثیت سے بھولی جانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ مگر انہی غلطیوں پر متنب نہیں ہوتے۔ سب کو معلوم ہو کہ تثلیث کا مسئلہ قسطنطین اعظم کے وقت میں طوہر کے جزو دین بنا۔ مسیح کے خدا کا بیٹا بنائے جانے کی ابتدا پہلے بتائی جا چکی ہو۔ اور وہ مصنف صاحب نے بتایا ہو کہ یہ مصر کے بہت پرستوں کا عقیدہ تھا۔ اب اس امر کو بھی مصنف صاحب تسلیم کر رہے ہیں کہ مسیح کی بادشاہت کا عقیدہ روم کی قدیم بت پرستی اور شان و شوکت سے نکل کے مسیحیت میں آیا۔ یہ سب جاننے کے بعد حیرت ہو کہ زائد اور بعد کے عقائد کو نکال کے حضرت مسیح کی خالص تعلیموں کو کیوں نہیں منتخب کر لیتے کہ اپنے مین اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہ پائیں۔

ہو شیاری کے ساتھ فائدہ اٹھالین۔ چنانچہ وہ اگر یورپ کی باہمی لڑائیوں کے بانی نہیں تو
 محکم ضرور ہونے لگے۔ پوپ ہی کی اجازت سے بے قدر و بخمین کی مغربی بین مدولی۔ اُچی
 کے حکم سے اول بادشاہ کیرولنگین مقرر ہوا۔ وہ قیصری کا تاج جو چارلس اعظم کے سر پر تھا
 پوپ لیو سوم ہی کا عطا کیا ہوا تھا۔ خود ہلدیرینڈ نے ہسکند دوم کے ذریعے سے انگلستان کی
 سلطنت کا دون کے بیٹے سے لے کر نارمنڈی کے ولیم وی بیسٹرو کو عطا کی تھی۔ لوگوں نے
 یہ خوب کہا ہو کہ گوا بھی تاک حروب صلیبیہ کا نام بھی نہیں سنا گیا تھا مگر بیک صلیبی لڑائی پر وعظ کا
 سلسلہ دراصل اسی زمانے میں شروع ہو گیا تھا۔ اور یہی وعظ اُس آوازیں کی گئی تھی جو انگلستان
 کی آواروں کے خلاف روم میں بلند ہوئی تھی۔ ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ روم میں یہ آواز مئی مسیحی
 مقتدا سے دین نے بلند کی تھی جس کو سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہوئی تو اُسے نصیب
 دلا دیا کہ گو طریق عبادت اور طرز عقیدت میں فرق ہو لیکن دراصل ہم دونوں ایک ہی خدا کے
 ماننے والے۔ اور ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں۔ اور سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی یہ ضرورت
 تھی کہ اُس نے اپنی قوم میں مسیحی رعایا کے ساتھ کچھ خاص رعایتیں کی تھیں۔

اب پاپاؤن کو یہ قدرت حاصل تھی کہ بڑی بڑی فوجوں کو لڑا دیتے اور عوام کے جوش
 کی آگ کو جو آفسودہ ہو گئی تھی مشتعل کر کے انتہائی درجے پر پہنچا دیتے۔ اور شام کے دشمنین
 ناصحون (مسلمانوں) کے مقابلے پر یورپ کی قوت کے آمادہ کر دینے کے لیے صرف انھیں دونوں
 باتوں کی ضرورت تھی۔ گر گیری ہفتم کی تاریخ دیکھنے سے نمایاں طور پر ظاہر ہو جاتا ہو کہ اس
 غرض کی جانب جب تک عام لوگوں کے خیالات رجوع نہ ہو جائیں پاپاؤن کو بالکل کامیابی نہیں
 حاصل ہو سکتی تھی۔ سیمینگر مین ہر ملٹ کے قتل میں مدد دینے کے آٹھ برس بعد ہلدیرینڈ نے ایک
 خط اُن لوگوں کے نام لکھا جنھیں کیتھولک اصول کی سچیست محبت تھی۔ اور اُس کے حامی تھے۔
 اس خط میں اُن لوگوں سے ہمدردی کی گئی تھی کہ دنیا کے تمام کاموں کو جھوٹے پہلے اس دینی خدمت
 کو انجام دین۔ کہ سلجوقی ترکوں کو سلطنت مشرقی روم کی سرحد سے مار کے نکال دین۔ اب سات
 ہزار یون والے نئے شہر یعنی قسطنطنیہ کے لیے بھی ان وحشیوں کی طرف سے اندیشہ ہو۔ اور کوں
 کہہ سکتا ہو کہ کتنی جلد ہی خطرہ خود شہر رومہ الکبریٰ کے لیے بھی پیدا ہو جائے گا۔ اس میں کسی
 قسم کا شکائے شبہ نہیں کہ مسیحی لوگ اپنے اعتقاد اپنے جوش اور اپنی پہنچ کی بدولت ان اصول
 بے ایمانوں سے میدان صاف کرویں گے۔ اور ایمان داروں (عیسائیوں) کی فتح سے پاپاؤن کو

گر گیری ہفتم کے
 تدابیر و اغراض

۱۴۵۴ء
 ایمانداروں کے
 نام اس کا
 اطلاعی خط

بہت کچھ نفع حاصل ہوگا۔ ترکون کے ہاتھ سے نجات پانے کا معاوضہ مشرقی شہنشاہ روم یون
 ادا کرے گا کہ رومہ الکبریٰ میں پاپاؤن کی جو مذہبی کونسل قائم ہو اُس کا تابع فرمان ہو جائے گا اور
 بائزنطامُن یعنی قسطنطنیہ کے مقتدا سے عظیم کا یہ دعویٰ بھی جاتا رہے گا کہ وہ بطرس حواری
 کے جانشین کا ہم رتبہ وہم پایہ ہے۔ لیکن باوجودیکہ اس تدبیر میں بڑی ہوشیاری سے غلطی
 یعنی رومی کلیسیا سے مسیحیت کے فروغ دینے کی کوشش کی گئی تھی تاہم عیسائیوں کی زیادہ
 جماعت نے اُسے محض ایک ملکی ہم خیال کیا۔ اور کسی کو بھی مشرقی شہنشاہ کے خطروں اور
 مصائب کا خیال کر کے اُس سے ہمدردی نہیں پیدا ہوئی قسطنطنیہ کا تاجدار بھی ایسا شخص
 نہ تھا کہ خواہ مخواہ اُن لوگوں سے زیادہ محبت کرنے لگتا یا ان کے لیے اپنا خون بہاتا جنہیں
 اُس پر ظلم کرنے میں مزہ آتا تھا۔ اور ہلڈیر نیڈ نے غلطی سے جو ارتداد کا فتوہ نکچفورس سوم
 (شہنشاہ قسطنطنیہ) کے خلاف دیا تھا اُس کی وجہ سے مشرق کے مسیحیوں کے دل میں کچھ
 ایسے خیالات پیدا ہو گئے تھے جو پوپ روم کے ان مضمربوں کے بالکل مخالف تھے۔ ہلڈیر نیڈ
 کے خط میں کسی مذہبی کمیٹی کے سامنے استغاثہ نہیں پیش کیا گیا تھا۔ اُس میں یہ بھی نہیں لکھا تھا
 کہ متبرک مقامات میں کیسے کیسے ناجائز افعال عمل میں آتے ہیں۔ یا دین دار زائرون پر کیا کیا ظلم
 ہوتے ہیں۔ اُس سرمدی اجر کی بابت بھی کچھ نہیں ظاہر کیا گیا تھا جو زائرون کو صرف زیارت
 عہ قدیم سلطنت روم جس کا مرکز سلطنت ایطالیہ کا پُرانا شہر رومہ الکبریٰ تھا قسطنطنیہ (عظمیٰ کے
 چند روز بعد سے) ووجدا کا نہ شہنشاہیوں پر تقسیم ہو گئی تھی۔ ایک سلطنت مشرقی جس کا سلطان
 قسطنطنیہ قرار پایا۔ اور دوسری سلطنت مغربی جس کا صدر مقام وہی قدیم شہر رومہ الکبریٰ تھا۔
 اختلاف سلطنت کے بعد ان دونوں سلطنتوں میں اختلاف مذہبی بھی پیدا ہو گیا۔ قسطنطنیہ نے
 کلیسیا سے یونان کے تابع ہونے جو مذہب آج بھی یونان سے لے کر روس تک پھیلا ہوا ہے اور
 اُن کا مرکز دین کنیہ سینٹ سوفیا قرار پایا۔ جو آج مسلمانوں کی ایک عظیم الشان مسجد بنا ہوا ہے۔
 دوسری طرف رومہ الکبریٰ میں کلیسیا سے روم تھا جس کی مقتدائی کا تاج پاپاؤن کے سر پر تھا
 یہ پوپ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح کے حواری بطرس کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ مگر
 کلیسیا سے یونان والے اُن کے اس دعوے کو نہیں مانتے۔ اسی وجہ سے پوپ نے اس موقع پر قسطنطنیہ کی
 مشرقی سلطنت کی مدد بھی کی تو اس شرط سے کہ وہ ان کا تاجدار پوپ کو سچا جانشین بطرس تسلیم کر کے اپنا
 مذہب چھوڑ دے اور کلیسیا سے روم کا پیرو ہو جاوے۔

کر لینے سے حاصل ہو جاتا جو۔ رواروی میں صرف اس قدر کہ دنیا کی میری رہنمائی ہے پچاس ہزار بہادر خدا کے دشمنوں سے لڑنے اور اُس کے روضے پر پہنچ جانے کی تمنا رکھتے ہیں یہ بھی جذبات بہ کا آمد نہ تھا۔ بلکہ میرٹھ کو یہ نہ سوچا کہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لیے کون سا عنوان اختیار کرنا چاہیے۔ اور اُسے نہ نظر آ سکا کہ ارض مغرب خود ہی اپنے دین کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے کمر باندھ رہی ہو۔

جب رابرٹ گس کلر ڈوڈیرھ سو جازا اور تیس ہزار فوج لے کے بڑی میزری (جنوبی اٹلیا) سے چلا ہوا تو ممکن ہو کہ بڑی میزری کو یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ یہ عظیم الشان آگ اب بھڑک اٹھی۔ مگر وہ فاتح جس نے اٹلیا میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے تھے بخیرہ اڈیریا ناک کے مشرق میں گویا کچھ بھی نہ کر سکا۔ ایک طرف فیلو رازو کی فیصل کے سامنے تو اس کی فوج نے اپنی پوری قوت صرف کر دی مگر دوسری طرف بحری فوج کو جن پر اُس کا بیٹا بومپانڈ سپالار تھا فاش شکست ہو گئی۔ مگر صرف اُس بغض و عناد کی وجہ سے جو شہنشاہ انگلینڈ کو اس کو اپنے سپہ سالار چیلو لو کوکس کے ساتھ تھا گس کلر ڈوڈیرھ کی فوج تباہی و بربادی سے بچ گئی۔ اور اُس کی شکست بھی فتح کی صورت میں نمایاں ہوئی۔ اس کے بعد جب گس کلر ڈوڈیرھ اٹلیا میں واپس آنے پر مجبور ہوا تو اس مہم کے سر کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو بومپانڈ کو وین چھوڑ گیا۔ بومپانڈ نے باپ کے جانے کے بعد ایالٹس پر قبضہ کر لیا اور تھسلی کا شہر لا رسا فتح کر کے کو تھا کہ یکایک اُسے بھی فوج اور روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اور جس قدر جلد ممکن ہوا وہ بھی اٹلیا کو واپس گیا۔ اُس کی غیبت میں اُس کے قائم مقام برٹن کو جو ایزولیا کا سپاہی تھا شہنشاہ قسطنطنیہ کی فوج سے دہ کے مجبور ہونا پڑا کہ کسٹوریہ کے محاصرے سے ہاتھ دھوئے اور اقرار کرے کہ مشرقی تاجدار کے ملک پر پھر کبھی حملہ نہ کرے گا۔

جنہی مہینوں کے بعد رابرٹ گس کلر ڈوڈیرھ نے مشرقی سلطنت کے فتح کرنے کے لیے نئی فوج جمع کی۔ نہر لور فوکا محاصرہ کیا۔ اور کیفا لونیاس کا پہنچا تھا کہ موت نے اُس کا کام ہی تمام کر دیا۔ یہ لڑائی اٹلیا و دون یعنی پوپ کے طرفداروں اور کلیسیاے یونان کے پیروں میں لڑی۔ انگلینڈ شہنشاہ قسطنطنیہ کے سپاہیوں سے ہوئی تھی۔ اور آخر لڑکر بادشاہ ہی کو فتح بھی حاصل ہوئی۔ مگر چونکہ اُسے اپنے سپہ سالار سے عناد تھا لہذا بے اصول سپہ سالار نے دشمنوں کو شکست دینے کے بعد بھی تباہی مہونے سے بچا دیا۔

۸۱ء
اٹلیا میں
اہل ناز

۸۲ء

۸۳ء

۸۴ء

کر دیا۔ اور معلوم ہوا کہ اب یہ ظاہر اس مہم کا خاتمہ ہو گیا۔ ہلڈیر سیرنڈ نے جو آتش حرب و دل
اسلام کے مقابلے میں مشتعل کرانی چاہی تھی اُس کے لیے اُس کے جانشین پوپ و کٹر ثالث
نے کچھ کم جوش سے وعظ نہیں کی۔ اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو کوئی اس جنگ میں شریک ہو
اُس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لیکن اُس کے یہ پُر جوش الفاظ بھی مسلمانوں سے
ارض مقدس کے چھیننے کے لیے سپاہیوں اور جنگ جو لوگوں کے لشکر نہ فراہم کر سکے۔
اس جوش کے پیدا کرنے کا صرف اتنا بیل ملا کہ جنوا اور سپا کی بحری فوج نے بیت المقدس
کے عوض افریقہ کے سواحل کو لوٹ لیا۔ اور جو کچھ مال غنیمت وہاں سے ملا ہوا۔ وہ
بندگان خدا میں سے صرف اُن چند شخصوں کے ہاتھ آیا جو اپنا گھر بار چھوڑ کے ارض پاک
کی زیارت کو جانے والے تھے۔

ہلڈیر سیرنڈ کی وفات کے دس سال بعد تین چار ہزار باورسی اور تیس ہزار اہل حرفہ
اور ملازمت پیشہ لوگ پیا سنزا کی کونسل میں پوپ ارین ثانی کی وعظ سننے کے لیے
جمع ہوئے۔ اتنی بڑی کونسل چونکہ کسی عمارت کے اندر نہیں ہو سکتی تھی لہذا شہر کے باہر
کھلے میدان میں مرتب ہوئی۔ مشرقی دولت روم کے تاجدار شہنشاہ الگزیوس کا
مینوس کے ایچی بھی اس جلسے میں شریک تھے۔ جو اس غرض کے لیے آئے تھے کہ اپنے
شہنشاہ کی مصیبتیں بیان کریں۔ اور ایمان داروں (مسیحیوں) کے سامنے دلیلانہ مدد کی درخواست
پیش کریں۔ ترکوں کی پیش قدمی روکنے کی حکمت عملی نے باوجودیکہ ابھی تک وہ مملکت
ایٹالیہ سے معتد بہ فاصلے پر تھے ممکن ہو کہ اُن سامعین پر جو امور مملکت سے واقف تھے
زیادہ اثر ڈالا ہو۔ مگر جو لوگ زیادہ پُر جوش اور رفیق القلب تھے وہ مشرقی دولت روم
کے سفیروں کی بُرائی تقریریں سن کے اس درجہ متاثر ہوئے کہ رو اُٹھے۔ اور چیخ چیخ کر کہنے لگے
”وہمیں دشمن کے مقابلے میں بے جلوہ لیکن پوپ ارین نے جسے اس مہم کی تمام حاضرین
سے زیادہ فخر تھی دل میں خیال کیا کہ ابھی قطعی فیصلہ کر دینے کا وقت نہیں آیا ہو۔ وہ
ایک ایسے ملک میں تھا جو بہت سے حصوں پر بٹا ہوا تھا۔ اور خود اُس کے دعوے باپائیت کا
عہد افریقہ کے سوا اہل پر تمام مسلمانوں آباد تھے۔ اور مختلف اسلامی سلطنتیں تھیں۔ مسیحی مورخ کہتے
ہیں کہ جنوا اور سپا کی فوجوں نے ایک لاکھ مسلمانوں کے لشکرِ مطہم کو شکست دی۔ المہدیہ اور سبیل نام
موشہرون کو لوٹ لیا۔ اور وہاں کے ایک مسلمان فرمان روا کو پوپ کا خراج گزار بنالیا۔

بھی ایک رقیب موجود تھا۔ جس کے بعض لوگ معتقد بھی تھے۔ بلکہ اس کونسل کی خاص غرض بھی یہی تھی کہ وہ مدعی تاج پاپائیت اور اُس کے پیرواس دینی حق سے محروم کیے جائیں۔ اس کے علاوہ اور معاملات کو بھی اُسے طے کرنا تھا۔ بعض پادری اپنی بی بیوں کے چھوڑنے سے اس وقت تک انکار کر رہے تھے۔ اور شہنشاہ ہنری چارم کی جوڑ و خاص اہل جلسہ میں موجود تھی جو اپنے شوہر کی یہ شکایت پیش کرنے کو آئی تھی کہ اُس پر ایسا ظلم و جبر کرنا جو انسان کے وہم و گمان سے بھی باہر ہو۔ لہذا اس موقع پر ضرور تھا کہ شہنشاہ مذکور اور پادریوں دونوں کو الزام دیا جائے۔ اور اُس کے بعد دونوں مطیع و فرمان بردار بنالیے جائیں۔ الغرض پوپ اربن نے خیال کیا کہ اس کارروائی کے بعد مناسب ہوگا کہ اپنی طاقت لسانی کو میں کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھوں۔ اسی مصلحت سے اس نے الگزیوس کے ایچپوئ کو یہ کہہ کے رخصت کر دیا کہ جب ملک مغرب کے سبھی روضہ پاک کے لینے کو روانہ ہوں گے تو اس امر کو بھی یاد رکھیں گے کہ انھیں قسطنطنیہ کے قریب بھی ایک مہم سر کرنی چاہیے۔

پاپا سنزاسے روانہ ہو کے پوپ اربن نے کوہ آلیس کو طے کیا اور چارلس اعظم کی سرزمین میں داخل ہوا۔ جس کا خلیفہ ہارون الرشید کے ایچپوئ سے ملنا دیوتاؤں کی سی ایک کمائی بنالیا گیا ہو۔ جسے کہ ٹرپن نے اپنی تاریخ میں اس واقعے کو بڑھا اور پچھلے ایک پورے باقاعدہ قصے کی حیثیت دے دی ہو۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ قسطنطنیہ اعظم کا جرنیسہ بیت المقدس میں قائم ہو خاص اُس کی دیواروں کے نیچے اُس نے مسلمانوں کو اپنے پیروں سے روز ڈالا تھا۔ کوہ آلیس کے شمالی دامن میں ہونچ کے پوپ اربن کی جان میں جان آئی۔ یہ سمجھ کر کہ اُس وقت عن قریب فلپ اول (حکمران فرانس) کی مغزولی کا حکم دیا جانے والا تھا جس نے یا تو خود ہی اپنے لیے شاہ فرانس کا خطاب اختیار کر لیا تھا یا لوگ اسے رقیب پاپائیت کا نام گوہرٹ تھا جس کی وجہ سے پوپ بلڈیرینڈ چند دنوں تک بہت متحرک رہا۔ اس ملکہ کا نام ڈولید تھا جو ہنری شہنشاہ جرمنی کی جہر و تھی۔ اور اپنے شوہر کی شکایت کے ساتھ اُس نے اپنی شرمناک بد اعمالیاں بھی کونسل کے سامنے پیش کی تھیں۔

پاپا سنزاسے مراد شارلمین شاہ فرانس جو جس پر ہارون الرشید نے کچھ تحفے بھیجے تھے اور غرض یہ تھی کہ بنی امیہ جو شارلمین کی سرحد کے پاس ہی اندلس میں دعوائے خلافت کر رہے تھے وہ اُن کا دشمن بنا رہے۔ اور اُن سے لڑنے پر آمادہ ہو۔ اس لئے واسقے کو قدیم سیحون

اُسے اس لقب سے یاد کرتے تھے۔ لیکن یہ شاہزادہ جوہیو کیپیٹ کا پر پوتا تھا اپنے دار السلطنت
پیرس اور آرلمینس میں چاہے جس قدر قوت اور اختیار رکھتا ہو مگر اصل میں اُسے اس
سے زیادہ وقعت نہیں حاصل تھی کہ بہت سے زمیندار اور تعلقدار جو اُس کی سرحد کے باہر رہتے
تھے اُن کی جماعت عظیم کا بڑے نام مالک تھا۔

پوپ اربن موسم خزان میں کلنگنی کی عظیم الشان خانقاہ سے نکل کے جہاں وہ پوپ
مہونے سے پہلے زندگی بسر کیا کرتا تھا شہر کلرمانسٹ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ شہر اُن دنوں
کونٹ یعنی امیر آورن کے علاقے میں تھا۔ اُس کے پہونچتے پہونچتے ہزار ہا خیمے شہر
کے باہر اُن لوگوں کے لیے ہستادہ ہو چکے تھے جنہیں شہر کے اندر ٹھہرنے کی جگہ نہ مل
سکی تھی۔ اور وہ آٹھ دن جن میں اس کونسل کے اجلاس ہوتے رہے انہیں تجویز و نین
صرف ہونے کے جس مہم کا تذکرہ پوپ نے پیا سنسز کی کونسل میں چھیڑا تھا اُس کے واسطے
کیا کیا انتظام کیے جائیں۔ اور جو لوگ اپنے مالکوں گھر والوں اور سرداروں کی عدم موجودگی
میں گھر وں پر مقیم رہیں گے۔ یعنی مسلمانوں سے لڑنے کو نہ جائیں گے اُن کی حفاظت کے
لیے کیا کیا تدبیریں عمل میں لائی جائیں۔

اب یہاں پس و پیش کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ بہ نسبت اُن اضلاع کے جو کوہسا
آلیس کے جنوب میں واقع ہیں اُس کے شمالی پہلو کی سرزمین میں زائر و ن کی مصیبتوں
اور مسلمانوں کی فتوحات کا عموماً تمام لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پڑ گیا تھا۔ اور بطرس
راہب کی منادی اور گوارے لوگوں کے غصے کی آگ انتہا سے زیادہ مشتعل ہو گئی تھی۔
اس شخص (بطرس راہب) نے جو تعلقہ پیکا رومی کے شہر ایشس میں پیدا ہوا تھا۔ اور
اُسے بولونیہ کی ملازمت میں کبھی اپنی تلوار سے کام لے چکا تھا تمام جو ر وچون کو جب پورا
عزت گرینی و گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اور خلوت میں بیٹھ کے تکمیل نفس کرنے کی طرف
مشغول ہوا تھا۔ اور دن کی طرح اُس کے دل میں بھی ارض مقدس میں جانے کی بے انتہا
آرزو پیدا ہوئی۔ لیکن اُس کی یہ آرزو اگر اس طرح پوری ہوئی کہ اُس نے نجات دہندہ
(مسیح) کے روضے پر جا کے عبادت کر لی تو اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ جن واقعات کا فقط
ذکر سن کے یورپ ہی میں بیٹھے بیٹھے اُسے غصہ آ جا یا کرتا تھا اُن کو یہاں خود اپنی آنکھوں
سے اس قدر بڑھایا تھا۔

ادیکھو کہ اُس کے دل میں ایک تحریک بھی پیدا ہوئی۔ یہ متبرک مقام مسلمانوں کے قبضے میں تھا جو اُس کے نزدیک بے دین و کافر تھے۔ یہاں کا ہفت اعظم ایک غلام سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور وہ زائر خوش نصیب تھا جو بغیر کسی ایسی سختیاں اور ذلتیں اٹھائے جن کا بدتر سے بدتر جرم بھی مستوجب نہیں ہو سکتا بیت المقدس سے نکل آتا۔ بہت سے عیسائی فرقوں کا خون بہت سی مسیحی عورتوں کی سخت بلے عزتی و توہین "ہتھام ہتھام" بکار رہی تھیں۔ جن امور کو دیکھ کے اس گوشہ نشین راہب (بطرس) نے اپنے دل میں عہد کیا کہ اگر خدا نے مدد کی تو میری کوشش سے ان باتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جو گفتگو اُس سے اور بیت المقدس کے ہفت اعظم شمعون سے ہوئی۔ اُس میں شمعون نے مایوسی ظاہر کی کہ "شمعشتا ہ یونان یعنی مشرقی دولت روم کا تاجدار اپنی قوت نہیں رکھتا کہ حمایت کرے۔ اور اُس کی سلطنت خود ہی ضعیف ہو رہی ہے" جسے سن کے بطرس راہب بولا "تو تمہارے معاملے میں مغرب کی قومیں اپنی تلوار سے کام لیں گی" پھر شمعون کی دعا حاصل کر کے بطرس نہایت عجلت کے ساتھ اُس شخص کی منظوری حاصل کرنے کو روانہ ہوا جو مشرق و مغرب کی تمام مسیحی دنیا کا سردار ہونے کا دعوے دار تھا یعنی پوپ اربن۔

روم کے مقتداے اعظم یعنی پوپ کے سامنے جا کے بطرس راہب نے اُن خرابیوں کو بیان کیا جن کے دور ہونے کی فوری ضرورت تھی۔ مگر اصل میں پوپ اربن کے براہ کفیتہ کرنے کے لیے کسی قسم کی فصاحت و بلاغت کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے کہ اُس کے دل کو بھی ویسی ہی لگی ہوئی تھی جیسی اُن لوگوں کے دلوں کو جو اس مہم میں بذات خود شریک ہوئے۔ مگر ان اس خیال نے اُس کے دل کو اور اُبھارا کہ صلیب کی حمایت میں لڑنے والوں کا حشر چاہے جو کچھ ہو مگر اُس سے یہ ضرور ہو گا کہ میرے اختیارات اور میری قوت کو اور زیادہ استحکام حاصل ہو جائے گا۔ الغرض اُس بے تاب و پرجوش راہب کو جس نے یہ کام اپنے ذمے لیا تھا کہ زمین کے عرض و طول میں پھر کے لوگوں کو ایسا براہ کفیتہ کرے کہ خوشنودی خدا اور نجات روحانی کا ذریعہ سمجھ کے اس مہم کو اختیار کر لیں پوپ نے بڑے ذوق و شوق سے برکت کی دعا دی۔ اور وہ اپنا کام پورا کرنے کے لیے جی کھڑا ہوا۔ بطرس کی تقریر مگر ہر کہ برہمتہ اور فی البدیہہ ہونے کی وجہ سے اُکھڑی اور اُلجھی ہوئی ہو مگر اس نقصان کو اُس کا دلی جوش و فزع کر دیتا تھا جو اُس کی آنکھوں سے نمایاں تھا۔ اس لیے کہ اُس کی نگاہ میں لفظوں کا

۱۹۵۲ء

اُس کی بیوی

خدمت اور

عام لوگوں

میں بی تاثیر

سے جوش

پیدا کرنا

زیادہ قوی اثر رکھتی تھیں۔ اگرچہ وہ ایک بہتہ قد اور کمزور آدمی تھا لیکن اُس کے سینے میں ایک ایسی آگ بھڑک رہی تھی۔ اور اُس سے ایسے شعلے اُٹھ رہے تھے جو ہر شخص کے دل میں سوز و گداز پیدا کر دیتے اور سننے والوں میں سخت غصہ و جوش پیدا ہو جاتا۔ اُس کی فریاد لوگوں کے دل سے ہر خیال کو مٹا دیتی تھی۔ جہاں جاتا امیر و غریب معمر و نو عمر نواب اور کسان اُس کو روڈ بے پتے اجنبی آدمی کے گرد جمع ہو جاتے جو تنگے سر اور تنگے پاؤں ایک گدھے پر سوار تھا۔ اور ایک بڑی بھاری صلیب ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ یہاں تو صرف ایک خزن آلود صلیب لوگوں کی نظر کے سامنے تھی مگر اصلی خزن بڑی کو وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا۔ بلکہ اتنا ہی نہیں نجات دہندہ (حضرت مسیح) کا ایک خط بھی اُسے ملا تھا جو آسمان سے اُس پر گر پڑا تھا۔ ہر مذہب جو انسان کے دل کو بلیغ نہ کرے اُسے وہ کام میں لاتا۔ اور ہر امر سے جس کا عقیدت مند مسیحیوں پر اثر پڑ سکتا مدد لیتا۔ وہ انھیں بچا رکھا رکے آمادہ کرنا کہ اس سرزمین کو دشمنوں کے پنجے سے نکالو جو تمہارے دین کا گوارہ ہو۔ اُن وحشیوں کو مزاد و جو اُس کے حسن کو بگاڑے دیتے ہیں۔ اور اپنے اُن بھائیوں کو بچاؤ جو دشمنوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے ظلم برداشت کر رہے ہیں۔ وہ جوش و خروش جس کی وجہ سے اُس کے گلے میں بھیندا پڑ پڑ جاتا دوسروں کے دلوں میں بھی اُچی کا سا جوش پیدا کر دیتا۔ اُس کی آہوں اور ڈاڑھیں مار مار کے رونے پر وہ تمام لوگ جو اُس کے گرد بھیرے لگائے ہوئے اور اُن زائرین کی دل پاش پاش کر دینے والی سرگزشت سننے جنھیں بطرس راہب اپنے بیان کی تصدیق کے لیے اُن کے سامنے پیش کرتا رو رو دیتے اور چیخ اُٹھتے۔ اُس کی پرجوش تقریر سے ممکن ہو کہ بعض لوگوں کے دل میں اس مہم کی نسبت یہ خیال بھی پیدا ہو گیا ہو کہ دینی فائدوں کے ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوں گے۔ مگر خود اُس نے ان دنیاوی منافع کے متعلق کچھ نہیں کہا تاہم اس میں شک نہیں کہ اپنی آخری اور زیادہ پرجوش التجا میں اُس نے اس تمدنی مذہب کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جسے میکاہ پیغمبر نے مواہب کے بادشاہ بلق کی زبان سے عہد ہوس راہب کی نسبت عیسائیوں میں عجیب عجیب خیال پھیلے ہوئے تھے۔ وہ خود تو اتنا ہی کہتا تھا کہ مسیح نے مجھے خود اپنی زبان سے اس کام پر نامور کیا لیکن بعض معتقدین اسے کہتے تھے کہ اُس پر حضرت مسیح کا تحریری پروانہ بھی آگیا تھا۔

ظاہر کیا۔ اُس کے سامعین میں سے بعض ملتے بڑے گناہگار تھے کہ اُن گناہوں کا بار اُنہیں اپنے دل پر اس قدر سخت محسوس ہوتا کہ جانتے تھے کبھی نہ معاف ہوں گے۔ ایسے لوگوں سے اُس نے وعدہ کیا کہ اگر تم ارض مقدس کے آزادی دلائے میں جو سن دل سے شریک ہو گے تو کم از کم نہیں کہ تمہاری بخشش نہ ہو۔ کوئی گناہ نہیں جو ایسے متبرک کام کا ارادہ کرنے کے بعد معاف نہ ہو جائے۔ کوئی دینی الزام اُس شخص کے ذمے نہیں باقی رہ سکتا جو مسلمانوں سے مقابلہ کر کے شہید ہو۔ وہ وقتی جو سن جو اس راہب کے دل میں پیدا ہو گیا تھا تمام سامعین کے دلوں پر بھی اثر کر گیا۔ اُس زمانے میں لوگوں کا اخلاق ذلیل و پست ہوتا جا تھا اور مذہب بگڑا جا تا تھا۔ مگر اس میں ذرا شک نہیں کہ ان دونوں کے چرچہ پر اس وقتی جو سن نے بظاہر ایک نہایت ہی رنگ پھیر دیا تھا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسی جو سن کی بدولت جس نے لوگوں کو ایسی عظیم الشان ہم کے لیے آمادہ کیا تھا چند روز بعد یورپ کی فضا میں ایسا زہر مایا مادہ پھیل گیا جو بعینہ سخت آزمائشیوں اور طوفانوں کے آئے کسی طرح دور ہی نہیں ہو سکتا تھا۔

بطرس راہب کی جادو بیانی نے کلرمانٹ کی کونسل کے نتائج کو اُس کے منعقد ہونے سے پہلے ہی طے کر دیا تھا۔ لیکن یوپاربن اور وہ تمام مستحق در راہب جو اُس کے گرد جمع تھے خوب جانتے تھے کہ دور کی لڑائی کے لیے پُر جو سن سپاہیوں کی فوج کے علاوہ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ قوانین اور اس باضابطہ حکومت کے دور میں ہم سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اُن دنوں ترقی کے زمانے میں بھی یورپ کی کیا حالت ہو جاتی تھی۔ بادشاہوں کا اختیار اپنے ماتحت رؤسا پر محض اُن کی طاقت اور کمزوری کے انداز سے ہوتا تھا۔ اور کوئی ماتحت رئیس اگر بادشاہ کی دوستی کا وعدہ بھی کرتا تو بھی اس بات کا پابند نہیں کیا جاسکتا تھا کہ فلاں رئیس و تعلقدار کے ساتھ

عہدہ کیا۔ ایک اسرائیلی پیغمبر تھے جو حضرت مسیح سے کچھ اوپر سات سو برس پیشتر تھے۔ بائبل کی کتاب عہد قدیم میں ایک چھوٹا سا صحیفہ اُن کی طرف بھی منسوب ہو۔ جس میں وہ تلمیح بادشاہ مواب کی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ قوم اسرائیل زوال کے بعد غالب آئے گی۔ دثن پسا اور تباہ ہوں گے۔ اور قدیمی شان و شوکت بھر عود کرے گی۔ چنانچہ اسی جانب اس جملے میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ایسے اور اس قسم کے تعلقات رکھے۔ اس طرز حکمرانی نے کہ مملکت چھوٹی چھوٹی جاگیروں میں بٹی رہے انسان کے دل میں بدتر سے بدتر جذبات پیدا کر رکھے تھے۔ اور چونکہ کوئی ایسا حاکم اعلیٰ نہ تھا جس کے مقابلے میں سب کا مرتبہ مساوی ہو اور جس کا سب پر کیسیں دباؤ پڑے لہذا جن لوگوں کو کسی قسم کا آزار پہنچ جاتا یا جن کے دل کو اپنی مظلومی کا خیال پیدا ہوتا قانون کو خود اپنے کام تختہ میں لے لیتے۔ لیکن یہ خانہ جنگیاں اب ایک قسم کی تجارت کی صورت اختیار کرنے والی تھیں۔ اور بقول ولیم آف مالمسبری "اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے جاگیردار اپنے اپنے بات پر بے وجہ دے سبب ایک دوسرے کو قید کر لیں اور جب تک کوئی معقول رقم نہ وصول ہوئے آزادی نہ دیں۔" دنیا داروں کی اس سپاہیانہ و رہبری و برہمی کے ساتھ یا داریوں کی خرابیاں بھی موجود تھیں۔ وہ نہایت بے شرمی کے ساتھ مذہبی عہدوں اور سرکردوں کا بیوہ کر کے لگے تھے۔ اور مقتدائی کا ہر درجہ اور ہر عہدہ اسی شخص کو ملتا جو زیادہ ترانہ پیش کرنا ایک ایسی حالت میں ایسے دور و دراز مقام کی طرف آدمیوں کا دیا جا دینا دراصل ان لوگوں کو بے دست و پا اور بے کس و بے بس بنا دینا تھا جو اپنے گھروں میں رہ جاتے۔ اس لیے کہ جو لوگ مشرق کو روانہ کیے جاتے تھے اگر نہ بھیجے جاتے تو اپنے پس ماندوں کی تحفظ و حمایت کر سکتے۔ الغرض انھیں دشواریوں کے خیال سے کلرمانٹ کی کونسل کی طرف سے اس قسم کے احکام صادر کیے گئے جن کی رو سے خانہ جنگیوں کی ممانعت تھی۔ خدا کے

عہ جس طرح ہندوستان میں دربار مغلیہ کے آخری عہد تک اور ریاستوں میں آج بھی مزاج ہو کہ بادشاہ کا ملک بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے جاگیرداروں اور منصب داروں پر مبنا ہوتا جو اسی طرح اگلے دنوں یورپ میں بھی ساری مملکتیں مختلف سروراءوں اور تعلقہ داروں پر ٹپی ہوئی تھیں۔ اس طریقہ سلطنت کو انگریزی میں "فیڈرل سسٹم" کہتے ہیں یہ طریقہ اب عقلا کے نزدیک غیر مستحسن ہو۔ کیونکہ کوئی زبردست سلطنت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور ممالک انتظام نہیں سنبھل سکتا۔ جاپان کی موجودہ تہذیب و ترقی کا دیا چہ یہی تھا کہ تمام جاگیردار اور زمیندار اپنے حقوق سے دست بردار ہو گئے۔ لیکن اس سے بھی انکا نہیں کیا جاسکا کہ جیسے سورا اور جان باز سپاہی اور بائکے ترجے نرڈ آنا اس طریقہ کے انتظام میں پیدا ہوتے تھے اب نہیں پیدا ہو سکتے اور غالباً آج بھی یورپ کے بعض اہل الرائے جو فیڈرل سسٹم کو پسند کرتے ہیں تو اس کی یہی وجہ ہو۔

اس حکم کی تائید کی گئی تھی کہ ہفتہ میں چار روز اپنی مختصت کو ملتوی رکھو۔ ہدایت کی گئی کہ اپنی عورتوں اور بادیوں کو خدا کے سپرد کر کے گرجے کی امان اور حفاظت میں چھوڑ دو اور ایک خاص طریقے سے تین سال کے واسطے تاجرون و کشاکشکار کو بھی گرجے میں آئیکے اجازت دی گئی۔

کونسل کی کارروائی ختم ہونے کے بعد جب پوپ ربن ایک اونچے چوڑے پر جا کے کھڑا ہوا۔ اور تقریر شروع کی تو اب اسے حاضرین و سامعین کے دل میں جو شہ پید کرنے کے لیے تازہ دلیلیں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ سب مسیحی دنیا کے اس سردار کی زبان سے اس قسم کے الفاظ سن سُن کے خوش ہوتے جن سے اُن کے دلوں میں جو شہ پیدا ہوتا اور اُن سے شجاعت و بیانی ظاہر ہوتی۔ یہ تقریر تین مختلف روایتوں سے ہم تک پہنچی ہو۔ ایک تو ولیم آف ٹائر کی کتاب کے اوراق میں۔ دوسرے ولیم آف مالمسبری کی تصنیف میں۔ تیسرے اس قلمی کتاب میں جو ویٹی کین (روم کے عجائب خانے) میں رکھی ہوئی ہو۔ ممکن ہو کہ یہ تینوں روایتیں اس کی تین مختلف اور جداگانہ تقریروں کو چارے سانسے پیش کر رہی ہوں۔ گرجہ بحث اور غرض سب کی ایک ہی ہو۔ اور اس کے الفاظ کی اصلی شان کا صاف صاف پتہ چل جاتا ہو۔ کسی قدر کمزور الفاظ میں پہلے اس نے اس بات کو ظاہر کیا کہ ”وہ وحشی لوگ (مسلمان) جنھوں نے ارض شام کو فتح کر لیا ہو اور جن کے ظلم و جور کے رد کرنے کے لیے یہ کارروائی ہو رہی ہو بزدل اور بزدلے ہیں“ پھر اس نے بیان کیا کہ ترک دست بردار ہونے سے بھاگتے ہیں۔ اُنھیں صرف اپنے تیر و کمان پر بھروسہ ہو۔ اور اپنے زہر کے بچھے ہوئے تیروں سے حریف کو دور ہی سے ہلاک کرتے ہیں۔ اس کے بعد کہا ”دوسروں کو ان کے رہنے والوں کے مقابل گرم ملک کے رہنے والوں کے جسموں میں خون بہت کم ہوتا ہو۔ اور اُن سے درجے کا ہوتا ہو۔“ یہ اصول پیش کر کے اس نے یوں استدلال کیا کہ ”تم لوگ اُن ملکوں میں پیدا ہوئے ہوں جن کی آب و ہوا معتدل ہو۔ لہذا فنیغ و کامیابی کا استغراق جس قدر تمھیں حاصل ہو تمھارے دشمنوں کو نہیں ہو سکتا۔ تم میں عقل ہو۔ تم میں اصول کی پابندی ہو۔ تم میں ہنر ہو۔ اور تم میں بہادری ہو لہذا تم وہ کام بجالاؤ جس کی خدا نے ہدایت کی ہو اور مقدس بطرس نے اجازت دی ہو اپنے تمام گناہوں سے پاک صاف ہو جاؤ گے۔ جبکہ تم سفر کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہو گے اس وقت اس آزادی کا

خیال عقین تکسین ہے گا۔ اور اگر مر جاؤ گے تو شہادت کا درجہ پاؤ گے۔ شاید مصیبت اور تکلیف
 تمہاری قسمت میں لکھی ہو۔ اور تمہیں اُس سے سابقہ پڑنے والا ہو۔ مگر ان مصیبتوں اور تکلیفوں
 کی جاب ہے جس قدر زیادہ مصیب و ہولناک تصور اپنے دل کے صفحے پر کھینچو مگر خوب یاد رکھو کہ
 وہ اُن تکلیفوں اور مصیبتوں کے برابر نہیں ہو سکتیں جو تمہیں آئندہ اُنسانی ہونگی۔ اور جو
 اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ ان جسمانی تکلیفوں کے عوض میں تمہاری روح کو نجات حاصل ہوگی
 پس محض محبت کے جوش سے اس کام کے لیے چل کھڑے ہو۔ اُس محبت کے جوش سے جو تمہیں
 اُن دینداروں کے ساتھ جو جو اُس سرزمین پہنچتے ہیں۔ اور بے دینوں سے مغلوب ہونے کے
 بدلے کس و بدلے بس جو گئے ہیں۔ اُس محبت کے جوش سے جو علاقہ دنیوی کی اُن تمام زنجیروں
 سے آزاد کر دے گی جو تمہیں اُن تعلقات زمین سے وابستہ کیے ہوئے ہیں جن کا تم نے وطن نام
 رکھ چھوڑا ہے۔ اصل پوچھو تو یہ تمہارے وطن نہیں ہیں۔ اس لیے کہ مسیحی شخص کے لیے ساری
 دنیا غربت ہے اور اسی کے ساتھ ہر ملک اور ہر سرزمین وطن بھی ہے۔ اگر یہاں بہت سی مورتی
 جاؤ اور تمہیں چھوڑنا پڑے گی تو ارض مقدس میں بہت سی اور اُس سے بہتر جائداد کے
 ملنے کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ تم میں سے جو لوگ مر جائیں گے وہ بہشت کے محلون میں داخل
 ہوں گے۔ اور جو زندہ رہیں گے تمہیں اپنے خداوند کے روضے کی زیارت نصیب
 ہوگی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس محکم کا بیڑا اٹھا کے ایسے اجر عظیم کے وارث ہوں
 خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس جہاد کے سپاہیوں کے ساتھ اس غرض سے جائیں کہ اُن
 کے ثواب میں شریک ہوں۔

س۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ جس وقت پوپ اربن یہ تقریر کر رہا تھا عام مجمع

میں بہت سے لوگ جوش میں آکے جلا اٹھے۔ ”یہی خدا کی مرضی ہو! یہی خدا کی مرضی ہو!“
 مقتدی اسے اعظم نے ان کلمات کے جواب میں کہا ”ہاں حقیقت میں خدا کی مرضی ہو۔“
 اور جس وقت دشمن کے مقابلے میں تم اپنی تنواریں کھینچنا اُس وقت بھی یہی کلمہ تمہاری باؤں
 پر جاری ہو۔ تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو۔ لہذا اپنے سینوں اور شانوں پر خون کے
 ارغوانی رنگ سے یہی صلیبیں معرکہ بناؤ۔ جو اُس شخص کی نشانی ہو جو تمہاری روحوں کی نجات
 کے لیے مصلوب ہو کر گیا۔ اس نشانی کو اس بات کی علامت تصور کرو کہ اپنا شمار نہاؤ
 کہ وہ تمہاری مدد میں ہرگز کوتاہی نہ کرے گا۔ اور نیز اُس معاہدے کی ضرورت دے کہ

جس کو تم بے پورا کیے نہ رہو گے۔

انھیں الفاظ کی وجہ سے یہ لڑائیاں جو ترکون کے مقابلے میں ہوئیں جو صلیبیوں کے نام سے نامزد کی گئیں۔ اور اُس کے بعد جن میں معرکہ آرائیاں نہ ہوئیں سب سی نام سے یاد کی جانے لگیں۔ ہزاروں آدمی یہ معرکہ اپنے لباس پر بنائے صلیبی مجاہدوں کی صفوں میں جا کھڑے ہوئے۔ اگرچہ خود پوپ بھی بڑے اصرار کے ساتھ شرکت کی دستا کی گئی مگر اپنے حریف مدعی پاپائیت کے خوف سے اُس نے انکار کیا۔ اور محض دنیاوی اغراض نے اُسے اُس چماڑے محروم رکھا جس میں اُس کے شریک ہونے کے بعد بھی اگر ناکامی اور شکست ہوتی تو روم و متہ الکبریٰ کے مقتدرے بزرگ کے موجود ہونے کی وجہ سے یہ خیال کیا جاتا کہ یہ ہم خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہو۔ پادریوں میں سے سب کے پہلے جس نے صلیب کا معرکہ اختیار کیا وہ مقام پوری کا اسقف اور ہیا ر تھا جس کے صلے میں وہ مجاہدین کے اس لشکر کے ساتھ پاپا روم کا نائب اور مذہبی مقتدا قرار دیا گیا۔ طولوس کے رئیس ریمائڈ۔ فریبون کے حکمران۔ اور پیراؤنس کے سردار نے اپنے سفیران کے ذریعے سے شریک ہونے کا وعدہ کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ ۱۱۔ اگست کو جس دن کہ اسماعیلیوں کی دعوت ہوگی وہ تیار ہو کے حاضر ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ یہی تاریخ صلیبی مجاہدوں کے قسطنطنیہ کی طرف چل کھڑے ہونے کے لیے معین کی گئی تھی۔ اس طریقے سے ایک ایسے اہم کام کی جرأت کی گئی جس سے کسی غارت گاہ سے دیکھنے والے فوجی افسر یا دور اندیش وزیر سلطنت کی نظر میں کسی نفع کی امید نہیں کی جاسکتی تھی۔ لیکن اُس میں ایک ایسی کشش تھی جو عام لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور اُس کے بعد بھی یہ کشش سیکڑوں اور ہزاروں لوگوں کو مشرق کی دور دراز اور پُر اسرار سرزمین کی طرف لے جایا کہ جب کہ پیہم مصیبتوں اور بربادیوں نے اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ ارض مقدس کا سفر دراصل ملک عدم کا سفر ہو۔ جو لوگ واقعی سمجھ دار اور پرمہزگار تھے اور جن کے دل پر گناہ کا بار نہ تھا انھیں اپنے فرض مذہبی کا خیال تھا اور یہ امید اس طرف کھینچتی تھی کہ اپنے آقا (مسیح) سے جس سے انھیں محبت ہے اسماعیلیوں کو کہتے ہیں جس روز روم کی تھوگ عیسائیوں میں حضرت مریم کے آسمان پر اٹھنے کی یادگار میں ہر سال ایک مذہبی دعوت ہوا کرتی ہو۔

عام جوش

اور مجاہدین کا عہد پیمان

صلیبی مجاہدین کے اغراض

نہی دین میں یا دنیا میں بہت نزدیک ہو جائیں گے۔ مختلف زمیندار اور تعلقہ دار لڑائی کا تماشا دیکھنے کے شوق میں جاتے تھے اس لیے کہ لڑائی ہی اُن کا مشغلہ تھا۔ اور شمشیر زنی و سپہ گری سے زیادہ اُنھیں کسی چیز میں دلچسپی نہ تھی۔ اور اب یہ کشش اُنہیں اور زیادہ اثر کر گئی تھی اس لیے کہ جس شغل میں اُنھیں بے انتہا دلچسپی تھی وہی اب ایک مذہبی کام بن گیا۔ پھر اس کے ساتھ بڑی بھاری فوج حاصل کرنے کا بھی خیال تھا۔ اور بڑے بڑے صوبہ دار جو اپنے علاقے چھوڑ چھوڑ کے جاتے تھے اُن کے دل میں یہ امید بھی ہوتی تھی کہ اپنی وطنی ریاست کے عوض میں دِلان اُنھیں شاید ویسی ہی سلطنت مل جائے جیسی کہ رابرٹ گسکارڈ اور اُس کے مارمن نسل کے بہادر وں کو اِمیولیس اور متقلیہ فوج کر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ عوام الناس اور اُس قسم کے لوگ جن میں ادبانی کی زندگی نے بزدلی پیدا کر دی تھی اُن کے دِلان میں اس خیال سے تحریک پیدا ہوتی تھی کہ اس ذریعے سے بغیر توبہ کیے اور بغیر مذموم حرکات و سکنات سے باز آنے اُن کے گناہ موحل جائیں گے۔ ایسے چند لوگ بھی تھے جنھوں نے پوپ اربن کے حریف گیرٹ کے اصول کو تسلیم کیا ہو۔ اس لیے کہ اُس نے نہایت جرأت کے ساتھ دو متوازی خطوط کیے تھے کہ دیا تھا کہ صلیبی لڑائیاں اور رُہبانیت یا مسیحیت کے اصول اسی طرح جدا ہیں جس طرح یہ دونوں لکیریں جدا ہیں اور کبھی نہیں مل سکتیں۔ اس لڑائی نے یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ جو عظمت صرف راہبوں کو زہد و ریاضت سے حاصل ہو سکتی تھی اِسا ایک نام میں شریک ہونے سے عوام کو اپنے معمولی مشاغل میں مصروف رہنے کا عقد بھی حاصل ہو سکتی ہو۔ جو خلاصہ یہ کہ نجات حاصل کرنے کا یہ ایک نیا طریقہ معلوم ہوا تھا۔ اور اُن لوگوں کو جو گناہ اور ہلاکت کے راستے پر چل رہے تھے یقین ہو گیا تھا کہ اسی راستے سے وہ بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ ان لوگوں میں ملی ہوئی اُن لوگوں کی بھی ایک تعداد کثیر تھی جنھیں نجات آخرت کے ساتھ دنیاوی منافع کا بھی خیال تھا۔ پھر مذہبی سرگرمی اور پوپ کے فتوے نے یہ حالت کر دی تھی کہ سینے یا شانے پر صلیب کا معرکہ بالینا کا ششکار کو زمیندار کے بچے سے چھڑا دیتا تھا۔ ہر قسم کے مجرم کو قید خانے سے آزادی دلا دیتا تھا۔ وہ بھی شخص جو جو پوپ اربن کے مقابلے میں ان دنوں خود پوپ ہونے کا دعوے کر رہا تھا۔ وچرن کے خزانے پوپ اربن بذات خود صلیبی عمارتوں کے ساتھ نہ جاسکا۔

۵۸
۵۹

قرضدار کو جب تک یہ معرکہ اپنے لبان بنائے سے قرض کے سود سے برادرتل جاتی تھی اور وہ ایک ایسے امن میں بہو بیچ جاتا جہاں تک اُس کے قرضخواہوں کی رسائی نہ ہو سکتی تھی پادری کو اس مہم میں یہ دیکھی تھی کہ اپنے خٹک اور بے مزہ فراغن و مشاغل کے ادا کرنے سے مہلت مل جائے گی۔ راہب عزالت گزین اس خیال سے خوش تھا کہ اس مہم کی بدولت اب اس تنہائی و گوشہ نشینی سے نجات پائے گا اُسے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع مل جائے گا سود خوار مہاجرین اور قرضخواہ لوگ شاید اپنے دل میں خیال کرتے ہوں کہ اس مہم کی وجہ سے ہم بڑھتی ہو گئی۔ مگر اس مجنونانہ مہم سے (جو اپنے اغراض کی وجہ سے مجنونانہ نہ تھی بلکہ اُس طرز عمل کی وجہ سے جو اس کے لیے عمل میں لایا گیا) اُنھیں بھی معتد بہ مالی فائدہ حاصل ہوا۔ ممکن تھا کہ بیکرون کی جماعت عظیم بغیر سامان سفر کیے اور بغیر اس کے کھانے پینے کا بندوبست کرین شخص اس اعتقاد پر ارض فلسطین کی طرف چل کھڑی ہو کہ صحرائی چڑیوں اور جنگل کے بھولوں کی طرح کا کھانا لے کر اخراہہ قیسے مل جائے گا۔ لیکن جو لوگ اپنے عیش و آرام کو چھوڑنا نہیں پسند کرتے تھے اُن کے لیے ضرور تھا کہ وقت بے وقت کے واسطے ایک عقول رقم لینے ساتھ لے لیں۔ کیونکہ روپیہ ہی کے ذریعے سے ہر قسم کی ضرورت دیا جاسکتی ہیں ڈیو لوک یعنی بڑے بڑے ہمارے سوداؤں کو لینے ساتھ بہت سے آدمیوں کا جلوس رکھنا تھا جس غرض کے لیے اُنھیں لینے علاقے تک رہن رکھنے پڑے۔ اسی طرح ولیم رپوفس نے اپنے بھائی رابرٹ کو دس ہزار مارک (جو تقریباً چھیا سٹھ ہزار چھ سو چھیا سٹھ روپے کے برابر ہوئے) اور انگلستان کی غریب رعایا سے جبر و ظلم کر کے وصول کیے گئے تھے) نے اُس کا علاقہ پانچ سال کے واسطے اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور پھر کوشش کی کہ وہ اُس جائداد سے کبھی بے دخل نہ ہو سکے۔ تمام روٹا اور سپاہی جو اس مہم پر جانے والے تھے سب اس کے درپے تھے کہ اپنی اراضی اور جائداد میں بیج بیج کے گھونٹے اور ہتھیار خرید لیں جس کا یہ لاندی نتیجہ تھا کہ اسلحہ اور گھوڑے بہت گران ہو گئے۔ اور جائداد میں بہت سستی کئے گئے۔ ان حالات کے دیکھنے سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُس وقت کفایت شمار سوداگروں۔ ہوشیار مہاجرین اور اُن زمینداروں کو جو ایسے اوقات کے منتظر رہا کرتے ہیں کس قدر فائدہ ہوا ہوگا۔

حروب صلیبہ کا اثر مالی حالت پر

تاہم ان لوگوں سے بدرجہا زیادہ فائدہ پوپ اور اُس کے ماتحت پادروں کی عطا

کو ہوا صلیبی لڑائی کے اعلان کی وجہ سے باہمی خانہ جنگیاں اگر بغارت قرار پائیں کا شکہ ہے۔ اپنے تعلقداروں کی مامی سے اگر آزاد ہوئے۔ اگر ان پر زمینداروں کا اتنا دباؤ نہیں۔ کہ اس اثر سے پوپ مم صلیبی مہم کے علاوہ کسی اور لڑائی کے لیے انہیں اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر سکیں۔ اگر صلیبی سپاہی مذہب کا حامی و مددگار قرار پاتے ہی اپنی کل ذمہ داریوں سے بری ہو گیا تو یہ سب باتیں کس کے حکم سے جوہن ۴ صرف پوپ اور اُس کے ماتحت یا درلوں کے حکم سے جو زمانہ روا اس مہم پر جانے والے تھے اُن کی ملکہ قلم و دن کو کھرمانٹ کی کونسل کے فیصلے کے مطابق کلیسیا نے اپنے زیر نگرانی لے کے اگرچہ بہت ہی ناکافی انتظام کیا ہو گا لیکن اس سے یہ نہ در ہو کہ پوپ روم کا مرتبہ کل دنیاوی زبان رواؤن اور بادشاہوں سے بڑھ گیا اور وہ قوت جس نے قرضخواہ کے ہاتھ کو قرضدار کے گریبان تک پہنچنے سے روکا تھا آخر ایسی قوت بن گئی جو ہر قسم کا فیصلہ کرنے پر قادر تھی۔ اور جس کے حاصل ہونے سے پوپ بلڈ پیرینڈک ایسے شخص کو بھی ڈانٹتا مسرت ہوتی اور اُس کے دل کی غیر ممکن سے غیر ممکن حسرتیں بھی کھل جاتیں۔ خود پوپ اربن ارض فلسطین میں نہیں گیا۔ مگر وہاں بھی اُس کے قائم مقام کی حیثیت، بیڑھیا ر موجود تھا۔ اور اُس جنگ کی سرداری کا عودیدار تھا جو مذہب کے لیے اختیار کی گئی تھی اور اُس کے قدموں سے متبرک ہو گئی تھی۔ بہت سے لوگ جو ابتداء اُس لڑائی میں شریک ہونے پر آمادہ نہ تھے چند روز بعد لڑائی کا عہد و پیمان گھٹنے کو تیار ہو گئے۔ کیا عجب کہ بعض لوگوں نے جاری۔ افلاس۔ یا ولی صدمات یا اور کسی قسم کی ناکامی سے تھک کے یہ ملک معرکہ اختیار کر لیا ہو۔ لیکن لباس پر یہ معرکہ بنانے کے وقت سے روانگی کے زلنے تک سب نے اپنے آپ کو پوپ کے اختیار میں دے دیا۔ اور پوپ نے بعض اوقات اُن اختیارات کی بدولت جو اس مہم کی وجہ سے اُسے فران رواؤن اور شمنشا ہون تک پر حاصل ہو گئے تھے ظالمانہ کارروائیاں بھی کیں۔

۴ صیح ہو کہ جو جن کا شکار وں کو حضرت مسیح کے روضے کی طرف لے گیا اُس سے یورپ کے بادشاہوں نے بھی فائدہ حاصل کیا۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی زمینداروں کے ٹوٹے ایک بڑا علاقہ بن جانے۔ اور بڑے بڑے علاقوں کے ٹوٹ کے عظیم الشان سلطنتوں کے بننے سے شاہی اختیارات ایسے بڑھے کہ وہ پُرانا خود مختار ریاستوں کا سلسلہ ہی ہمیشہ کے لیے فنا ہو گیا۔ لیکن ان نتائج کے حاصل ہونے کے لیے ابھی ایک مدت دراز باقی تھی۔

صلیبی کے طفیل

میں چھوٹی چھوٹی

خود مختار ریاستوں

کا فنا ہو جانا

موجودہ فائدوں کی فصل کو پوپ ہی کاٹ رہا تھا۔

۳۱، دقت تک معمول تھا کہ پوپ کے وکلا صرف عام و خاص کونسلوں اور مجلسوں میں شریک ہو کر رہتے تھے۔ جن کے ذریعے سے وہ مختلف نزاعوں کا تصفیہ کرانے میں دخل دیتا۔ اور فرماں رواؤں سے گفتگو کرتا۔ مگر اب حروب صلیبیہ کی وعظ کرنے کی بدولت اُسے کافی موقع مل گیا کہ اپنے ایلچی اور سفیر ہر زمین اور ہر سلطنت میں بھیجے۔ جو جاتے ہی یہ کام کرتے کہ دینداروں کو جہاد پر آمادہ کرتے۔ اُن کے دلی جو سن کو ابھارتے۔ اور اُس کے ساتھ اُن کا یہ بھی فرض تھا کہ صلیبی فوجوں کے مصارف کے لیے دینداروں سے روپیہ وصول کرتے۔ پادریوں اور گوشہ نشین راہبوں پر پوپ کو ایسے اختیارات چاہل تھے کہ انہیں کسی بات میں عذر کرنے کی جرات ہی نہ ہو سکتی تھی۔ لہذا اس غرض کے لیے اُن سے جو مالی مدد طلب کی گئی انہوں نے خواہ دل سے یا صرف بہ ظاہر خوش ہو کے دی۔ اس سے وہ ذرا بھی انکار کرتے تو اگر کفر کا نہیں تو ضعف عقیدت و بد دینی کا فتوے اُن کے خلاف ضرور دے دیا جاتا اور یہ ایسا الزام تھا جس سے چند روز کے واسطے بلکہ مطلقاً اور ہمیشہ کے لیے براء ہو جانے کا خطرہ احتمال تھا۔ یہ خاص اور وقتی چندہ پادریوں اور عوام دونوں کے واسطے ایک مستقل ٹیکس بن گیا۔ اور اُس کا روپیہ پوپ کو اختیار تھا کہ جس کام میں چاہے صرف کرے۔ لیکن ان اُس زمین کے اصول کے لحاظ سے صرف اتنی شرط تھی کہ سوا دینی کاموں کے اور کسی کام میں صرف نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن پادریوں کو اس ٹیکس کے برے ایک معاوضہ بھی ملتا تھا جو عام لوگوں کو نہ مل سکتا تھا۔ وہ یہ کہ اگر کوئی مستغف (بشپ) صلیب کا موکر اختیار کر لینا تو وہ اپنے تعلق پر قرض کا بار تو ڈال سکتا تھا مگر اس کا محاز نہ تھا کہ اُسے کسی اور شخص کے نام پر منتقل کر دے۔ اور اس کی یہ وجہ تھی کہ اسما فقہ کو اپنی جائدادوں پر صرف مین حیاتی حق حاصل ہوتا تھا جو اُن کی موت کے ساتھ ہی جاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ تمام لوگ جو ارمین پاک کو جہاد کی نیت سے روانہ ہوتے اُن کی اراضی بھی خواہ بدریہ رہن یا بزم حفاظت انہیں استحقاق اور گوشہ نشین راہبوں کے قبضے میں آتی تھیں۔ یہودی اہل غرض محابہ میں صلیب کو پوپ قرض دیتے تو اُس کا خاطر خواہ سود لیتے تھے۔ لیکن انہیں زمینداری اور کاشت کاری سے کوئی علاوہ نہ تھا۔ اور اکثر ملکوں میں وہ زمین کے مالک ہونے کے محابہ ہی نہ تھے۔ لیکن ان کے

ارضی کا اشتغال
حفاظت میں نہ آیا
یہ رہن رکھنا

مقابلہ میں ہلکا کران کلیسیا پر لگائی۔ ملائقون کی حفاظت کا وعدہ کرنے اور روپیہ دینے کو مجھے
 ہوئے تھے۔ اور ایسے پُر جوش عقیدت مند بھی کثرت سے تھے جو اپنے لباس پر عیوب کا معرکہ
 بناتے ہی اپنی تمام اراضی اور کل جائیداد اس مذہبی جماعت کے سپرد کر دیتے۔ اور صرف اُن
 مقدس لوگوں کی دعا کو اپنے تمام مال و جائیداد سے زیادہ قیمتی خیال کرتے۔ ممکن تھا کہ جن لوگوں
 نے اپنے علاقے اہل کلیسیا کی حفاظت میں چھوڑ کے ارض مشرق کا سفر کیا وہ ان پر پونج
 کے مرجا ہیں۔ اس صورت میں اگر لاوارث مکتب تو یہ پوری جائیداد ان متولیوں کی بھی ہے
 نہیں واپس آنے کی حالت میں بھی مشقت اور ناکامی کی وجہ سے وہ ایسے شکستہ خاطر ضعیف
 اور بد دل ہو جاتے تھے کہ آتے ہی گوشہ نشینی اختیار کر لیتے اور جو جائیداد ان کے پاس باقی
 ہوتی تھی اُسے بھی اس مذہبی جماعت کی نذر کر دیتے۔ جو جائیداد اس طریقے سے کلیسیا کے
 قبضے میں آئی وہ اُس جائیداد سے کمین زیادہ تھی جو یوں حاصل ہوئی کہ کوئی معمولی یا ممتاز
 صاحب اور نجابت چاہنے والا مرتے وقت اپنی جائیداد ان مقدس ایوان دین کے نام پر مہم
 کر دیتا یا جو بعض پُر جوش و نڈاروں سے اُن کی زندگی ہی میں وصول ہو جاتی۔ اس
 قسم کی زمینیں جو مذکورہ بالا طریقوں سے حاصل ہوتی تھیں اُس فرمان روا یا بادشاہ کے اختیار
 سے باہر ہو جاتیں جس کی قلم و مین واقع ہوتیں۔ یونہی ہر سلطنت کے اندر ایک جدا گانہ سلطنت
 اس قسم کی اراضی کی قائم ہو گئی تھی۔ اور یہ اندرونی مذہبی سلطنت دنیاوی سلطنت کے ہضم
 کر جانے کی دھمکی دے رہی تھی۔ اب ایک ایسی لڑائی کا وقت یا جس کے بعد سخت لوٹ مار اور
 تباہی و بربادی لازمی تھی۔ اور جب اُس کا وقت آگیا تو مذہبی دولت کی عمارت یکایک
 منہدم اور برباد ہو گئی۔

اس مہم میں جس کا الزام لاطینی دنیاوی مسیحیت پر جو اکثر عیسائی سلطنتوں
 نے بہت ہی کم حصہ لیا تھا۔ بلکہ اصل یوں جو کہ انھوں نے بالکل شرکت نہیں کی۔ اور اسی
 بات سے پتہ چلتا ہو کہ اس مذہبی مہم میں وہ متفقہ انوار العزمی کی شان نہ تھی جیسی کہ عموماً
 قومی مہمات میں نظر آیا کرتی ہو۔ اس کے واسطے نہ کسرٹ کا کوئی انتظام کیا گیا تھا اور
 نہ رسد کی کوئی فکر کی گئی تھی۔ اور جو لوگ اس وینٹی معرکہ آرائی کے لیے روانہ ہوتے تھے وہ
 یا تو اپنے لیے کھانے پینے کی فکر ہی نہ کرتے تھے۔ اور جو کہتے تھے وہ صرف اپنے لیے ہی نہیں
 بلکہ اپنے حوالی موالی کے لیے بھی۔ ان پُر جوش چل کھڑے ہونے والوں کی تعداد اُن ممالک کی

تہائی حالت کے مطابق بنی جہان سے وہ روانہ ہوئے۔ ایٹالیہ میں پوپ اور مخالف پوپ کے جھگڑوں نے اس جہن کی آگ کو سرد کر دیا تھا۔ اور صلیبی مجاہدین کی فوج میں بھرتی ہونے کے لیے عموماً سپاہی نارمنڈی والوں میں سے آئے تھے جو رابرٹ گسکارڈ کے ساتھ جنوبی ممالک کا سفر کر چکے تھے ہسپانیہ کے لوگ ایک اور دینی جہاد میں مشغول تھے جو ان کے گھروں کے پاس ہی تھا۔ اس لیے کہ وہ اسلامی سلطنت اندلس کو (جس سے کسی زمانے میں خوف پیدا ہو گیا تھا کہ کوہسار پیرینیز کو طے کر کے بحیرہ اٹلانک کے ساحل تک اسلامی پھرے نہ آڑا دے) جنوب کی طرف پیچھے ڈھکیلتے اور بٹاتے جاتے تھے۔ کلرمانٹ کی کونسل سے تقریباً دس سال پیشتر گلیشیا کا بادشاہ الفانسو طلیطلے اس مسلمان خاندان کو نکال چکا تھا جو اس پرکڑا قرطیبہ کی اسلامی سلطنت میں برس پیشتر (۱۰۱۳ء) میں بال مجبکی تھی۔ اور جن دنوں بطرس راہب ہنری پوپ کے ملکوں میں ادھر ادھر مارا پھرتا تھا ہسپانیہ کے مسیحی علاؤ مرتیہ میں فقیہ حاصل کر رہے تھے۔ اور بہادر مسیحی سپاہیوں نے اسے بیوا یعنی سید کے کارنامے سارے پوپ میں گونج رہے تھے۔ جرمنی کے لوگوں نے بھی رضیہ پاک کی مہم کے متعلق سرمدھی ظاہر کی۔ کیونکہ شہنشاہان جرمنی کے رفا کو اگر خود پوپ اربن نین تو اس سے پیشتر دالے پوپ خاک میں ملا چکے تھے۔ اور اسی بنا پر انھیں پوپ کے حکم پر عمل کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا۔ سالز برگ۔ پسو۔ اور ہٹز برگ کے اساقف یعنی معزز مقتدایان دین۔ اور ضعیف العمر ڈیوک گیلیف نے جو بویہ یا کا والی تھا یہ بڑے خطر سفر اختیار کیا۔ گران میں سے ایک بھی زندہ بھر کے نہ آیا۔ اور جب ان کے ہموطنوں کو معلوم ہوا کہ وہ سب ارض مشرق میں جا کے مر گئے تو سب نے ہمت ہار دی۔ اور عہد اسی زمانے میں مسلمانوں کی وہ قدم سلطنت جو اندلس میں قائم ہوئی تھی تباہ ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ باہمی نا اتفاقی اور ذاتی عداوتوں کی وجہ سے اپنے قومی دشمنوں کو بھول گئے۔ اور سارا ملک مختلف فرقوں رواؤں پر بٹ گیا جنھیں باہم لڑاڑا کے اور ایک کے تباہ کرتے وقت دوسرے کو دست بٹا کے عیسائیوں نے اندلس کی تمام اسلامی سلطنتیں ختم کر دیں۔ اور سچ یہ کہ اس جانب مسلمانوں کے مغلوب نفرت سے ہی سے عیسائیوں میں اتنا حوصلہ پیدا ہوا کہ ارض مقدس فتح کرنے پر آمادہ ہوئے۔ وہ اس پیشتر ان میں ایسا خیال بھی پیدا ہو سکتا تھا۔

شہداء پوپ
اربن ثانی کے
عہد میں یورپ
کی حالت۔

بہر کسی کو سفر کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ انگلستان فتح کی دشواریوں کے بارے میں دیا جاتا تھا۔ ہاں
 نارمن لوگ زیادہ ترقی یافتہ حالت میں مشغول تھے۔ اور شاہ ولیم احمر بے اس کے
 کہ خود آپ کو کئی خطرے میں ڈالے اس بات کا موقع نہ ہونڈھ۔ بلکہ اپنے بھائی رابرٹ
 کی مدد سے نفع اٹھائے۔ اس مہم کا جو شہر و دیوار پیدا ہوا تو صرف اُن لوگوں میں جو
 شلٹ سے کوہستان پر مینز تک آباد تھے۔ لوگ جو با تو فرانس سی تھے یا نارمن قوم
 کے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے پر آباد ہو گئے۔ اور لکھو کھا آدی جو اس بات کا بھی انتظار نہ کر سکے
 کہ با صابطہ فوج کی طرح مرتب کیے جائیں اپنے ہی ایسے کو تاہ اندیش اور ہرچوش مرداروں کی
 ہمتی میں اپنی قسمت کا لکھا پورا کرنے کے لیے بھٹ بٹ چل کھڑے ہوئے۔

تیسرا باب

پہلی صلیبی لڑائی

صلیبی مجاہدوں کے مجمع ہونے کے لیے جو مدت معین کی گئی تھی ہنوز اُس کا نصف زیادہ بھی
 نہیں گزرنے پایا تھا کہ تقریباً ساٹھ ہزار مردوں اور عورتوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا جنھیں اسباب
 کامیابی کے فراہم کرنے کی نہ فکر تھی اور نہ پردہ تھی۔ اور سب نے اصرار کرنا شروع کیا کہ خود بطرس
 راہب سردارین کے اسی وقت ہمیں بیت المقدس کی طرف لے چلے۔ مگر جو کہ ان لوگوں
 میں بعض ممتاز اور صاحب ہوش لوگ بھی ہوں جو اس خیال سے اس مہم پر رواں ہونے کو آمادہ
 ہوئے ہوں کہ ارض مقدس میں جا کے انھیں کچھ نفع حاصل ہوگا۔ لیکن اس میں شک نہیں
 کہ اس جماعت میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ تھے جو اس لڑائی کا وعدہ کرنے کو ہر قسم کے گناہوں کی اجازت
 خیال کرتے تھے۔ اور یہ بات بالکل یقینی ہو کہ کامیابی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی جو ان
 میں سے ایک چیز بھی ان لوگوں میں نہیں موجود تھی۔ بطرس میں جیسی جماعت تھی ویسے ہی
 دیوانہ پن سے اُس نے اس کام کو اختیار بھی کر لیا۔ والٹر مفلس جس میں ہسٹری کے کسی قدر
 اوصاف پائے جاتے تھے اس مہم میں بطرس کی مدد کی۔ لیکن بے مبالغہ کی وجہ انتہائی سچی بڑھی
 ہوئی تھی کہ یہ جہاں فکر زیادہ مسافت تک ایک ہی ساتھ سفر نہ کر سکے۔ کو لو نیا میں بددی کے وہ
 گروہ ہوئے۔ پندرہ ہزار آدمیوں کی ایک جماعت کو والٹر مفلس کے منہ پر یہ کہہ کر
 کی طرف روانہ ہوا۔ اور باقی ماندہ جماعت کو لے کے خود بطرس راہب بڑھا۔ یہ جماعت جو ہوا

آگے بڑھتی لوگ آگے لے جاتے اور آخراں کا شمار چالیس ہزار تھا۔

دوسری فوج جس کی تعداد شاہ میں ہزار تھی لمبی تنجن کے رئیس امیکو کی سپہ سالاری

میں روانہ ہوئی۔ تیسرا لشکر گوشپاک راہب کی سربراہی میں روانہ ہوا۔ مگر یہ راہب نہ اپنے تقدس غول امیکو اور غول امیکو اور غول امیکو کے لحاظ سے مشہور تھا۔ اور نہ ہی؛ اور کیا جاتا تھا کہ اس ہمہ بین اُسے کسی ذاتی نفع کا خیال نہیں ہو۔ ان لشکروں کے علاوہ مشہور ہو کہ ان کے پیچھے پیچھے دو لاکھ مردوں ہجون۔ اور عورتوں کا غول تھا جن کے آگے آگے ایک بطح بقی اور ایک بکرجی۔ یا جیسا بعض لوگوں کا خیال ہو کہ ان کے جھنڈوں پر ناشکشا اور پالی شنبیز فرقہ والوں کی مذہبی نشانیاں ان جانوروں کی تصویر کی

کی وضع میں بنی ہوئی تھیں۔ اس ناپاک اور ذلیل غول میں نہ تو کمین ضابطہ کا نام تھا اور نہ کسی قسم کے باہمی امتیاز کا پتہ تھا۔ ہلکا تل گناہ کرتے اور معاصی میں مبتلا ہوتے ہوئے چلے اور جس مقام سے ہو کے گزرے اُسے تباہ و برباد کر دیا۔ اور لوٹ لیا۔ صرف تین ہزار سواران کے ساتھ ایسے تھے جو بعض شرفاء اور نوابوں کے ماتحت تھے۔ وہ نہ ان کے ساتھ رہ سکے اور نہ ان کی لوٹ مار میں شریک ہو سکے

ان لوگوں کو اگر عیسائیوں کے لٹنے میں کوئی باک نہ تھا تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ صلیبی مجاہدین کی حیثیت سے اور اپنے پاک مذہبی عقائد کا ثبوت دینے کے لیے وہ یودیون کو بہت خوشی سے لوستے تھے۔ اُن پر ظلم و جور کرتے تھے۔ اور انھیں قتل کرتے تھے۔ اس صلیبی لڑائی کا پلان اگرچہ صرف ترکوں کے مقابلے میں کیا گیا تھا مگر سمجھا جاتا تھا کہ یہ جہاد اُن لوگوں کی اولاد کے مقابلے میں بھی جو جنھوں نے نہایت دہندہ (سیح) کو صلیب پر چڑھا دیا۔ وروں۔ ٹریوس اور اُن بڑے بڑے شہروں کی سرکھین جو دریائے رائن کے کنارے آباد تھے اُن بیگناہ یودیون کے خون سے مرخ ہو گئیں جنہیں ان صلیبی مجاہدوں نے قتل کیا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ اگر تبدیل مذہب کا ہما نہ کر کے زندہ رہ گئے تو زیادہ لوگوں نے بے رحم قاتلوں کے ہاتھ سے بچنے کے لیے یہ کیا کرنا مال و اسباب بھی دریائے رائن کے شعلوں میں ڈال دیا اور خود بھی انھیں میں کود کے مر گئے۔ انرا اس نیک منگوئی سے وہ عقیم انسان ہمہ شرم جس کی نسبت

عہدہ عیسائیوں کے دوفرستے جن کو اکاد کا الزام دیا گیا۔ گراصل میں وہ فلسطینی تھے اور مصریوں کے اثر سے پیدا ہوئے تھے۔ یود کے اور توڑت کے دشمن تھے۔ اپنے بے بنی اسرائیل کو بڑا کہتے تھے اور صرف حضرت مسیح کی خدائی کے قائل تھے۔ ابتداً یورپ میں ان کا بڑا زور تھا۔

دوسرا و تیسرا
غول امیکو اور
گوشپاک کی
ماتحتی میں۔

یہودیون پر

پلوپار بن نے زور و شور سے فتویٰ دیا تھا کہ اس میں شریک ہونا ہر کسی کا فرض ہے۔

اور اسی طرح پاپے مذکور کی دغظ کا یہ نتیجہ ہوا کہ شہنشاہ ہنری چارم کی قوت ضعیف ہونے کے بعد از سر نو زندہ ہو گئی جس نے اس کث و خن کو رک ٹھانپنی رعایا کے اس صلح پسند اور مفید سے کو امن و امان دے دی۔ یہودی سلطنت کی حمایت میں لے لیے گئے۔ اس وقت تو وہ آسایش و آرام کی حالت میں ہو گئے مگر چند روز بعد ان کی اولاد کی حمایت میں کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو جو شخص اس وقت حمایت و سرپرستی کر رہا ہو وہی موقع ہائے ان کا لوٹنے والا اور ان پر جبر و قہر کرنے والا بن جائے۔

اسٹریا کی سرحد سے قسطنطنیہ تک چھ سو میل کی مسافت تھی۔ اس ہولناک اور ویران سرزمین میں مفلس و المشرکے ہزار ہی اخلاص و وفاداری کے ساتھ گذر رہے تھے۔ اور جو مقامات راستے میں پڑتے ان کے باشندوں کو لوٹ مار اور ان کے ساتھ بدسلوکیاں کرنے کی بدولت اپنا دشمن بناتے جاتے تھے۔ انھیں بدکار یون اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے ملک بلغاریہ میں ان کی تباہی کے ایسے سباب پیدا ہو گئے تھے کہ اگر شہنشاہ قسطنطنیہ کا ولی نائسوس انھیں ان کے دشمنوں کے زور سے نکال کے اور ان کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کر کے ہ حفاظت تمام منزل مقصود تک نہ پہنچا دیتا تو راستہ میں سب بالکل برباد ہو جاتے۔ تاہم اس کام میں بہت صرف ہوا۔ اور جو رقم خرچ کی گئی اس کی ادائیگی یون جوئی کہ زائرین میں سے ہستے مردوں اور غاصتہ عورتوں اور بچوں کو بیچ بیچ کے روپیہ فراہم کیا گیا جو لوگ بطرس راہب کے ساتھ چلے تھے ان کی نسبت مشہور ہو کر ان میں سے صرف سات ہزار آدمی شہر قسطنطنیہ میں پہنچے۔

شہنشاہ الکزیوس (قسطنطنیہ کے فرمان روا) کو ایک ایسے گتے سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نارمن لوگوں۔ ترکوں اور رومیوں کی اس سے بدرجہا زیادہ بڑھی بڑھی خوجن کو وہ دیکھ چکا تھا اور مقابلہ کر چکا تھا۔ ہی اطمینان کی بدولت اس نے اس لاطینی مسیحی دنیا کی فوج کے مقدمہ ہمیش کی خاطر داری کی۔ اور انھیں اپنا مہمان بنایا۔ مگر ان بے ضابطہ لوگوں نے بہت ہی جلد اس کی ممانداری کا معاوضہ حسان فراموشی سے کر دکھایا۔ اس نے ان لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ تم لوگ ہمیں شہر کے باقی ماندہ صلیبی ہمارے اسکے آنے کا انتظار

کر و مگر پشور و نہ مانگیا۔ شہنشاہ نے جب یہ سرکشی دیکھی تو اپنی رعایا کی اور خود اپنی سلاطین کے خیال سے انھیں حکم دے دیا کہ اچھا تم با سفورس کے اُس بار اُتر جاؤ۔ اور ایشیا کے ملک پر قدم رکھ کے خاص اُس سرزمین میں خیمہ زن ہو جسے بے دینوں کے ہاتھ سے چھیننے کے لیے آئے ہو۔

نائرین کا
با سفورس کے
اُس بار اُترنا

الکزئوس نے صرف اپنا بیچا چھوڑنے کے لیے اُن کے ساتھ یہ کارروائی کی تھی۔ اب انھیں آل سلجوق کے زبردست سلطان داؤد کے ایسے ہوشیار اور بہادر دشمن سے مقابلہ کرنا تھا جس کا لقب تھا قلیچ ارسلان یعنی ”شیر کی تلوار“ یہ آوارہ وطن جنھیں پھر اس زمانہ میں ارمینیا اور فلسطین کے مقدس لے جانے کے لیے میان ہمک بڑھا لیا تھا۔ اس سرزمین پر پہنچنے ہی رومی کی تلاش میں اور اُدھر مارے مارے بھرنے لگے۔ اور داؤد نے اُن کے خاص اور سب سے بڑے گروہ کو نہایت آسانی کے ساتھ یہ چمک دے دیا کہ تمھارے ساتھیوں نے تو بڑھ کر میرے دارالسلطنت شہر ممکانیہ پر قبضہ کر لیا اور اُسے لوٹ لوٹ کے خرمشیاں مٹا رہے ہیں۔ جس خبر کے سنتے ہی یہ بد قسمت گروہ خوش خوش آگے بڑھا۔ مگر خاص شہر ممکانیہ کی دیوار دن کے سامنے پہنچ کے اس کا یہ حشر ہوا کہ بعد والی مسیحی فوج جب اس مقام پر پہنچی تو جہاں سلجوقی سلطان نے اُن آوارہ وطن کے واسطے حال لگا یا تھا۔ اور جہاں اُس کے پھندے میں جنس کے وہ قتل کیے گئے تھے تو مسیحیوں نے ہڈیوں کا ایک بڑا بھاری ڈھیر دیکھا جو اُن اگھے سواروں اور دجاہدین صلیب کی داستان مصیبت شہا ر با تھا۔ مشہور ہو کہ اس وحشیانہ مہم میں تین لاکھ آدمیوں سے کم نے اپنے اعمال کی سزا نہیں پائی۔ یعنی تین لاکھ سے زیادہ مسیحی مارے گئے۔

قلیچ ارسلان کے
ہاتھ سے اُن کا
کلیتہ فنا ہونا

تیسری پہلی صلیبی لڑائی اسی قسم کی بعد والی سات آٹھ لڑائیوں سے زیادہ کامیاب ہونے والی تھی۔ اور غالباً یہ کامیابی محض اس وجہ سے تھی کہ اس پہلی مہم میں بڑے بڑے سلاطین یورپ میں سے کوئی شریک نہ تھا۔ چارلس اعظم (شارلین) کا ہاشٹین ہنری چارم جو ایک زبردست مغربی شہنشاہ تھا یورپ کا دشمن تھا۔ فرمان رواے فرانس قلوب اول کو یورپ اربن مذکورہ بالا کمر باندھ کی کونسل میں اُس کے حقوق سے خارج کر دیا تھا۔ ڈنمارک اسکاٹ لینڈ۔ سویڈن اور پولینڈ کے بادشاہ اس وقت تک یورپ کے سلاطین میں نہیں شامل خیال کیے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کے بادشاہ خولیو

پہلی صلیبی لڑائی کے مرکز دیون کا مرتبہ اور
عسکر علی

گھڑی میں صلیبی لڑائیوں لڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی ہم کو نظر آتا ہے کہ انگلستان کے فرمانروا ولیم دوم کو یہ جاسے اس کے کہ بیت المقدس کے پھانک پر جا کے جہاد کرے خود اپنے گرو دہین چھوٹی چھوٹی مملکتیں حاصل کرنے کا زیادہ خیال تھا۔ لہذا ارض فلسطین میں ایک لاطینی سلطنت قائم کرنے کا کام صرف ایسے معزز فزایوں اور تعلقداروں کے ہاتھ میں تھا جو بادشاہوں سے کم رتبہ رکھتے تھے۔

آخر الذکر طبقہ میں سب سے زیادہ قابل تعریف اور مستحق شہرت گاڈ فرے تھا جو شہر بویٹون واقع آرڈنس کا باشندہ تھا۔ اور نوابان بولونیہ اور لائرین (موجودہ لورین) کے رئیس کا عزیز تھا۔ وہ پوپ ہدیرینڈ کے دشمن یا اُس کے ہاتھ کے مظلوم شہنشاہ ہنری چارم کی ملازمت میں تھا۔ اور یہی تھا جو سب کے پہلے رومنہ اکبرے کی دیواروں سے پھانک کے خاص شہر کے اندر گھس پڑا تھا۔ نیز میٹوٹانک یعنی شمالی و مغربی اقوام یورپ کی زبان اور نیز فرانسیسی زبان میں بخوبی گفتگو کر سکتا تھا۔ اور اپنی بہادری و عقلمندی۔ اور دیانت داری سے ایسا اثر حاصل کر لیا تھا کہ اُس کے جھنڈے کے نیچے اسی ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جمع ہو گئے جن میں اُس کے بھائی بالڈون اور یوسٹاس نواب بولونیہ بھی شامل تھے۔

گاڈ فرے (جسے عرب لوگ کند فرے کہتے ہیں) کے ساتھیوں میں سے زیادہ نامور ہیوگ تھا جو درمانڈ واکا نواب تھا۔ اسے لوگ "عظم" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ بعض اس لیے کہ فلپ اول فرمان رواے فرانس کا بھائی تھا۔ اور بعض اس خیال سے کہ اُس کا قد بہت لمبا تھا۔ اس کا ہم پلانا رمنڈی کے رئیس رابرٹ کو سمجھنا چاہیے جس نے اپنی لاپرواہی سے انگلستان کی سلطنت کھودی تھی۔ اور اب جس نے اپنا حق ریاست ایک بالکل حقیر و خفیہ کے معاوضے میں رہن رکھ دیا تھا۔ اُس کی جو تصویر کھینچی گئی ہے وہ ایڈ وائٹ کے خاندان کے مورث اعلیٰ کی تصویر سے ملتی ہے۔ وہ آئندہ معاطات کی طرف سے بالکل بے فکر تھا۔ یہ آسانی ہر شخص کا دوست یا دشمن بن جاتا تھا۔ نہ خود اُس میں ریاکاری تھی اور نہ کسی اور پر ریاکاری کا شبہ کرتا تھا۔ اپنی سادہ دلی اور خوش مزاجی سے اور دن کو کھانا نہ کھاتا تھا اور خود گھاسے میں رہتا تھا۔ اور سخاوت و فیاضی میں اپنا شغل نہ رکھتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ وہ ایسا شخص تھا کہ سنگدل باپ کے اوصاف میں سے کوئی وصف اپنی ذات میں

نہ رکھنے کی وجہ سے قید میں مبتلا ہوا۔ اور آخر کار کارڈف کیمیل کے قید خانے میں پڑے پڑے مر گیا۔

جو بڑے بڑے سردار شمالی یورپ کے نائزوں کی فوجیں لے لے کے روانہ ہوئے ان کا شمار ان ناموں سے کیمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ رابرٹ نواب فلانڈرس جسے اُس کے پیرو "عیسائیوں کی شمشیر" یا "عیسائیوں کا نیزہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور اسٹیفن رئیس چارٹرس۔ ٹرائس اور بلواس جو اگر ہم ۱۶۵۰ قلموں کی کہانی کو تسلیم کر لیں تو بڑی بڑی عمارتوں کا مالک تھا اور فصاحت لسانی میں بھی ویسا ہی خوش نصیب تھا جیسا کہ قلعہ داری میں۔ اسی حساب سے ہم یہ بھی خیال کر سکتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے سردار شمالی میں اُن بہادر وں سے بھی زیادہ تھے جنہیں اگاممن ٹروجن کی لڑائی میں لے گیا تھا۔ اور یہ فہرست بھی غالباً ویسی ہی قدیم قیاس یا خلاف قیاس ہوگی جیسی کہ اُن یونانی بزرگواروں کی فہرست جن کا قصہ ایلینڈ میں بیان کیا گیا ہے۔

جنوبی فرتوں کے سرداروں میں سب سے زیادہ ممتاز نیزہ کاٹا اپنے لقب کے اور نیزہ جیٹ اپنے عہد کے پوپ کا وکیل و نائب ایڈھیما (امیر) شروپوئی کا اسقف تھا جو اس صلیبی جھنڈے کے نیچے مجاہدوں کے جمع کرنے میں نہیں بلکہ صرف صغوف جنگ کے معاملات میں اپنے مشوروں سے مدد دیتا تھا۔ مشہور ہے کہ ریکانڈ نواب طولوس جو اُوروین اور لینگو ڈوک کا مالک تھا اُس کی عظمت حشمت اور جوش کی ایک لاکھ سواروں اور پیدلون کی جماعت نے تصدیق کی۔ وہ لڑتے ہی لڑتے بڑھا ہو گیا تھا۔ اور عقلمندی و بردباری اور سرکشی و طمع میں شہرت رکھتا تھا۔

رابرٹ گسکارڈ کا بیٹا پوسیا نڈ جسے ہم ڈیویشیم میں نبرد آزما کرتے اور لا رسا میں فتح یاب ہوتے دیکھ آئے ہیں (صغوف ۹۰۰) بہ نسبت اپنے ساتھیوں کے تعصب کے رنگ میں بہت ہی کم رنگ ہوا تھا اور یقیناً اسکی اولوالعزمی و ہمت بہت سرد تھی وہ اس وہ ایلینڈ یونانی زبان میں ایک نہایت ہی مشہور و مستند مظلوم کتاب ہے جس کا مصنف یورپ کا سب سے پہلا شاعر جوہر تھا۔ ایلینڈ بالکل منکرت کی مائیں کا قائم مقام ہے۔ ایسے کہ انہیں دیوتاؤں کی لڑائی بیان کی گئی ہے۔ اور دیکھ ہی مبالغے ہیں جیسے کہ مائیں میں۔ یہ لڑائی ٹروجن کی کہانی تھی۔ اور سب بڑا مرد میدان اگاممن تھا۔

فلانڈرس کا رابرٹ اور چارٹرس کا اسٹیفن

پوپ کا اسقف ایڈھیما ٹ طولوس کا ریکانڈ

پوسیا نڈ

صلیبی لڑائی کو صرف ایک ایسا ذریعہ خیال کر رہا تھا جس کی بدولت اُس تمام سرزمین پر جو
ولماتیشہ کے ساحل سے شمالی سواحل ایشیائین تک پھیلی ہوئی تھی پھر قبضہ کر سکے گا۔ اسی فکرمین
بلکہ اگر ماسبری کے ولیم کا بیان صحیح ہو کر کیا جائے تو اصل میں اسی ہومیا نڈ نے
پوپ اربن کو ابھارا تھا کہ لوگوں کو صلیبی مہم کے لیے آمادہ کرے۔ مگر اُس کی اصلی غرض یہ
تھی کہ مذکورہ ملک جسے وہ خاص اپنی میراث سمجھتا تھا اُس کے قبضہ میں آجائے۔ اور اُس
کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غرض تھی کہ پوپ اربن کی مخالفت جو روم میں ہو رہی تھی بالکل ختم
ہو جائے۔ اُس کا باپ گسکارڈو اپولنیہ کی سلطنت اپنے چھوٹے بیٹے کو دے گیا تھا۔ لہذا
ہومیا نڈ کو شش کرتا تھا کہ اپنی ٹائرنم کی مملکت میں ایک ایسی سلطنت بھی شامل کرے جس
کی قوت سے وہ مشرقی شہنشاہ یعنی قسطنطینیہ کے فرمان روا کا حریف مقابل بن جائے۔

ٹینکر ڈ۔

ہومیا نڈ سے کمین زیادہ بہتر اُس کا چھوٹی زاد بھائی ٹینکر ڈ تھا۔ وہ مارکوٹیس
اوڈو کے نطفے سے تھا جسے لوگ اُس کی خوبیوں کے لحاظ سے "ٹینکر ڈ" کے لقب سے یاد کیا کرتے
تھے۔ اور رابرٹ گسکارڈو کی بہن اما اُس کی ماں تھی۔ ٹینکر ڈ نے اپنی دولت اور خاندانی
اعزاز سے شہرت دینکامی نین حاصل کی تھی بلکہ ذاتی خوبیوں یعنی نیکدلی اور خوبصورتی کی
وجہ سے۔ ان اوصاف نے اُسے ویسا ہی کامل اور سچا ملٹ "ثبات کر دیا تھا جس کا نمونہ
مشہور شاعر چاسر نے اپنے کلام میں قائم کیا ہے۔ ٹینکر ڈ کی ذات میں وہ خاص جذبات
اور مکمل خیالات موجود تھے جن سے حروب صلیبیہ کی تحریک پیدا ہوئی۔ اور جن میں چندر
بعد صلیبی مہم کے آرائیوں نے اور زیادہ شان و شوکت پیدا کر دی تھی۔

کلرمانٹ کی کونسل میں پوپ اربن نے جب ترکون کی بُزدلی اور خوفزدگی
کا حال بیان کیا تھا تو غالباً اُس کا زیادہ اثر ان لوگوں کے دلوں پر ہوا ہوگا جو زیادہ نیک
نفس اور بڑبڑتے تھے۔ اور واقعی اُس نے اس امر کو ایک ہا درمی اور داعظ ہی کے
الفاظ میں ادا کیا تھا۔ حالانکہ اگر عقل سے کام لیتا تو اس موقع پر بجائے دینی مقصد کے
اُسے ایک فوجی افسر کے الفاظ کام میں لانے چاہیے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس
زمانے کے نیک دل لوگوں میں اس آرزو کا جو جن پیدا ہو گیا تھا کہ بیکس و بے بس مسیحیوں
کی ایک جماعت (یعنی ارض مقدس کے عیسائیوں) کو ان فاختوں کے پیچھے سے چھڑالیں
جن سے خود مقابلہ کرنا ان کمزور مسیحیوں کی قوت سے باہر تھا۔ اور ان کے خارج ایسے شجاع

کن اسباب او

اثرون سے

سپہ گری

پیدا ہوئی۔

اور زبردست تھے کہ لاطینی اور پوٹوماک (شمالی و مغربی یورپ) مسیحی دنیا کے بہادر
 سے بہادر لوگ بھی جانتے تو شاید ان کے برابر قابل ہو سکتے۔ اُس بے دست و پا جماعت کے لیے
 اپنا بہت کچھ نقصان کھانے کی ضرورت تھی۔ جب گھر بار و زراعتی اور جائیدادیں بک جاتیں
 اور ہر قسم کے عیش و آرام سے ہاتھ اٹھایا جاتا تب اُسے نجات حاصل ہو سکتی تھی۔ بے کس و
 ناجار مصیبت زدوں کے لیے ایسے ایسے نقصانات کو گوارا کر لینا انسان کے بہترین و صفا
 میں سے ہے۔ اس طرح حروب صلیبیہ کے اُلوالعزم بہادر دن میں سے جو لوگ بہت ہی
 شریف النفس اور بے لوث تھے اُن کے دلوں میں دوسم کے خیالات تھے جو بظاہر تو
 جدا جدا تھے لیکن دونوں سے ایک ہی اخلاقی نتیجہ نکل سکتا تھا۔ اول تو نفرت کا خیال جس
 نظر سے وہ اُن مظالم کو دیکھ رہے تھے جو مشرقی مسیحیوں پر ہو رہے تھے۔ دوسرے
 اُس قدر و منزلت اور عظمت و وقعت کا خیال جس نظر سے وہ اُن فاتحان کو دیکھتے
 اور اُنھیں ایسا دلیر اور بہادر سمجھتے تھے کہ اُن کے نزدیک وہ مسیحی دنیا کے اعلیٰ ترین
 بہادر دن میں کسی سے کم نہ تھے۔ پہلا خیال تو اُن میں اس بات کا جوش پیدا کرتا تھا کہ
 چاہے کسی ہی سخت سے سخت مشکل کا سامنا ہو وہ بڑھکے ارض پاک اور روضہ
 مقدس کو اُن بیابان دشمنوں کے ہاتھ سے منہ ورجھین لیں۔ اور دوسرا اُنھیں آمادہ کرتا
 کہ ایسے ذرائع کامیابی کو بالکل ترک کر دیں جو جریفوں کی قوت سے کم ہوں یا ایسے ہوں کہ
 ان دشمنوں سے زیادہ وحشی اقوام کے مقابلے میں کام میں لانے کے قابل ہوں۔ یہ خیالات
 صلیبی جہادوں میں عقل اور نفس کشی کا مادہ پیدا کرتے تھے جس کی بدولت وہ لڑائی کی
 مصیبتوں سے بے خوف ہو جاتے اور پھر آخر میں اُنھیں بہت ہی اچھا ثمرہ حاصل ہو سکتا تھا
 اسی جانب مذہب کا بھی اثر پڑ رہا تھا جو برابر بڑھتا جاتا تھا۔ مذہبی گروہ کی یہ غرض تھی
 کہ اگر اُن لوگوں کے جوش اور فہم کو فرو نہ کر سکے تو اُنھیں دوسری طرف متوجہ کر دینے
 اور خدا کے اس حکم پر عمل کراتے کہ آپس میں اتنا قتل و خون نہ کرو کہ زمین اُس کا بار نہ
 اٹھائے لیکن ارض پاک کو دشمنوں کے قبضے سے نکالنے کی مہم میں لڑائی خود ہی متبرک
 قرار۔ لگتی تھی۔ بہادر بائبل کے جو پہلے صرف رسمی حیثیت سے بائبل پڑھتے تھے اور قدیم
 بت پرستی کے یادگار تھے اب اُنھیں بھی مذہب اور کلیسیا سے مسیح نے مقدس تسلیم کر لیا
 تھا۔ اور وہ لوگ پادری یا گوشہ نشین اور تارک الدنیا طابہ وراہک ہم رتبہ سمجھنا لگے تو

ٹائٹ بننے
کی رسم

اسی کے نتیجے میں اب سورما ہائے کون اور اُس شان سپرگرمی کے امیدواروں کے ساتھ
بھی وہی برتاؤ کیا جانے لگا جو ابتدائی مسیحی صدیوں میں دین عیسوی کے طالبوں اور
نئے مسیحیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ سپاہیانہ زندگی کے امیدوار یا ٹائٹ بننے والے
کے لیے لازمی تھا کہ وہ اپنے خیالات اور اپنے دل کو پاک و صاف کر کے اس کام
میں داخل ہو۔ اور طالب دین عیسوی کا بے دھبہ اور بے دغ لباس جسے ایک ت
نہم و زے رکھ رکھ کے وہ متبرک بنایا کرتا تھا یہاں امیدوار سپرگرمی کے لیے
ایک سفید عبا کی صورت میں نمایاں کیا گیا جسے نوجوان ٹائٹ بننے والا غسل کے بعد
پہنتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ بیانات جو پیٹسمہ دینے کے وقت ہوتے ہیں اُن کا احادہ
ٹائٹ بننے والے کے اقرار و ن میں بھی کرایا جاتا۔ اس کا رروائی سے پہلے ایک خاص
قسم کا اقرار گناہ ہوتا اور وہ پادری کی زبان سے بچھے جاتے۔ اس عہد کی وجہ سے
ٹائٹ پابند ہو جاتا تھا کہ ہمیشہ انصاف سچائی اور فیاضی سے کام لے مصیبت زد
کی حمایت کرے۔ محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرے اور ہر جگہ ظالموں اور بدکاروں سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہے۔ ایک خاص حد تک اُسے عورتوں کا حامی اور بچوں کا
سرپرست بھی بننا پڑتا تھا۔ ان سب باتوں کا اقرار کرنے کے بعد وہ پادریوں کے ایک
عہد یورپ میں قدیم زمانے میں ایک خاص قسم کے لوگ ہوا کرتے تھے جو ٹائٹ کہلاتے تھے۔ ٹائٹ
کا لفظ خطایوں میں اب بھی استعمال کیا جاتا ہو مگر ٹائٹوں کی وہ شان بالکل جاتی رہی۔ ان کے
قائم مقام ہمارے یہاں وہ بہادر سوار تھے جو چند روز پیشتر ہانکے کہلاتے تھے۔ ٹائٹ بننے کی
ابتدائی پرستی کے زمانے سے پڑی تھی۔ اور سچی حکومت و مذہب کے رواج پا جانے کے بعد
مدت تک ٹائٹ ہونا قدیم مشرق و رومن کے مطابق عمل میں آتا رہا۔ افسانہ جب ٹائٹ بننا تو
خاص رومن کے ساتھ اور خاص قسم کے عہد و بیان لینے کے بعد اُس کے ہاتھ میں سلاح جنگ
دیے جاتے تھے۔ پھر اُس کی زندگی مرتے دم تک ہر آزادی ہی کے کاموں سے وابستہ رہتی
ٹائٹ لوگ سر سے بانٹوں تک لوہے میں غرق رہتے۔ اور اُن اور مر جانا اپنا فرض خیال کرتے
صلیبی لڑائیوں کے وقت جب پوپ نے جہاد کا فتوے دیا تو ٹائٹ ہونا بھی سمیت کا ایک شعبہ
شہاد دے دیا گیا۔ اور خاص خاص ترمیموں کے ساتھ ویسا ہی عہد نامہ اب گرجے میں لے
کے لوگ ٹائٹ بنائے جاتے تھے۔ جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

گروہ کے سامنے آکے کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ اُس کے دینی باپ کی تلوار اُس کے
 ہاتھ میں دے کے خدا حضرت مریم اور سینٹ میکائیل یا سینٹ جارج کے نام سے
 اُسے ”نائٹ“ کا خطاب دیتے تھے۔ ان رسوم کی پابندی کرنے والے نوجوان
 نائٹ کے دل میں سب سے زیادہ محبت کنواری ماں (حضرت مریم) کے نام کی
 ہوتی تھی جس کی تصویر کے ہزاروں لوگ قبل اس کے کہ قدیم وحشیانہ کنواری
 اور سنگدلی سے باز آئیں و لدادہ ہو گئے۔ نائٹ کی اصطلاح میں جناب مریم اُس
 کی مالک تھیں۔ اور انھیں وہ ”نوتردام“ (ہماری خاتون) کے خطاب سے یاد کرتا
 اور مصلوب مسیح اُس کے خدا تھے جنہیں وہ ”نوتر سینئر“ (ہمارے حضرت)
 کہتا۔ جو محبت نائٹ کو حضرت مریم سے ہوتی وہ متبرک سمجھی جاتی۔ اور اُس کی
 شان اُس اطاعت و فرمان برداری میں نظر آتی جسے وہ ہر شریف خاتون کے مقابلے
 میں ظاہر کرتا۔ اور خاصہ اُس نازنین کے مقابلے میں جو اُس کے دل کی مالک ہوتی
 یعنی جب کا وہ عاشق ہوتا۔ ایسی نازنین اگر ایسی ملکہ نہ بھی ہوتی کہ وہ صورت دیکھتے ہی
 دوڑ کے قدموں پر گر پڑے تو بھی اُس کی حیثیت اُس ستارے کی ضرور ہوتی جس کی
 کوئی شخص دور ہی سے پرستش کیا کرے۔ یہی عورت جسے نائٹ نساہت کا مکمل
 نمونہ قرار دے کے اپنا بت قرار دے ممکن تھا کہ کسی غیر شخص کی بی بی ہو۔ یعنی نائٹ
 غیر شخص کی جو رو پر بھی عاشق ہو سکتا تھا۔ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں خیال کیا جاتا
 تھا۔ اور ان جاوہ اعتدال سے گزرے ہوئے اور باشائذ خیالات سے اکثر بہت ہی
 افسوس ناک نتائج ظاہر ہوتے تھے۔ تاہم ان بہادر خیالات سے جہاں بعض اوقات
 بڑا نتیجہ ظاہر ہوتا تھا اکثر یہ فائدہ بھی ہوتا کہ ناشائستہ اور جشی لوگوں کے دونوں میں
 صلاحیت آجاتی۔ ان سپرگراں خیالات کی ترقی اور ان کا استحکام خاص کر حروب
 صلیبیہ کی بدولت ہوا۔ بے شک ان حامی صلیب سپاہیوں نے اکثر ایسی ایسی بے
 انصافیان اور شرارتیں کیں جو قابل افسوس تھیں۔ لیکن ان کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ
 عہد اس سے صاف ظاہر ہو کہ نائٹ کو علاوہ سپرگرمی کے یہ بھی ضرور تھا کہ کسی حسین عورت پر عاشق ہو۔ اور
 مجاز تھا کہ جی چاہے تو کسی کی جو رو پر بھی عاشق ہو جائے عورت اُس کے نزدیک مریم کی قائم مقام تھی اسی طرح سلیب میں بیکر چھتا
 جوگی ظاہر ہو۔

فریقین کے بڑے بڑے زیر دست اور نامی سپہ گراں ایک دوسرے کی ہاوری سپہگری اور خوش اعتقادوں کی داد دیتے جس سے لڑائی کی صیبتیں خفیف معلوم ہونے لگتیں اس باہمی قدر وانی کا ظور صرف ایک لفظ کے ذریعے سے ہوا جو آج تک مروج اور مشہور ہو۔ وہ لفظ ”خلق“ جو خلق ان لوگوں کے اس فعل سے عموماً ظاہر ہوا کرتا تھا کہ ہمیشہ اپنی جگہ اپنے سے کمزور شخص کو دے دینے پر آمادہ رہتے تھے۔ ان صلیبی مجاہدین کا خلق مسیحیت کے علم اور رحم سے بہت ملتا جلتا تھا۔ اور اُس زمانے میں جبکہ سنگدلی اور ظلم و خوریزی کا ہر طرف زور و شور تھا اس وصف کا کسی شخص میں موجود ہونا حقیقت میں ایک بڑی بات تھی۔ صلیبی نائٹ کے لیے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ نائٹ بننے کے ساتھ ہی وہ مجمع اخلاق ہو جاتا تھا۔ خاصۃً شکر ڈین یہ جو ہر زیادہ نمایاں طور پر پایا جاتا تھا۔ شکر ڈ زندہ رہا۔ لڑا۔ اور فتحیاب ہوا۔ رہنیا لڑو جس کا حال ٹسو شا عرنے اپنی ایک نظم میں بیت المقدس کے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھیننے کے موقع پر بیان کیا جو معلوم ہوتا کہ ہر جیسے انسان نہ تھا بلکہ یونان کے شلیپوس۔ معرکہ ٹرلے کے کھڑے۔ یا ملک فارس کے رستم نریکان۔ کی طرح آسمانی مملکت کا رہنے والا یعنی انسان کے درجے سے بڑھا ہوا تھا۔

باقی ماندہ تین ہزار صیبت زدہ آدمی جو سلجوقی سلطان کے دار السلطنت بکائیڈ کے سامنے والے پر خون میدان سے بھاگے تھے (دیکھو صفحہ ۴۴) انھوں نے بزنٹائن (یعنی قسطنطنیہ) کی سرحد میں جاکے اُس وقت پناہ لی جس وقت کہ زیادہ مرتب اور عمدہ صلیبی فوجیں یورپ سے ارض مشرق کی طرف روانہ ہوئی تھیں۔ ان میں سب سے اچھے اور تربیت یافتہ و سارے عام ہیروں کی ایک بڑی بھڑک ساتھ لیے ہوئے گاڈ فرے آف بویون کی سپہ لاری میں میوز اور موصل دریاؤں کے کنارے کنا رے بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوئے۔ اور گاڈ فرے انھیں بخیریت تمام اور بغیر کسی مزاحمت کے ہنگا ر یہ کی سرحد تک نکال لایا۔ یہاں ہنگا ر یہ کی فوجیں اس اندیشے سے اُن کی سد راہ ہوئیں اور سامنے آکے صف آرا ہو گئیں کہ بطرس راہب اور اُس کے سرکش و خود مختار ہمارا ہیون کی طرح یہ لوگ بھی پہلا سا ظلم و جور اور لوٹ مار بھرنے جا رہی کر دین۔ اس مشکل کے آسان ہونے میں تین مہفتہ محض انضول ضائع

اگست ۱۲۰۴ء

صلیبیوں کی فوج

کا ہاتھ

گاڈ فرے

روانہ ہوا۔

ہوئے۔ شاہ ہنگار یہ نے یہ شرط پیش کی کہ سپہ سالار کا بھائی بالڈون بطور کیفل کے اُس کے سپرد کیا جائے۔ یہ شرط تو نا منظور کی گئی۔ مگر خود صلیبی سپہ سالار کا ڈفری نے آپ ہی اپنے کو اُس کی حراست میں دے دیا۔ اور اُس کے پاس جا کے اُسے تہنید کیا۔ اور صرف اتنی درخواست پیش کی کہ ہمیں اپنی قلمرو میں جو کہ گزر جانے دو اور اجازت دو کہ باز روں میں سے جو چیز چاہیں مول لے سکیں۔ یہ دونوں درخواستیں منظور کی گئیں۔ مگر تاہم اتنے بڑے لشکر کا بغیر دشواریوں کے نکال لے جانا غیر ممکن تھا۔ یہ صلیبی لشکر جس وقت ہنگار یہ کے گاؤں میں گزر رہا تھا اُس وقت سپاہیوں کو بے ضابطگیوں اور لوٹ مار سے روکنا گاڈفرے کے اختیار سے باہر تھا۔ اور اگر ہنگار یہ کا رسالہ حفاظت کے لیے اُن صلیبی لشکر یوں کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ بے ضابطگی اور بڑھ جاتی۔ آخر کار یہ صلیبی لشکر فلیتو پولیس کے بھانکوں کے سامنے جا پونچا۔ اور یہاں پہونچ کے گاڈفرے کو خبر ملی کہ درمانڈوا کا میوع جس کے پہونچنے کی خبر دینے کو چوبیس ناٹ طلای زہن پہنے ہوئے الکز یوس یونانی شہنشاہ مشرق کے دربار میں گئے تھے۔ اور جو اپنے آپ کو شہنشاہ ہفت اقلیم کا بھائی اور مغربی یورپ کے تمام باشندوں کی جان و مال کا مالک سمجھتا تھا شہر قسطنطنیہ کے اندر قید ہو۔ اُس کی سرگزشت یہ تھی کہ رابرٹ امیر نارمنڈی۔ رابرٹ رئیس فلانڈرس۔ اسٹیفن سردار چارٹرمن اور چنڈ اور چھوٹے چھوٹے سرداروں کو ہمارے رکاب لے کے وہ روانہ ہوا۔ اور سرزمین ایتالیا میں ہو کے گزرا۔ اس آرام طلبی و عشرت پرستی کی سرزمین نے اُس کی فوج پر جو جزائی و ابتری کا اثر ڈالا وہ اُس غارت کرنے والی مسرت کے اثر سے بھی بڑھا ہوا تھا جو ہنی مال کے سپاہیوں میں شہر کیپیو کی عشرت پرستیوں سے نمایاں ہوا تھا۔ جس کی بدولت وہ لوگ ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے۔ ان سرداروں نے ایتالیا کے سواحل سے ارادہ کیا کہ سمندر کے راستہ سے روانہ ہو کے ایشیا میں پہونچ جائیں چنانچہ میوع شہر بارسی میں جہاز پر سوار ہوا۔ اور اگر شہر نازکا آنا کو مدینا کے بیان کا اعتبار کیا جائے جو اُس دور کی ایک مورخہ بھی تھی اور اپنے باپ الکز یوس فرمان رواے قسطنطنیہ کی پرستش بھی کرتی تھی تو اس بحری سفر کا نتیجہ ہو کہ میوع کے جہاز ایتالیا سے لنگر اٹھا کے سیلوس اور دریجیم کے سواحل تک

درمانڈوا
کے میوع
کی گرفتاری

پہونچنے پائے تھے کہ طوفان نے آگھیرا۔ سب جہاز منتشر ہو گئے۔ وہ جہاز جس پر
 خود ہیورن تھا اُس کے انجن بجڑ ڈھیلے ہو گئے اور آمد ہی کے تھیں پڑے کھاتا ہوا
 اُس بندرگاہ پر پہونچا جہاں شہنشاہ الکز یوس کی طرف سے اُس کا بھتیجا جان کا
 مینینوز صوبہ دار تھا۔ اس صوبے دار نے اُسے جہاز سے اُتار کے اپنی حراست
 میں لے لیا۔ اور اُس وقت تک کے واسطے روک لیا جب تک کہ خود شہنشاہ کے
 پاس سے رہائی کی اجازت نہ آئے۔ الکز یوس ایک دورانہ پیش اور ہوشیار فرمان
 روا تھا یہ خیال کر کے کہ ایسے معزز قیدی کے ذریعے سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا
 ہو حکم بھیج دیا کہ یہ معزز قیدی پوری حفاظت و حراست کے ساتھ خاص قسطنطنیہ
 کو روانہ کیا جائے۔ الغرض وہ قیدیوں کی طرح الکز یوس کے دار السلطنت میں لایا
 گیا۔ جہاں اگرچہ یہ ظاہر اُس سے بہت کچھ خلق اور دوستی کا برتاؤ کیا جاتا تھا مگر
 اصل میں مفید اور نظر بند تھا۔ تاہم الکز یوس کے ظاہری اخلاق کا ہیورن پر اس
 قدر اثر ہوا کہ فوراً اُس کی فرمان برداری اختیار کر لی۔ اور صرف اسی قدر نہیں یہ
 بھی وعدہ کیا کہ اپنی طرح دیگر سرداروں کو بھی میں آپ کا مطیع و منقاد بنادوں گا
 یہاں یہ مراتب طے ہو چکے تھے کہ گاڈ فرے نے شرفیلیو پولیس سے
 الکز یوس کے پاس اپنی بھیجے اور درخواست کی کہ ہیورن کو ہمارے پاس بھیج
 دیجیے۔ الکز یوس نے اس سفارت کو انکار کے ساتھ واپس کیا۔ اور گاڈ فرے
 یہ فیصلہ کر کے کہ یہ زمین بھی دشمنوں کی فکر و خیال کی جائے آگے بڑھا۔ اور ایڈریا
 نوئل ہوتا ہوا اسلطانہ میں کرمس کے زمانے میں عین دار السلطنت قسطنطنیہ کے
 سامنے پہونچا۔ اس زبردست بہادر اور اُس بڑی بھاری فوج کو دیکھ کے الکز یوس
 دل میں ڈرا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج اتنی ہی نہیں۔ بلکہ ان کے پیچھے ایک
 اور زبردست لشکر بھی آ رہا ہے جس کے سپہ سالار بوہیمانڈ اور ٹنگرڈ ہیں تو دیکھ
 درجے سے گذر کے اُس کے دل پر ان لوگوں کی مہبت جھانکی۔ الکز یوس کے خیال
 میں گاڈ فرے کی نسبت تو سوا اس کے اور کوئی بات نہ تھی کہ اُس نے جنگ صلیبی کا
 عہد کیا ہے مگر بوہیمانڈ کو خوب جانتا تھا کہ اُس کا دشمن ہو اور خود اُس کی سلطنت کے
 ایک بڑے حصے کا دعوے دار ہو۔ پیاسنزا کی کونسل میں پوپ اربن دوم کے

اسلطانہ کی

کرمس

گاڈ فرے کا

قسطنطنیہ کی

دیواروں کے

پیچھے پہونچا۔

شہنشاہ الکز یوس

کی حکمت عملی

سامنے اپنے ایلچمپوکن ذریعے سے خود اُس نے آہ وزاری کی تھی۔ اور مجاہدین کی اس فوج کا یہاں جمع ہونا دراصل اُسی آہ وزاری کا نتیجہ تھا۔ بیشک ایک ذرا سی غلطی میں اُس کا دشمن بن سکتا تھا پھر اس اندیشے کے ساتھ اُس کے دل میں دواور خواہشیں پھینیں۔ ایک یہ کہ کسی طرح اُس فوج کو اُس کے منزل مقصود کی طرف روانہ کر کے اپنی جان چھوڑ لے اور دوسری یہ کہ اُس صلیبی فوج کے صرف سردار دن ہی پر اُس کا قابو نہ رہے بلکہ صلیبی مجاہد ارض شام میں جو فتحیں حاصل کریں اُن سے بھی دہی فائدہ اُٹھائے۔

الغرض میسوغ کا ڈوفرے کے پاس بھیج دیا گیا۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہوا کہ اُس باہمی نزاع میں کسی قدر ترمیم ہو گئی مگر پورا تصفیہ نہیں ہوا۔ دوست بنا کی جگہ کسی کو دشمن بنا لینا آسان ہو۔ اب الکنز یوس کے واسطے سب سے پہلا یہ کام تھا کہ اپنے پُرانے دشمن بوہماٹڈ کے ہونچنے سے پہلے اُن تمام سرداروں اور فرمانرواؤں کو اپنا میطع منقاد بنائے جو اُس کے دارالسلطنت کے گرد اترے ہوئے تھے۔ اس غرض میں اُسے پوری کامیابی ہوئی ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے الکنز یوس نے اقرار کیا کہ اس مشرقی سفر جہاد میں اُن کو رسد پہنچائے گا۔ ہر طرح سے اُن کا مدد و معاون رہے گا۔ اور تمام زائرین ارض مقدس جو اُس کی مملکت میں سے ہونے لگے گزرین گے اُن کی حفاظت کرے گا۔ دوسری جانب صلیبی فوج کے سرداروں نے بحیثیت دیگر سلاطین کی رعایا ہونے کے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمیشہ اُس کے فرمان بردار رہیں گے۔ جس وقت تک اُس کی مملکت کے حدود کے اندر رہیں گے اُسے اپنا مالک اور ولی نعمت سمجھیں گے۔ اور اُس کی قلمرو کے وہ اضلاع بھی اُسے واپس کر دیں گے جن پر اُنھوں نے اپنا قبضہ کر لیا۔ اس معاہدے کی تکمیل کے لیے الکنز یوس نے ان مغربی بہادروں سے اپنی شان و شوکت اور مرتبے کے خلاف ملاقاتیں کیں۔ اور اکثر اوقات اُسے ان لوگوں کی بعض گستاخیاں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

اس معاہدے کی تکمیل کے بعد جب بوہماٹڈ قسطنطنینیہ میں پہنچا۔ اور سنا صلیبی مجاہدین

(قسطنطینیہ) کے فرمان روا کی اطاعت قبول کر لی تو اُسے بہت ناگوار ہوا۔ لیکن فلائڈرس کا رہنیں رابرٹ الکنز لوئس کی تائید کرتا تھا اس لیے کہ اُس کے باپ سے اور شہنشاہ سے آٹھ برس پیشتر گہرے تعلقات تھے۔ جن کی وجہ سے اس موقع پر اُس نے اپنے باپ کے دوست کی دوستی کا خیال کیا۔ بوہیما نڈ نے بھی دیکھا کہ اس وقت مجھے اپنے ہمراہیوں کا ساتھ دینا ہی مناسب ہو پھر اس کے بعد چاہے جو کچھ ہو۔ الغرض وہ بھی شہنشاہ الکنز لوئس کا مہمان ہوا۔ نہایت ہی سرت کے ساتھ تا جدار قسطنطینیہ کی خوشامدین سین۔ اور ایک بہت بڑے انعام یا رشوت کو قبول کر کے اپنے فرمان بردار ہو جانے کا بھی یہ ثبوت دیا کہ اپنے لیے شہنشاہ مذکور سے گرنیڈ ڈومسٹک یعنی معتد علیہ عظم کے عہدے کی استعدائی شہنشاہ نے یہ درخواست اس وعدے پر ثمالی کہ میں یحییٰ خود مختار کر دوں گا۔ اور یہ جواب دیتے ہی سرگرمی کے ساتھ گاؤ فرے کی طرف متوجہ ہو گیا جو خلوص اور سادگی کے ساتھ اُسے دوستی ظاہر کرتا تھا۔ صلیبی فوج کے اس بے غرض بہادر گاؤ فرے کو صرف اپنے عہد کے پورے کرنے کی جلدی تھی اور الکنز لوئس نے دل میں خیال کیا کہ اسے مبتنی بنالینے میں نہ تو مجھے کسی اپنی حسرت کا خون کرنا پڑے گا اور نہ کسی ناگوار خدشہ معاہدے کا پابند ہو جاؤں گا۔ خلاصہ یہ کہ شہنشاہ نے گاؤ فرے کو اپنا مبتنی بنا لیا۔

الکنز لوئس کی دانائی اور رشوتین بوہیما نڈ کی مخالفت اور عداوت پر غالب آگئیں۔ اب الکنز لوئس کو طولوس کے سردار ریمینڈ کے مقابلے میں اس سے بھی بڑی مشکل پیش آنے والی تھی۔ جس نے صلیبی جہاد کا وعدہ تو سب سے پہلے کیا تھا۔ مگر روانہ سب کے بعد ہوا۔ اُس نے دعوے کیا تھا کہ میں کبھی اور کوئی سفر نہ کروں گا۔ مگر اب اس سفر میں پوری طرح تیار می کر کے قدم رکھوں گا۔ جن رستوں سے صلیبی جہاد کے دیگر سردار روانہ ہوئے تھے اُن کو چھوڑ کے وہ لوم بارڈمی کے راستے سے چل کھڑا ہوا۔ بہت دور تک اُسے کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔ مگر جب دال میشیا اور ہینیو و نیا کے پہاڑوں اور اُس سرزمین کی غیر آباد وادیوں میں پہنچا تو اور ہی صورت نظر آئی۔ وہاں کے لوگ جن کا

طولوس کے ریمینڈ
کا دشوار گزار
سفر قسطنطینیہ

سرمایہ اُن کے مولیشی تھے اپنے گھون کو دشوار گزار درون میں بھگالے گئے اور
صلیبی فوج والے بجائے اس کے کہ اور دن کے ملائین خود ہی مصیبت میں مبتلا
ہو گئے۔ ایک طرف تو انھیں کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی دوسری طرف اُن میں سے
جو لوگ اپنی بہیر سے حلقہ ہر جاتے فوراً چور دن اور ڈاکوؤں کے ہاتھ سے
مار ڈالے جاتے۔ ریمینڈ نے اس کا بدلہ یون لیا کہ وہ ان کے باشندوں میں سے
جو کوئی ہاتھ لگا فوراً اس کے ہاتھ اور ناک کٹوا ڈالے۔ آنکھیں نکھولیں اور
چھوڑ دیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ان کے لوگوں نے سخت بغاوت اور جوش کے
ساتھ اُس کا مقابلہ کیا۔ آگے بڑھ کے اسکو ڈرامین سرویا کے سردار بویون کے
ساتھ اُس نے ایک قسم کا معاہدہ کیا مگر باوجود ایک دوست کے پیدا ہو جانے
کے یہ ایسی سرزمین تھی کہ اس میں اتنی بڑی فوج کے بسر کے لیے بہت ہی کم چیزیں
مل سکتی تھیں۔ بہر حال بہت ہی مصیبتیں برداشت کرتی ہوئی یہ فوج آگے بڑھی۔
مگر باوجود ان دشواریوں کے یہ سُن کے حیرت معلوم ہوتی ہو کہ ریمینڈ نے

جس وقت شہنشاہ یونان کی اطاعت قبول کرنے سے قطعاً انکار کیا ہو اُس وقت
بھی اپنے آپ کو ایک لاکھ بہادر درون کا سردار بتلایا تھا۔ یہ سردار جو طولوس کا
نواب تھا اپنے آپ کو شہنشاہ فرانس کا بھی تابع دار نہیں سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے
اُس نے کھلم کھلا بھیجا کہ میں برابر کی حیثیت سے الکز یوس کا دوست ہوں تو موجود ہوں
مگر اُس کا فرمان بردار نہ بنوں گا۔ اور اپنے اس ارادے پر یہاں تک استقلال سے
قائم رہا کہ وہ ہیمانڈ نے بھی اُسے یہ دھمکی دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو میں الکز یوس
کا ساتھ دونوں گا۔ مگر اُس نے پروا نہ کی۔ الکز یوس نے دل میں خیال کیا کہ ریمینڈ
سے مقابلہ کرنا دراصل ایسے شخص سے مقابلہ کرنا سمجھا جتنا ہو جو گاڈ فرسے کا سا پُرجوش
صاف دل اور مستقل مزاج ہو لہذا استقامت اور دوست بنانے کی کارروائی شروع
کی۔ اور گو اُسے اپنا مطیع نہ بنا سکا مگر ظاہری خاطر مدارات سے اس سن رسیدہ
بہادر کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اُس کے سامنے یہ خیال ظاہر کیا کہ مجھے
فرینک لوگون (فرانس والوں) کی دشمنانہ عادات سے نفرت ہو اور بویون ہیمانڈ
کی طرف سے برا اندیشہ ہو۔ اس کی بیٹی انا کا معینا جو اُس دُر کی واقعہ نگار رہی

ریمانڈ الکز یوس
کی فرمان برداری
سے انکار کرنا۔

وہ بھی اپنے باپ کو رمینڈ کا قہقہہ دیکھ کے اُس سے بہت ہی مانوس ہو گئی اور اُس کی اس قدر گرویدہ ہوئی کہ اُس کے بابت لکھتی ہو کہ ”اُن وحشیوں میں اُسے ایسا ہی امتیاز حاصل تھا جیسا کہ سارون کو آفتاب میں حاصل ہو۔“

الکزیوس جس وقت ان تدبیروں سے گھاڑ فرے۔ رمینڈ۔ بوہیما نڈ اور ٹیکٹر کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے میں مشغول تھا اُسی وقت صلیبی گروہوں کے پاسفورس کے اُس پارٹنر نے کی ٹکیرین بھی مطرف تھا جن کی طرف سے اُسے یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ تو ایک ٹھوسی دل کی طرح اُس کے دارالسلطنت پر آڑیں۔ ان لوگوں کو بلا لینا تو آسان تھا لیکن نکالنا دشوار تھا۔ بہر حال بڑے دن کو گذرے جب دو مہینے سے زیادہ زمانہ ہو گیا تو گھاڑ فرے مارچ ۱۸۹۸ء میں ایشیا کے حدود کے اندر داخل ہوا۔ غنیمت ہوا کہ الکزیوس اور اُن مخدوش دوستوں کے درمیان میں جنھوں نے آتے ہی ابتداء لڑائی کی دھمکی دی تھی اب ایک آبنائے باطل ہو گئی۔

بیک ایک صلیبیوں میں افواہ ڈال گئی کہ الکزیوس نے اُنھیں دلدون میں پھنسا دیا ہوتا کہ اُسی میں پھنسے پھنسے قانون مرجائیں۔ یہ خبر اُڑتے ہی صلیبی مجاہدوں نے اُس کے ملک پر حملہ کر دیا اُس سے الکزیوس دل میں سمجھ گیا کہ اگر یہ افواہ سچ نکل گئی تو کیا نتائج پیدا ہوں گے۔ غالباً اُس نے ان لوگوں کے ہلاک کرنے کا تو ارادہ نہیں کیا تھا مگر اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں کیا تھا کہ اُس کی رعایا صلیبیوں کو کھوٹے روپے دے دے کہ اُن کے کھرے اور بے میل روپے سب اپنے قبضے میں کرے۔ مگر اب یہ رنگ دیکھ کے اُسے مناسب معلوم ہوا کہ یہ فعل بھی ترک کر دے اور اپنے گزشتہ طرز عمل کے خلاف اس سرگرمی سے اُن لوگوں کی مدد کرنے لگا کہ معلوم ہوتا تھا گویا صلیبی بہادر اُس کے نوکر ہیں اور سب کے سب اُسی کے خزانے سے گزارہ پارہے ہیں۔

گھاڑ فرے کے لوگ جیسے ہی پاسفورس کے مشرقی ساحل پر اترے وہ تمام جوازہ اُنھیں لائے تھے مغربی ساحل کو واپس گئے۔ اور ساتھ ہی الکزیوس نے نہایت ہی ہوشیاری و دانائی سے بہت کچھ صرف کر کے اپنے دارالسلطنت کے اطراف و جوانب کو اُن صلیبی گروہوں سے صاف کر لیا جنھوں نے حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ جس عجلت کے ساتھ لائے تھے اُسی عجلت سے پارٹنر دیے گئے۔ اور جب ہتھی کا سٹ کے دن ساحل یورپ

الکزیوس کا برادر
صلیبیوں کا ساتھ

صلیبی مجاہدوں کا
پاسفورس اترتا

ہر کوئی لاطینی زائر نے باقی بابت جاکے شہنشاہ الکزیوس کو پورا اطمینان حاصل ہوا۔

اس تمام زمانے میں لڑائی کا بہت اندیشہ رہا تھا۔ اور یہ اندیشہ محض اس وجہ سے نہ تھا کہ صلیبی لوگ ہتھیار بند تھے اور اُس شہنشاہ کی قلمرو میں سے گزر رہے تھے جو اُن کے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کر چکا تھا۔ بلکہ اصلی اندیشہ اُس اختلاف کی وجہ سے تھا جو یونانیوں اور لاطینیوں کے رسم و رواج خیالات و عقائد۔ عادات و اطوار اور طرز معاشرت اور قوانین میں جو۔ یونانیوں میں جاگیر داری اور مینداری ایک بہت قدیم زمانے کی چیز تھیں۔ بلکہ ایسی پرینسپل تھیں کہ وہ جانتے بھی نہ تھے۔ جو حالت مغربی یورپ میں ان دنوں تھی وہ یونانیوں میں تقریباً بیس صدی پیشتر تھی جبکہ سولون۔ تھسلی۔ تھیدیس کے اُن رئیسوں کا زمانہ تھا جو زکسنیز (کیمبرو) کے بہت موثر دوست اور اُس کے اعراض کے شریک تھے صلیبی فوجوں بلکہ اُن کے سرداروں کی نظر میں کوئی چیز اس قدر قابل نفرت نہ تھی جس قدر کہ ایک ہی سردار کا حق اور فرمان بردار ہونا جو سب کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔ مقامی ظلم۔ اور خانہ جنگی کے حق جن میں کسی شخص اور کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے اُن کی نظر میں ہر چیز سے زیادہ عزیز تھے۔ مشرقی یورپ کے باشندوں کے واسطے جان و مال کی حفاظت بہت بڑی چیز تھی جس کے حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے فرمان رواؤں کا ظلم اور اُن کی بدسلوکیاں بھی برداشت کر لیتے تھے۔ اگرچہ اب ہروڈ و ٹوس کی زمانے کی سکی حالت تو نہ تھی مگر پھر بھی اس وقت تک وہ لوگ قانون کو اپنا بادشاہ سمجھتے تھے۔ بخلاف ان کے لاطینی لوگ قانون سے دانش بھی نہ تھے۔ اس کے ساتھ ہمیں اُس فرق کو بھی نہ بھولنا چاہیے جو مشرقی اور مغربی مقتداؤں اور پادریوں کے درمیان میں تھا۔ مغرب کے پادری تہذیب کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے جس بات کو بطرس ڈمیانی اور ہلڈمی برنیک کے ایسے مقتدا یا ان عظم نے فرض قرار دے دیا تھا۔ اس رسم کی وجہ سے مغربی پادری بالکل بستی میں گرتے جاتے تھے۔ بخلاف اُن کے مشرقی پادریوں میں شادی کرنا جائز سمجھا جاتا تھا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پادری بننے سے پیشتر نکاح عیسائیوں میں یہ تھوہا اس تقریب میں مانا جاتا ہے کہ اس دن روح القدس کا حضرت مسیح کی شاگردوں پر نازل ہوا تھا۔ اس مذہبی تقریب کو ہوٹ سنڈے بھی کہتے ہیں۔

یونانیوں اور
صلیبیوں کی
سخت باہمی
عداوت

یونانی اور لاطینی
مسیحیت کا اختلاف

کر چکے ہوں۔ اس اختلاف کے نتیجے میں لاطینی پادریوں کا ایک گروہ اور فرقہ قائم ہو گیا تھا۔ جو لوگ کہ روم کے پوپ کو اپنا سرگروہ مانتے تھے اور اُس کے سوا کسی دنیاوی بادشاہ کی فرمان برداری کے خیال کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس طرح سلطنت کے اندر ایک اور سلطنت یا ہر فرمان روا کی قلمرو کے اندر پوپ کی بادشاہت کا قائم ہو جانا ایک ایسا خیال تھا جو یونانیوں اور مشرقی یورپ کے بین ابھی تک نہیں پیدا ہوا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ مغربی یورپ کے پادری اپنے مشرقی کے دینی بھائیوں کو ان کی اس کمزوری دہزدلی کی وجہ سے حقیر جانتے اور کہتے تھے کہ وہ سب ایک دنیاوی حکمران کے فرمان بردار ہیں اس کے مقابل میں مشرقی یورپ کے پادری مغربی سقفون۔ پادریوں اور رابہوں کو گھوڑوں پر سوار خون آلود تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے میدان جنگ میں پھرتے دیکھ کے متحیر ہو جاتے تھے۔ اور انھیں عبرت و وحشت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لہذا ایسی دو قوموں اور فرقوں کے درمیان اتفاق پیدا ہوا ایسا غیر ممکن تھا جیسا کہ تیل اور پانی کا مل جانا غیر ممکن ہوتا ہے۔ ان اختلافات اور خیالات کے نتیجے میں دونوں میں سے ہر فرقہ دوسرے کو اپنے دلی شکوک کی بدولت شک جسد اور نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر مکار۔ جھوٹا اور ظالم سمجھتا تھا۔

اس طرح پریسپانٹ اور باسفورس کے مشرقی ساحلوں پر ایسے دشمن جمع ہو گئے تھے جن کی تعداد اُس فوج سے بھی بدرجہا زیادہ تھی جسے ساتھ لے کر کینٹھوٹے نے یورپ پر حملہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے مقابلے میں اُس فوج کی بھی کوئی وقعت نہ تھی جسے اسکندر رومی اپنے ہمراہ لے کے ایشیا پر فتیاب ہوا تھا۔ جب کوئی قوم یا مختلف فرقے اپنے کل افراد مرد عورتیں اور بچے تک کسی کام کے لیے بھیج دیں تو اُن کی تعداد کی کوئی حد نہیں ہو سکتی اور عہد یونانی مورخین کا بیان ہو کہ کینٹھوٹے تقریباً پچاس لاکھ فوج سے یورپ کے ملک یونان پر حملہ کیا تھا۔ جس میں شہر اسپارٹا کے چند بہادر پھر اپولی کی گھاٹی میں بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے مارے گئے تھے۔ اس لڑائی کو یونانی اپنا فخر خیال کر کے زور دے دے کے بیان کرتے ہیں۔ اور آج بھی سارایورپ فخر یہ بیان کر رہا ہے۔ مگر یونانیوں کی روایات میں کہیں اس کا پتہ نہیں۔ لہذا یقیناً اس میں زیادہ حصہ مغالہ اور فضول بادہ گوئی کا ہے۔ قیاس میں نہیں آ سکتا کہ اُس زمانے میں کوئی بادشاہ پچاس لاکھ فوج سے اتنی دور کوچ کر سکا ہو۔ اور پھر جا کے اُس نے فاش شکست کھائی ہو۔

صلیبی
سپاہیوں کی
تعداد

اگر ہم کو نٹ بالڈون کے ہاؤس کے اہل بیان کو کہ کل صلیبی سپاہیوں کی تعداد چھ لاکھ سے کم نہ تھی مبالغہ سمجھیں تو بھی یہ امر خلاف قیاس نہیں ہو سکتا کہ پہلی صلیبی لڑائی کے موقع پر ایک لاکھ مسیحی سوار ملکی زرہیں پہنے ہوئے ارض روم کے میدانوں میں جمع ہو گئے تھے۔

اب غرقیب ان کی قوت و جرأت کا امتحان ہونے والا تھا۔ اور اب ان کا اور اٹھین ترکوں کا مقابلہ تھا جن کی بزدلی پر ابن دوم نے کلرمانٹ کی کونسل میں اس قدر زور دیا تھا۔ سلطان داؤد یا قلیچ ارسلان نے یہ کارروائی کی کہ اہل و عیال اور خزانے کو نواسے دار السلطنت نیقہ (نیکہ) میں چھوڑا اور خود پچاس ہزار سوار لے کے گرد کے پہاڑوں میں چلا گیا۔ جان سے وقتاً فوقتاً نکل کے مسیحیوں کے مورچوں پر حملہ کرتا۔ اور جب موقع پاتا اٹھین نیست و نابود کر دیتا۔ صلیبیوں کے مورچے شہر کو چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور محاصرہ کرنے والوں کے پڑنے رومی آلات جنگ کا بھڑکنا ہفتوں تک شہر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور محصورین کا یہ عالم تھا کہ اس پہاڑی پر جو جان بطرس راہب کے جنوں پر دونوں کے ڈیوین کے انبار لگے تھے باڑھیں مار مار کے سیسوں کو براہر تشر کر دیتے۔ شہر نیقہ کے مغربی پہلو پر سکا نیاں نام ایک جھیل واقع تھی۔ یہ جھیل جس وقت تک ترکوں کے قبضے میں تھی اٹھین محاصرہ کرنے والوں سے کسی بات کا کھٹکا نہ تھا۔ لیکن الگزیوس نے اس جھیل میں ڈالنے کے لیے بہت سی کشتیاں بھیج دیں۔ آخر مجبور ہو کر اور یہ دیکھ کر کہ اب خشکی کی طرف بچے بھی اور پانی کی طرف سے بھی حملہ ہو رہا ہو محصورین نے نہایت ہی عقل مندی سے شہنشاہ الگزیوس کی فرمان برداری تسلیم کر لی۔ شہنشاہ مذکور یہ نہیں چاہتا تھا کہ صلیبی لوگ اس سرزمین کے مالک ہو جائیں۔ خلاصہ یہ کہ صلیبی سپاہی آخری حملے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں شہر کی دیواروں پر شہنشاہی جھنڈا اٹھ رہا ہو۔ ان بدعاشوں یا بے دنیوں کو کہیو کہ صلیبی لوگ محصورین کو ایسی خطاب سے یاد کرتے تھے، لڑائی کے تمام خراب نتائج سے محفوظ و مامون رہتے دیکھ کے صلیبی مجاہدوں کو بہت غصہ آیا۔ لیکن الگزیوس نے بہت کچھ دے دلا کے اور خوشامد درآمد کر کے ان پر یہ ظاہر کیا کہ میری صرف یہ خواہش ہو کہ آپ لوگ جس طرح بنے خیریت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ یہاں گے روانہ ہو کے صلیبی سپاہی چند ہی مہینوں میں طے کرنے پائے تھے کہ پھر دشمنوں (ترکوں) کا سامنا ہوا۔ یہ لڑائی دوسری لائیوں کے قریب

ماہ جون ۱۰۹۷ء
(نیقہ) کلدیہ
اور اس کی نیاں

ہوئی جو قدیم صوبہ فریجیا کے علاقے میں ہو۔ ابتداً تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں صلیبیوں
 کی شکست فاش ہوئی کئی مرتبہ یہ حالت ہوئی کہ شکست ہو تو ہو کر رہ گئی اور لوگ بھاگنے کو تھے
 کہ نارسن میں بوٹ ٹینکر ڈاؤر ہو گیا مٹنے صرف اپنے ذاتی ہمدردی سے شکست کو فوج کی صورت
 میں نہایا کر دیا۔ اور جب ان لوگوں کا بھی قدم انکھرنے لگا تو عین وقت پر گاڈ فرسے
 ورمینڈوا کا میویغ۔ پوپ کی کالیشپ۔ ایڈھیما ریا در طولوس کا نائٹ ریمینڈ
 ان کی مدد پر جا پہنچے۔ لیکن اب بھی ترکوں کے قدم کو نغزش نہ ہوئی اور معلوم ہوتا تھا
 کہ وہ ابھی بہت دیر تک اپنی جگہ پر جمے رہیں گے ناگمان ریمینڈ کے فوج کے آخری دستے
 کے آپڑنے سے ان کے دل میں یہ دہشت سما گئی کہ صلیبیوں کی اور ملک آگئی
 آخر صلیبیوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ فریق مخالف کے تین سو مارے گئے۔
 اور قلیج ارسلان فرار و انہ ہو گیا کہ اپنی قوم سے اور مدد لے۔ اس اثنا میں رومی
 مجاہدوں کے گردہ کو گئی (قدیم شہر اقونیوم) ہر قلعہ اور علاقہ پسیدہ ایک کے انطاکیہ
 میں سے گذرتے ہوئے برے جو کشش و خرو و کشش اور زور و شور سے آگے
 بڑھے۔ ان کے لیے بڑے بڑے خطرے بھی تھے۔ اور ان کی مصیبتیں بھی نہایت سخت تھیں
 قلیج ارسلان کا بیٹا دس ہزار سواروں کے ساتھ ان کے آگے گیا تھا اور ہر شہر
 کے پچھاٹک پر کھٹا گیا تھا کہ ہم بھاگ کے نہیں بلکہ دشمنوں پر فتح حاصل کر کے آئے ہیں۔
 راہ میں وہ جان چان سے گذرا جو کچھ ملاوٹ لیا۔ شہروں کے گڑبے برابر کر دیے۔ مثلاً
 دیران کر ڈالے۔ اور کھلیان خالی کر دیے۔ صلیبی سپاہی ان کے پیچھے جس جگہ پہنچے اُسے
 لٹا ہوا پایا اور دھوپ سے بھی سخت تکلیف اٹھائی۔ سیکڑون آدمی گرمی کی شدت سے
 ہلاک ہو گئے۔ اور گھوڑے اس قدر مرے کہ آخر بار بار برہا رہی کا کام کٹن اور کبر یوں سے
 لینا پڑا۔ ٹینکر ڈاؤر اپنی فوج کے ساتھ مصیبتیں جھیلنا ہوا شہر طرسوس کے سامنے پہنچا جو
 مسیح کے اُس شاگرد کا وطن ہے جس کی تعلیم ان صلیبی عیسائیوں کے اعتقاد کے بالکل خلاف
 تھی۔ بالڈون جی ٹینکر ڈاؤر کے پہنچنے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد یہاں پہنچا تھا
 عہدہ اسارہ پولوس کی طرف سے جو باوجودیکہ حضرت مسیح کی زندگی میں انہیں لایا تھا حواریں اور
 شاگردان مسیح میں شمار کیا گیا ہے۔ براڈسٹ لوگ اُسے بہت زیادہ مٹنے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ کیشو لوگ
 لوگ یعنی کلیسیا سے روم دلوں اُس کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

۱۸ جولائی شہر
 ڈوری لاسٹون
 لی ٹولانی۔

شہر کے گڑبے
 اور پسیدہ ایک کے
 انطاکیہ کی طرف
 کوچ کرنا۔

طرطوس کے میناروں پر ایٹالیہ کے سردار کا جھنڈا اڑتے دیکھ کر بہم ہوا اور اسرار کر کے لگا لگا کر اس جھنڈے کے بدلے خود اس کا جھنڈا نصیب کیا جاے۔ ٹینکروٹ نے اس شہر کے عذرات پیش کر کے کہ لوگوں کی بہم رضی تھی اور خود بھی اُن کی حمایت و پھردی کا وعدہ کیا۔ لیکن جب اُس نے نہ مانا اور شہر والوں نے ٹینکروٹ کو شہر میں گھسنے دینے سے انکار کیا تو غصہ آگیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ٹینکروٹ اور بالڈون کے درمیان ایک لڑائی ہوئی جس میں ٹینکروٹ نے شکست کھائی۔ صلیب کے باک بہادریوں میں نا اتفاقی سی جگہ سے شروع ہوئی۔ اب یہاں ٹھہرنا خود اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں برباد کرنا تھا لہذا یہ صلیبی فوج بھر اپنے پرخطر اور سر پر مصیبت سفر پر روانہ ہوئی۔

طرطوس میں بالڈون اور ٹینکروٹ کے فیما بین جھگڑا

یہ فوج جس وقت کہ طوروس کے پہلوؤں پر چڑھ رہی تھی اُس وقت بہت سی تھوڑی فوج اُس کے برباد کر دینے کے واسطے کافی ہوئی۔ اور ایسے وقت پر نہ تو رہمیت اُس کی مدد کر سکتا جسے ابھی ابھی اپنی سخت بیماری سے صحت حاصل ہوئی تھی۔ نہ گاؤں کے جسے ایک ریچھ نے زخمی کر دیا تھا۔ مگر یہ تھی کہ اس زلنے میں ناکامی کی وجہ سے دشمنوں کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ گاؤں فرے کا بھائی بالڈون بجلت تمام ایڈمساکے ظالم فرمان روا کی مدد کو روانہ ہوا جو یونانی یا ارمنی تھا جو کارروائی شہنشاہ الکزیوس نے اُس کے بھائی ٹینکروٹ کے ساتھ کی تھی وہی کارروائی یہاں اس امر میں سرانے بالڈون کے ساتھ کی۔ یعنی اس کا خیر مقدم ادا کیا اور اُسے اپنا متبنی بنا لیا۔ لیکن جب بالڈون اُس شہر میں داخل ہو گیا تو پھر اُس نے اُن حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جن کی بدولت اُسے یہاں آنا نصیب ہوا تھا۔ اس سلطنت پر قابض ہو گیا اور اپنے اس مٹھ بولے باپ کے مرتے ہی ایڈمساکے میں ایک لاطینی سلطنت قائم کر لی جو چوتھ سال یا حسیا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے سینتالیس برس تک قائم رہی۔ بالڈون کو امید تھی کہ سموسٹر بلا شرط قبضے میں آجائے گا لیکن ایڈمساکے بعض لوگوں پر ترکی گورنر کا اثر تھا۔ اُس نے جب تک اس ہزار ہر فیان نہ لے لیں شہر پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد یہ ترکی انسر بالڈون کے ہاتھ لگ گیا۔ جسے اُس نے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔

بالڈون کے ہاتھوں ایڈمساکے نسخ

اسی نسلے میں صلیبی فوج شام کو دار السلطنت انطاکیہ کی طرف طبعی چلی جاتی تھی۔ جس قدیم شہر کی شان و شوکت۔ دولت و شکست۔ عمدگی اور ناجائز عیش و عشرت کی مشہرت

صلیبیوں کا
شام کو انطاکیہ
میں پہنچنا

ساری رومی دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس شہر کی بہت بڑی شان و شوکت کا زمانہ گزر چکا تھا۔ شہر نباہ قریب الاہندام تھی۔ بعض عمارتیں گرنے کو تھیں اور بعض گر چکی تھیں۔ لیکن ایسے دشمن کے مقابلے میں جو اس بات کو جانتا بھی نہ تھا کہ شہر دن کا محاصرہ کیونکر کیا جاتا جو یہ شہر اب بھی ایک آہنی قلعہ کی طرح مستحکم اور دشوار گزار تھا۔ صلیبی لوگ اُس وقت تک شہر کا محاصرہ ہی نہ کر سکتے تھے جب تک آہنی بل سے نہ عبور کر لیں۔ اُس بل میں چونکہ لوہے کے پتھر تھے ہوئے تھے لہذا لوہے کا بل کھانا تھا۔ پتھر کی نوھر ابلوں پر قائم تھا۔ اور شہر سے نو میل کے فاصلے پر بنی افرین کو قطع کرنا تھا۔ گاؤں فرسے کی مدد سے رابرٹ آف نارمنڈی نے ایک سخت حملہ کر کے اس بل پر قبضہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی ایک لاکھ نبرد آزما اُس پیش ہا چیز کے لینے کو جواب گویا اُن کے ہاتھ ہی میں چلی تھی اس بل پر سے جلدی جلدی گزرنے لگے۔

اکتوبر ۱۰۹۹ء

محاصرہ انطاکیہ

لیکن یہ شہر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھا جو مدت سے یونانیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو چکے تھے اور لاطینی مسیحیوں کی جرأت و سپہگرمی سے ابھی تک واقف نہ تھے۔ عیسائیوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ سجوی گورنر باغیسیان نے اگر شرارت سے نہیں تو محض بے فائدہ بہت سے عیسائیوں کو جو شہر کے اندر آباد تھے باہر نکال دیا۔ ادھر صلیبی سرداروں نے آپس میں مشورہ کر کے ارادہ کیا کہ یہ مهم آئندہ فصل ہمارے لیے رکھی جائے۔ مگر زمین پر عربی مورخین کا بیان ہے کہ جب مسیحیوں نے انطاکیہ کو گھیر لیا تو باغیسیان نے پہلی ہوشیاری میں شہر کے چاروں طرف خندق کھودنے کے لیے مسلمانوں کو نکالا۔ اور دن بھر کام لے کے اُنھیں پھر شہر کے اندر کر لیا۔ دوسرے دن اسی کام کے لیے اُس نے شہر کے تمام عیسائیوں کو نکالا۔ مگر دن بھر کام کرنے کے بعد جب اُنھوں نے واپس آنا چاہا تو اُس نے پھاٹک بند کر دیا۔ اور کہا اب جب تک عیسائیوں کا مقابلہ ہو رہا جو تم باہر ہی ٹھہرو۔ اُنھوں نے کہا ”اور ہمارے اہل و عیال جو شہر میں ہیں“ باغیسیان نے کہا اُن کی حمایت و حفاظت میرے ذمے ہے۔ الغرض اس طریقے سے شہر کے سب مسیحی باہر ہو گئے۔ اور زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ باغیسیان نے اُن کے جو رو بچوں کی پوری حمایت کی اور اس بارے میں اُس کی ایک شکایت بھی نہیں سنی گئی۔ یہ تہذیب اُن دنوں شاید کسی اور قوم میں نہ ثابت کی جاسکے گی۔

آف طولوس نے اور اور چند سرداروں نے مخالفت کی۔ اور کہا "درطانی کا ملتوی رکھا جانا ہمارے ڈر جانے پر معمول کہ جاؤ گا اور اگر دشمن بے دل ہیں ہمارے بودے بن کا ذرا بھی خیال پیدا ہو گیا تو ہماری کامیابی میں خلل پڑ جائے گا۔" الغرض جہاں تک بنا اور جس قدر اس صلیبی فوج سے ہو سکتا تھا فوراً شہر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس طریقے سے ایک ایسا محاصرہ شروع ہوا جس کی کسی فوجی موضع کی نظرمیں کوئی وقعت نہیں ہو سکتی اور جس میں اگر کامیابی ہوئی بھی تو صرف ایک فریق کے جو شش اور دوسرے فریق کی طرف کسی عمدہ سردار کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی نہ اس سبب سے کہ محصور لوگ بزدل تھے۔ مشرقی اور شمالی دیواریں خوب گھیر لی گئیں۔ مگر مغربی دیوار پوری طرح نہیں گھیری گئی۔ اس لیے کہ ادھر کے بلچ بھاکون میں سے صرف دو بند کیے گئے۔ اور ترکون کو اس طرف سے آمد و رفت کرنے کا پورا موقع حاصل تھا۔

لیکن محاصرہ کرنے والوں کو قتل و خونریزی کا کام شروع کرنے کی جلد ہی تھقی غلہ اور انگور جو افراط کے ساتھ ان کے سامنے موجود تھے انہیں زندگی کا لالچ دلاتے تھے اور سبزہ زاروں میں جو مولیشی چر رہے تھے وہ مدت تک کی دعوتوں کے لیے کافی ہو سکتے تھے مولیشی غلہ اور شراب انگور سی بے غل و خش صرف ہونے لگے اور صلیبیوں کے لشکر میں جو کچھ ہوتا اس کی اطلاع ایک یونانی یا ارمنی عیسائی کے ذریعے سے فوراً ترکون کو پہنچ جاتی جسے ہاروک ٹوک باہر آنے جانے کی اجازت تھی۔ اس واقفیت سے انھوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ جو دروازے بنائے جن میں نکل نکل کے تاخت کرتے۔ اور محاصرہ کرنے والوں کو بہت دق کرتے۔ صلیبیوں کے بھٹکے متحین سولے تفسیع اوقات کے کسی مرض کی دوا نہ تھے اور شاید اپنے خیال میں انھوں نے یہی بہت بڑی بات کی کہ گرد و نواح کے کوہستان سے بہتر لالاکے وہ بھانگ جن دیا جو بل کے محاذی واقع تھا۔

تین مہینے گزر گئے۔ اور اب صلیبیوں نے بعض فتح کی آسائشیں اٹھانے کے لیے اپنے آپ کو قحط کی بلا میں مبتلا پایا۔ موسم سرما کے مینہ نے ان کے لشکر گاہ کو گرد و کدل کر دی اور غذا کی کمی کی بدولت اور ان وبائی مرضوں کی وجہ سے جو وزیر دزن کی تعداد گھٹاتے جاتے تھے وہ نہایت ہی حیران و پریشان تھے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان کے استقلال میں فرق آیا جاتا تھا۔ سدا لانے کے لیے بوہیا نڈ اور ٹینگر ڈٹنے ایک سفر

سبب لشکر گاہ میں قحط۔

کہا اور بڑی وقت سے غلہ جمع کر کے لائے لیکن وہ بھی پھر اسی طرح بے غل و غش صرف کھو جاتی تھی وجہ بہت جلد تمام ہو گیا۔ اس دوسرے قحط نے یہاں تک چھپکے چھڑا دیے کہ شہنشاہ یونان الکزنڈریس نے لکسنٹنٹ طاہطیکوڑ بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن صلیبی سرداروں کو اس کے بھاگنے سے زیادہ صدمہ ولیم آف میبلون کے ساتھ چھوڑ دینے سے ہوا جو بڑا نامی گرامی سردار تھا۔ اور بوجہ اس کے کہ میدان جنگ میں گڑز کے بدلے ایک ہتھوڑے سے حربہ کیا کرتا بڑھئی کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔ بھوک نے بطرس راہب تک کا جی چھڑا دیا جو ولیم آف میبلون کے ساتھ چھپ کے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ لیکن گڑز نے اُسے مع اُس کے رفیق کے راستے میں روکا اور بوہیانڈ کے خیمے میں لے آیا۔

اتفاقاً فاطمی خلیفہ مصر کے المچون کے آجانے کے باعث ایک تھوڑے زمانے کے لیے کوئی قدر حال نہ تھی۔ ابھی مصر کے فاطمی خلیفہ کو ان صلیبیوں کے بڑھنے سے کچھ زیادہ بے اطمینانی نہ تھی لاطینی فوجوں کی فتوحات کا سیلاب اگر ایک حد تک پہنچ کے رُک جاتا تو خلیفہ مصر کو سبقتی ترکوں کی شکست سے فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔ اُس کے سپہ سالار بن نے بیت المقدس اور شہر طر (سور) کا محاصرہ کیا تھا اور جب ارض فلسطین پر وہ قابض ہو گیا تو اُس کے المچی صلیبیوں کے پاس یہ پیغام لے کے آئے کہ ارض مقدس اب ظالموں کے ہاتھ سے آزاد ہو گئی۔ نہتے اور صلح مجوزا اردن کو اب ایک مہینے کے لیے اجازت ہو کہ بیت المقدس میں آئیں۔ اس کے ساتھ خلیفہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ سفر میں ان کو ہر طرح کی مدد دی جائے گی بشرطیکہ وہ جس وقت تک ارض شام میں رہیں اُسے اپنا خزانہ تسلیم کر لیں۔

نیز خلیفہ کی۔ ان دلیلوں کا لحاظ کیا گیا اور نہ اُس کی دھمکیوں کا کوئی اثر ہوا۔ دو مقابل و مستند خلفا فتون اور سلما تون کے حریف فرقوں کے باہمی جھگڑوں سے جو فائدہ مزید زمانہ ہجرت کے حساب سے لگ بھگ کا ہو۔ جب کہ خلافت اسلامیہ کمزور ہو گئی تھی۔ مد و ہند سے لے کے عراق عرب تک خلفائے بغداد کا دور دورہ تھا۔ جو مذہب و سنت و جماعت کے حامی تھے ان کے مقابلے میں افریقہ میں ایک فاطمی خلافت قائم تھی۔ جن خلیفوں کو خلافت بنی عباس کے طرف دار سید میں مانتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ غلاموں کی نسل سے ہیں۔ یہ دوسری فاطمی خلافت عباسیہ علیہ کی حامی تھی۔ عباسی خلافت کے تخت پر ان دونوں پہلی بائیس جلوہ افروز تھے جس کی عرب

فاطمی خلیفہ مصر
کی صفات

فاطمی خلیفہ مصر
شرائط منظور

اٹھائے جاسکتے تھے اُن سے لاطینی سرور دن نے بے پروائی کی۔ اور جواب دیا کہ خدایہی نے فیصلہ کر دیا ہو کہ ارض مقدس مسیحیوں کے لیے ہو۔ اور اگر عیسائیوں کے سوا کسی دوزدہب کے لوگ اُس سرزمین پر قبضہ کر لیں تو وہ غاصب سمجھے جائیں گے جن کی سزا یہ ہو کہ یا تو وہاں سے نکال دیے جائیں یا قتل ہوں۔ ابھی اس جواب سے مایوس ہو کر واپس ہوئے اور زیادہ گھبرا گئے جب دیکھا کہ صلیبیوں کے لشکر میں رسد بھی کافی موجود ہو اور عجب شان و شوکت نمایاں ہو۔ جان اُن کے خیال میں ہر قسم کی بے تربیتی بے ضابطگی اور مصیبتوں کے موجود ہونے کی امید تھی۔

معاصرین کے ہسپتال اور نارت قدی نے باغیسیان کو یقین دلا دیا کہ اب بغیر کسی جدید ملک کے وہ مسیحیوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ ملک قیسیا ریم حلب ہے۔ در دیگر مقامات سے اس کی حمایت کو آ رہی تھی کہ رمنینڈ اور پو مہما نے اُسے ۲۲ یا ۲۴ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اُس کے مقابل بغداد کی عباسی خلافت کے تحت پرا بو العباس احمد مستخر باللہ رونق افروز تھا جو اپنے حریف فاطمی خلیفہ سے بھی کم عمر تھا۔ اس لیے کہ اُس کی عمر ۱۹ ہی کی برس کی تھی۔ مصر بنی فاطمہ کا مرکز خلافت تھا۔ اور شہر قاہرہ اُن کی خلافت کا گاہ بنا ہوا تھا۔ قدیم الایام میں جس طرح فراعنہ مصر اور ہیرا و بابل والوں میں ارض مقدس کے لیے جھگڑا تھا۔ اسی طرح ان دنوں بنی فاطمہ مصر اور بنی عباس بنڈا وہیں پاک سرزمین کے لیے لڑ رہے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ شام کے شہروں میں کبھی خلفائے مصر کا خطبہ پڑھا جاتا اور کبھی خلفائے بغداد کا۔ خلافت بغداد کی بنیاد میں زیادہ گھٹن لگ گیا تھا۔ اس لیے کہ اُن میں صرف پیرزادگی کی شان باقی رہ گئی تھی۔ سارا زور و شور سلاطین سلجوقیہ کا تھا۔ مگر غنیمت یہ تھا کہ سلجوقی خلافت بغداد کے حامی تھے جس ملک پر قبضہ کرتے اُس میں عباسیہ کا خطبہ پڑھتے۔ اور خلیفہ بغداد کے گھر سے دوست تھے۔

صلیبیوں کے آنے سے ایک ہی سال پیشتر رضوان نام حاکم حلب نے جو بنی فاطمہ کا ہم نبیب تھا بلا و شام میں مصر والوں کا خطبہ پڑھوایا تھا اُس کے بعد انطاکیہ کے حاکم باغیسیان اور چند اور حاکموں نے پھر بغداد کے خلیفہ مستنصر باللہ کا خطبہ پڑھوایا۔ وہاں سے پٹ کے واپس آیا تھا کہ باجوین دن صلیبیوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔

عہ ابن اثیر اور دیگر عرب مؤرخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انطاکیہ کی مدد کے لیے حلب وغیرہ سے کوئی ملک نہیں آئی اُن کو صلیبی لشکر کے تباہ کرتے۔ اور اس مدد نہ آنے کا سبب یہ ہوا کہ صلیبی فوج کے

عیسائیوں
اور ترکوں
میں سخت
لڑائی۔

راستے ہی میں روک کے برابر دو یا مسلمانوں کے بہت سے سرفاطی خلیفہ کے المیچوں کے پاس بھیجا اور کئی سو گولے شرافتاً کہیے میں اُٹار دینے اس کا بدلہ لینے کا موقع اس وقت ترکوں کو بھی مل گیا جب پانی سا اور جنوا کے چند جازون نے دریائے اور فٹش کے دامن پر محاصرہ کرنے والی فوج کے زیادہ حصے کو بھگا دیا۔ صلیبیوں اور سامان جنگ لیے ہوئے واپس آ رہے تھے کہ ناگمان ترکوں نے کمینگاہ سے نکل کر اُن پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ ریمینڈ ٹوئسٹ ہو گئی۔ جس سے صلیبیوں کے کلیئہ تباہ ہو جانے کا خوف تھا مگر گاڈ فرے اور نارمن رابرٹ کو آجاز سے ٹسکست فوج سے بدل گئی۔ اور ان دونوں آخر الذکر سرداروں کے کارہائے نمایاں اگر اُس حکایت کا اعتبار کیا جائے جو اُن کی بابت مشہور ہو تو آتشِ لاٹسلائٹ یا ٹرسٹریچ کے کارناموں کے برابر ہو گئے بلکہ اُن سے بھی بڑھ گئے۔ سزارون نہیں تو سیکڑوں ترکاں تو ضرور مارے گئے۔ جن کے ساتھیوں نے اُن کی لاشیں شہر کے باہر والے قبرستان میں دفن کیں۔ مگر عیسائیوں نے قبریں کھود کھود کر وہ لاشیں نکال لیں۔ اُن کے دھڑوں سے سر کاٹ کے نیزوں پر بلند کیے اور اُن کی تشہیر کی۔ اور اُن میں سے بہت سے سر مصر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیے تاکہ دیکھیں کہ اُس کو دوست یا دشمن سلجوقیوں کا لڑائی میں کیا انجام ہوا۔ بے شک۔ یہ واقعہ قابلِ نفرت ہو لیکن ان کمرہ واقعات سے اگر ہم چشم پوشی کریں تو تاریخ کی سچائی میں فرق آجائے گا۔ ہم حنفی قوموں کی لڑائیاں لکھ رہے ہیں لہذا ضرورت ہو کہ ہمیں ایسی باتوں سے بخوبی آگاہی حاصل ہو۔

دوسرا سین (منظر) اُس جھگڑے سے متعلق ہو جو گاڈ فرے اور بومہانڈ بین اُس خیمہ کی بابت ہوا جو گاڈ فرے کو تذر دیے جانے کے واسطے رکھا گیا تھا۔ مگر کسی ارمنی سردار نے اُسے چھین کر بومہانڈ کو بھیج دیا۔ لیکن اب ایک اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ درپیش تھا۔ خبر اُڑی کہ ایک فارسی (ایرانی) فوج ترکوں کی مدد کو آئی ہے۔ سرداروں نے قریب کی راہ سے شام کے تمام سرداروں اور قلعہ داروں کو اطلاع کر دی تھی کہ ہم ضرب اُن شہروں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جن پر دولتِ یونان کو دعویٰ ہو۔ لہذا سوائفا کہیے کہ اور کسی شہر پر حملہ نہ کریں گے۔ یہ ایسی خبر تھی کہ سب شہروں کے اعلیٰ مصلحتی ہو گئے۔ اور باغیسیانِ سیاح کی کسی نے مدد نہ کی۔

اور مصورین نے مصالحت کے شرائط طر کر ڈیو کہ ہمارے سے کچھ دنوں کی مہلت حاصل کر لی
تھی جس میں اُن کی اصلی غرض صرف یہ تھی کہ کچھ اور دن گزر جائیں۔ دن گزرتے گئے
اور ترکون کی طرف سے صلح کی کوئی تحریک نہ ہوئی۔ بخلاف اس کے انہوں نے یہ حرکت
کی کہ شہر کے قریب کے باغوں میں ایک صلیبی ٹائٹ (بانکے) کو پکڑ کے ماڑ ڈالا اور
اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جس پر برہم ہو کے لاطینیوں نے بقا بلز سابق اب چونید
غیظ و غضب کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مصورین اگرچہ ضعیف تھے مگر قلعے کی حفاظت
کرتے رہے اور بوہمیائے مذک کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جو کام قوت سے نہ بھلا
شاید کرتے نکل جائے۔ بلکہ اُس نے دل میں کہا کہ کرو فریب کے ذریعے سے صلیبیوں
کو سلاستی و امن ہی نہیں بلکہ شاید دولت و عظمت بھی حاصل ہو جائے یہ کارروائی
اُس نے ایک جلاوطن عیسائی کو ذریعہ سے کی جس کا نام فیروز تھا۔ یہ شخص والی شہر
باغیان کا بہت مخفی چڑھا تھا اور بوہمیائے مذ سے اُس سے زیادہ مہلت میں یا کسی اور موقع
پر ملاقات ہو گئی تھی۔ الغرض اُس نے بہت کچھ سبب و کھاکے فیروز کو ملایا۔ اور
جب اُدھر سے اطمینان ہو گیا تو صلیبی سردار دن سے آکے بیان کیا کہ میں جب کئی شہر
پر قبضہ کر اُسے سکنا ہوں بشرطیکہ آپ لوگ اس بات کو منظور کریں کہ میں انطاکیہ میں
سہی طرح حکمرانی کروں جس طرح بالڈون۔ اڈوسہ میں حکمرانی کر رہا ہو۔ رہینڈ نے اس
امر سے نہایت برہمی کے ساتھ اختلاف کیا لیکن اُس کی مخالفت نہ ہئی گئی۔ اور یہ امر طے
ہو گیا کہ بوہمیائے مذ فوراً اپنی کارروائی شروع کرے۔

انطاکیہ پر قبضہ
کرنے کے لیے
بوہمیائے مذ کی
سازش

اس تدبیر پر عمل کرنے کی ضرورت بھی تھی۔ یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ شہر والوں میں
سے کوئی شخص محاصرین سے مل گیا ہو اور لوگ اشارۃً و کنیۃً یا صاف صاف فیروز ہی
کو وہ ناک حرام بتاتے تھے۔ جیسا کہ اور تک حرام دعا باز دن کا معمول ہو فیروز نے اس
الزام سے بچنے اور دراصل اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے یہ پیش بندی کی کہ زور دے
کے کہا کہ اہل ہی سے قلعے کے برجوں کے محافظ بدل دیے جائیں۔ اُس کی یہ تحریک بظاہر
اُس کی بے گناہی اور وفاداری کا ثبوت سمجھی گئی۔ لیکن اہل میں اُس نے اس امر کا
مضمحل ارادہ کر لیا تھا کہ اسی رات کو انطاکیہ پر دشمن کا قبضہ ہو جائے۔ الغرض اُسی
رات کو ایک رستی کی سیڑھی کے ذریعے سے بوہمیائے مذ مع سِلنے ساٹھ ہمراہیوں کے پورے

جوں انطاکیہ
پر بوہمیائے مذ کا
قبضہ

جو شش و خروشن اور اطمینان کے ساتھ قلعے کی تفصیل پر چڑھ آیا کیونکہ اتنے ہی لوگ چڑھنے پائے تھے کہ وہ دوسری کی سیڑھی ٹوٹ گئی۔ دس برجون پر قبضہ کرنے کے بعد جن کے تمام محافظ قتل کر ڈالے گئے تھے۔ ان لوگوں نے ایک بھاٹک کھول دیا اور سارا مسیحی لشکر اندر گھس پڑا۔ اُن برجون میں سے ایک بُج پر بوسہ پانڈ کا جھنڈا لگا دیا گیا۔ دوا دے کا قرنا پھنگا اور خونریزی کا بازار گرم ہو گیا جس میں حملہ آوروں نے ہتداز عیسائیوں اور ترکوں دونوں کو ہلا ا قیاز قتل کرنا شروع کیا۔ اس سخت گھبراہٹ کی گھی میں بعض مصورین شہر کے اندرونی قلعے میں گھس گئے۔ اور بھاٹک بند کر کے مستعد ہوئے۔ جس وقت تک دم میں دم رہے اُس پر دشمنوں کا قبضہ نہ ہونے دین۔ باقی ماندہ لوگوں میں سے بعض بھاگ کے نکل گئے۔ اور مشہور ہو کہ دس ہزار آدمی قتل کر ڈالے گئے۔ غیسان اپنے چند رفیقوں کے ساتھ دشمنوں کے لشکر میں ہو کے لڑتا ہوا نکل گیا۔ لیکن زیادہ خون نکل جانے کے باعث غش کھا کے گھوڑے سے گرا اور اُس کے سانپھی اُسے یہی حال میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ اتفاقاً کوئی سنامی عیسائی اُدھر سے گزرا جس نے اُس کو گھرو کی آواز سن کے بچپانا اور اُس کا سر کاٹ کے فاقون کے پاس لے آیا۔ فیروز زندہ رہا۔ مگر ہر طرح کے بیان سے نکال دیا گیا اور آخر کار چور کے بیٹے میں زندگی بسر کرتا ہوا مرا۔

اس دن دس گواہن شیر جزیری نے یون بیان کیا جو کہ فیروز کو بہت کچھ مال و املاک اور عطا قد دی کہ دودھ کب کے عیسائیوں نے ملا یا۔ وہ دریا کی طرف والے برجون کا محافظ تھا۔ چنانچہ اُس طرف کے جھنجھری دار دروازوں سے نکل کے عیسائی شہر میں گھسے۔ اور بہت سی گندین لگا کے اوپر چڑھے صبح تک جب پانچ سو آدمی داخل ہوئے تو نگاہان قرنا پھنگا اور دھا و کر دیا۔ غیسان نے جاکتے ہی قرنا کی آواز سنی سمجھا کہ اندرونی قلعے پر عیسائی قبض ہو گئے۔ لہذا میں غلاموں کے ساتھ دوسری طرف سے نکل بھاگا۔ اور اس برجو ہی کے ساتھ کہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کہاں جاتا ہوں اور کیا کر رہا ہوں دور پہنچ کے ہوں آیا تو ہرا ہوں سے پوچھا میں کہاں ہوں۔ اُنھوں نے کہا اُنھا کیے چار فرخ باہر یہ یمن کے لیے بیج جانے پر اُسے حیرت ہوئی۔ پھر بے لڑے بیٹھے ہتھوں کو چھوڑ کے چلے آئے پراس درج نام ہو کہ ساعت بہ ساعت دل خفیف ہوا گیا اور آخر غش کھا کے گھوڑے سے گر پڑا۔ غلاموں نے اُنھانا جالہ تو اُس میں گھوڑی پر بیٹھنے کی قوت نہ تھی مجبوراً ہی جگہ چھوڑ کے چلے گئے۔ اتفاقاً کوئی سنامی اُس کا سر کاٹ کے عیسائیوں کے پاس لے گیا۔

اس فتح سے عیسائیوں کی حالت میں ایسا تغیر ہوا کہ یا تو قحط کی مصیبت میں مبتلا تھے یا اب ہر چیز کی کثرت سے عید منائی جانے لگی۔ باہم دعوتیں ہونے لگیں اور مشہور ہو کہ سب کے سب ادب باشی اور حرام کاری پر اُتار دھو گئے۔ لیکن دولت کو اس طرح بے غل و غش اُتارنا اگر اُن کے واسطے قابل غفورگناہ تھا تو بھی یہ ایک سخت اور ناش غلطی ضرور تھی۔ فارس کی فوج کے آنے کی جو خبر اُڑی تھی اب ثابت ہوا کہ غلط نہ تھی۔ اُن ترکوں کو جو گرگھی کا پھانک بند کر کے بیٹھ رہے تھے بیک ایک معلوم ہوا کہ بجائے محصور ہونے کے وہ خود محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ کربغا حاکم موصل کے سپاہی اور قلیج ارسلان کے بہادر چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ اب ایک بیک پھر صلیبیوں پر قحط کی بلانا زل ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ شدت اور سختی کے ساتھ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اب لاطینیوں کو سوامر جانے کے کوئی چارہ کار نہیں ہو۔

چار ٹرس کے نواب سٹیفن نے شہر برقعہ بننے کے پیشتر ہی صلیبیوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اب اور لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا اور اُس کے ہمراہ یورپ کو واپس روانہ ہوئے۔ فرحبائیک پہنچے تھے کہ سٹیفن سے شہنشاہ الکزیوس سے ملاقات ہوئی جو صلیبیوں کی مدد کے واسطے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا۔ اور جس کے ہمراہ رکاب یونانی فوج بھی نہ تھی بلکہ بہت سے قابل جنگ اور بھی تھے جو گاڈفرے اور اُس کے ساتھیوں کی روانگی کے بعد قسطنطنیہ میں پہنچے تھے۔ سٹیفن نے صلیبیوں کی لڑائی کی جو سرگزشت بیان کی اسی تھی کہ الکزیوس کو اپنی جان کے سوا کسی بات کا خیال باقی رہا فوراً وہی حکم دے دیا اور بہادر نژاد یونانی سپاہی پھر مغرب کی طرف رخ پھیر دینے پر مجبور ہوئے۔ بوہمیا ٹکے ایک بھائی گوئی نے اپنے فرض اور عہد کے پورا کرنے پر زور دیا کہ یہ کار اس سے کہنے کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا اور غصے کے جوش میں اُس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ ”اگر خدا کا درمطلق ہو تو وہ ایسے امور کو ہرگز جائز نہ کہے گا۔“

انطاکیہ میں صلیبی سپاہی ایوس ہوتے جلتے تھے۔ اب ضابطہ کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ تھا۔ اور لوگوں نے ہتھیار اٹھانے سے اس سختی کے ساتھ انکار کیا کہ بوہمیا ٹکے نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اُن کے گھروں میں آگ لگا دے اور انھیں جلا کر خاک کر دے۔ آگ لگا دی گئی مگر وہ اس شدت سے بھڑک اُٹھی کہ بوہمیا ٹکے کو خوف ہوا کہیں یہی

چار ٹرس کے سٹیفن نے ساتھ چھوڑ دیا

انطاکیہ میں صلیبیوں کی بہت ٹوٹ جانا

چھاؤنی جل کے نہ خاک ہو جائے۔ اُس کی اس حرکت نے لوگوں کو اُن کے فرض یا د
 دلا دیے۔ لیکن جس بے دلی سے وہ کام کرتے تھے اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر غیب سے
 کوئی مدد نہ پہنچی تو بہت ہی جلد سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُس ضعیف الاعتقاد کی
 زلزلے میں آخری حالت میں اگر ایسی کوئی مدد پہنچ جاتی تو معجزہ سمجھی جاتی تھی لہذا قادیان
 اور میارٹھی کا پادری پیدا ہو گیا جس سے ولی الیمبروس نے خواب میں کہا تھا کہ
 صلیبی لڑائی شروع ہونے کے تیسرے برس بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔ ایک
 دوسرے پادری صاحب نے خود خجالت دہندہ یعنی حضرت مسیح کو اپنی کنواری مان
 اور حواریوں کے سردار (بطرس) کے ہمراہ دیکھا تھا۔ اور سنا تھا کہ حضرت مسیح
 صلیبیوں کو اس امر پر لعنت لامت کر رہے ہیں کہ وہ کافر عورتوں کے بہکانے میں آگئے
 اور اُن عورتوں سے تعلقات پیدا کر لیے۔ پھر سب کے آخر میں حضرت مسیح نے اُسے یقین
 دلایا کہ بائچ دن کے اندر اہل صلیب کو وہ مدد پہنچ جائے گی جس کی اُنھیں ضرورت ہو
 یہ واقعہ سن کے صلیبیوں میں پھر ایک امید پیدا ہوئی۔ اور امید کے ساتھ اُن کی بے دلی
 بھی کم ہوئی۔ یہ موقع دیکھ کے بطرس بار تھیلیسی منجور سینڈ آف ٹولوس کا پادری
 تھا ایک واقعہ بیان کیا جو محض خواب ہی خواب نہ تھا۔ اُس نے کہا مجھے ولی
 ایٹڈر لیونے بشارت دی ہو کہ سینڈ پریٹر کے گرجے میں جو انطاکیہ کے اندر تھا اُس
 برجھی کا پھل چھپا ہوا ہو جس سے صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد حضرت مسیح کا پہلو زخمی
 کیا گیا تھا۔ اور اس برجھی کی برکت سے اُنھیں اپنے تمام دشمنوں پر فتح حاصل ہو جائے گی
 صلیبیوں کو چاہیے کہ وہ دن عبادت کریں اور اس کے بعد اُس برجھی کو ٹاس کرین
 الغرض تیسرے دن مزدوروں نے زمین کھودنا شروع کی۔ لیکن آفتاب غروب ہونے
 تک کچھ نہ ملا۔ اب رات کی اندھیری میں پادری کو اپنی غرض حاصل کرنے میں آسانی
 ہوئی۔ بطرس مذکور تنکے پاؤں اور صرف ایک کپڑا پہن کے اُس گڑھے میں اُترا۔
 کچھ دیر تک تو اُس کے پھڑوے کی آواز سنائی دی جس کے بعد یکایک نہ متبرک برجھی کا
 پھل ایک ریشمی طلائی کپڑے میں لپٹا ہوا مل گیا۔ پادری نے اُس کے ٹھنکے کی سب کو اطلاع
 دی۔ لوگ بے تانتا گرجے کے اندر دوڑے۔ اور ایک لمحہ ہی بھر میں گرجے سے بے لے کے
 سارے شہر میں ایک عجیب جوش پھیل گیا۔ مگر نو دس ہی جینے کے بعد بطرس بار تھیلیسی کو

متبرک برجھی کا
 برآء ہونا۔

اس فریب و دکر کے مواختے میں اپنی جان دینی پڑی۔ ایک رشوت کی وجہ سے خود
 اُس کے مالک ریمینڈ کے ساتھ واسے ریمینڈ سے خلاف ہو گئے جس کے ساتھ ہی آرنالڈ
 نے جو بوسہ پیمانہ کا پا درسی تھا بطرس مذکور کی مخالفت میں زبان کھول دی۔ ریمینڈ
 نے اپنے اس عجیب بھارت میں پا درسی کے نئے نئے خوابوں سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا
 تھا۔ لیکن اب مخالفت پیدا ہوئی تو اصلی راز بھی کھلنے لگے۔ اور آرنالڈ نے دل کڑا
 کر کے اُس پر یہ حملہ کر دیا کہ اُس باک برجمی کی صلیت نے انکا رکھا بطرس نے عام بڑائی
 کا خیال کر کے دعویٰ کیا کہ اگر میں آگ میں پھانسی پڑوں اور بیچ کے نکل آؤں تو کیا بھی
 اصلی اور سچی ہو۔ اور اگر آگ میں سے زندہ نہ نکل سکوں تو جاننا کہ جھوٹی اور بنائی
 ہوئی ہو۔ المختصر وہ آگ کے شعلوں میں کودا۔ اور یہ ظاہر اُن میں سے صاف نکل گیا
 جو لوگ کھڑے ہوئے یہ متاثر ہوئے کہ وہ اُنھوں نے جیسے ہی وہ آگ سے نکلا اُس
 کے جسم کو ٹٹول کے دیکھا کہ میں آگ کا چرکا تو نہیں لگا۔ اور جب آگ کا کوئی نشان نہ
 نظر آیا اور اُس کی راست بازی ثابت ہو گئی تو سب کو نبت ہی خوش ہوئی۔ لیکن حقیقت میں
 اُس کو شعلوں سے اتنا صدمہ پہنچ گیا تھا کہ جان برمی دشوار ہو گئی۔ اور آگ میں کودنے کے
 بارہویں دن اس دنیا سے رخصت ہوا اور اُس کی موت سے ریمینڈ کے درجے اور اثر کو
 بہت نقصان پہنچ گیا۔

اب اگرچہ کافروں کا سردار کر بوعام تباہ ہو گیا تھا۔ تاہم صلیبیوں نے اُسے جان
 بچا کے نکل جانے کا ایک اور موقع دے دیا۔ خود بطرس راہب صلیبیوں کا ایچی نیا
 کے کر بوعام کے پاس بھیجا گیا۔ جو یہ پیغام لے کے گیا کہ یا تو یہ ملک چھوڑ دو جو خاص
 بطرس (حارمی مسیح) نے دیندار دن (سبوعن) کو بخشی ہو یا دین مسیحی قبول کر دو اور
 انطاکیہ کی حکومت لو۔ کر بوعام کی طرف سے یہ مختصر اور قطعی جواب آیا کہ میں اس
 پرستی کو جس میں نفرت کرتا ہوں نہیں قبول کر سکتا۔ اور نہ اس سرزمین کو چھوڑوں گا
 جو تمہارے حق سے میرے قبضے میں آئی ہو۔ بطرس راہب کی زبانی یہ جواب سننے ہی
 صلیبی لوگ اپنے آپ سے باہر ہو گئے۔ اور مقدس بطرس اور مقدس پولوس کی
 دعوت کے دن حضرت مسیح کے بارہ شاگردوں کی یا د میں بارہ غولوں پر تقسیم ہو گئے آگے
 روانہ ہوئے۔ اور طولوس کا۔ مینڈ اس غرض کے لیے یہیں ٹھہر گیا کہ وہ لوگ موقع پا کر

مہر کا انطاکیہ

۲۸ جون ۱۰۹۷ء

نہ کل جائیں جو اندرونی قلعے کے اندر محصور تھے۔ الغرض پوٹی کا بشپ ایڈھیما راجپوت
 روم کا وکیل و نائب تھا اُس متبرک پر بھی کو لے کے چلا۔ اور اُس سحری جو گلاب کی خوشبو
 سے معطر تھی خوشنودھی خدا کی علامت سمجھی گئی۔ یہ لوگ اب ہرات سے خال نیک۔ لیتے
 جاتے تھے۔ اور انھیں یقین کامل تھا کہ تمام گزشتہ اولیاء اللہ اور مقدسین دین عیسوی
 اُن کے جھنڈے کے نیچے لڑینگے اور یہ یون کو غارت کر دیں گے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔
 جو عیسائیوں کی جانب وحشیانہ شان رکھتی تھی اور اُن کے مقابل فریق میں طاقت کے
 علاوہ کسی قدر ہنرمندی کے ساتھ بھی ظاہر ہوتی تھی۔ یہ لڑائی تھوڑی دیر تک ہوئی تھی
 کہ حسب معمول تاؤ و عیب کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ ٹینکر ڈوہیما مذکی مدد کو لپکا
 جس کو قلیج ارسلان یورین کر کے بُری طرح دبا تا چلا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف
 کر بوغا۔ گاڈ فرے اور ہیون پر یورین کر رہا تھا کہ ناگمان قرچکے ٹیلون پر چبڑا دی
 سفید زہین پہنے اور سفید گھوڑوں پر سوار نظر آئے اُن کو دیکھتے ہی پوٹی کا بشپ
 ایڈھیما راجا یا ”دیکھو وہ دلی لوگ ہماری مدد کو آگئے“ اور لوگوں کو ان سفید
 پوشوں میں سینٹ جارج۔ سینٹ مارس اور سینٹ تھیوڈور نظر آئے۔
 جب تک یہ سفید پوش قریب پہنچیں پہنچیں صلیبی انتہائی جوش و خروش کر ساتھ
 دشمنوں پر ٹوٹ پڑے سواروں سے بہت ہی کم کام نکل سکا۔ ساتھ ہزار سوار جب بند
 حصہ پشیر اس میدان میں نظر آئے تھے اب اُن میں سے صرف دو سو باقی رہ گئے تھے۔
 مگر پیدل کی ہرجسپوں کا جنگل ایک خاردار دیوار آہنی کی طرح آگے بڑھا۔ ترکوں کی
 صفوں میں لغزش ہوئی۔ اُن کے قدم اٹھ گئے۔ اور آخوہ بے تاج شاہجاں صلیبیوں
 نے فوج کے ساتھ ہی خونریزی شروع کر دی جس میں عورتوں اور بچوں کا لحاظ نہ کیا جاتا تھا
 عہ اس لڑائی کا حال عرب مؤرخین یون بیان کرتے ہیں کہ قوام اللہ کہو غا کو جب فرنگیوں کے
 آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی فوج لے کے شام کی طرف چلا۔ صبح واپس میں پہنچ کے بہت سی شامی
 فوجیں بھی اپنے ساتھ لیں جن میں ترک بھی تھے۔ اور عرب بھی تھے۔ یہ ہر دست سردار اور حکمران
 بھی اُس کے ساتھ ہوئے وقاق بن تمش طینکین اناک۔ جناح اللہ و فرمان روئے جمہور ارسلان
 تاشن الاک ہنار۔ اور سلیمان ابن لرتق۔ یہ سب جب انطاکیہ کے قریب پہنچے اور فرنگیوں کو گھیر
 لیا تو وہ گھبرائے۔ اور قوط بن مینا ہو گئے۔ اور جھنڈا انطاکیہ کے بعد بارہ ہی دن کی محصور میں

یہ نتیجہ دیکھتے ہی جو لوگ انطاکیہ کے اندر دینی قلعے میں تھے انھوں نے فوراً ہتھیار ڈال دیے بعض نے دین مسیحی قبول کیا جنھیں میٹسمہ دیا گیا۔ بعض نے دین اسلام ترک کرنے سے انکار کیا اور وہ اُس اسلامی سلطنت میں بھیج دیے گئے جو سب سے زیادہ قریب تھی۔ شہر انطاکیہ حسب وعدہ بوجہ ہیمانڈ کو ملا اور اُسی کے قبضہ میں آگیا اگرچہ ریمینڈ آف ٹولوس نے شہر کی بلند دیواروں پر اپنا چھٹا نصب کرا کے جا ہاتھا اور کوشش کی تھی کہ یہ شہر اُسے مل جائے۔ جب لوٹ مار سے فراغت ہوئی تو گرجوں کی صفائی اور مرمت ہونے لگی۔ اور دشمنوں سے جو مال غنیمت ملا تھا اُسی میں سے گرجوں کی قرآن کا ہون پر سونا چڑھا یا گیا۔ اور پھر یونانی پادری اپنے تخت پر بیٹھا لیکن اُس کے اس رتبے کا باقی رہنا لاطینی عیسائیوں کی خوشی کا یہ حالت ہو گئی کہ ان کے اُمراء سواری کے جانور فوج کے کھاتے۔ اور غرباء درکار کھا کر بیٹ پالتے۔ یا درخت کی پتیوں سے پیٹ بھرتے آخر مجبور ہو کر انھوں نے کر بوقا سے امان مانگی جو منظور ہوئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی کر بوقا میں یہ غرابی تھی کہ غرور و نخوت سے ساتھ والوں کی توہین کرتا تھا۔ جس پر تمام ہمراہی اُمراء برہم ہو رہے تھے۔ اسلٹنا میں فرنگیوں کے ایک ایجنٹ نے دیکھ کر حضرت مسیح کا ایک ہتھیار بہان کے گرجے کے نیچے دفن ہوا اگر وہ تم کو مل گیا تو دشمنوں پر فوج پانگے ورنہ ہلاک ہو گئے۔ اور خود اُس نے موقع پکے ایک ہتھیار اُس گرجے میں دفن کر دیا۔ اور اُس کا نشان بھی مٹا دیا۔ اُس کے حکم سے تین دن تک لوگوں نے روزے رکھے عبادتیں کیں اور توبہ کرتے رہے۔ جو پختے دن کھودا تو وہ ہتھیار مل گیا۔ اور اُس نے سب کچھ ارکے کہ دیا۔ اب مطمئن رہو کہ ہتھیار بھی فوج ہوگی۔ اُس کے دوسرے دن فرنگی مقابلے کے لیے شہر سے نکلنے لگے۔ مگر اس نشان سے کہ تین تین چار چار کر کے باہر آتے۔ مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ انھیں قتل کر دیں تو کر بوقا نے روکا۔ اور کہا سب باہر آ جائیں تو اکٹھا مار لینا۔ یہ امر بھی سرداران اسلام کے ناگوار ہوا۔ اور سب آمادہ ہو گئے کہ اُس کا ساتھ نہ دیں۔ چنانچہ جب سب فرنگیوں نے کھل کے حملہ کیا تو مسلمان بے لڑے بھاگے۔ اور اس طرح بھاگے کہ خود عیسائیوں کو تعجب تھا اور ڈرتے تھے کہ یہ سب سے تو نہیں بھاگے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ اس لڑائی میں ایک شخص بھی نہیں مارا گیا۔ آخر میں خود کر بوقا بھی بھاگا۔ اور صرف وہ لوگ رہ گئے جو ثواب آخرت کے خیال سے اور جہاد کے ثواب میں شریک ہونے کو آئے تھے۔ ان میں سے اکثر کو عیسائیوں نے مارا۔ اور کچھ ملا لوٹ لیا۔ اور اسی فوج سے انھیں اسی غنیمت ملی کہ لڑنے کے قابل ہوئے۔ ورنہ اب ان میں بالکل قوت نہیں باقی رہی تھی۔

اور مرضی پر منحصر تھا چنانچہ دو ہی برس بعد اُس سے چھین کے یہ جگہ بئشپ آف پوئی کی
پیش نماز برنارڈ ڈوکودلاہی لگی۔

انطاکیہ کی فتح کے دس مہینہ بعد صلیبی فوج نے بیت المقدس کی طرف کوچ کیا
انھوں نے فتح کے بعد ہی روانہ ہو جانا چاہا تھا مگر اب چونکہ گرمیوں کا موسم اختتام پر
تھا جس نے مین ارض شام کے میدانوں میں پانی نہیں میسر آتا۔ پس اسی خیال سے
سرداروں نے کوچ سے انکار کیا اور صرف اتنی کارروائی پر قناعت کی کہ درمانڈوا
کے مہوے اور بالڈون کو ایچی بنائے شمشادہ یونان کے پاس بھیجا کہ خاکے اُس
کی غفلت یا ضعیف الاعتقاد ہی پر اُسے ملامت کریں۔ لیکن الکز یوس کے واسطے عیسائیوں
اور ترکوں دونوں کی مصیبت کی خبر عمدہ خوشخبری تھی۔ کیونکہ ان دونوں کے ضعف پر
اُس کی قوت کا دار و مدار تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوا جب دیکھا کہ مہوے بجائے اُس کے
کہ انطاکیہ کو دبا پس جاسے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اُس سے پیشتر سلطنت
جا چکا تھا۔

اب جاڑے کا موسم آگیا اور صلیبی سردار انطاکیہ ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔
بعض گروہوں کے شہروں کی محصور میں بھی مشغول تھے لیکن سب سے زیادہ توجہ اُس
طاغون کی طرف تھی جس کی بدولت ان زائرؤں کو اُن کی کشت اور بے انتظامیوں کی
منزل رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار اہل جسمی جو بھی حال میں سواحل شام پر
اُترے تھے اور بخوبی توانا و تندرست تھے سب کے سب طاغون سے ہلاک ہو گئے۔
زیادہ قابل افسوس یہ واقعہ ہے کہ پوپ کا نائب و قائم مقام ایڈھیما رہی اسی طاغون
کے ذریعے سے تدریجاً ہوا۔ اب پھر عموماً فوج میں بے دلی پھیلنے لگی تھی۔ سرداروں نے
پوپ سے التجا کی کہ جس شہر میں بطرس حواری کے شاگردوں کو بپتسمہ ملا تھا۔ اُس میں
آپ بھی تشریف لائے۔ مگر پوپ نے اس کا خیال بھی نہ کیا۔ لوگ اپنے سرداروں کی باہمی
عداوت اور خود غرضیوں سے اور زیادہ بد دل ہو گئے تھے۔ زمینڈاب تک انطاکیہ
کی حکمرانی کا متمنی تھا۔ اور مصر تھا کہ پوپ ہیما ند کو صلیبی لڑائیوں کی آخری مہم میں بھی
حصہ لینا چاہیے۔ جو واقعات محاصرہ انطاکیہ کے زلزلے اور معرکہ النعمان کی فتح
کے بعد ہوئے وہ اب بھی نزاعوں سے بھی زیادہ شرمناک تھے۔ لاپرواہی اور فضول خیزی

کی بدولت صلیبی مجاہد بہت ہی جلد اس امر پر مجبور ہو گئے کہ آخر کتنوں اور آدمیوں کے گوشت پر سہرا و فات کرین چنانچہ ترکون کی لاشیں قبروں سے کھود کھود کے نکال گئیں اس خیال سے کہ وہ سونا نکل گئے ہونگے چاک کی گئیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پکا کر کھالی گئیں۔ محصورین عیسائیوں نے صرف عیسائیوں کے ہاتھ سے بچنے کے لیے خود ہی اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ اور مشہور ہو کہ بعض سے بڑھاپا ہونے بہت کچھ رشوت لے کے پناہ لینا کا وعدہ کیا۔ مگر اس رشوت کا جو معاوضہ ان کو دیا گیا یہ تھا کہ جب وہ ان قتل عام شروع ہوا تو اس نے ان لوگوں کو سامنے بلایا ان میں سے جو ناتوان بوڑھے اور ضعیف تھے انھیں تو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہے وہ انطاکیہ کی بردہ فروشی کی بازاروں میں بیچ دیے گئے۔ عہ

الکتر لویس نے ایک خفیہ سی کوشش صلیبیوں کے روکنے کی کی تھی۔ مگر اس سے اٹھنے ان کی سرگرمی اور بڑھ گئی۔ وہ انطاکیہ سے کوچ کر چکے تھے۔ اور شہر لاذقیہ ان کے قبضے میں تھا کہ الکتر لویس نے پیغام بھیجا کہ جن کے پیشینہ میں میرے آئے کا انتظار کرو۔ سرور وارون نے ٹیٹی کیوس کا مع اپنی یونانی فوج کے جزیرہ قبرس کی طرف واپس جانا یاد دلا کے جواب دیا کہ الکتر لویس نے خلاف عہد کیا لہذا اب ہم اس کے حکم کی تعمیل پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔ الغرض یہ عجلت تمام کوچ کر کے انھوں نے بیروت کا میدان طے کیا جہاں سے کوہ لبنان کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں نظر آتی ہیں اور جس کے عہ اس لڑائی کا واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے بیان کیا جو یہ ہو کہ انطاکیہ کے بعد ان لوگوں نے بڑھ کے شہر معرۃ النعمان کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں والے بڑی بہادری سے لڑے۔ اور جب فرنگیوں نے دیکھا کہ یون کا میاب نہ ہو سکیں گے تو شہر پناہ کے قریب اور محاذی لکڑی کا ایک برج بنایا اور اس پر سے لڑنے لگے۔ مگر اب بھی انھیں کامیابی نہ ہوتی تھی۔ لیکن ایک ایک کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے دل میں کچھ ایسی دہشت سہالی کہ شہر پناہ سے اتر کے ایک بڑے مضبوط مکان میں چھپ رہے۔ پھر ان کو دیکھ کے اور لوگوں نے بھی یہی کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھ کے سب اتر اتر کے اپنے کھروں میں چھپ رہے۔ اور شہر پناہ خالی رہ گئی۔ اس وقت فرنگی شہر پناہ لگا لگا کے اوپر چڑھ آئے۔ اور شہر پر یکایک یورش ہو گئی۔ فرنگیوں نے یہاں برابر تین دن تک قتل عام کیا جب کہ قیدیہ تھا کہ ایک لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ اور ہزار ہا زن و مرد گرفتار کر لیے گئے۔

منی ۱۹ء
صلیبیوں کا
انطاکیہ سے
آگے بڑھنا

کنارے فینیشین قوم کے وہ شہر واقع تھے جہاں کے لوگ مشرق کی چیزیں بکھیرا دیا کرتے تھے۔ ساحلوں اور بحیرہ روم کے پھاگلوں پر لے جاتے تھے۔ یا فہ پہنچ کر اہل صلیب قصبہ رملہ کی طرف ٹڑے جو بیت المقدس سے صرف سولہ میل کے فاصلے پر تھا۔ اس کے دونوں بعد وہ مقدس شہر نظر آیا جس کے واسطے انھوں نے اس قدر مسافت طوی کی تھی اور جو لکھو لکھا آدمیوں کی مصیبت و ہلاکت کا باعث ہوا تھا۔ جیسے ہی اُن کی نظر اُس شہر پر پڑی جسے اعتقاد نے اُن کی نظروں میں نہایت ہی متبرک کر دیا تھا اہل صلیب کا جوش و خروش حلقہ و انکسار سے بدل گیا جس کا اظہار اُن کی ٹھنڈی سانسوں اور آنسوؤں سے ہوتا تھا۔ سب کے سب سجڑے مین گر پڑے کہ خدا نے انھیں اس مقدس شہر کی زیارت نصیب کرانی۔ فوراً زہن اتار ڈالیں چتھیا بھینک دیے۔ اور زار و زور کا لباس پہن کے برہنہ پاؤں مقام کی طرف بڑھے جہاں اُن کے چات و بندہ (سیح) نے سخت تکلیفیں اٹھانی تھیں۔

لیکن ابھی انھیں رسوم مذہبی ادا کرنے کے علاوہ ایک اور غم بھی پیش تھی شہر دار اُن اطراف میں قیام کیا جہاں سے وہ بہ آسانی بیت المقدس پر جا کر سکین۔ شمال کی جانب گاؤں فرے ٹینگر و ڈسرا برٹ آف فلائڈرس اور رابرٹ آف نارمنڈی اُترے۔ مغرب کی جانب ریمینڈس اپنے پرورش کے سرکاروں کے فروکش ہوا۔ پنجون دن مجاہدین صلیب نے بغیر اس کے کہ آلات محارہ کو کام میں لائیں صرف ایک بیڑھی لے کے اور اپنی جمیعت پر بھر دسہ کر کے سخت حملہ کیا۔ اور شہر کی دیواروں پر چڑھنے لگے۔ بعض اوپر تک پہنچ گئے اور اُن کی جرات نے کچھ دیر کے لیے دشمن برائے کا خوف غالب کر دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد محصورین سنبھل گئے۔ حملہ آوروں کے ہٹا دیے گئے اور جو لوگ اوپر چڑھ گئے تھے وہ پشتوں پر سے ڈھکیل دیے گئے۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ اس کام کو زیادہ باقاعدہ طور پر کرنے کی ضرورت تھی۔ محاصرہ کے بیٹے غیوتون کی ضرورت سے قدیم الایام کی ایک قوم جس کا ذکر تورات وغیرہ میں ہے۔ اور جو سمندر کے ذریعے سے تجارت کیا کرتی تھی۔

اسے ایک صوبے کا نام جو فرانس کے جنوبی و مشرقی حصے میں تھا۔ اور اب مختلف اضلاع میں تقسیم ہو گیا ہے۔

تھی اور گرد و نواح میں جو کچھ راہزموں کے درخت تھے اُن سے مطلب نہ کھل سکتا تھا۔
لہذا شیخ نے جنگلوں سے جو تیس میل کے فاصلے پر تھے لکڑی کاٹ کے لائی گئی اور کھائیاں
آف بڑن کی ہدایت کے مطابق چند جنوا کے جوازی لوگوں نے جو حال ہی میں یا نہ
میں آئے تھے یہ سنگباری کی کلین بنانی شروع کر دیں اس اہتمام میں تیس دن سے زیادہ
گزر گئے جس زمانے میں محاصرہ کرنے والوں نے سخت مصیبت اٹھائی انطاکیہ میں تو
کھانے ہی کے قحط کا سامنا ہوا تھا۔ یہاں بانی کا بھی قحط تھا۔ دشمنوں نے ہر ایسے مقام
کو ربا کر دیا تھا جہاں سے بانی میسر آسکے۔ اور جب یہ صلیبی لوگ بانی کی تلاش میں پراثر
کی طرف جاتے تو اسلامی فوج کے سوار اُن پر ٹوٹ پڑتے اور سخت تکلیف دیتے تھے۔ خوابوں
اور معجزوں کی وجہ سے اُن کے اخلاق اور اصول میں کسی قسم کی اصلاح نہیں ہوئی تھی۔
اور وہم ایڈھیما ر آف یونی کی روح کو اُن کے سامنے اس شکل سے پیش کرتا کہ گویا
انجیل کھڑا امامت کر رہا ہو کہ تمھاری بدافعالی کی وجہ سے تم پر قہر خدا نازل ہونے لگا ہے
البتہ ٹینکر ڈننے اپنی نیک نفسی سے اہل صلیب کے ساتھ یہ بہت بڑا احسان کیا کہ رہمبڈس
مل گیا۔ اور اب آرنلڈ اور پطرس راہب کی وعظ و بند سے اہل صلیب کا جوش بھر تازہ
ہو گیا۔ یوشع کی کتاب میں محاصرہ جبریش کی جو مذمت لکھی ہو غالباً وہی یہاں اس
امر کی محرک ہوئی کہ پادری گیت گاتے ہوئے فوج کے آگے آگے بیت المقدس کی دیواروں
کے گرد بھرے مسلمان پشون پر سے دیکھ دیکھ کے اُن کے ان حرکات پر مسخ کرتے
تھے۔ اور اُن کی صلیبوں پر خاک پھینکتے تھے۔ لیکن انجام میں اس تسخار و تضحیک کے
عوض انھیں بہت بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ دوسرے دن پوری جمعیت کے ساتھ یورش
کی گئی۔ اور دن بھر وحشیانہ کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر رات کی تاریکی ہر طرف
بھالائی اور اب بھی فوجوں کو آرام لینے کا موقع نہ ملا۔ اس لیے کہ جو حملہ اذھیرے کی وجہ سے
موقوف ہو گیا لیکن محصورین رات بھر یہ کرتا رہا کہ تفصیل شہ کو جہاں جہاں حملہ آور دن
نقصان پہنچا دیا تھا وہاں اس کی مرست کی۔ اور محاصرہ کرنے والے حملہ آور دوسرے
دن کے حملے کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ دوسرے دن لڑائی میں عین اُس وقت جب
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہلال (اسلامی جھنڈا) صلیب (مسیحی جھنڈا) پر فوج حاصل کیا جا رہا ہو
یکایک کوہ زمیون پر ایک بہادر شخص نظر آیا جو اپنی چمکتی ہوئی ڈھال ہلا کے ان

حاسیان دین مسیحی اور مجاہدانِ روضۂ اقدس سے اشارہ کر رہا تھا کہ بے دل نہ ہو اور
 سرگرمی سے لڑے جاؤ۔ اس شخص کی مقدس صورت دیکھتے ہی گاؤ فرے جو سن در
 خروشن کے ساتھ چلا یا دیکھو یہ سینٹ جارج شہید ہیں جو پھر ہمارے مدد کو آگئے چلم
 سنتے ہی صلیبی مجاہد اپنی تھکن اور ناتوانی کو بھول گئے۔ اور اس جوش و خروش سے
 حملہ کیا کہ کسی کے رذکے نہ رکے۔ کہتے ہیں یہ جمعے کا دن تھا۔ اور سہ پہر کے تین بجے تھے
 (جس وقت مسجدِ قصبی میں نماز جمعہ ادا ہو چکی تھی) کہ صلیبیوں کے لشکر میں طبل فح بجایا۔
 بہادرانِ صلیب میں سے جو شخص سبکے پہلے بیت المقدس کی تفصیل پر کھڑا ہوا نظر آیا وہ
 لوٹلڈ آف ٹور نے تھا۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی (انجیلرٹ) اور اُس کو بعد تیسرے
 نمبر پر گاؤ فرے پہونچا۔ اسی وقت ٹینکر ٹونے مع دونوں رابرٹون کے سینٹ
 سٹیفن کے بچانک پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ پراولنس کے رہنے والے سیزھیان لگا لگا
 کے دھسوں پر چڑھ گئے اور بیت المقدس فتح ہو گیا۔ تھوڑے زمانے پشیر صلیب کی جو
 تشکیک اہل اسلام نے کی تھی اب اُس کا عوض گاؤ فرے کے حکم سے یونان گیا کہ سینٹ
 مسلمان قتل کر ڈالے گئے حضرت عمر کی مسجدِ قصبی میں اس قدر خنریزی ہوئی کہ ہزاروں
 لاشیں انسانی خون کی ندی میں بہ رہی تھیں۔ یہودی اپنی میکیون میں زندہ حلا دیے
 گئے مشہور ہو کہ جو صلیبی مسجد کے جلو خانے تک گئی اُن کے گھوڑے گھٹنے گھٹنے تک
 انسانی خون کے دریا میں غرق تھے۔ عیسائی بہادران کا لاشوں اور زخمیوں کو روندنا
 اور پاسن پاسن کرنا ایک ایسا معاملہ تھا جس سے پوپ اربن کی اُس دعا عطا نہ تفریر
 جو کلرماسٹ کی کونسل میں سنی گئی تھی بہت تقویت حاصل ہوئی تھی۔

کشت و خون کے فرائض ادا کرنے کے بعد یہ لوگ جاپنے آپ کو خدا کے بڑے
 (حضرت مسیح) کا پرہیز کرتے تھے مذہبی رسمیں ادا کرنے میں مشغول ہوئے گاؤ فری
 شنگے سرنگے باؤن ایک سفید عبا پہنے اور توہ کہتا ہوا حضرت مسیح کے روضے میں داخل
 ہوا دوسرے خداوند کے مرقہ پر پہونچتے ہی مسجد سے میں گر پڑا۔ پھر اُس کے بعد اُس کے
 پرہیزگار، باری باری چنبٹے اور روتے ہوئے اس روضے میں گئے اور خدا کا شکر بجالا
 کہ اُس نے اُن کے حال پر رحم فرما کے مسیحی خوجون کو یہ فح عطا کی بھراؤن سب نے جوش و
 خروشن کے ساتھ حمد کیا کہ اُن تمام باتون کو چھوڑ دین گے جو سخرہ گناہ ہوں۔ دنا اور

روضہ مسیح

میں داخل ہو

مسیحی عبادت

کرتے ہیں

خونریزی دونوں باتوں سننے باہم مل کے اب ایسے امور ان کی نظر کے سامنے پیش کر دیے جن کی بدولت یہ قتل و خون کا حسرتناک سمان دور ہو جس طرح کوہ کالوری کی چوٹی پر این آوم کے انتقال کرتے وقت تمام ادلیا اپنی قبروں سے نکل نکل کے چلے آئے تھے اسی طرح اس کامیابی کا شکریہ ادا کرنے کی صحبت میں ان تمام زائرین کی روحیں آئین جنہوں نے زیارت ایض مقدس کے گذشتہ خطروں میں اپنی جانیں ہسی تھیں۔ ان سب دھن کے آگے آگے پونی کا اٹھیا رصلیبیوں کو مغفرت کی دعا میں پڑھتے اور توبہ کرتے ہوئے دیکھ کے نہایت خوش ہو رہا تھا۔ اس لیے کہ اب ہیدیتی کہ اب دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ اور سب ایک دوسرے کے بھی خواہ اور خیر طلب ہو جائیں گے۔ مرحوم و مغفوریوں کے ساتھ زندہ لوگ بھی شریک تھے جو ہر قسم کی عزت کے مستحق تھے۔ بطرس راہب کا بھاگ جانا اس وقت سب کو بھول گیا تھا اور اگر کیا وہی تو اس کی طلاق لسانی جو اس مہم کے باعث ہوئی۔ اور جس نے مسیحی دنیا کے دل کو ایسا ہلا دیا تھا کہ برون (مسلمان) لوگ جو جو مظالم دین عیسوی کے سب سے پہلے گوارے میں مسیحیوں پر کر رہے تھے کیقل موقوف ہو گئے۔ سب کے سب وڑکے بطرس کے قدموں پر گر پڑے اور خدا کا شکر کرنے لگے کہ اُس نے انھیں ایسا عمدہ ہادی عطا فرمایا۔ بس اسی مقام پر بطرس راہب کی تاریخ ختم ہو گئی۔ اور اس زمانے کے بعد پھر کہیں تاریخ میں اُس کا نام نہیں نظر آتا۔

بطرس راہب کی تعظیم و تکریم

اسی دن ٹینکر ڈونے تین مسلمان قیدیوں کی جان بخشی کی اور ان کی حفاظت کا اقرار کو کے انھیں ایک جھنڈا دیا۔ مگر یہ بیچارہ صلیبی مجاہدون کی نظر میں جرم معلوم ہوا۔ چونکہ فوج کا جوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ضبط نہ کیا جاسکتا تھا۔ لہذا اس درناویہ خونریزی میں حد سے گزر گئے ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی دل میں ٹھان لی گئی تھی کہ اگر دو مہرے روز اس دن سے بھی زیادہ قربانی کی جائے گی۔ چنانچہ ٹینکر ڈونے جن لوگوں کی جان بخشی کی تھی وہ سب قتل کر ڈالے گئے۔ اور ٹینکر ڈو کو اُس پر ختم آیا بھی تو اس لیے نہیں کہ وہ غریب منظومی سے مار ڈالے گئے بلکہ اس بات پر کہ اُس کی ہنسی ہوئی یہ خونریزی بلا در رعایت کی گئی۔ بوڑھے بچے۔ غنیمت مرد اور عورتیں تانیں اور ان کے شیخوہ بچے کم عمر لڑکے اور لڑکیاں۔ شباب میں چور و چوران مرد اور دوشیزہ لڑکیاں۔ سب قتل

بیت المقدس میں دو مہرے دن کا قتل عام

کیے گئے۔ اور اُن کی لاشوں کا یہاں تک تقیمہ کیا گیا کہ سر اور پاؤں میں فرق نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان میں سے چند کو طولوس کے رہینڈ نے چھپا رکھا۔ گلاس لیے نہیں آئے۔ اُن پر ترس آیا تاکہ اس غرض سے کہ بروہ فروشوں کے بازار میں بھیج کے ان سے روپیہ پیدا کیا جائے گا۔ دینداری اور اطاعت گزار ہی کے اس اہم کام سے فراغت کرنے کے بعد بیت المقدس کی گلیاں انھیں مسلمان قیدیوں سے ڈھلوانی لگیں۔ لیکن معلوم نہیں کہ جس طرح یونانی دیوبانی کے ہمارے دو لیبیوس نے خادمہ عورتوں کو چڑیوں کی طرح لٹکا دینے کے بعد اُن کے عاشقوں کو قتل کر ڈالا تھا اُسی طرح یہاں یہ مسلمان قیدی بھی یہ خدمت بجالانے کے بعد سب کے سب قتل کر ڈالے گئے یا نہیں۔

حضرت عمرؓ کا ڈنکے کا مٹا

اس کو ساڑھے تین صدیوں گزر چکی تھیں جس وقت حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا۔ اور محض یہ خیال کر کے کہ ایسا نہ ہو اُن کے پیروں سے بھی گنیسے کے اندر ٹھس کے سیبیوں کی دل شکنی کرنے لگیں۔ اور نیز عیسائیوں کے حقوق کا پاس رکھنے کی غرض سے ان کے گنیسے کے باہر نماز پڑھی تھی۔ اب دیکھیے رسول آخر الزمان کے خلیفہ اور ان روئے لکھتے لوگ دین کے ماننے والوں میں کس قدر فرق تھا۔

قتل و خون سے فراغت ہوئی تو سب سردار اس امر کا تصفیہ کرنے کے لیے

اس قتل و خونریزی کا حال ابن اثیر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ اوپر چالیس دن کے محاصرے کے بعد شہر میں شہنشاہ کے جیسے میں فرنگی بیت المقدس پر قابض ہوئے۔ ایک ہفتہ برابر قتل عام کرتے رہے۔ چند مسلمان خواب داؤد میں جا کے پناہ گزین ہوئے تھے جہاں وہ تین دن تک لڑتے رہے آخر فرنگیوں نے انھیں امان دی۔ اور وہ ہتھیار ڈالنے کے بعد رات کو یہ مقدس شہر چھوڑ کے عسقلان چلے گئے۔ فرنگیوں نے صرت مسجد اقصیٰ کے اندر جہاں عوام مسلمانوں نے جا کے پناہ لی تھی بے رحمی سے آرمیوں کو قتل کیا۔ جن میں مسلمانوں کے بڑے بڑے مقتدی امان دین۔ علمائے گران پایہ۔ اور اعلیٰ درجے کے نیک نفیس عابد و زاہد شامل تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیگر بلاد سے محض فساد ہی خدا کا ارادہ کر کے بیان آئے تھے اور اس مقدس شہر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جیسا قتل عام موقع پر عیسائیوں کے ہاتھ سے ہوا ہے اور جیسے جیسے قابل قتل آدمی علم اور عابد و زاہد لوگ اس قوم میں خاص مذہبی حریموں اور مسجدوں کے اندر بے خطا و قصور جہاں سے مارے گئے ہیں ان کو بھی نہ مارے گئے ہوں گے۔ یہ ظلم اس قوم کے ہاتھ سے ہوا جو الزام دیتی ہے کہ مسلمانوں میں جہاد جاری ہے

جمع ہوئے کہ یہ سلطنت جو انھوں نے بزورِ شمشیر لی تھی کسے دی جائے۔ بالڈون ایڈلسا
 بین بادشاہی کر رہا تھا۔ بوہمیڈا انطاکیہ کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ ورمائڈو اکا ہیونع اور
 اسٹیفن آف چارٹرس یورپ واپس جا چکے تھے۔ فلانڈرس کارا برٹ ہیان
 ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ نارمن رابرٹ اُس علاقہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ جس پر اُس
 بذریعہ رہن قبضہ کیا تھا۔ اور ریمینڈ کا اہلبا کسی قدر اُس کی طمع اور کسی قدر اس وجہ
 سے جاتا رہا تھا کہ اُس نے اپنے پادری بطرس بائیلیسی کے خوابوں سے دنیاوی فائدہ
 حاصل کیا تھا۔ باقی رہا گاؤ فرے جس نے بے رحمی کے ساتھ خونریزی ہوتے دیکھی
 تھی اور اُس کے دل پر کچا اثر نہ ہوا تھا۔ اور جس نے اپنی حیثیت و حالت کے
 مطابق خود بھی انسان کا خون بہایا تھا اُس شہر میں جہاں اُس کے خداوند (سج)
 کو کانٹوں کا تاج پہنایا گیا تھا دنیاوی سلطنت کا تاج اور بادشاہی کا خطاب لینے
 سے انکار کر دیا۔ اس نے کمائین اپنے ہادی (سج) کی قبر کی حفاظت کروں گا۔ اور
 روضہ اقدس کے ایک مجاور کی حیثیت سے زائرین کی خدمت کروں گا۔ چنانچہ
 اسی حیثیت کے مطابق اپنے حکمران قرار پانے کے دو مہینے بعد گاؤ فرے فاطمی
 خلیفہ کے سامنے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اس لیے کہ اُس خلیفہ کو اب محسوس ہوا تھا
 کہ اپنے ہم مذہبوں کے ہاتھ سے بیت المقدس کے نکل جانے کے باعث اُس کا
 کتنا جزا نقصان ہوا۔ یہ لڑائی شہر عسقلان کے میدان میں ہوئی۔ جس میں فاطمی فوج
 کا شکست فاش ہوئی۔ اور گاؤ فرے کامیاب و باہر ادبیت المقدس واپس آیا۔
 حصہ یہ لڑائی رمضان ۴۷۷ھ میں ہوئی۔ اور سبب یہ ہوا کہ ان دنوں مصر کی فاطمی خلافت میں ابوالفتح
 انسل نام ایک شخص وزیر تھا اور وہی تمام سیاح و سفید کا مالک تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ فرنگیوں نے بیت المقدس
 پر قبضہ کر دیا تو فوج جمع کر کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اپنے چلنے کے ساتھ ہی اُن کے پاس اپنی ایک سفارت
 بھی بھیجی۔ سفیر بے نیل حرام واپس آئے۔ اور اُن کے آنے کے بعد ہی مسیحیوں کا لشکر بھی
 نمودار ہوا جو مقابلے کو آیا تھا۔ مصری فوج فوراً تیار ہو گئی۔ مقابلہ ہوا۔ اور بفضل کے لشکر
 کو سخت شکست ہوئی۔ بہت سامان و دولت اور بہت سے کسملہ مسیحیوں کے ہاتھ لگے
 اور انھوں نے بڑھ کر شہر عسقلان کا محاصرہ کیا۔ اور شہر والوں نے جب دیکھا کہ اب کسی طرح
 کام نہیں چل سکتا تو بارہ ہزار دینار بے کے سپاہی بھیجا چھوڑا۔

بیت المقدس
 کی بادشاہی
 ایچ کاؤ فرے
 کا منتخب ہونا

بیت المقدس

خلیفہ کی تلوار اور اُس کا جھنڈا روضہ اقدس کے سامنے لٹکا دیا اور اُن زاریوں سے دل کے رنج و غم ہوا جو اپنا فرض زیارت پورا کر کے یورپ واپس جانے والے تھے۔ اب اُس نے صرف تین سو سوار ٹینکروں کی ماتحتی میں اور دو ہزار پیدل سپہیوں کی حفاظت کے واسطے رکھ لیے۔ اور اس طرح حروب صلیبیہ کے دورِ امارا پہلا تماشا ختم ہو گیا۔

چوتھا باب

بیت المقدس کی لاطینی سلطنت

گادفرے نے صرف پانچ دن کم ایک برس سلطنت کی۔ یہ مختصر زمانہ بھی خلیفہ مصر کو نہایت دینے کے واسطے کافی ثابت ہوا۔ اور نیز ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنے کے واسطے جو معقول تو انہیں پر مبنی ہو۔ فاطمی خلیفہ کی عمر کے بعد گادفرے کو ڈاکیمبرٹس جو شہر لیساکا اسقف تھا ایک جھگڑا پیش آیا۔ وہ چونکہ بیت المقدس کا بنیادری قرار پایا تھا۔ اُس نے فوراً پوپ پاسکل دوم کی وکالت میں (کیونکہ پوپ ارین نے شہر مقدس فتح ہونے کے دو ہفتے بعد یاد و سرے الفاظ میں یونان کہا تھا) کہ اہل صلیب کی فتح کی خوش خبری سننے کے پیشتر وفات کی تھی) گادفرے اور پوپ ہیانم سے پوپ کی جانب سے یہ دعوے کیا کہ بیت المقدس اور یافا مالک میں ہی سمجھا جاؤں۔ اُس کی درخواست پر اُن دونوں شہروں کا ایک ایک حصہ اُسے دے دیا گیا اور یہ معاہدہ ہو گیا کہ اگر گادفرے لاؤلد مرے تو کل سلطنت ڈاکیمبرٹس کے قبضے میں ہو جائے گی۔

ہم گادفرے کو بیت المقدس کے محاصرے اور فتح کے وقت انسانی خون دریا میں خوش خوش پیرتے۔ شیرخوار بچوں کو پاؤں پکڑ پکڑ کے شہر کی دیواروں یا دھسوں پر پٹکتے یا اور لوگ جو ایسا کرتے تھے انھیں مدد دیتے اور زیادہ اس کام پر آمادہ کرتے دیکھ چکے ہیں۔ لیکن اب چند دن یا چند ہفتے بعد ہم اس شخص کو اس وضع میں دیکھتے ہیں کہ ایک نصف مزاج حج کی شان سے اُن لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے جو اُس کی رعایا ہیں۔ اُن سے براہی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اور رعایا کی

زاریوں کا
یورپ واپس
جانا

گادفرے کی
سلطنت

ڈاکیمبرٹ
بیت المقدس
کا مدد

منظوری سے تو انین مضبوط کر رہا ہے۔ اب ارض مقدس کی اس سلطنت میں جاگیر داری کی پوری آزادی تھی بشرطیکہ وہ شرکت میں ہو۔ اور اُس مجموعہ قوانین میں جو آسٹریا، جرمنی و سلاویہ (منحاضہ بیت المقدس) کو ملتا تھا وہی اصول رکھے گئے تھے جن پر عموماً مغربی ممالک کی سبھی دنیا کے قوانین مبنی تھے۔ تاہم گاؤ فرے اور اُس کے جانشینوں کے قوانین طرح طرح کی ایسی ہدایتوں سے بھرے ہوئے ہیں جو صرف اتنا ہی نہیں بتاتے ہیں کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک میں کس کامیابی کے ساتھ منتقل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اُن سے یہ بھی نظر آتا ہے کہ مغربی یورپ کا طریقہ جاگیر داری شرکت کی قید کے ساتھ کیا چیز ہے۔ اور اُسے کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ فقہ مشہور ہوا کہ وہ قانون جو اس طرح پر لاطینی زائرین کے مشورے سے بنایا گیا تھا روئے اقدس میں رکھا ہوا تھا۔ اور جب شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا تو غائب ہو گیا۔ مگر یہ روایت خلافت قیاس ہے۔ پورا مجموعہ قوانین کوئی ایسا پوچھ سنیں ہو سکتا جو کسی باربرداری کے جانور پر نہ لے سکے۔ اور اسلامی فاقون کی نظر میں اس قانون کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی تھی یا مگر بھی قابل تحریر ہے کہ اُن قوانین پر جن کی نسبت شہر ہے کہ اُس گم شدہ مجموعہ قوانین میں تھے مشرق کی لاطینی سلطنتوں میں ایک نکتہ تک عملدرآمد ہوا تھا یہاں تک کہ ۱۳۷۷ء میں تیسرے وینس کے بعد وہ جزیرہ قبرس کی لاطینی سلطنت کے قانون قرار پائے۔

بیت المقدس
کی اس سلطنت
کے قوانین۔

اس قانون میں جو دفعات اُن تعلقات کی بابت تھے جو سامیون اور زمینداروں کے درمیان ہونے چاہیے۔ یا جو نابالغوں کی جائداد۔ مقدمات عدالت۔ ماتحتی کے حقوق اور غلامی کے متعلق تھے شاید بہ نسبت مغربی قوانین یورپ کے کسی قدر زیادہ شرح و بسط کے ساتھ ہوں۔ ورنہ اصل میں اُن میں کوئی نئے اصول نہ تھے۔ اُن میں کے زیادہ مفید اصول دیوانی عدالتوں میں پائے جاتے تھے۔ بیرنس (تعلقداروں) کی عدالت میں باپا پریسیڈنٹ (میر مجلس) ہوتا تھا۔ اور معمولی زمینداروں (برجنس) کی عدالت میں اُن کی کوٹ بادشاہ کا جانشین سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی عدالت میں ہمیں وہ چیز بھی نظر آتی ہے۔ جو آئندہ کی تاریخ یورپ ایک نئی بات پیدا کرنے والی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ باشندوں میں سے چند لوگ اپنے اعتبار اور عقل کے لحاظ سے منتخب کر لیے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اُس وقت تک عام انتخاب کا قاعدہ مروج نہ تھا۔ لیکن چند زمینداروں کا مل کے قسم

گاؤ فرے نے
جو عدالتیں قائم
کیں

دفع ہو گئی اور اُس نے بالڈون سے اتفاق کر لیا۔ بالڈون نے اٹھارہ سال سلطنت کی۔ اُس کے عہد حکومت ختم ہونے کے بہت پیشتر ہی وہ تمام سردار جو پہلی صلیبی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ملک عدم کو رہا ہو چکے تھے۔ تخت پر بیٹھنے کے دوسرے ہی سال بالڈون کو مصر والون سے مقابلہ کرنا پڑا جو اُس کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے تھے۔ لیکن اُس کی فوج کو شہر مدینہ کے قریب ایک لڑائی میں شکست ہوئی جس میں اسٹیفن نواب چارلس گرفتار ہو کے قتل کیا گیا۔ اُسے اُس کی بی بی اڈیلینج جو نارمنی فاتح انگلستان کی بی بی تھی لعنت ملادت کر کے یورپ سے واپس بھیجا تھا اور اس طرح لڑکے مر جانے سے کم از کم اتنا تو ضرور ہوا جو گا کہ بی بی کی نظر میں اُس کی عزت بھرا قائم ہو گئی ہوگی۔ اس واقعے کے چار برس بعد طولوس کے رہینڈ نے بڑھاپے کے مرض میں سمندر کے ساحل پر وفات پائی۔ لیکن مرتے وقت تک اُس کے رشک و طمع کو تسکین نہ ہوئی تھی۔ اُس نے طرسوس کو فتح کر لیا تھا۔ اور وہاں ایک سلطنت بھی قائم کر دی تھی۔ لیکن شہر طرابلس جس کے شوق میں اُس کا دم بھٹتا تھا اُس کے بیٹے برٹن کی قسمت میں تھا۔ بڑے بڑے نے اپنے نئے علاقہ طرابلس میں دو سال حکومت کی تھی کہ مر گیا۔ اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا پانطیوس اُس کا جانشین ہوا۔ جس نے ٹینیڈ کی بیوہ کے ساتھ شادی کر لی۔

اسٹیفن نواب
چارلس کی موت
مدینہ
طولوس کے رہینڈ
کارنارٹ

انطاکیہ میں واپس آنے کے بعد بوسہیمان ایک مہم میں جو اُس نے اپنی قلمرو وسیع کرنے کی غرض سے اختیار کی تھی گرفتار ہو گیا اور اُس کی جگہ پر ٹینیڈ

بوسہیمانڈ کے
بقیہ الذکر حالات
سن ۱۱۰۰ء

سن ۱۱۰۰ء اس سمر کے حال مورخین عرب یونان کے مہم میں کہ سن ۱۱۰۰ء کے ماہ ذیقعد میں ترکی حکمران کشتکین بن دانشمند اور چنڈ اور سردار ان اسلام نے بل کے فرنگیوں سے مقابلہ کیا۔ دشمنوں کا سردار ہیمینڈ (بوسہیمانڈ) پانچ ہزار فوج لے کے آیا۔ شہر طرابلس کے قریب لڑائی ہوئی۔ جس میں فرنگیوں کو شکست ہوئی۔ ہیمینڈ مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا۔ اسی وقت سمندر کی راہ سے سات زبردست فرنگی سردار آئے جنھوں نے ہیمینڈ کے بچھڑانے کی کوشش کی۔ انکو یہ نام ایک قلعہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور اُس میں جتنے مسلمان تھے سب کو قتل کر دیا۔ پھر آگے بڑھ کے ایک دوسرے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس میں اسماعیل بن دانشمند تھا۔ اسماعیل نے فوج جمع کر کے کچھ لوگ کہیں گاہ میں بچھائے۔ اور باقی فوج سے نکل کے مقابلہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ دیر تک دونوں فریق لڑتے رہے۔ مگر جیسے ہی کہیں گاہ کی فوج نے نکل کے حملہ کیا فرنگی بدحواس بھاگے۔

اٹھاکھ کافر مارا ہوا۔ پھر جب بعد دو سال کے بوہمیا نڈ آزادی حاصل کر کے
 آیا تو بادجو دیکھ کر شہنشاہ الکنزیوس نے اُس کی گرفتاری کی بہت کچھ کوشش کی مگر اُس نے
 نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے تین مہرت اٹھاکھ ہی نہیں بلکہ لازیمہ اور افامیہ
 کا بھی مالک پایا۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد اُس سے اور شہنشاہ قسطنطینیہ یعنی
 الکنزیوس سے جو جھگڑے پیدا ہوئے اُن کی وجہ سے جو لڑائی خشکی پر ہوئی اُس میں
 تو اُسے شکست ہوئی لیکن ایسا والوں کی مدد سے بکری لڑائی میں وہ فتحیاب ہوا
 اب غالباً پھر صلیبی معرکہ آرائیوں کا خیال اُس کے دل میں خوش مارنے لگا لیکن
 بیت المقدس کے پادری ڈائمرٹ نے اُس کے پاس آکر پناہ لی۔ بالآخر
 کے ظلم کی شکایت کی اور اُس سے مدد چاہی۔ بوہمیا نڈ نے اٹھاکھ کی سلطنت
 ٹینکرڈ کے سپرد کی۔ اور خود ان پادری صاحب کے ساتھ ہزار ہزار سوار ہو کر اٹھاکھ
 کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کا نام اُس سے پیشتر ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور فلپ اول
 بادشاہ فرانس عہدی عہدی کوچ کر کے وہاں آ پہنچا تاکہ سیچی دینا کے اس نامہ
 اور مشہور حاجی کی دعوت کرے۔ بوہمیا نڈ کو فلپ اول کی دامادی کا فخر حاصل ہوا
 اور اس کے بعد پانچ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیدل فوج ہمراہ رکاب لے کر وہ
 اپنے پُرانے میدان جنگ کی طرف یعنی الکنزیوس سے لڑنے کو روانہ ہو گیا۔ اب
 پھر اُس نے دیوار پر حملہ کیا۔ لیکن الکنزیوس کی رشوتوں نے اس ہم میں خلل
 ڈال دیا۔ اور آخر بوہمیا نڈ نے اس معاہدے ہی پر قناعت کی کہ آئندہ وہ شہنشاہ
 کے دربار میں فرمانروا سے قسطنطینیہ کے ہم مرتبہ سمجھا جائے گا۔ یہ معاہدہ حاصل کرنے
 وہ اٹھاکھ کو واپس گیا۔ اور دوسرے برس اٹھاکھ آنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ موت
 نے راستہ روک دیا۔ بوہمیا نڈ کے بیٹے کی طرف ٹینکرڈ تخت پر بیٹھا۔ وہ ابھی تک جوان تھا
 اور اُنھیں فاش شکست ہوئی۔ اُن کی پوری تعداد تین لاکھ آدمیوں کی تھی۔ جن میں سے صرف
 تین ہزار تو جان بچا کر بھاگے باقی سب مارے گئے۔ اسماعیل نے بڑھوکے عطیہ پر تہجد کیا۔ اور
 وہاں کے حکمران کو گرفتار کر لیا۔ پھر اٹھاکھ سے ایک لشکر اُس کے مقابلے کو آیا۔ اور اُس نے
 بڑھوکے اُسے بھی شکست دی۔ آخر میں بوہمیا نڈ کو اس شرط پر آزادی دی گئی کہ باغیساں کی سزا
 کی شکست کے وقت جو عیسائیوں کے قتلے میں آگئی تھی وہ اسکے غرض میں مسلمانوں کو دے دی جائے۔

سنہ ۱۱۰۰ء

سنہ ۱۱۰۱ء

سنہ ۱۱۰۲ء

سنہ ۱۱۰۳ء

ٹینکرڈ

اور چونکہ اُس کے فراج میں سخاوت اور رحم کا مادہ تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کو اُمید
ہوتی تھی کہ ابھی وہ بہت عرصہ تک راہِ سبنازی کے ساتھ سلطنت کرے گا۔ لیکن پورے
تین برس بھی نہیں گزرنے پائے تھے کہ کسی لڑائی میں ایک کاری زخم کھا کے ٹینکر ڈونے
لا دلہی دنیا کو رخصت کیا اور اُس کی جگہ پر اُس کا ایک عزیز روڑے سے تخت پر
بیٹھ گیا۔

۱۱۲
ٹینکر کی وفات

ان صلیبی ہمت سے جس شخص کو مستقل فائدہ پہونچا۔ وہ وہی شخص تھا جس کی بات
خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے ان مہموں کی بدولت بہت سے نقصانوں اور تکلیفوں سے
سابقہ پڑا۔ قسطنطنیہ کی یونانی سلطنت کے خطروں سے بچنے اور اطمینان حاصل کرنے
کے لیے سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت تھی کہ قرب و جوار کے علاقوں میں
اور فرانسیہ سے ترک نکال دیے جائیں۔ یہ مطلب صلیبی لڑائیوں سے حاصل ہو گیا۔ ترکی
سلطان روم کا دار السلطنت نیقیہ سے ہٹ کے قونیہ میں منتقل ہو گیا۔ ایشیا سے
کوچک کے کل بحری مقامات شمشاد مشرق یعنی دولت سبھی یونان کے قبضے میں آ گئے
اور اُس کی سلطنت کو ایسا استحکام ہو گیا کہ اس کے بعد وہ تقریباً ساٹھ تین سو برس
تک قائم رہی۔ لیکن الکزیوس کی طینت میں مکر اور فریب تھا۔ اور اُن بڑے اور چھوٹے
کاموں نے جن میں وہ مشغول رہا کیا تھا اُس کے فراج میں خود داری پیدا کر دی تھی
اور نہ دراصل اُس کی نظر زیادہ ترجیوٹی ہی چھوٹی باتوں پر رہا کرتی تھی۔ لہذا اس امر سے
اُس کی روح کو صدمہ پہونچا کہ لاطینی سرداروں نے وہ دور و دراز کے مقامات جن کے
قبضے میں آنے سے اُسے دراصل کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا فتح کر لیے اور اُن میں
سے اُسے کچھ نہ دیا۔ اور اس دلی صدمے سے یا اسی کے سلسلے میں دیگر قسم کے اندیشوں
سے اُسے مخالفت اور شکایت کا موقع مل گیا تھا۔ اور یہ موقع زیادہ تر اُن زائرؤں
کی وجہ سے پیدا ہوا جن کے بڑے بڑے گروہ یہ خبر سن کے کہ بیت المقدس پر عیسائیوں
کا قبضہ ہو گیا بڑے جوش و خروش کے ساتھ یورپ سے مشرق کی جانب آئے تھے
بے شک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ زائرؤں نے زیادہ زمانے تک الکزیوس کو ہانوس
بیٹھنے دیا۔ شہر نیپلز کا والٹر جو مغل کھلاتا تھا اُس کے پیروں سے بھی زیادہ وحشی
اور بے ضابطہ لوگ غول کے غول گاؤ فرے اور اُس کے ساتھیوں کی فوجوں کے

یونانی شمشاد
پہلی لڑائیوں
کا اثر

زائرؤں کا تازہ
سیلاب

پیچھے روانہ ہوئے تھے۔ یہ لوگ لومبارڈی کے رہنے والے تھے۔ اور شہر ملان کا مسقف
 اعظم ان کا سرکردہ اور سردار تھا۔ الکز یوس نے ان سے کہا کہ اور لوگوں کے آنے سے
 پہلے ہی تم باسفورس کے اُس پار اتر جاؤ تو وہ اُسے کو تیار ہو گئے اور ارادہ کیا کہ پیرچانی
 کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیں۔ جو فوج ان کے بعد آئی وہ ان سے زیادہ باضابطہ
 تھی اور اس کا سرکردہ چارٹرس کا نواب تھا۔ اس کے ساتھ شہنشاہ ہنری چہارم کا
 خاص عرض بھی بھیجا تھا۔ جو دعویٰ کرتا تھا کہ بین بغداد پر حملہ کر دینا اور خلافت کو
 مٹا دینا کا۔ لیکن علاقہ فراخیہ کے ایک قصبہ کے یونانی پادری کے لباس نے ان لوگوں
 کو ایسا برا فروختہ کیا کہ پادری اور غیر پادری سب قتل ہوئے۔ اور آخرین ان لوگوں کا
 بھی وہی ہشر ہوا جو ان لوگوں کا ہوا تھا جنہیں قلیج ارسلان پہاڑی پر لے جا کے قتل کیا تھا
 جو گردہ نیویرادہ پوٹیرز کے نوابوں اور ورماندو کے ہیسوع کے جھنڈوں کے نیچے
 گئے تھے انہیں بھی کچھ ان سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ ہیسوع کے ساتھ مدہ ہائون
 تعین جن کو یہ امید تھی کہ ہم کامیابی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بیت المقدس پہنچ
 جائیں گے۔ مگر ان کے اس سخت مصیبت کے سفر کا خاتمہ اور انجام یہ ہوا کہ بغداد
 اور مشرق کے دیگر بڑے بڑے شہروں کے برد و فروشی کے بازاروں نے رونق پائی
 نیویرز اور پوٹیرز کے نواب اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ پایادہ النطاکیہ پہنچے
 ورماندو کا ہیسوع خطروں سے جان بچا کے طرسوس پہنچا اور وہیں پونڈین ہوا
 الکز یوس کی ساری عمر بے انتہا لڑائیوں میں گزری۔ جن میں سے بعض میں
 مجبوراً شریک ہونا پڑا تھا اور بعض اُسی کی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ زندگی بھر اُس کی کیفیت
 رہی کہ جیسی سرت اُسے اپنے مکر و فریب کی کامیابی پر ہوتی تھی وہ میدان جنگ میں
 کسی بڑی سی بڑی فتح سے بھی نہیں حاصل ہوتی تھی۔ اُس کی تاریخ نویسی بیٹی اتا نے
 اپنے تصانیف میں اُس کی بعض بدتر سے بدتر بڑائیوں کو بھی اُس کے بہترین اوقات
 میں داخل کیا ہے۔ لیکن آخرین اُس کی اسی بیٹی اتا اور اُس کی بی بی ایرین کو بھی
 معلوم ہو گیا کہ اُس کی فطرت کی بدولت اُنہیں بھی تکلیف اُٹھانی پڑے گی۔ مرتے
 وقت اُس نے اپنے بیٹے جان کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ ان مان بیٹیوں کی اعلیٰ
 سے اعلیٰ امیدوں کو بھی منقطع کر دے۔ اور اسی نامرادمی کی وجہ سے الکز یوس کی

سالہ
 ورماندو کے
 ہیسوع کی موت

شہنشاہ الکز یوس
 کی موت

سالہ

بی بی نے اُس کے مرتے وقت جو کلمہ اُس سے کہا وہ یہ تھا اب تم مرتے ہو اور
اس وقت بھی تم ویسے ہی دغا باز ہو جیسے کہ ساری عمر ہے تھے ۱۱

قسطنطنیہ میں جس وقت الکزیوس پرنسز کا عالم طاری تھا اُسی وقت بالڈون
بیت المقدس کا لاطینی بادشاہ مین جان نور ہا تھا۔ جب ان وہ فاطمی خلیفہ کی قوت
تورنے کے لیے گیا تھا۔ اُس کی لاش صندوق میں بند کر کے بیت المقدس لائی
گئی اور گاڈ فرے کے مقبرے میں دفن ہوئی۔ جس دن تجیز و تکفین ہو رہی تھی
اُس کا جاننشین منتخب کرنے کی غرض سے کونسل انظر جمع ہوئی۔ اُس کا بھائی پوپ مسٹاس
یورپ میں تھا۔ مجبوراً اُس کے عزیز پورخ بالڈون کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا۔ اُس
کی تخت نشینی کی سفارش بیت المقدس کے پہلے لاطینی بادشاہ نے بھی کی تھی۔ اور
شاہ بریتانیا کو رٹنے کا رٹیں جو سلیم بھی اُس کا حامی تھا۔ چنانچہ اسی احسان کے معاوضے
میں اس بالڈون نے ایڈتسا کی فرماندائی خود جو سلیم کو دے دی۔

بالڈون دوم
شاہ بریتانیا
سلاطین
سلاطین

اس بادشاہ کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ اس سے پیشتر کے حکمرانوں
کی طرح اُس کے عہد حکومت میں بھی لاطینی سلطنت وسیع ہوتی رہی۔ نئے مقبوضات
نئے حکمرانوں کو دیے گئے۔ جوانی اُن تازہ جاگیروں پر سلطنت بیت المقدس کے
خراہگزدار حکمرانوں کی میثیت سے قابض رہے۔ بالڈون اول کے عہد میں چھ دن کے
محاصرے کے بعد شہر سدون پر قبضہ ہوا تھا۔ اس شہر کے محاصرے میں لاطینیوں کو
ملک ماروسے کے رئیس سیوارڈ کی بھری اور بری فوج سے بہت مدد ملی تھی۔ اس کے
نوبرس بعد ونیس کا بادشاہ روفنہ اقدس کی زیارت کو آیا اور اُس نے عسقلان
یا شہر طائمر (جسے عرب سورکتے ہیں) کی فتح کے واسطے اپنی بھری فوج دی۔ یہ طے
پایا کہ طائمر پر حملہ کیا جائے اور شاہ ونیس نے اقرار لے لیا کہ فتح کے بعد اُس شہر کا
 نصف حصہ اُسی کے زیر حکومت رہے گا۔ اور خاص بیت المقدس میں بھی ایک گرجا
 اور ایک سڑک اور چند اور حقوق ونیس والوں کو دیے جائیں گے۔ پانچ مہینے تک
 محاصرہ رہا۔ جس کے بعد اس مقام نے جواب بھی رونق پر تھا اور کسی زمانے میں
 فنیقیہ کا بے غیر شہر تھا۔ مجبوراً اطاعت قبول کی۔ اور سحیت کے ایک سقف عظیم
 کا صدر مقام بن گیا۔

سلاطین
سلاطین
طائمر کی فتح

بیت المقدس کے تخت پر گاؤ فرسے کا تیسرا جانشین مُفلک آف انجو قرار پایا۔ جس کے دور میں بہ نسبت اُس کے مابین تاجداروں کے زیادہ امن و امان تھا۔
 طرابلس کے حکمران ریمینڈ پر اُس کے دمانے میں حلب کے سلطان زنگی نے حملہ کیا تھا۔
 وہ اُس کی مدد کو گیا تھا جہاں پاریس یعنی مانٹی فرائٹ کے قصر میں قید ہو گیا۔ اور بہت
 کچھ روپیہ دینے کے بعد رہائی نصیب ہوئی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا بالڈون ثالث
 تخت نشین ہوا۔ تاج شاہی سر پہ رکھنے کے وقت وہ تیرہ برس کا تھا۔ اُس کی قسمت
 میں غنیمت یہ تماشہ دیکھنا لکھا ہوا تھا کہ مغرب والوں کی ببادری دوسری صلیبی لڑائی
 میں کیا کرشمے دکھاتی ہے۔ انطاکیہ اور ایڈسا کے مسیحی بادشاہوں کے باہمی جھگڑوں
 نے زنگی کو اس بات کا موقع دے دیا کہ کورنٹس کے جو سلین دوم کے دار الحکومت پر
 حملہ کرے۔ ایڈسا والے اٹھارہ دن تک نہایت تشویش کے ساتھ اُس محاصرے کے
 انجام کا انتظار کرتے رہے جس میں دشمنوں کی کامیابی اُن کے حق میں پیام مرگ کا اثر
 رکھتی تھی۔ گاؤ فرسے اور اُس کے ساتھیوں نے جو مظالم بیت المقدس کی فتح کے
 وقت کیے تھے وہ دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ اور زنگی کے سرداروں
 نے سپاہیوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ فتح کرنے سے لوٹنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اس
 نصیحت پر ترکی سپاہیوں نے پورا پورا عمل کیا۔ اور ایڈسا کو فتح کرتے ہی جو فوجی زیری
 اور ظلم اُن سے ظاہر ہوا ثابت کر رہا تھا کہ ظلم کرنے میں اہل اسلام بھی عیسائیوں سے
 کچھ کم نہیں ہیں۔ زنگی کے مارے جانے پر ایڈسا کے جو سلین کے دل میں پھر اُسید پیدا
 ہوئی کہ شاید وہ شہر پھر اُسے مل جائے۔ اس کوشش سے پھر دوبارہ مصیبت ہی سے
 سابقہ پڑا۔ اور اب سو اِس کے کہ مغرب کی سچی دُنیا کے مذہبی جوش سے فریاد کی جاے
 اور کوئی چارہ نہ تھا۔

پانچواں باب

دوسری صلیبی لڑائی

جو کام بطرس راہب نے پہلی صلیبی لڑائی میں کیا تھا وہی کام مقدس
 ہرنارڈ نے دوسری صلیبی لڑائی میں کیا۔ بطرس کو ہرنارڈ نہایت ہی حقارت کی

دوسری صلیبی
لڑائی کا داعی
برنارڈ

نظر سے دیکھتا تھا۔ اُس پہلی عظیم الشان مہم میں جو ناکامی ہوئی اُس کا ذمہ دار وہ اُس
مجنون رہنما ہی کے متعصبانہ شعور و ن کو قرار دیتا ہے۔ وہ پاک لڑائی جس کا جوش پھیلانا
وہ اپنا فرض سمجھتا تھا اُس میں کامیاب ہونے پر اُسے پورا اوثوق تھا۔ اپنی مقصد وری
کا اُسے جس قدر یقین تھا اور جس کا اظہار وہ ہر جگہ کرتا پھرتا تھا اُس سے صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ اُس کی سرسبزی کے زمانے میں مغربی دنیا پر گوشہ نشین۔ اہیون کا کس قدر
اثر پڑا ہوا تھا۔ اس کے مقابل مشرق کے گوشہ نشین راہبین کے اثر پر اُن دنوں
روز بروز پانی پڑتا جاتا تھا۔ مغربی فائقہا ہون کے جیسے شاہی دیوان خانے
بنے ہوئے تھے کہ اُن میں سے خطوط حکماء کی شان سے نکل نکل کے مسیح کے
جان نشین (لوپ) کو سترت یا مشورت دیتے تھے۔ بادشاہوں اور مدبران مملکت کو
نصرت ملاتے کرتے تھے۔ دینداروں کو چمکاتے اور اُن کی رہنمائی کرتے تھے۔ مگر اُن
کو راہ پر لاتے تھے اور بے دینوں کو درہم و برہم کرتے تھے۔ ان اعلیٰ عهدوں پر اُسے
(مقدس برنارڈ کو) ایسا اختیار حاصل تھا کہ کسی بڑی سی بڑی دنیاوی قوت کی اس
کے سامنے اصل حقیقت نہ تھی۔ بہ حیثیت کسی صحبت کے رکن اور کسی فوج کے سپاہی
کے جو ایک شنشاد کی طرف سے معرکہ آرائیان دکھانے کے لیے ہو یہ تمام امور اُس
کے فرائض میں داخل تھے۔ وہ ایک ایسا ناسٹ تھا جو روحانی ذرہ بکتر بنے ہوئے
تھا۔ اعتقاد کی زبردست اور نہ مغلوب ہونے والی تلوار ہاتھ میں تھی۔ اُس نے
تعمدہ داروں اور نوابوں کی زبان حاصل کر لی تھی۔ اور ریاست نوابی کی علامتوں اور
اصطلاحوں کو اُن سے اٹھ کر کے رہبانیت اور گوشہ نشینی میں کرنے والوں میں منتقل
کر لیا تھا۔ اُس کی۔ اسے میں کچھ کرنا سب سے مقدم تھا جس کے مقابل ایک گوشہ
عزت میں تنہا بیٹھے رہنے کو وہ کوئی چیز نہ سمجھتا تھا۔ وہ اپنے گھر سے بھاگ کے خانقاہ
میں بیٹھا بھی تھا تو اس وجہ سے کہ بیان اُسے نفسانی مادے اور روحانی خرابیوں
پر غالب ہونے کا اچھا موقع حاصل تھا۔ نفس کشی کے واسطے جو سخت سے سخت
طریقہ نظر آتا ہے وہ اختیار کرتا تھا۔ اور اگر اُس طریقے سے ہی نفس کشی میں کامیابی
نہ ہوتی تو کسی اور طریقہ ریافت کا جو بیان ہوتا۔ تدوین تو امد میں اگر اُسے ذرا بھی
نفس پروری نظر آتی تو اُن کی اصلاح کی کوشش کرتا۔ الغرض سینٹ برنارڈ

کی ایسی زندگی تھی۔ وہ اول سے آخر تک ایک صلیبی جہاد رہا۔ مگر جس جہاد میں اُسے سب سے زیادہ جفا کشی کرنی پڑی۔ اور جس میں اُسے کامیابی حاصل ہوئی وہ وہ جہاد تھا جو اُسے خود اپنے خاندان کے مقابلے میں کرنا پڑا۔ اُس کی ماں نے منت مانی تھی کہ اپنے تمام بچوں کو خدا کے نذر کر دوں گی۔ اور برنارڈ اسی بات کو اپنا سب سے پہلا فرض سمجھتا تھا کہ اپنی ماں کی منت پوری کرے۔ دنیاوی قوت۔ دولت و شہرت اور عزت و حرمت اُس کے قبضے میں تھیں مگر اُس نے ان سب کو الگ ڈال دیا۔ مولیرم کے بزرگ گھرانے نے اپنے چند پر جوش ارکان ایک انگریز کے اسٹیفن ہارڈنگ کی ماتحتی میں بھیجے تھے۔ انھوں نے مقام سیٹون میں آکے جہاں سے سٹر قیاب فرقہ پیدا ہوا تھا۔ علاقہ ماے شاپن میں اور برگنڈی کی سہ حد پر اپنی خانقاہ بنائی۔ برنارڈ اپنے غنوان شباب میں سین آکے رہا۔ چند روز بعد اس خانقاہ کو چھوڑ کے کسی نئے گھر آنے کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور اُس تریک اور بن نام لگائی میں جا کے وہ خانقاہ بنائی جو پویشہ اُس کے نام کی یادگار رہے گی۔ اور جسے اُس نے کلیر و کے نام سے موسوم کیا۔ سین اُس کے باپ نے رامیانہ زندگی اختیار کی اور اُس کے آغوش میں بیٹھ کے جان دی۔ اُس کے بھائی اور اُس کی بہن اُس سے پیشتر ہی خانقاہ میں داخل ہو چکے تھے۔ مگر سب نے کوئی نہ کوئی دوسری اٹھا ہی کے یہ ترک دنیا کی زندگی اختیار کی تھی۔ سچ ہے مشیت ایزدی میں کسی کو دخل نہیں۔ اُس کے ایک بھائی کی بیوی نے اپنے شوہر کی محبت کو کلیسیا کی نذر کرنے سے الحاک کیا تھا۔ مگر وہ نہ وہ ایک مرض میں مبتلا ہوئی جس سے اُسے اپنی نافرمانی کی سزا ملنے کا یقین آ گیا۔ اور فوراً اپنے خاوند کی طرح ایک خانقاہ رہبان میں داخل ہو گئی۔

برنارڈ وہی وہ شخص تھا جس کے دل میں یہ سن کے کہ ایڈسٹا کو مسلمانوں نے پھر فتح کر لیا بے اتنا جوش پیدا ہوا۔ جس طرح وہ کفر اور گناہ کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اسی طرح اس بات کو بھی اپنا فرض خیال کرتا تھا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں (مسلمان) برنارڈ کا اثر سے پاک و معاف کر دے۔ اگر بے دینوں کے ہاتھ سے روٹھ اقدس کا چھیننا فرض تھا پڑنے کے سبب تو یہ بھی ضروری تھا کہ ایسے تباہی بر عمل میں لائے جائیں کہ وہ پاک اور مقدس مقام اور وہ سرزمین جس میں وہ واقع تھا پھر ظالموں کے قبضے میں نہ آسکیں۔ برنارڈ و جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا تو پھر بے کیے قرار نہ لیتا تھا۔ اسی طرح جب وہ

کسی امر پر تقریب کرنا شروع کر دیتا تو کچھ کسی بات کا لکی نہ نہیں کرنا تھا۔ پوپ انٹوسنٹ دوم کی طرفدار ہی میں ایک معمر مرعی پاپائیت کے خلاف اُس نے اس سرگرمی سے کوشش کی تھی کہ اُس کی وجہ سے لوگوں پر اُس کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ معمر دن میں سے کسی کا نہ تھا۔ اسی اثر سے اُس نے ابلارڈ کے مقابلے میں بھی جولاہینی جیسی دنیا کا ایک بہت ہی باریک بین۔ دراندیش اور جری فلسفی تھا۔ بہت کچھ کام لیا تھا۔

سائن کی کونسل سے تین برس پریشتر جس میں برنارڈ کی تجویز کے مطابق ابلارڈ کے خیالات کی نسبت کفر کا فتوے دیا گیا تھا۔ فرانس کا بادشاہ لوئی ششم جو فریب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا مر گیا۔ وہ ایک چھوٹی سی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اور صرف بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں شادیاں کرنے کے ذریعے سے اپنی قلمرو کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اسی قسم کا ایک موقع اُسے اُس وقت ملا جب ایک حکمران ولیم نے جو لوواؤں کی سرپرست کرتا تھا اپنی اکلوتی ولیعهد بیٹی کا دولہا فرانس کے ولیعهد یعنی لوئی فریب کے بیٹے کو تجویز کیا۔ لوئی نے یہ درخواست منظور کی۔ جس کی برکت سے لوئی ہفتم (اُس کے بیٹے) نے باپ اور سرے کے مرنے کے بعد اپنے تین موروثی جاہل و افسے بدرجہا زیادہ مملکت

کا مالک پایا۔ اور شاہدہ اپنی زندگی انھیں کاموں میں مصروف کرتا کہ مگر میں بیٹھا ہوا ملک کی حفاظت و توسیع کیا کرے۔ مگر دفعۃً ضرورت پیش آئی کہ صلیب ہاتھ میں لے کر وہ اپنے دادا کے بھائی ہیوگ آف ورماندو کی پیروی کرے۔ ایک لڑائی میں جو شوینین کے نواب تھیو بالڈ سے ہوئی تھی اُس نے ویری کے قعر پہ دھاوا کر کے آگ لگا دی تھی۔ آخر لوگوں نے اُس کے سپاہیوں سے جان بچانے کے لیے قریب کے ایک گرجے میں پناہ لی۔ مگر آگ اس عمارت تک پہنچ گئی اور اُس میں جتنے لوگ تھے یعنی تیرہ سو مرد و عورتیں اور بچے سب جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ جلی ہوئی اور بھیت لاشیں دیکھ کے اُس کا قدم دم ہوا۔ اور ایسی عبرت ہوئی کہ بیاہ ہو گیا۔ اور اسے اس فلم کے کفار سے میں اُس نے عہد کیا کہ فوج لے کر ارض پاک کو روانہ ہو گا۔ برنارڈ کی ملاقات لسانی نے اس کی ندامت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اور آخر کار وزرے کی کونسل میں خون کے انگوٹھی رنگ کی صلیب کا امر کہ اُس نے اختیار ہی کر لیا۔

یہ ایک شہر ہے جو دریا سے بائیں واقع ہے۔ اور ہر برس سے ۶۱ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔

اس کونسل میں پوپ یوحنا بیس سوم موجود نہ تھا۔ مگر اُس کی قائم مقامی میں ایک ایک دوست اور مشیر شریک تھا جس کی تقریر سے لوگوں کے دل ہلے جاتے تھے۔ اس قائم مقام کے علاوہ یوحنا بیس کا ایک خط بھی کونسل میں پیش ہوا۔ جس میں مسیحی مجاہدوں سے اذہر نوہی سب وعدہ لیے گئے تھے جن کا پوپ ارمن نے کلرمانٹ کی کونسل میں یقین دلایا تھا۔ اور انھیں اُن بدکاریوں سے بچنے کی تنبیہ کی گئی تھی۔ جو مسیحی نائٹوں کی مصیبت و ذلت کی باعث ہوئی تھیں۔ مگر اُس وقت برنارڈ کی پرزور اور مؤثر تقریر نے ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ سو اس کے کہ چلیے اور مجاہد کیجیے کسی کے دل میں اور کوئی خیال نہ تھا۔ جماعت نائٹس ٹمپلز کے ارکان جنھوں نے اپنی بہادری و شجاعت سے اُن نون دنیا کو متحیر کر رکھا تھا انھیں کی طرف خطاب کر کے برنارڈ نے تقریر کی تھی۔ ان لوگوں نے پہلے تو بیت المقدس کے راستے میں قیام اختیار کیا تھا تا کہ زائرین کی حفاظت کریں پھر جہاں کے خاص شہر مقدس میں ٹھکن ہوئے تھے۔ بالڈون ووم نے روضہ کے مشرقی کنارے اُنھیں کچھ زمین بھی دے دی تھی۔ اور ان لوگوں نے مسجد اقصیٰ کو اپنے مذاق کے موافق پاک صاف کر کے اپنا گرجا قرار دیا تھا۔ ان تندخو بہادروں کے دل میں جوش پیدا کرنے کے لیے جو اپنے تئیں روضہ اقدس کا متولی کہتے تھے زیادہ طلاقت لسانی کی ضرورت نہ تھی۔ اور برنارڈ کی فصاحت و بلاغت تو صلح جو سے صلح جو شخص کے دل میں بھی جوش کی آگ بھڑکانے کے واسطے کافی تھی۔ اس نئے مذہبی فلسفہ میں تصانی پن سب سے بہتر ذریعہ خوشنودی خدا خیال کیا جاتا۔ اور فزیری بہترین عبادت قرار دی گئی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ اس پاک لڑائی میں جو مسیحی بے دینوں کو قتل کرے گا اُسے فرد بالفور اجر آخرت ملے گا۔ خامتہ اس صورت میں جبکہ وہ لڑتے لڑتے شہید بھی ہو جائے دینوں کے مرنے پر مسرور بھی ہونا چاہیے۔ کیونکہ اُس سے حضرت مسیح بھی خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر مسیحی کی شہادت پر خود وہ مسیحی بھی زیادہ محفوظ ہوتا ہے اور جناب مسیح بھی بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اب پھر جوش کے دریا کے دہانے کھل گئے اور وہ کلرمانٹ کی کونسل کا سماں کسی قدر تغیر کے ساتھ پھر نظر آنے لگا۔ برنارڈ فرانس کے بادشاہ کو ساتھ لے کر جوصلیب کا تھمہ اپنے سینے پر لگائے ہوا تھا ایک چوبی مہر پر چڑھا۔ اور پُر جوش مجمع کی طرف مخاطب ہو کر جو ہر فصاحت

۱۱۳۶ء دیر

کی کونسل

برنارڈ کی تقریر

نائٹس ٹمپلز

کی جماعت

دیکھنے لگا۔ اُس کے الفاظ میں اس بلا کا جوش تھا کہ تقریر ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ سب نے
یک زبان جو کہ مصلیب کا معرکہ مانگا۔ اور برنارڈ نے وہ معرکہ تقسیم کرنے شروع کیے۔
جو وہیں موجود تھے۔ جب موجودہ معرکہ ختم ہو گئے تو اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے
اور اُن کی وجہیں کی مصلیبین بنانے کے بانٹنی شروع کر دیں۔

لیکن اگر لوئی شاہ فرانس کو بچ کرنے میں بہت جلدی کرتا تھا تو جرمنی کا حکمران
کو نرا ڈاؤسی قدر تساہل کرتا تھا۔ اس جرمنی فرمان روا کو بجائے اس کے کہ مشرقی بے دنیوں
کو جا کے قتل کرے جنہیں وہ جانتا بھی نہ تھا کہ کون ہیں۔ اس بات کی زیادہ فکر تھی کہ
خوابے اُن باجگزاروں کو ملے جو دن کو مغلوب کر کے مطیع بنائے جنہوں نے سرکشی پر کہ بائبل
رکھی تھی سب بڑا دن آگیا اور برنارڈ نے پہلے شہر اسپاٹز میں اور اُس کے بعد شہر
راٹسہاٹن پہنچ کر شہنشاہ جرمنی کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ اُس کا
فرض ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جہاد کرے کو نرا ڈاؤنے وعدہ کیا کہ کل جو اُنے لکھا
دوسرے دن جس دن کہ جواب ملنے کا وعدہ تھا برنارڈ نے ایک پر جوش تقریر کی۔
جس میں روز جزا کا نقشہ سامعین کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا۔ جبکہ تمام قوموں
اور خاندانوں کے لوگ ابن آدم (حضرت مسیح) کے تحت عدالت کے سامنے جمع
ہوں گے۔ پھر اُس نے شہنشاہ جرمنی کو الزام دیا اور پوچھا کہ بتائیے اُس وقت آپ
کیا جواب دیجیے گا؟ اور اگر آپ دینی خدمت نہ سجالانے کے ملزم ٹھہرائے گئے تو اُس
بے انتہا مذمت اور روحانی شکایت کا کیا علاج کریں گے جو اُس وقت آپ پر
طاری ہوئی؟ یہ تقریر سن کر کو نرا ڈاؤ کا دل پانی پانی ہو گیا۔ زار و قطار روئے لگا
اور اُسی وقت معرکہ مصلیب اختیار کرنے کا وعدہ کر لیا۔ شہنشاہ اور تمام حاضرین میں
یہ مصلیبی معرکہ تقسیم کرنے کے لیے برنارڈ تیار ہی تھا۔ لہذا فوراً بڑھ کے خود
اپنے ہاتھ سے اُس نے شہنشاہ اور سب لوگوں کے شانوں پر تھنے لگا دیے۔
تب جھنڈا جو گرے کی نذر کر دیا گیا تھا اُسے برنارڈ قربان گاہ پر سے اٹھا لایا۔
شہنشاہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور یوں خدا کا ہاتھ اُن چورون اور بدعاشوں کے
مجمع میں نمایاں ہوا جو مصلیب کے حامیوں میں اپنے نام درج کرانے کو جمع ہوئے
تھے۔ اس کے چار مہینے بعد شہنشاہ فرانس لوئی نے شہر سنٹ ڈینیس میں پوپ کا

صلیبی لڑائی کی
شرکت میں
خبریں شہنشاہ
کو نرا ڈاؤ کی سستی

خیر مقدم ادا کیا اور یوحنہ نے خاص قربان کا وہ ہر سے زائرین کا عصا اور تھیلا عطا کیا۔ لیکن
ساتھ اُسے وہ علم بھی دیا گیا جو اس لیے تھا کہ وہ اُسے کے فتح کے میدان میں جائے۔ ہرنارڈ
کی طرف نسبت اور کم کے لوگوں کے جن کو اُس کے خلوص کا پورا پورا یقین نہ تھا وہ دینارڈ
عقیدت کشن سنجوں کے خیالات زیادہ مائل ہو گئے۔ لیکن جب انھوں نے التجا کی کہ آپ
اس ہم میں ہماری سرداری بھی کیجیے تو اُس نے جواب دیا کہ میں کوئی فوجی انسر نہیں ہوں۔
سرداری کے لیے تمہیں کوئی ایسا شخص ضرور مل جائے گا جو دنیا وہی فوجوں کی روک تھام
کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

بطرس راسب اور والٹر مغلس کے ان پردوں نے جب اُس علاقہ میں کوچ کرنا
شروع کیا جو دریا سے رائن کے آس پاس ہے تو سب سے پہلے اُن کا جوش جہاد میں
دہلا دینے والے مظالم سے ظاہر ہوا جو یہودیوں پر کیے گئے۔ اس کا رد والی پُرانہ گردہ ہون
انہیں بھی عمل کیا جو اب شمشادہ جرمنی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے تھے۔ خون آشامی
کی اس پیاس کو راولڈ لفٹ نام راسب نے اپنی دردوں کی ایسی صیغہ بھکاری سے نیکار کیا تھا۔
اسی متعصبانہ گہرا رنے ایک اور شخص کا نام بھی اُس کے طرفداروں کی فہرست میں لکھ دیا
جو اور حشیتوں سے دیکھا جاسے تو ہر زمانے میں قابل تنظیم رہے گا۔ یہ کلنگنی کا استغفار بطرس
مغظم تھا۔ مگر ان برنارڈوں بے گن ہون کے ساتھ تعصب نہ کر سکا جن پر کسی خطا کا مظہر
بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ اور اُن لوگوں کو سزا دینے سے اُس نے قطعاً انکار کیا جن کا گناہ فقط
یہ تھا کہ اُن کے آبا و اجداد پانیٹیوس پائلٹ کے زمانے میں کسی جرم کے مرتکب ہوئے تھے
اُس نے کہا "یہودیوں کو خود خدا نے یہ سزا دے دی کہ اُن کی جماعت منتشر ہو گئی۔ اب
انھیں قتل کی سزا دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔" آخر کار راولڈ لفٹ اپنی خانقاہ میں
عہ پانیٹیوس پائلٹ ارض مقدس کے اُس رومی گورنر کا نام ہے جس کے عہد میں حضرت مسیح کا واقعہ
پیش آیا تھا۔ جب یہودیوں نے جناب عیسیٰ کو ماخوذ کر کے آپ کے مصلوب کرانے کا حکم پائلٹ کو
سے زبردستی اُسے مجبور کر کے حاصل کیا تھا۔ اور جب اُس نے ہاتھ دھو کر کہا کہ میں اس
بیگناہ شخص کے خون کو اپنے سر نہ لوں گا تو سب یہودیوں نے متفق الفاظ کہا تھا کہ اس کے خون
کو ہم اپنے سر پہنچے ہیں۔

عہ۔ مگر اس امر طانی پہنچے یہودی دیگر قسم کے جبر و تعدی سے نہیں بچ سکے۔ کلونی کے متعلق

واپس بھیجا گیا۔ مگر پھر بھی ایسے غول کے جوش کو دباننا آسان نہ تھا جس کی گردن پر علاقہ داران کے تمام بڑے شہروں کے صد ہا مظلوموں کا خون سوار تھا۔

کونراڈ اور لوئیس شہر مینٹین میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ لوئیس کے ساتھ کسی جوڑا اسے لی زیمبی آئی تھی۔ اور یہیں نواب طولوس۔ نواب نویر۔ نواب فلانڈر۔ اور اس صلیبی جہاد کے دیگر سردار بھی آکے اس لشکر میں مل گئے۔ جن میں کہا جاتا ہے کہ راجہ دی مابرسے اور علاقہ جات وارن اور سرسے کے اُمرا بھی تھے جو انکشتان کے لوگ تھے۔

کونراڈ اور لوئیس کی سرداری میں صلیبیوں کا کوچ کرتا۔

اس محم کی داستان مختصر یہ ہے۔ جو لشکر جمع ہوا تھا اُس کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر اس قسم کی مہموں میں سب سے زیادہ غیر قابل اعتبار راجہ لشکر کی تعداد ہی ہو سکتی ہے۔ یہ بات یقینی طور پر معلوم ہی نہیں ہو سکتی کہ لشکر کا شمار کس قدر تھا۔ ممکن ہے کہ یہ لشکر تو جون کی باقاعدگی نے راستہ کے خطروں کو گھٹا دیا ہو۔ اور یورپ کی سرزمین طمع کرنے والی دشواریاں ہلکی ہو گئی ہوں۔ اور ممکن ہے کہ عورتوں کے غول نے جو اپنے خیال میں فتح ہی کے لیے کوچ کر رہا تھا اس سفر کے خوشگوار می سے ملے ہو جانے پر اپنے آپ کو مبارکباد دے لی ہو۔ یہ عورتیں برجھوں اور ڈھالوں سے مسلح تھیں۔ اور گولڈن فونڈ ٹیم (جناب مریم کی شہر سے پاؤن والی مورت) اُن کے آگے آگے تھی۔

اصلی خطرہ اُس وقت سے شروع ہوا جب یہ صلیبی سپاہی یورپ سے گزر کے ایشیا کے علاقوں میں داخل ہوئے۔ کونراڈ کو یونانی شہنشاہ مینول پر جو پہلی صلیبی

قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینول کی ملاقات سے کونراڈ کا انکشتان

یہ خیال کیا کہ یہ کونراڈ کو اُس جہز کی بنیاد پر سزا دی جانی چاہیے جو اُن کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔ لہذا اُس نے لوئیس شاہ و فالنس کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں سرکرائی کے مصارف کے لیے فردی سرمایہ یهودیوں سے لے کے جمع کیا جائے۔ چنانچہ یودیوں نے ایک بڑی بھاری رقم اس صلیبی لڑائی کے لیے دی۔ ہسٹری آف کرڈسٹس مصنفہ جوزف فرانسوا میشو۔

مہ شہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس ہر ایک ساتھ ساتھ نہرا آہن پوش سواروں کے جھبڑ میں تھے۔ اُن کی زرہ پوش ہیدل فوج کا شمار اٹھائی لاکھ سے زیادہ تھا۔ مہمبان۔ مقتدایان دین عورتوں اور بچوں وغیرہ کی تعداد علاوہ تھی۔ جن سب کا شمار تقریباً دس لاکھ آدمیوں کا تھا۔ ہسٹری آف کرڈسٹس۔ مصنفہ میجر پراکٹر۔

یورپ کے زمانے والے شہنشاہ کلگز یوس کا پوتا تھا سخت بدگمان ہونین۔ اور اس کے قسطنطنیہ پہنچنے سے پہلے ہی یہ بدگمان اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے اس یونانی شہنشاہ کے ملنے سے انکار کر دیا۔ اور بغیر اس سے ملے آہنا سے باسفرس کے بار بار گیا۔

شاہ فرانس زیادہ خلیق تھا لیکن اسے بھی مینول کے بذات خود آکر خیر مقدم ادا کرنے پر اگر کچھ خاطر جمع ہوئی تھی تو یہ خبر سنتے ہی وہ خوف زدہ اور مارے غصہ کے بیتاب ہو گیا کہ قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینول اور تونیہ کے ترک سلطان میں بغیہ خط و کتابت جاری ہے۔ جس قدر غضبناک اور برہم ہوئیں تھا اسی قدر اس کی فوج کے لوگ بھی برہم و غضب آلود تھے۔ اس موقع پر اگر بعض نے یہ رائے دی کہ سب سے اہم وہی فرض ہے جس کے لیے ہم ارض مقدس کو جارہے ہیں۔ اور وہ ہر قسم کی اندرونی آزار رسانیوں کا انتقام لینے پر مقدم ہے تو اور لوگوں نے اس بات کا اصرار کیا کہ وہ سلطنت جس نے روضہ اقدس سچ اور ارض مقدس کو اپنے قبضے سے نکل جانے دیا۔ اور زائرین و حایمان صلیب کے راستہ میں فقط مزاحمتیں ہی پیدا کیا کرتی ہے اسے صفحہ زمین پر سے بالکل مٹا دینا چاہیے۔

لوگوں کو بھلا ٹھسلا کے یہ جوش و خروش کا طوفان سر دست دبا دیا گیا۔ اور مجاہدین صلیب آگے روانہ ہوئے۔ مگر آگے بڑھ کے یہ حال کھلا کہ مینول نے ان کو جو راستہ بتانے والے دیے تھے وہ یا تو انھیں بھگا کے پیپر رگزار میں پھال لے گئے۔ یا دغا بازی سے انھیں لے جا کے عین دشمن کے سامنے کھرا کر دیا۔

کوئٹاؤ کے ہزار آدمی لیکاؤ دنیا میں ضائع ہوئے۔ اور بادشاہ فرانس نے جسے دھوکا دے رکھا گیا تھا کہ بڑی کامیابی سے کوچ کر رہا ہے اس کا نیا نام جھیل کے کنارے پہونج کے اچانک یہ خبر سنی کہ وہ سخت تنہا ہی میں مبتلا ہو گیا۔ وہ تنہا چال بھاگنے والے جن کی زبانی کوئٹاؤ نے اپنی سخت برباد کن شکست کی خبر سنی تھی انھیں کے ساتھ وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ اب دونوں یورپین بادشاہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اس راستہ ہی کو چھوڑ دوں جو عام زائرین کا راستہ تھا۔ اور ان ضلوع میں سے ہو کے گزرین جو بحر ایجین کے کنارے کنارے واقع ہیں۔ قدیم لہڈیا والوں کے شہر فلیڈ لہڈیا تک پہونچے تھے کہ کچھ ایسے تنہا ہی کے سامان نظر آئے کہ

مینول پر دغا بازی کا گمان۔

کوئٹاؤ اور یوس کا تنہا کئی سفر۔

اکثر لوگ قسطنطنیہ واپس جانے پر مجبور ہوئے۔ اور خود کو نرا ڈیجی شہر فسوس کے قریب
جہاز پر سوار ہو گیا۔ اُدھر لوٹیں اپنے ہمراہیوں کو لیے ہوئے میانڈر کے کناروں تک
بڑھ گیا۔ جہاں ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ ترکوں نے چونکہ حملہ میں محبت کر دی تھی لہذا
انہیں فاش شکست ہو گئی۔ مگر لاؤدلیقا کے آگے ہٹا کر لکھا یونین ترکوں کو اس
شکست کا معاوضہ انتقام سے بھی کچھ بڑھ کے مل گیا۔ آخر وہاں سے ہونا ک قتل خون
برداشت کر کے فرانسیسی لوگ قدیم میفلیدالون کے شہر اطالیہ میں پہونچے۔ تجویز تو پیش
کی گئی تھی کہ اُس بندرگاہ سے سب لوگ عام اس سے کہ سپاہی ہوں یا زائر مسند رکے رہے
سے انطاکیہ کو روانہ ہوں۔ مگر طے یہ ہوا کہ صرف زائرین دریا کے راستہ سے سفر کریں۔
اس لیے کہ لوٹیں شاہ فرانس نے اس بات پر زور دیا کہ سپہگروں کو گزشتہ فاحین
بیت المقدس ہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ لیکن جہاز جن کے فراہم کر دینے کا والی
اطالیہ نے وعدہ کیا تھا وہ اس محدود غرض کے لیے بھی کافی نہ نکلیے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ
بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ ان جہازوں پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا۔ اور زائرین بیمار
کے نواب فلینڈرس کی حفاظت میں چھوڑ دیے گئے۔ اُس نواب کے پاس جو فوج
تھی وہ حواست کے لیے کافی نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ بیماروں کو خود اہل اطالیہ نے مار ڈالا
اور زائرین پر ترکوں نے سخت یورش کی۔ نواب فلینڈرس تو مسند رکے راستہ سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ اور سات ہزار شکستہ حال آوارہ گرد گرتے پڑتے اُس ٹرک پر پڑ لیے
جس پر سے ہو کے انہیں بیت المقدس پہونچنے کی امید تھی۔ مگر خاتمہ اس سفر کا شہادت
ہو جو پوپ اربن اور یوحنیس کے وعدوں کے مطابق ذریعہ نجات تھی۔

بادشاہ فرانس اپنے لشکروں کے ساتھ انطاکیہ میں پہونچا تو شہر حلب
اور نہراورونٹس کے کنارے والے شہر قیساریہ کے حکمران ترکوں کے دامن
ان لوگوں کے ورود کی خبر سن کے تھوڑی دہشت منین پیدا ہوئی۔ مگر باوجودیکہ بڑے
اہم رکے ساتھ اسے مجبور کیا گیا کہ ترکوں کی اس کمزوری کو نعمت جان کے ان پر اچانک
ایک سخت حملہ کر دے۔ مگر وہ بیت المقدس کے سفر کے ارادے سے ہرگز باز
نہ آیا۔ اور ملکہ اے لی نے جو وہیں ٹھہرے رہنے کی شایق تھی اُس سے ٹھہرنے
کے لیے التجا کی تو اُس کے دل میں اپنی حسین ملکہ کی جانب سے اور بدگمانی کے

بادشاہ فرانس کی
بیت المقدس میں
پہونچنا۔

خیالات پیدا ہوئے۔ آخر سخت تباہیوں کے بعد اُس کا شہر یروشلم میں داخل ہوا اور وہ
 کامیابی ہی کے شل سمجھا گیا۔ وہاں کو نرا ڈوسے جو طالمیس میں پہنچ گیا تھا مشورہ لینے
 کے بعد یہ تجویز قرار پائی کہ سردست شہر اٹریسا کا واپس لینا ملوٹی رکھا جائے جو اصل میں
 مہم کی اصلی غرض تھی۔ اور بعض اُس کے شہر دمشق کا محاصرہ کیا جائے اور بنجیل خود وہ
 فتح کر لیا جائے۔ اس لیے کہ یہ شہر زیادہ با وقعت اور قریب تر تھا۔

شہر دمشق پر حملہ
 کرنے کا سامان

نائٹس آف ہسپتال اور سینٹ جان کے نائٹوں کی مدد سے شہر دمشق کا محاصرہ

عہد ملکہ اے لی زبسن قدر شریف۔ دولت مند اور صاحب جمال تھی اُسی قدر اُس کا چال چلن خراب تھا
 اُس نے صرف ملیش فوج کے بعض سرداروں ہی سے ناجائز تعلقات نہیں پیدا کیے بلکہ انطاکیہ میں
 متعدد مسلمان ترکوں کے لیے بھی اپنا آغوش شوق کھول دیا۔ اور صلاح الدین نام ایک نئے جوان
 ترک پر تو اس قدر بغینہ ہو گئی کہ اُسے بہت کچھ دولت دی۔ اور اُس کے عشق میں اپنے شوہر
 شاہ فرانس تک کے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ بعض یورپین مورخین غلطی سے اس صلاح الدین
 کو صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس سمجھ گئے ہیں۔ حالانکہ شہرت کے دربار میں اس وقت
 اُس کا پتہ بھی نہ تھا۔ اور اُن دنوں وہ بہت کم سن ہو گا۔ بس انھیں اسباب سے لوٹیں گو اس پر
 بدگمانی ہوئی۔ ہسپتالی آف کروسیڈس مصلحہ جوزف فرانسوا میٹو۔

عہد ایک مذہبی اور فوجی اعزاز جو ابتدا میں بیت المقدس میں بارہویں صدی کی ابتدا میں چرچ
 خروش کے ساتھ نائٹوں اور نیز روڈس کی حمایت کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ ہسپتالیوں کو کہتے ہیں
 یہ لوگ اس لفظ کی جانب اس لیے منسوب تھے کہ بیت المقدس میں وہاں کے فرنگی بادشاہ
 بلدون دوم کے قعر کے ایک کمرے پر قابض ہا کرتے تھے جو مسجد اقصیٰ کے قریب تھا۔ بیت المقدس
 پر جب صلاح الدین نے قبضہ کر لیا تو یہ لوگ یورپ میں جا کے پھیلے۔ جہاں ابتدا میں تو بڑی
 ترقی ہوئی اور بڑے دولت مند بن گئے مگر آخر میں اُن کی فصول خرابی و بدکاری کے باعث
 سلطان عزمین کو نسل وین نے اُن کا استیصال کر دیا۔ اور سینٹ جان کے نائٹ وہ لوگ
 اکٹلائے تھے جن کو ایک خاص جماعت میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوتا تھا۔ یہ لوگ ہسپتال
 کہلاتے تھے۔ اس لیے کہ انھوں نے سلطان عزمین یروشلم میں ایک شفا خانہ بنایا تھا۔ آج کل
 یورپ میں ان نائٹوں کے وقت جو اکثر رعایا کی طرف سے مجرمین کی امداد و علاج کے لیے
 جماعتیں قائم ہوا کرتی ہیں وہ انھیں لوگوں کی سنت میں ہیں۔ پہلی جماعت نے ایک علاج قائم

ایسی لیاقت و شجاعت سے کیا گیا کہ کامیابی میں بظاہر کوئی شبہ بنین نظر آتا تھا۔ اہل دمشق
 ناامید ہو رہے تھے۔ اور اُن میں سے جن لوگوں کے دلوں میں یہ ہول سا گئی تھی کہ
 بس اب بھانگ ہی ذریعہ نجات ہو سکتا ہے اُن کی تعداد تھوڑی نہ تھی۔ لیکن ہم نہیں
 سمجھ سکتے کہ کیا ضرورت پڑی تھی جو شاہ فرانس اور شہنشاہ جرمن بجائے اس کے کہ
 ہم کے پورا کرنے کے متعلق مشورہ کریں اس بات پر غور کرنے لگے کہ فوج کرنے کے بعد یہ
 شہر کس کے حوالے کیا جائے۔ مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ شہر و دمشق فتح کے بعد
 نواب فلسطینڈرس کو جس کا نام تھی اُرمی تھا دے دیا جائے۔ اس قرار داد پر فلسطین
 یعنی ارض مقدس کے بیرونوں (امرا) میں برہمی پیدا ہوئی جنھوں نے اس میں ذرا بھی
 حائل نہ کیا کہ اپنے گناہوں کی طولانی فہرست میں ایک اور دغا بازی کا گناہ بھی درج
 کرویں۔ اُنھوں نے ترکوں سے رشوت لے لی۔ اور سلاطین یورپ کو باور کرایا کہ
 بہ نسبت اُس طرف سے حملہ کرنے کے جدھر باوجود ہر طرح کی سرگرمیاں دکھانے کے
 شہر پر قبضہ نہ نصیب ہو سکا۔ اگر ایک دوسری جانب سے حملہ کیا جائے تو بخوبی کامیابی
 حاصل ہو جائے گی۔ اس مشورے پر عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلاطین یورپ
 نے شہر کے سامنے کے زرخیز باغوں کو چھوڑ دیا جہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ اور
 اُس اوسرزمین میں جا کے اُترے جہاں رسد کی اس قدر کمی تھی کہ گویا بل ہی نہ سکتی
 تھی۔ اور جہاں اُترتے ہی یہ لڑائی اُنھیں ایک ایسی مہم نظر آئی جس میں کامیابی کی
 کیا تھا۔ اور قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو فری میں لاج جاری ہے وہ بھی اُنھیں کی قسمت
 ہے جس امر کو مسلمانوں کو کان کھول کے سن لینا چاہیے۔

امرا فلسطین
 کی دغا بازی۔

عہ یہ واقعہ ۱۹۱۷ء کا ہے۔ ابن اثیر اس کا یہ حال بیان کرتا ہے کہ:۔۔۔ اس سال بادشاہ
 المان (جرمنی) اپنے اہل ملک کا بڑا بھاری لشکر لے کے بلاد اسلام پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔
 اس کے ساتھ فنگلیوں کی بھی ایک جماعت عظیم تھی۔ اُسے اس میں ذرا بھی شبہ نہ تھا کہ
 آسانی سے فتح حاصل ہو جائے گی۔ جب وہ ملک شام میں پہنچا تو جو فرنگی یہاں موجود تھے
 اُن سب نے اُس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور سب کو ساتھ لے گئے وہ دمشق پر حملہ کرنے کو
 روانہ ہوا۔ اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ مجید الدین الباق بن محمد ان دنوں حاکم دمشق تھا۔ مگر وہ برا
 نام ہی تھا۔ شہر پر زیادہ اثر اُس کے دادا کے غلام سعید الدین انز کا تھا۔ جو عقلمند و دلیر

لشکر کا یہوشلیم کو
واپس روانہ
ہونا

اسصلیبی مہم کی
ناکامی۔

بالکل اُمید نہ ہو سکتی تھی۔ ان مشیرون پر بدگمانی کرنا تو آسان تھا مگر ثبوت نہ ملنے کے باعث
ان کی دغا بازی پر اُنھیں مزادینا مشکل تھا۔ اور غالباً اسی دغا بازی کی بنیاد پر شہر عسقلان
پر حملہ کرنے کی تجویز بھی نامنظور کر دی گئی۔ الغرض لشکر یہوشلیم کو واپس روانہ ہوا۔ کونراڈ
اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ پورپ کو ہٹ گیا۔ اس کے ایک سال بعد اُس کی بیروی
شاہ فرانس نے بھی اپنی ملکہ کے ساتھ کی۔ لوئیس شاہ فرانس کو اپنی ملکہ کے چال کی نسبت
جو بدگمانان تھیں اُن کی پوری پوری تصدیق بعض اُن خاص قسم کے فیصلوں سے ہو گئی
جن کو اُس حسین ملکہ نے اپنے عشق بازی کے جوش میں جاری کیا تھا۔ پورپ پہونچے
مشکل سے دو سال سے زیادہ مدت گزری ہوگی کہ کوئی قرابت کا جیلہ پیدا کر کے اُس ملکہ سے

اور نیک سیرت شخص تھا۔ اُس نے اپنی فوج جیع کر کے مقابلہ شروع کیا۔ فرنگیوں کے پیادوں اور
سواروں نے ۶۔ ربیع الاول کو دھاوا کیا۔ اہل شہر نے بھی لکل کے مقابلہ کیا جن کے ساتھ فقیر
حجۃ الدین یوسف فندلاوی سفر بھی جو پیر فانی۔ زبردست عالم اور بڑے عابد و زاہد بزرگ
تھے محض جہاد و شہادت کے شوق میں باسیادہ میدان جنگ میں آئے۔ معین الدین نے اُن کو
اس حالت میں دیکھ کے روکا اور کہا آپ شیخ فانی ہیں۔ آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر انہوں
نے ایک نئی سنی اور آئیہ کر پڑھ کر اُن قدر اشتراقی بن االمومنین انفسہم اموالہم بان لہم الجنتہ (بہ
تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسوں اور جائیدادوں کو مول لے لیا ہے اس بات پر کہ اُن کے
لیے جنت ہے) پڑھی اور کہا "میں نے سچا اور خدا نے مجھ سے بول لیا۔ خدا کی قسم اب نہ اپنی طرف
لٹی کروں گا اور نہ اُدھر سے کی چاہوں گا" یہ کہہ کے میدان جنگ میں اترے اور فرنگیوں سے
لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس لڑائی میں فرنگیوں کو غلبہ ہوا۔ اور مسلمانوں کی طرف ضعف نظر آنے
سلطان جرمنی اور آگے بڑھ کے اُس میدان میں اُڑا جو میدان انخر کے نام سے مشہور تھا
اور لوگوں کو یقین تھا کہ شہر برتالافس ہو جائے گا۔ معین الدین نے دشمنوں کی یہ یورش دیکھ کے
یہ کارروائی کی تھی کہ سیف الدین غازی بن اتابک زنگی کے پاس جو اس زمانے میں ترکوں میں
سب سے زبردست حکمران تھا اکلا بھیجا تھا کہ آگے مسلمانوں کی مدد کیجیے۔ یہ خبر پاتے ہی وہ اپنی
فوجیں جمع کر کے روانہ ہوا۔ راستہ میں شہر حلب پڑا جہاں کا حکمران اُس کا بھائی نور الدین محمود
زنگی تھا۔ نور الدین بھی اپنی فوج لے کے اُس کے ساتھ ہو گیا۔ اور دونوں بھائی شہر حمص میں
آگے پہونچے۔ یہاں سے سیف الدین نے معین الدین کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ اور کہلا بھیجا

طلاق حاصل کر لی۔ اور ایلینیر نے اپنی دولت کثیر کا وارث اپنے دوسرے شوہر ہنری کو قرار دے لیا۔ جو خاندان نارمن کا شاہزادہ تھا۔ اور بعد کو انگلستان کا فرمان روا ہو کے ہنری دوم کے لقب سے مشہور ہوا۔

بہر حال یون محض ندامت و رسوائی پر دوسری صلیبی مہم کا خاتمہ ہوا سینٹ برنارڈ نے جو سنہ رباع دکھائے تھے اور جو پیشین گوئیاں کی تھیں اُن کی بنیاد پر اس لڑائی کے واقعات سے تکذیب ہو گئی۔ اس مقدمہ لڑائی کی آگ کا ایندھن

سینٹ برنارڈ کو الزام دیا جاتا۔

فدورت ہے کہ میرے نائب شہر دمشق میں موجود رہیں۔ اس لیے کہ میں اُن کے فرنگیوں سے مقابلہ کروں گا۔ اور اگر فرنگی مغلوب ہوئے تو شہر تمہارا ہے۔ مجھے اُس سے کچھ سروکار نہیں۔ غالباً دمشق میں یہ خواہش منظور کی گئی۔ دوسری طرف اُس نے فرنگیوں کو بھی اپنے آپہنچنے کی اطلاع کر کے چھٹی دی کہ غریت اسی میں ہے کہ شہر چھوڑ کے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں بہت جلدی طرح پیش آؤں گا۔ یہ خبر سننے ہی فرنگی اپنی نشت کی طرف سے اندیشہ ناک ہوئے اور شہر پر حملہ کرنا موقوف کیا بعض اوقات اُن سے سیف الدین کے لشکر سے مقابلہ بھی ہوا۔ یہ دیکھ کے اہل دمشق کے حوصلے بڑھ گئے اور اپنے شہر میں وہ المینان سے رہنے لگے۔ معین الدین نے یہ موقع پا کے ایک طرف تازہ وارد ہو پیرمیں سمیون کے پاس کھلبھیگا زبردست سلطان مشرق آپہنچا ہے۔ اگر تم واپس جاتے ہو تو خیر۔ ورنہ میں شہر اسی کے حوالے کر دوں گا۔ دوسری طرف متوطن شام فرنگیوں کو یہ پیام بھیجا کہ ”تمہاری عقل کمان گئی ہے ہمارے مقابلہ میں ان نووارد لوگوں کی مدد کرنے ہوا۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ اگر شہر دمشق پر قابض ہو گئے تو سارے ساحلی شہر انھیں کے قبضے میں ہوں گے۔ اور تمہیں اُن سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور میری نہ پوچھو اگر کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی تو یہ شہر سیف الدین کے حوالے کر دوں گا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ اگر دمشق اُس کے قبضے میں آگیا تو شام کا کوئی شہر تمہارے قبضے میں نہ رہے گا۔ اس کے جواب میں اُنھوں نے کھلبھیگا کہ ”اچھا ہم شاہ جبرئیل کا ساتھ چھوڑے دیتے ہیں۔“ جس کے صلے میں معین الدین نے اُنھیں شام کا قلعہ بانیاں دے دیا۔ اور وہ بادشاہ چرخی کوخون دلائے گئے کہ سیف الدین بڑا زبردست بادشاہ ہے۔ اُس کے پاس ہم مکہ پہنچتی رہ گئی اور اگر دمشق ہمارے قبضہ ہو گیا تو پھر ہمیں مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ اگر فرض یہاں تک ڈرایا کہ وہ دمشق چھوڑے واپس چلا گیا۔

بننے کے لیے اتنی کثیر خلقت نکل گئی تھی کہ ایک راوی کا چشم دید بیان ہے کہ شہر اور قلعے
 خالی اور انسان پڑے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی شکل سے کہا جاسکتا ہے کہ سات سات
 عورتوں کے مقابل میں ایک ایک مرد بھی باقی رہ گیا تھا۔ اب انجام میں جب لوگوں کو یہ معلوم
 ہوا کہ ان مصیبت زدہ عورتوں کے باپ۔ شوہر۔ بیٹے۔ یا بھائی جو جہاد پر گئے ہوئے تھے
 انھیں پھر اپنے ان دنیاوی گھروں کو دیکھنا کبھی نہ نصیب ہو گا تو آہ و زاری کی آوازیں
 بلند ہوئیں۔ اور اس عام نالہ و فریاد نے برنارڈ کو اس جرم کا لازم ٹھہرایا کہ انھیں اپنے
 ایک ایسی قوم پر روانہ کر دیا جس میں انھوں نے کیا تو کچھ بھی نہیں۔ اور جو کچھ حاصل ہوا
 وہ سوا اتنا ہی دوسوائی کے کچھ نہ تھا۔ کچھ زمانے تک تو برنارڈ وہم مہم رہا۔ لیکن جلد ہی
 روز میں اسے یاد آ گیا کہ میں نے جو کچھ کیا خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اسی کی
 جانب سے کیا تھا۔ ناکامی کا الزام نہ اٹروں گی کی گردن پر ہے۔ پہلے مجھے بدین صلیب
 کی طرح ان لوگوں نے بھی اپنے نفسانی جذبات کو مطلق النہان کر دیا۔ انکی شکاکاہین
 شہوت پرستی و بدعملی سے بھری ہوئی تھیں۔ اور رہائی سبائی ایسے قابل نفرت کاموں
 کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ اتن ہی نہیں۔ اب برنارڈ کو یہ یقینیت بھی نظر آئی کہ جس
 ہم میں شریک ہونے کے ہر طرف زہدار اور ایماندار ہی لوگ مجاز تھے اس میں شریک
 ہونے کی اجازت چوروں اور خونی لوگوں کو بھی دے دی گئی۔ مگر طلبیتوں کو ایسے
 نازک وقت میں مستقل طور پر مطمئن کر دینے کے لحاظ سے دیکھیے تو ایسی سن سمجھوتہ کی بات
 بہت بڑے اثر تھیں۔ پھر جب راہب جان نے دعویٰ کیا کہ جو زائر قتل کیے گئے
 وہ اس پر فتنہ دینا سے نجات پانے کے خیال سے شہیدوں کی ایسی بے انتہا سرت
 حاصل کر کے مرے۔ اور خود سینٹ پٹر اور سینٹ جان نے خاص انہی زبان
 سے مجھے یقین دلایا ہے کہ جو فرشتہ اپنے دسبے سے گر گئے ہیں ان کی جگہیں ان
 لوگوں کی روحوں سے بھری گئیں جو صلیب کے زائروں یا حایوں کی حیثیت سے
 مرے ہیں عام اس سے کہ ارض مقدس میں پہنچ کے مرے ہوں یا درسیانی
 ممالک میں سفر کرتے ہوئے۔ تو بہتوں کے خیالات پھر اسی پڑانے ڈھرے کی
 طرف مایل ہو گئے۔ یعنی مذہبی خاطر جمعی نے دنیاوی صدقات ٹھکڑا دیے۔ اس نے
 یہ بھی بیان کیا کہ ولی اور فرشتہ بے مبری کے ساتھ برنارڈ کو انتظار کر رہے ہیں۔

چھٹا باب

بیت المقدس کا یسحیون کے قبضہ سے نکل جانا

صرف اتنا ہی نہیں ہوا کہ دوسری صلیبی لڑائی اپنے اغراض میں ناکام رہی بلکہ
لاطینی دولت ارض فلسطین کو بھی جس کی قوت کم ہوتی جاتی تھی اُس سے کوئی مدد نہیں
ملی فتحون سے بھی کوئی سفید نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ اور اکثر موقعوں پر فتحون سے ایسی نصیحت
کے ساتھ کام لیا گیا جو قریب قریب جنون کے بھی۔ جو فتح جو مسلمان اُن آف کو رٹنے کو نوازا
ابن زنگی یعنی سلطان حلب کے مقابل ایک میدان میں حاصل ہوئی تھی اُس سے ممکن
تھا کہ ہاتھ سے کھویا ہوا شہر ایڈرٹا پھر اُس کے قبضے میں آجاتا۔ لیکن اُس نے اس فتح سے
صرف اتنا ہی فائدہ حاصل کیا کہ اپنے حریف کی تضحیک ہی میں لطف اُٹھاتا رہا۔ اور شہر
جب دوبارہ کوشش کر کے مقابل کیا تو یہ نتیجہ ہوا کہ جو مسلمان گرفتار ہوئے مسلمانوں
کی اسیری میں پھنسا اور اسی حالت میں مر گیا۔ اُس کی بیوہ نے بادشاہ بیت المقدس
بالڈون سوم کے مشورہ سے وہ تمام مقامات جو اُس کے قبضہ میں باقی رہ گئے تھے

مجاہدین صلیب کا
اپنی فتحون سے
غلط کام لینا۔

شہر ایڈرٹا
آف کو رٹنے کی
بوت

عہ اس واقعہ کو ابن اثیر نے واقعات متکشفہ کی ابتدا میں یوں بیان کیا ہے :— اس سال
نورالدین اپنی فوجیں جمع کر کے جو سلین فرنگی کی ملکیت پر حملہ آور ہوا۔ جو سلین فرنگیوں میں زبرد
شہسوار تھا جس کا کوئی مقابل نہ تھا۔ وہ بہادر بھی تھا اور صاحبِ رائے بھی تھا۔ وہ خبر
سننے ہی مقابلہ کو آیا سخت لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اُن کے بہت سے
لوگ مارے گئے۔ اور بہت سے عیسائیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے۔ جن میں نورالدین کا
سلاح بردار بھی مع شاہی اسلحہ کے تھا۔ جو سلین کو اس فتح پر اتنا ناز تھا کہ اُن ہتھیاروں اور
سلاح بردار کو فرمانِ روا سے توثیق نامک سعود بن تلج ارسلان کے پاس بھیج دیا جو نورالدین زنگی کا
خسر تھا۔ اور کہلا بھیجا ”یہ تیرے داماد کے ہتھیار ہیں۔ اور اس کے بعد غریب میں تیرے پاس
وہ چیز داند کروں گا جو اس سے بھی بڑی اور اہم ہوگی“ (یہی تضحیک ہے جس کی طرف مصنف
نے اشارہ کیا ہے) جب یہ خبر نورالدین کو پہونچی تو اُسے سخت گراں گزرا۔ اب اُس نے جو سلین
کو بھلا دے میں رکھا اور اُسے ترکمان کو خلع کر کے انھیں بہت کچھ لالچ دلایا۔ اور وہ

یونانی شہنشاہ کو دیدیے۔ اور اُن کے عوض میں اپنے لیے ایک رقم بطور گزارے کے ترکر لائی۔ اور لاطینی سلطنت ارض مقدس کے چاروں طرف جو خطے جمع ہوتے جاتے تھے اُن کا نظور اُس وقت ہوا جب ترکمانوں نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مونٹ آف آلو (کوہ زیتون) تک پہنچ گئے۔

یہ صحیح ہے کہ اس حملہ کی سخت سزا دی گئی۔ بادشاہ مع اپنی فوج کے دارالسلطنت سے باہر گیا ہوا تھا لیکن نائٹوں نے جو بیت المقدس میں موجود تھے تمام لوگوں کو جو ہتھیار باندھ سکتے تھے جمع کر کے مقابلہ کیا۔ اور دشمنوں (مسلمانوں) کی چھاؤنی میں آگ لگا دی۔ یہ لوگ جب چھاؤنی چھوڑ کے بھاگے تو بالڈون نے اُنھیں راہ میں روکا۔ اور مشہور ہے کہ اس لڑائی میں پانچ ہزار ترکمان مارے گئے۔ اب بنطاریس یونان کی قسمت کا ستارہ پھر جگمگا گیا۔ اور شہر عسقلان جس کی نسبت یہ خیال قائم ہو چکا تھا کہ چھوڑ دینا پڑیگا ایک محاصرے کے بعد پھر اُن کے قبضہ میں آگیا۔ لیکن مسیحیوں کی حالت کا

سہلہ اور
مسیحیوں کے قبضہ
میں آنا۔

کیا کہ خود جو سلیم کو چاہے زندہ ہاتھ آئے یا مردہ میں نکھارے ہی سپرد کردن کا۔ ترکمانوں نے جو سلیم کا خیال رکھا۔ ایک دن وہ شکار کو نکلا تھا کہ یکایک اُس پر جا پڑے۔ اور گرفتار کر لیا۔ اُس نے اُنھیں بہت کچھ دینے دلانے کا وعدہ کر کے آزادی کی درخواست کی۔ اُنھوں نے کہا پہلے وہ روپیہ منگو الو تو چھوڑیں۔ اور پھر اُس نے اپنا آدمی اپنے لوگوں کے پاس روپیہ کے لیے بھیجا۔ اور پھر اُنھیں ترکمانوں میں کے ایک شخص نے نورالدین کے وزیر ابوبکر بن ایہ کے پاس آکے یہ واقعہ بیان کیا۔ نورالدین نے فوراً ایک لشکر بھیج کے اُن ترکمانوں کو مع جو مسلمین کے گرفتار کر لیا۔ اُس کی گرفتاری کے بعد نورالدین نے اُس کے شہروں اور قلعوں پر حملہ آوری شروع کی۔ اور پھر اُسے زمانے میں اُس کی ماری قلم و رقبہ کر لیا۔ عہد شہر عسقلان بنی فاطمہ سے متعلق تھا۔ اور خلیفہ الطاہر کی قلمرو میں شامل تھا۔ مگر خلیفہ برائے نام تھا۔ و زراے معر جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ وہ براہ عسقلان کو مضبوط کرتے رہتے۔ اور فرنگی اُس پر ہر سال حملہ اور اُس کا محاصرہ کیا کرتے تھے۔ شہر عہد میں وزیر معر سلا رہنے والے لوگوں کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ اور عباس نام ایک شخص وزیر ہوا۔ اس وقت معر والوں میں باہمی جھگڑے پیدا ہوئے۔ اور فرنگیوں نے موقع پا کر پھر حملہ کیا اور محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے مقابلہ شروع کیا۔ ایک دن وہ شہر سے نکل کے لڑے اور فرنگیوں

یہ فی ہری اچھا تغیر محض دکھانے کے لیے تھا۔ لڑائیوں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تاحون کا ایک
 نام سلسلہ جاری رہا۔ انھیں سو کہ آرائیوں کے اثنائین بالبدون نے عین عنوان شہ
 میں وفات پائی۔ اُس کی عمر ۳۳ سال کی تھی لیکن اسی تھوڑی مدت میں اُس نے یہ بات
 حاصل کر لی تھی کہ رعایا اُس کی عاشق تھی اور دشمن تک تعریف کرتے تھے۔ وہ لاولد مرا۔
 اور گوا اُس کے بھائی المرقی کے جانشین بنے ہونے میں کسی قدر فزاحت ہوئی۔ مگر وہی اُسکی
 جگہ تخت نشین ہوا۔

۶۲۲ھ۔ شاہ
 یزدنیر المرقی

اُس کے عہد حکومت کی ابتدا ہی میں بیت المقدس کی لاطینی سلطنت کے مسالما
 خلافت بنی فاطمہ مصر کے مسالما میں مل کے اُلجھ سے گئے۔ اور سچی لوگ ایک اسلامی فرقہ
 قبیلہ یازدہ کی طرف سے دوسرے اسلامی فرقہ سے میدان کارزار گرم کرتے نظر آئے
 اسلامی فرقوں میں اختلاف عقاید شاید کم ہو۔ لیکن یاہجی عدوت و رقابت کے اعتبار
 سے دیکھا جائے تو عیسائی فرقوں سے وہ بھی کم نہ تھے۔ نور الدین فرماں روا سے
 حلب کے پاس جب شاور فاطمی خلیفہ مصر کا وزیر اعظم بھاگ کے آیا اور اس ذریعہ سے
 نور الدین کو اس بات کا موقع ملا کہ خلیفہ مصر کو وہ اپنے قابو میں کر لے تو اس موقع کو اُنہ
 ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ شاور نے اُسکے یہ بیان کیا کہ ضرغام نام ایک فوجی شخص
 سرخی کر کے مجھے تخت وزارت سے اُتار دیا۔ اور وزیر کی مزدوری کو یا خود بادشاہ کی مزدوری
 تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں خلفائے بنی فاطمہ مصر ویسے ہی کاٹھ کے پتے تھے جیسے
 سلاطین میرو و سنجی از انس کے پہلے شاہی خاندان کے فرمان روا چارلس مارشل

حکومت مامیہ
 حلب کے سلاطین
 المرقی کے
 تعلقات۔

۶۲۲ھ۔ شاہ

اُن کے خیموں تک مار کے ہٹا دیا۔ اس غلبہ کے بعد شہر کے اندر خود مسلمانوں میں قتل و غوریزی
 جاری ہو گئی جس کا سبب یہ ہوا کہ مسلمان کے مختلف گروہوں میں سے ہر ایک نے
 دعوے کیا کہ فرنگیوں کو ہم نے شکست دی اور ہم نے مار کے ہٹا یا ہے۔ اس پر یہ بیان تک
 تنا تھی ہوئی کہ تلوار چلی اور ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے بہت لوگوں کو قتل
 کر ڈالا۔ شہر میں یہ ہنگامہ بپا تھا کہ فرنگیوں نے زور سے حملہ کیا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی
 مزاحمت کر سکے مسلمان پر قاتل بن گئے۔

عہ اس بادشاہ کا نام عرب مورخین المری لکھتے ہیں۔ اور ابن اثیر اس بادشاہ کی نسبت لکھتا ہے کہ
 شام کے فرنگی حکمرانوں میں نہ کوئی اسکا سہا بدر تھا اور نہ اسکا سامکار روچا لاک تھا۔

اور پین کے زمانہ میں تھے۔ سلطان نور الدین کے سپہ سالاروں میں شیر کوہ اور اُس کا بھتیجا صلاح الدین تھے جو کراڑیوں کا پیشہ کرنے والی قوم کو دے تھے۔ سلطان نور الدین بن زنگی نے ان دونوں سرداروں کو یہ خدمت بجا لانے کے لیے مصر بھیجا کہ شاہ ورو کو بھڑاس کی خدمت وزارت پر بحال کر دیں۔ شاہ ورو کے دشمن خرم غام نے رشوتیں دے کے لاطینی فرنگیوں سے درخواست کی کہ اس موقع پر اسکی مدد کریں۔ لیکن ہنوز فرنگیوں سے ہوس رہی تھی اور کچھ طے نہیں ہونے پایا تھا کہ شیر کوہ نے خرم غام کو شکست دے کے قتل کر ڈالا۔ شاہ ورو پھر اپنی پرانی خدمت پر مامور ہوا لیکن اس کا میابی کے ساتھ ہی شاہ ورو کو اس بات کا بھی اندیشہ ہوا کہ کمین اُس کے یہ حامی بھی دشمنوں ہی کے ایسے خطرناک نہ ثابت ہوں۔ یہ خیال پیدا ہوتے ہی اُس نے اُس عہد کے پورا کرنے سے انکار کیا جو نور الدین سے کر آیا تھا۔ اور اُس کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ تم ملک چھوڑ کے چلے جاؤ۔ شیر کوہ نے یہ جواب دیا کہ شہر بلیس پر قبضہ کر لیا۔ شاہ ورو کو بہ نسبت خرم غام کے الملقی حاکم بیت المقدس سے مدد حاصل کرنے میں زیادہ کامیابی حاصل ہوئی تھی لہذا اُس نے الملقی کے لشکر کی مدد سے شیر کوہ کو اُسی شہر میں محصور کر لیا جس پر اُس نے قبضہ کیا تھا۔ جب مسیون کے بنے نتیجہ دھاوون کے بعد لاطینی بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بجائے یہاں ٹھہرنے کے اُسے اپنی سلطنت کے بچانے کے لیے جانا چاہیے۔ شیر کوہ کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ لہذا اُس نے اس شرط پر صلح کر لی کہ جو مصری سپاہی اس کی قیاد میں تھے اُن کو شاہ ورو کے حوالے کر کے مصر سے چلا جائے۔ لیکن لاطینی فوجیں مصر سے صرف اس لیے گئی تھیں کہ انطاکیہ کے علاقہ میں پہونچ کے نور الدین سے فاش شکست کھائیں اور شہر انطاکیہ کو بھی دشمن کی مرضی پر چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوں۔

عہد شہر بلیس کو انگریزی مؤرخین پیویم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عہد تواہج انطاکیہ میں ایک قاتمہ ہے حاکم اُسی کے عہد میں یہ لڑائی رمضان ۵۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ جس طرح نور الدین کی طرف بہت سے مسلمان حکمرانان شام شریک تھے اُسی طرح فرنگیوں کی جانب لاطینی سلطنت کے بڑے بڑے زبردست یورپین افسر اور فرمانروا انطاکیہ و طرابلس وغیرہ موجود تھے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے

شیر کوہ اور صلاح الدین
کا شاہی خدمت
لانے کے لیے مصر

بلیس میں شیر کوہ کا

محصور ہونا اور پھر
اُس شہر کو حریف کے
حوالے کرنا۔

۱۱۶۳ء نور الدین
سلطان حلب سے
لاطینیوں کی شکست

انطاکیہ پر حملہ کرنے میں شاید نور الدین کو اس خیال سے پس و پیش ہوا ہو کہ میں اس مهم کا یہ نتیجہ نہ کہ شہنشاہ یونان فوج کشی کر دے۔ نور الدین کو انطاکیہ پر قبضہ کرنے سے زیادہ یہ خیال تھا کہ مصر کی فاطمی خلافت کا خاتمہ کر دے یعنی ان تمام ممالک پر قابض ہو جائے جو لاطینی سلطنت ارض مقدس کے شمال و جنوب میں واقع تھے۔ اور اُس کی یہی غرض معلوم ہو جانے سے بادشاہ المرقی کو بڑا خوف تھا۔ نور الدین نے اپنی اہل غرض میں اچھی رونق پیدا کرنے کے لیے خلیفہ بغداد مستضیٰ باللہ عباسی کی اجازت حاصل کر لی جس کی بدولت یہ لڑائی ویسی ہی مقدس ہو گئی جیسی وہ لڑائی تھی جسے انگلستان کے ہیرلڈ کے مقابلہ میں نارمن فاتح لڑا تھا۔ اس سرکہ کی سرگزشت سے طرفین کی بہادری کی تصدیق ہوتی ہے جن دونوں کو کبھی ناکافی سے سابقہ پڑتا تھا اور کبھی کامیابی سے۔ لاطینی تاجدار فلسطین و ارض مقدس شہر قاهرہ میں داخل ہو چکا تھا کہ شیر کوہ کی فوج کا ایک بڑا حصہ ریگ کے ایک سخت طوفان میں پھنس کے پریشان ہو گیا۔ لیکن بھڑواؤں کو حملہ کی ابتدا فرنگیوں کی طرف سے ہوئی جو ایک بارگی مسلمانوں کے سینہ پر آ پڑے۔ مسلمان شکست کھا کے بھاگے اور فرنگی سواروں اور سرداروں نے تعاقب کیا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ بھاگنا صرف فریب دینے کے لیے تھا۔ اس لیے کہ ان کے شکست کھانے والے مسلمانوں کی فوج کے دوسرے حصوں نے جو میدان میں قائم تھے یکا یک سخت حملہ کر کے سبھی بیدل فوج کو تہ و بالا کر دیا۔ یہ خبر سننے ہی تعاقب کرنے والے پلٹے۔ مگر وہ اپنا تڑپ اپنے آپ کو مسلمانوں کی فوج کے درمیان میں برچار طرقت سے گھرا ہوا پایا۔ عجبر اسٹ اور اضطراب سے لڑنے لگے مگر یہ لڑنا زیادہ نہ صرف اپنے لشکر کے قتل و اسیر کرانے کے لیے تھا۔ آخر انھیں فاش اور بڑی بھاری شکست ہوئی۔ دس ہزار سے زیادہ قتل ہوئے۔ اسیروں کی تعداد بے شمار تھی۔ حاکم انطاکیہ۔ حاکم طرابلس۔ ڈیوک نام ایک بڑا مشہور سپہ سالار روم اور جو سلین کا بیٹا جو نامی گرامی شہسوار فرنگ تھا اور دیگر مغزین نعلات اسیروں میں تھے۔ ممکن تھا کہ انطاکیہ پر اسی وقت قبضہ کر لیا جاتا۔ اور لوگوں نے نور الدین کو آمادہ بھی کیا۔ مگر نور الدین نے اس امر کو اپنے اُس وقت کے پوٹیکل مصالح کے خلاف سمجھا۔ ابن اثیر۔

خلیفہ مصر اور
المرقی کی دوستی

باوجود اس کے کہ شیرکوہ دریا سے نیل کے اس پار اتر آیا تھا اُس کے واپس چلنا
 کا یقین نہ تھا۔ المریق کو دولاکھ اشرفیان اس واسطے دی گئیں کہ وہ مصر والوں کی
 مدد کرتا رہے اور دولاکھ اشرفیوں کے اُس وقت واپس کا وعدہ کیا گیا جب اُنکے
 دشمنوں کو وہ بالکل برباد کر دے۔ اس معاہدے کی تصدیق اُس بے اختیار خلیفہ
 کے سامنے ہوئی جس سے وزیر جو خود خلیفہ کا مالک بنا ہوا تھا کسی سے دوستانہ
 تعلقات قائم کرنے یا عہد و پیمان کرنے کے وقت کبھی دریافت نہیں کیا کرتا تھا۔
 اس لڑائی کے باقی ماندہ واقعات میں سے یہ امور ہیں کہ ایک میدان بن المریق
 کی فوج کے ایک حصہ کو شیرکوہ اور اُس کے بھتیجے صلاح الدین نے شکست
 دے دی۔ شیرکوہ کے حکم سے شہر اسکندریہ نے اُس کی اطاعت قبول کی پھر
 المریق نے شہر مذکور کا محاصرہ کیا لیکن آخر میں المریق کو خود ہی شیرکوہ سے اس
 بات کی کفالت حاصل کرنی پڑی کہ مسلمانوں کے قیدی مسلمانوں کو اور فرنگیوں
 کے قیدی فرنگیوں کو واپس کیے جانے کے بعد وہ اپنی فوج کے ساتھ رہیں
 امان مصر کی سرحد سے نکل جائے۔ بشرطیکہ شام کا راستہ مسلمانوں کے لیے کھلا
 رہے۔

المریق اور فاطمی خلیفہ دونوں کے جھنڈے اسکندریہ کی دیواروں پر
 اُڑ رہے تھے۔ لیکن اس صلح یا تعلقت سے دونوں جانب بھی غرض ملحوظ خاطر تھی
 عہد مرن اتنا ہی نہیں۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ پچاس ہزار دینار (اشرفیان) شیرکوہ کو دی گئیں
 سو اُس جاہل ادا کے جو اُس نے خود ساخت و تاراج میں حاصل کی تھی۔ یہ شرط تو مصر والوں سے
 تھی۔ اور فرنگیوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ بلاد مصر میں نہ ٹھہریں گے۔ اور اُس کے کسی گاؤں تک نہیں
 نہ کریں گے۔ لیکن بشرطیکہ اسکے جب شیرکوہ ارض شام کو واپس گیا تو فرنگیوں نے مصر کو گویا اپنے ہی قبضہ میں
 کر لیا۔ اس لیے کہ شام کو وہاں کے یہ حقوق حاصل کر لیے کہ اُن کا ایک افسر قادیسی رہے۔ قادیسی
 کے بچا ملکوں پر فرنگی عواروں کا بہرہ رہے۔ اور مصر کی آمدنی میں سے اُنھیں ہر سال
 ایک لاکھ دینار بطریق خراج دیے جایا کریں۔ انغص مصر پر رومی سلطنت بیت المقدس
 کا اتنا اثر تھا کہ بدولت بڑ گیا تھا اور خود علوی خلیفہ عاصف بالند کو خیر
 نہ تھی۔

المریق کی شیرکوہ
 کے مقابل میں
 مصر کے ایشیان
 ۶۷۱ھ

کہ تھوڑا وقت مل جاے۔ مہر پر قبضہ کرنے کے خیال کو نہ روئی بادشاہ بیت المقدس نے
 نے چھوڑا تھا اور نہ سلطان حلب (نور الدین) نے اور نہ الملق کو اپنے کوایت
 اچھا بہانہ مل گیا کہ اس کے ارض فلسطین میں واپس آنے کے بعد ہی سے اہل مصر
 نے اُس کے اور نیز اپنے دشمن نور الدین سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ بیت المقدس
 کے بادشاہ نے حال میں شہنشاہ یونان کی بھتیجی کے ساتھ شادی کی تھی جس کے
 باعث شہنشاہ مذکور نے بھی اس ہم میں اپنی بحری فوج سے مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔
 ہاسٹیا ناٹون کی مدد آسانی سے حاصل کر لی گئی اور بعض کابیان ہے کہ ٹیڈرناٹون
 کی مدد قبول کرنے سے انکار کیا گیا۔ آخر کار ایک بڑی اور زبردست فوج لیکر الملق
 بیت المقدس سے روانہ ہوا اور بہانہ یہ کیا کہ میں ملک شام کے شہر محض کو جاتا ہوں
 لیکن تھوڑے ہی زمانے کے بعد اُس کا رخ مصر کی طرف پھر گیا۔ دس دن کے سفر کے
 بعد وہ بلعیس پہنچا۔ اس شہر پر حملہ اور قبضہ کر چکنے کے بعد جو خوزیری کی گئی اُس نے
 عیسا یون کی بے رحمی و ظلم کی شہرت کو اور بڑھا دیا۔ اب وزیر شاہ ورنے ترکی سلطان
 نور الدین سے اُسی سرگرمی و اہتمام کے ساتھ اعانت کی درخواست کی جس طرح کھسائی
 حکمران بیت المقدس سے کی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے اپنے الملق
 کے پاس بھی بھیجے۔ اور دس لاکھ درنار دانتہریان (دینے کا وعدہ کیا جن میں سے
 ایک لاکھ اُسی وقت نذر کر دیے گئے۔ الملق نے یہ نذرانہ قبول کر لیا اور اپنی فوج
 سے جو قاہرہ کے گھوٹے پر تکی ہوئی تھی کہا اُس وقت تک تامل کرنا چاہیے جب تک
 کہ باقی روپیہ بھی وصول ہو جاے۔ وزیر شاہ ورنے اس بات کی کوشش کی کہ باقی
 مہ بلعیس میں خوزیری کرنے کے بعد الملق آگے بڑھا تو شاہ ورنے محض اس خیال سے
 کہ پُرانے شہر میں (جو قاہرہ کے متصل تھا اور جس کے موجود ہونے کے وقت تک قاہرہ
 کی صورت ایک فوجی کمپ کی حیثیت تھی) آگ لگا دی تاکہ فرنگیوں کی دست برد سے بچے۔
 سب لوگ نکل کے بھاگ گئے یا قاہرہ میں جانے لگے۔ اور مہر میں ۴۵ روز تک
 آگ کے شعلے بھڑکتے رہے۔ اور وہ پُرانا شہر اُسی وقت خاک سیاہ ہو کے دُنیائے فنا گیا
 اور قاہرہ کی آبادی بڑھنے لگی فرنگیوں نے اس کے قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اُس وقت تک
 وہ روپیہ دیا گیا جس کا مصنف نے ذکر کیا ہے۔

۱۱۶۵ء

الملق کا شہر
بلعیس پر حملہ

اُس وقت تک نہ فراہم ہو سکے جب تک سلطان نور الدین کی فوج سرحد مصر پہنچ نہ ہو جو حاکم اور المریق کو اپنا اُس جال میں پھنسا جو اُسی کی طمع کی بدولت اُس کے چاروں طرف پھیل گیا تھا اُس وقت معلوم ہوا جب کوئی چارہ کار نہیں باقی رہا تھا۔ اب اُس سے سوا دوسرے اُس کی شرمناک واپسی آنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ یونانی شہنشاہ کی بجوی فوج جو کماں کے لیے آئی تھی اور دریائے نیل کے کنارے اُس طرف ٹھہری ہوئی تھی وہ وہیں سے چل دی۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ شہنشاہ یونان کو اُس کی فوج کی اس دغا بازی پر کوئی مزاحمت کر سکے۔ لہذا اس محکم کی ناکامی کا سارا الزام ہاسپیٹلر کے سردار ہی کے سر لگایا گیا جسے نائٹون نے اُس کے عہدے سے برخاست کر دیا۔

شیر کوہ کے عروج کے ساتھ ہی وزیر شہنشاہ کا کنٹرول شروع ہوا۔ وہ گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اور وہی شخص (شیر کوہ) اُس کی جگہ پر وزیر مصر مقرر کیا گیا۔ جسے خود اُس نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا۔ مگر شیر کوہ اس کے بعد صرف دو مہینے زندہ رہا۔ اُس کے مرنے پر فاطمی خلیفہ مصر نے صلاح الدین کو اُس کی طبیعت کا یہ رنگ دیکھ کر اپنا وزیر مقرر کیا کہ وہ سیر تماشے کا بہت شائق ہے اور لوگوں کے دل پر اُس کا کچھ اثر نہیں ہے جس کے باعث اُس سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ اُس کی غلطی تھی۔ صلاح الدین نے اپنے گرد و نواح کو جمع کر لیا اور خزانے کو جو اُس کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا اس طریقہ سے صرف کیا کہ بعد وزیر کا جو خلیفہ کی گردن پر پہلے وزیر سے بھی زیادہ سخت ہو گیا۔

ردی سلطنت بیت المقدس کے واسطے صلاح الدین کا عروج اُس کی جنوبی سرحد پر ایک زبردست دشمن کا پیدا ہو جانا تھا۔ اس خطرے کو سامنے دیکھ کے مشرقی شہنشاہ (شہنشاہ قسطنطنیہ) اور مغربی سچی دنیا کے سلاطین کے درباروں میں ایلی پی بھیجے گئے اور اُن سے مدد طلب کی گئی۔ لیکن ابھی تیسری صلیبی سرکرہ آرائی کا وقت نہیں آیا تھا اور سوا میں ویل (شہنشاہ قسطنطنیہ) کے کسی نے مدد نہ کی۔ دمیاط کے ایک بے نتیجہ محاصرے میں اُس کے بیڑے نے ان ارض مقدس کے رومیوں کی مدد کی۔ اور ایک ہیبت ناک زلزلے کی بدولت جس نے حلب کو منہدم کر دیا اور انطاکیہ کے فرنگیوں کے اس حملہ کی روک تھام صلاح الدین کے لیے شکار ہو گئی تھی۔ صلاح الدین نے

اُس کی شرمناک واپسی

مصر میں صلاح الدین کا عروج۔

مشرق میں ایک تیسری صلیبی لڑائی کا جس پر فرنگیوں کی کوشش

کی دینارین ہلا دین بیت المقدس والے رومی سلطان نور الدین کی فوج کے حملہ
 پنج لگے جو شمال کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا۔ بہر تقدیر گو سازشیں بھی کی گئیں اور پُرانے امر و عوام
 نے بنی و تین بھی کیں۔ مگر صلاح الدین کی قوت بڑھتی ہی رہی۔ اور آخر کار فاطمی خلافت
 کے ساتھ اُس نے وہی سلوک کیا جو چین نے مرو و بخارا (سب سے پہلے خاندان ہلاطین
 فرانس) کی سلطنت کے ساتھ کیا تھا۔ آخری فاطمی خلیفہ کو جو فرض موت میں مبتلا تھا اس
 بات کی خبر بھی نہ ہوئی کہ نماز جمعہ میں خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا لیکن اس کا رواج
 صلاح الدین کو اُس مذہبی اختلاف کے ختم کرنے کا فخر حاصل ہوا جو دو سو برس سے چلا
 آتا تھا اور اس کے صلے میں اُسے خلیفہ بغداد مستضیٰ کے دربار سے جو نائب رسول خیال کیا جاتا
 تھا خلعت اور دو تلواریں عطا ہوئیں۔

صلاح الدین کے
 ہاتھ سے خلافت
 فاطمہ کا اتصال

لیکن اس ایک اختلاف کے ختم ہونے کے ساتھ ہی دوسرے اختلاف کی بنیاد پڑ گئی۔
 صلاح الدین کی حیثیت سلطان حلب کے ملازم کی سی تھی۔ اور خلیفہ بغداد مستضیٰ نے
 بھی سلطان نور الدین کے ملازم ہی کی حیثیت سے اُس کی یہ قدر و منزلت کی تھی۔ لیکن اب
 صلاح الدین نے اپنے قدیم قاکے احکام پر عمل کرنا اپنا فرض نہیں خیال کیا۔ اور جب سلطان
 نور الدین کی طرف سے اُسے مزادینے کی دھمکی دی گئی تو اُس کے جواب میں اُس نے اپنے
 اُمراء سے دربار کے عام مجمع میں برہمی کے ساتھ اپنا یہ ارادہ ظاہر کر دیا کہ تین سلطان کے
 مقابل صف آرا ہوں گا لیکن جب خود اُس کے باپ نے اُسی عام مجمع میں یہ کلمات کہے کہ اگر
 سلطان نور الدین مجھے حکم دین تو میں ہی اس وقت خود اپنے ہاتھ سے اسی اپنے بیٹے کا سر
 کاٹ لوں گا۔ یہ ساری برہمی جاتی رہی گو یہ اُس نے مرثا کو گونے سننے دکھانے کے لیے کہا تھا جب غلبہ ہوا
 تو اُس نے صلاح الدین سے یہ کہا کہ یہ تمھاری غلطی نہیں ہے جو تم سلطان سے مقابلہ
 کرنے کا ارادہ رکھتے ہو لیکن ہاں یہ البتہ غلطی ہے کہ تم نے اپنے اس ارادہ کو سب کے سامنے
 ظاہر کر دیا۔ اس کے بعد ایک خط کے ذریعہ سے جو صلاح الدین کے باپ کے مشورہ سے

صلاح الدین اور
 سلطان حلب
 باہمی نزاع۔

سایا جنگ اور نوہین بھیج دین اور خود قہرہ میں رہا اُس نے سلطان نور الدین کو لکھا اگر وہ میا ط
 نہیں جاتا ہوں تو اُس پر فرنگی قبضہ کیے لیتے ہیں۔ اور جاتا ہوں تو خود مصر والوں سے بغاوت و سرکشی کا
 اندیشہ ہے۔ سلطان نور الدین نے فوراً لشکر بے لشکر بھیجنا شروع کر دیا۔ اور خود فرنگیوں کے
 علاقوں پر تاخت و تاراج کرنے لگا۔

بھیجا گیا تھا اس وقت کے لیے وہ بچہ یگیان دور ہو گئیں۔ اور معاملات صاف ہو گئے۔ لیکن یہ نقشہ زیادہ زمانہ تک نہیں قائم رہ سکا۔ صلاح الدین کی نیت کا حال روز بروز ظاہر ہوتا گیا۔ اور نور الدین مصر کی طرف روانہ ہو چکا ہی تھا کہ اسے تین بیارہوا۔ اور شہر دمشق میں وفات پائی۔

سید نور الدین
سلطان حلب
کی وفات۔

نور الدین کے
اخلاق عادت

سلطان حلب اور نیز اس کے سپہ سالار صلاح الدین کی نسبت جسے اسی کی عنایت سے قوت و عظمت حاصل ہوئی تھی خاص اسی زمانہ کے اور نیز بعد کے مورخین بیان کرتے ہیں کہ ان میں خلیفہ ثانی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی ایسی اولوالعزمی و سادہ مزاجی تھی۔ اتنا فرو تسلیم کرنا پڑے گا کہ تہذیب و شجاعت کی نسبت اہل اسلام کا جو خیال ہے اس میں مغربی عیسائی دنیا والوں کے خیال کی بہ نسبت زیادہ شبہستگی و وسیع النظری ہے۔ اور نور الدین کے اخلاق کی جو تصویر مسلمان مورخین کے قلم سے کھینچی ہے اُس کے سچے تصویر ہونے میں شہر طبرستور کے اسقف اعظم ولیم کی مدح ملاحظہ ہوں اسے بھی کسی حد تک مدد ملتی ہے (یعنی وہ بھی مسلمان مورخین کی تائید کرتا ہے) نور الدین کی ملکہ نے جب شکایت کی کہ مجھے اتنا خچ بھی نہیں ملتا کہ اپنے حواج غروی کو پورا کر سکوں تو اُس نے جواب دیا ”میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ میں فقط اپنے لوگوں کا خراج ہوں لیکن بان شہر حصص میں میری تین دکانیں ہیں ان کو تم لے سکتی ہو۔ اور میرے پاس دینے کے لیے بس اسی قدر ہے“ نور الدین نے اس بات کو اپنا فرض سمجھ لیا تھا کہ یہ گناہ مسجدین۔ دار الشفا میں۔ مدرسے اور مہمان سراہیں بنائے۔ اور عدالت گسٹری کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کے زمانہ میں اسی طرح بلا دور رعایت انصاف ہوتا تھا۔ جس طرح انگلستان کے شاہ الفرو کے زمانہ میں ہوتا تھا۔

عہد سلطان نور الدین نے فلسفہ میں داعی اجل کو لبیک کہی۔ حبیب بہادر۔ نیک نفس۔ خدا ترس۔ منکر المزاج۔ فیاض اور علم دوست یہ بادشاہ تھا۔ مسلمان درکارنارشاہ کسی اور قوم کی تاریخ میں بھی کم ملے گا۔ مسلمان مورخین اُسے غلطے راستہ دین کے ہم پلہ مانتے ہیں۔

عہد ان دکانوں سے سالانہ بیس و نیا رکریہ وصول ہوتا تھا۔ نور الدین کا معمول تھا کہ سو اُس رقم کے جو اسے جہاد میں خاص اپنے حصہ کی ملتی تھی اور کسی مدد کا ایک حصہ بھی اپنے کھانے پینے اور لباس میں نہیں صرف کیا کرتا تھا۔ ابن اثیر

بانیاس کا قلعہ فوراً الدین کی بیوہ کے قبضہ میں تھا۔ اُس کے شوہر کے وفات پاتے ہی المرقی (شاہ یروشلم) میں اتنی حیرات پیدا ہو گئی کہ بڑھ کے اُس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اُسے پیام دیا گیا کہ کچھ دیر بطور رشوت لے لے اور قلعہ کو چھوڑ کے چلا جاے۔ المرقی نے پہلے تو اسے نامنطور کیا لیکن دو ہفتہ بعد وہی رشوت قبول کر لی۔ اور واپس گیا۔ مگر اب اُسے موت ہی سبب المقدس میں واپس لائی تھی۔ اُس کی زندگی اپنے مورث بالڈون سے فقط پانچ ہی برس زیادہ ہوئی۔ لیکن اتنی زندگی بھی اُس کے لیے بخوبی کافی تھی کہ اُس کی طبع اور کمینہ پن کی خوب شہرت ہو جاے۔ اُس کا بیٹا بالڈون چہارم جو اُس کے بعد تخت پر بیٹھا مجذوم تھا۔ اور اس کا مرض اس قدر جلد بڑھ گیا کہ انتظام مملکت کے لیے اُسے کوئی اپنا جانشین مقرر کرنا پڑا۔ پہلے اُس نے اپنی بہن سبیلہ کے شوہر گے آف نورکنن کو نامزد کیا۔ لیکن خواہ گے کی کمزوری سے خواہ اُمراے دربار کے جھگڑوں کی وجہ سے نہایت پیچیدگیوں پیدا ہو گئیں اور آخر کار بالڈون چہارم نے اپنا تاج اپنی بہن سبیلہ کے ننھے بچے بالڈون کے سر پر رکھ دیا۔ جو اُس کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تھا۔ رمینڈووم نواب طرابلس نابالغ بالڈون کی طرف سے مدارالمہام سلطنت نامزد ہوا۔ اور جو سلیم آف کورنٹن اُس کا ولی مقرر ہوا۔ اس انتظام کے بعد تین ہی سال کے اندر مجذوم بادشاہ مر گیا۔ اور اُس کے چند ہی روز بعد نابالغ بالڈون پنجم نے بھی دینا کو نصرت کر دیا۔ ان واقعات کے بعد جو بد نظمی ہوئی اُس میں گے آف نورکنن اپنی زوجہ کے استحقاق کی بنا پر بیت المقدس کا بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ گوا بھی بالکل نوجوان تھا لیکن اس نوجوانی ہی میں بدنامی حاصل کر چکا تھا۔ مہتری دوم نے اُسے پیٹرک آرل آف سلسبری کے قتل کرنے کی وجہ سے اُس کے تعلقہ واقع فرانکس سے جلا وطن کر دیا تھا مگر لوگ اُسے جانتے تھے اُن کی اُس کے بارے میں وہی رائے تھی جس کا انہماک اُس کے بھائی جیافرے نے ان الفاظ میں کیا تھا کہ ”جن لوگوں نے میرے بھائی کو بادشاہ بنایا اگر مجھے پہچانتے ہو تو وہ مجھے دلوں بنا دیتے“

سنہ ۱۱۶۶ء
بالڈون چہارم
شاہ یروشلم

سنہ ۱۱۸۵ء

سنہ ۱۱۸۵ء
بالڈون پنجم
یروشلم
سنہ ۱۱۸۶ء
گے آف نورکنن
شاہ یروشلم

گے آف نورکنن نے بادشاہ ہو گیا تھا مگر طرابلس کے رمینڈو نے اُس کی اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ گے نے شہر طبر یہ میں اُس کا محاصرہ کر لیا۔ اور رمینڈو نے یہ

سیت المقدس
کے قبضہ اسلام
میں ملے کے لیے
صلاح الدین کی
تیاریاں۔

حالت دیکھ کے صلاح الدین سے صلح کر لی۔ لیکن صلاح الدین اس زمانہ میں ایک اس سے بڑے شکار کی تاک میں تھا۔ وہ اب شام اور مصر کا مالک تھا۔ اس کا حکم ارادہ تھا کہ مسجد عمر (مسجد اقصیٰ) پر سب سے صلیب کے پھر لال کا قبضہ ہو جائے۔ لڑائی کا چھ شروع کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ بہانے ہو سکتے تھے۔ لاطینی سلطنت کے نوابوں نے مسلمانوں کی اراضی اور جائیدادوں پر جو بہت سی دست بردوں کی تھیں، سب لڑائی کے لیے معقول عذرات تھیں۔ جیسے ہی اس نے سیت المقدس پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا پچاس ہزار سوار اور پیدل فوج کی ایک بڑی بھاری فوج اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔ لیکن اس کا پہلا حملہ طبریہ کے قلعہ پر ہوا۔ یہ خبر بد

عہ ان واقعات کا حال ابن اثیر نے بڑی وضاحت اور تحقیق سے لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے قس (کونٹ) حاکم طرابلس نے جس کا نام ریمینڈ تھا اور ریمینڈ صلیبی کا بیٹا تھا۔ تو منصف (کونٹس) حاکم طبریہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اور اسی کے پاس طبریہ میں حاکم کے سکونے بنے ہو گیا تھا۔ فرنگیوں کا حمزہ بادشاہ شام مر گیا۔ اور اپنے ایک بھائی کے لیے تخت نشینی کی وصیت کر گیا۔ چونکہ وہ ابھی بچہ تھا لہذا یہی قس (کونٹ) انتظام سلطنت کا متکفل ہوا۔ اس لیے کہ اس زمانے میں فرنگیوں میں اس سے زیادہ کسی کی وقعت تھی اور نہ کوئی اس سے بڑھ کے بہادر اور صاحب راے تھا۔ وارث تخت کو بچہ دیکھ کے خود اسے بادشاہ بن جانے کی آرزو ہوئی۔ اتفاقاً وہ نابالغ بادشاہ بھی مر گیا۔ اس کی مان وارث تاج و تخت ہوئی۔ اور کونٹ کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ اب اس ملکہ کا دل ایک فرنگی شخص پر آ گیا جو مغرب کے تازہ واردوں میں سے تھا۔ اور اس کا نام گے تھا۔ اس سے نکاح ہوتے ہی حکومت شام اس شخص کے ہاتھ میں گئی خود ملکہ نے اسے تاج پہنا کے تمام امرا سے دولت۔ پادریوں۔ راہبوں۔ نائٹوں اور افسروں کو جمع کر کے اقرار کر لیا کہ میں نے ملک اپنے اس شوہر کو دیا۔ اور تم سب گواہ ہو۔ یہ بات قس (کونٹ) کو ناگوار ہوئی۔ اب اس سے اس زمانہ کا حساب طلب کیا گیا۔ جب وہ نابالغ بادشاہ کی نیابت میں کام کر رہا تھا۔ اس پر یہ ہو کے اس نے ادھر تو یہ جواب دیا کہ میں نے اس کا سب روپیہ اسی پر خرچ کیا بلکہ مجھے کچھ اور اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑا۔ اور ادھر سلطان صلاح الدین سے صلح و کفایت کی۔ اور اس سے اپنے اغراض میں مدد مانگی۔ صلاح الدین اس کا

مستے ہی حاکم طرابلس ریمینڈ نے باہمی نزاع کا خیال دل سے نکال ڈالا۔ اور جھٹ پٹ علیحدگی
جا کے گئے سے النجا کی کہ ”اب میرے ملک کے بچانے کا محاذ کرنا بعد کی بات اور ذیلی معاملہ ہے
آپ صرف اپنی سلطنت کے بچانے کے لیے پورے استقلال سے ایسا مقابلہ کیجیے کہ دشمن
نوراً معیبت میں مبتلا ہو جائے۔“ میراے بہت معقول اور مصائب بھی۔ لیکن ٹمپلس کے
سردار اعلیٰ نے ریمینڈ کے اس اپنے حقوق کے قربان کرنے والے اور خالص بے غرضی کے
مشورہ کو اس امر پر محمول کیا کہ درپردہ وہ کسی اور ہی فکر میں ہے۔

اگر ٹمپلس کا سردار اس خیال کو بالذاتوں سوم کے سامنے ظاہر کرتا تو وہ اُسے جھڑک
دیتا۔ لیکن بلفنس گے کے نزدیک یہ اسے صحیح تھی اور اُس کا ثبوت ظاہر تھا۔ غرض یہ طے
پایا کہ مسلمانوں سے اُسی میدان میں مقابلہ کیا جائے جسے وہ خود لڑائی کے لیے منتخب
کرین۔ صلاح الدین کی فوج گرنی اور پیاس کی شدت سے پریشان ہو چکی تھی کہ اُسے اُسی
لاطینی فوج کے مقابل صف آرا ہونا پڑا جو بیت المقدس ہی سے آئی تھی۔ پہلے دن کی
لڑائی میں تعصیفہ نہیں ہوا۔ سنین ارض شام کی موسم گرما کی رات کی ٹھنسی اُس دھوئیں کے
باعث جس سے دم گھٹا جاتا تھا عیسائیوں کے لیے اور بھی ناقابل برداشت ہو گئی اس لیے
کہ صلاح الدین کے حکم سے جنگل میں آگ لگا دی گئی تھی۔ گو پیاس کی وجہ سے زبان میں
کانٹھے پڑے ہوئے تھے مگر اس بات کا یقین واضح ہونے کے باعث کہ آج ہی کی لڑائی

نشانہ ہو کر
طبرہ

خط پاتے ہی بہت خوش ہوا۔ فوراً مدد کا وعدہ کیا۔ اور ذمہ داری کی کہ میں تم کو فرنگیوں کا مستقل
بادشاہ بنا دوں گا۔

عہدہ حقیقت میں اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا تھا اس لیے کہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب صلاح الدین
کے ارادے کی خبر فرنگیوں میں مشہور ہوئی تو تمام اُمراء اور پادریوں نے اُسے مجبور کیا کہ صلاح الدین
سے تعلقات قطع کرے۔ مقتدیایان دین نے یہاں تک کہا کہ وہ دل میں مسلمان ہو گیا ہے اور
اپنے مذہب کو چھپاتا ہے اور بڑے لاٹ پادری صاحب نے تو یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تم ان
تعلقات کو قطع نہیں کرتے تو ہم تمہارا نکاح فسخ کر دیں گے۔ جس کے نتیجہ میں طبریہ کی حکومت
اور پری جمال جو رد و دونوں چیزیں تم سے چھین جائیں گی۔ ان دھمکیوں پر وہ بیت المقدس
والوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا تھا۔ پھر ایسے شخص کے مشورے میں بدگمانی
کی گئی تو کیا بچا تھا؟

حضرت مسیح کے روح القدس کے محفوظ رہنے کا وارو مار ہے صہید و صبح نمودار ہوتے ہی
صلیب پر لٹے زور شور سے نعرہ ہائے جنگ بلند کر کے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ان کے سامنے
خاموش و ساکن بچے کے وہ سوا حل صبح کے آفتاب کی سنہری کرنوں میں جھک رہے
تھے جہاں ارض جلیل کے ماہی گیروں نے حضرت مسیح نامہری کی زبان سے زندگی بخش الفاظ
سُنے تھے۔ لیکن ان سوا حل سے بھی زیادہ قریب ایک اور یادگار تھی جو ان سے بھی بڑھ کے
مستبرک تھی۔ اور جو رحمت الہی کا اور زیادہ یقین دلاتی تھی۔ وہ یہ کہ یہاں سے ملحق ہی ایک ٹیلیہ
تھا جس پر مستبرک یادگار قدیم کی حیثیت سے خاص وہ صلیب دلویت رکھی ہوئی تھی جس پر
حضرت مسیح معلوب ہوئے تھے۔ اور اس ٹیلیہ پر آج کی خونریزی کے سر کے مین کئی مرتبہ سخت
یورشیں ہوئیں۔ فنون جنگ کی غالباً دونوں طرف کی تھی۔ اور جہاں آدمی مرنا تھا
ہیں کہ سخت لڑائی لڑیں وہاں لازمی طور پر فوج کی کثرت ہی فیصلہ کر دیا کرتی ہے۔ صلح الدین
کا لشکر لاطینیوں کی فوج سے کمین زیادہ تھا۔ لہذا لاطینی ہی بھاگے اور بھاگنے میں قتل
ہوئے۔ بادشاہ اور ٹمپلس کا سردار گرفتار ہو گئے۔ اور وہ مستبرک یادگار (صلیب)
جو مسیحوں کے واسطے تازیانے کا کام دیتی تھی وہ بھی بے دینوں (مسلمانوں) کے قبضہ
میں ہو گئی۔

بادشاہ گئے آن
لوگن کی گرفتاری
صلیب کا ہاتھ
سے چھن جانا۔

عہد اب حقیقت صلاح الدین وہی صلاح الدین نہ تھا جو مرمر کا زمانہ روا تھا۔ اب عراق سے
حدود روم تک کل شہروں کو اپنے قبضہ میں کر کے اُسے ایک بڑست فاتح اور عالی شان سلطان کی
حیثیت حاصل کر لی تھی۔ طبریہ سے پیشتر صلاح الدین ہی کے حکم سے اُس کے بیٹے افضل نے ایک
فوج عکبر پناخت کرنے کے لیے روانہ کی تھی جس سے مقام مغوریہ میں آخر صفر ۶۵۷ھ میں
فرنگیوں سے مقابلہ ہوا۔ اور سخت لڑائی کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی۔ ہاسٹیلز کا سردار
بہت سے سپاہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ اور بقیہ اسیف بھاگ کے شہر طبریہ میں آئے جہاں
تھیں (کوٹ) موجود تھا جو صلاح الدین سے ملا ہوا تھا۔ مگر اسی زمانے میں سب نے مل کے
مجبور کیا اور اُسے فرنگیوں کا ساتھ دینا پڑا۔ جو اسلامی فوج مغوریہ کے میدان میں لڑی
تھی اُس کے نتیجہ میں ہونے کے بعد صلاح الدین نے اپنے اُمرا کو بلا کے فرنگیوں کے ممالک پر
حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ سب نے کہا مسلمانان مشرق ہم پناخت بھیج رہے ہیں کہ
ہم مرمر مسلمانوں سے لڑا کرتے ہیں اور عیسائیوں سے مقابلہ نہیں کرتے۔ لہذا اب ہمیں

اس فتح سے صلاح الدین کو بہت کچھ دولت ہاتھ لگی۔ شہر طبرہ پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ بیروت۔ عکہ۔ قیساریہ۔ یافا۔ کے چھٹا مکمل کئے۔ صرف ایک شہر طائر (صور) ملکہ صیلا کے پہلے شہر کے بھائی کو نرا ڈاؤن مانٹ فرٹ کی بہادری سے بچ گیا۔ بالآخر طور پر اس کا محاصرہ کرنے کو فضول سمجھ کر صلاح الدین نے شہر عسقلان کی طرف کوچ کیا اور عسقلان والوں کو مغز حیثیت کے شرائط سے پیام صلح دیا جسے تھوڑی دیر کے پس پیش کے بعد ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

صلاح الدین کو اس فتح سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے۔

بلا تامل اُن کی طرف رخ کرنا چاہیے۔ صلاح الدین نے بھی یہی کہا کہ ”خدا جانے ہماری کتنی زندگی باقی ہے پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ بس اب تامل نہ کرنا چاہیے“ یہ تجویز قرار پاتے ہی وہ طبرہ کی طرف بڑھا۔ طبرہ کے قریب فوج ٹھہر کے خود تنہا ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ کے اور فرنگیوں کے بالکل پاس جا کے دیکھا کہ سب طرف سناٹا ہے اور لوگ خیون کے اندر ہیں۔ وہیں آکے ٹھہر گیا اور جب رات کا اندھیرا خوب اچھی طرح پھیل گیا تو پھر اکیلا گیا۔ شہر کے بعض بروجوں میں نقب سے کے راستہ کر لیا۔ اندھکس کے اور لوگوں کو بلایا۔ کئی جگہ مقابلہ کیا۔ اور شہر میں آگ لگا دی۔ اب سب فرنگیوں نے ہٹ کے قلعہ طبرہ میں پناہ لی اور باہم مشورہ کیا۔ تمس کی رائے ہوئی کہ صلاح الدین کے اس لشکر سے مقابلہ کرنا بے سود ہے۔ بہتر یہ کہ اُسے طبرہ پر قبضہ کر لینے دیا جائے۔ اس میں اگر نقصان ہے تو میرا میں گوارا کرتا ہوں۔ جب وہ شہر سے چلا جائے گا تو ویرش کر کے ہم پھر قبضہ کر لین گے۔ مگر پرنس ارنالط حاکم کرک نے کہا تو مسلمانوں سے ہمیں ڈر آتا ہے۔ اور ہم پر اُن کا رعب بٹھاتا ہے۔ ہم مقابلہ کریں گے۔ صبح کو سفینہ کا ون اور بیع الاخریٰ ۵۲۔ تھی کہ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا۔ فرنگی پیاس کی سخت تکلیف میں تھے۔ مسلمانوں کے تیر اندازوں نے ابتدا اُن کے بہت سوار مار ڈالے۔ اب وہ ہجوم کر کے شہر طبرہ کی طرف بڑھنا چاہتے تھے کہ پانی پر قبضہ کریں۔ مگر صلاح الدین سمجھ گیا خود اپنی فوج لے کے سامنے آ گیا۔ ابھی حملہ نہیں ہوا تھا کہ صلاح الدین کے فوجی غلاموں میں سے ایک غلام گھوڑا بڑھاکے میدان میں گیا۔ اور ایسی غیر معمولی شجاعت سے لڑا کہ دیکھنے والے عیش عیش کر رہے تھے۔ آخر فرنگیوں نے اُسے ہجوم کر کے مار ڈالا۔ اس پر مسلمانوں کو ایسا غصہ آیا کہ سب نے جوش و خروش سے حملہ کیا۔ اور مسیحیوں کی صفیں درہم درہم کر دیں یہ رنگ دیکھ کے تمس نے اپنی فوج کے ایک گروہ کے ساتھ اس غرض سے حملہ کیا کہ

رہین کے دشواری سے انکار کرنے کی بدولت اب بیت المقدس کی قسمت کا انحصار صلاح الدین کی مرضی پر ہو گیا تھا۔ یہ شہر آدمیوں سے تو بھرا ہوا تھا لیکن لڑنے والوں کی کمی تھی۔ جو زمین اُسے بچا تین وہ پہلے ہی جا چکی تھیں۔ اور وہ فوجیں اگر موجود ہوتیں تو بھی غالباً محاصرہ کا یہی انجام ہوتا۔ بلکہ یقیناً اُس سے خوف اور اندیشہ زیادہ بڑھ جاتے۔ صلاح الدین نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ لاطینی سلطنت کو بالکل فنا ہو جائے۔ اور تا وقتیکہ خود اُس کی یا اُس کے بیٹمنوں کی یہ حالت نہ ہو جائے کہ

بیت المقدس کا
محاصرہ اور اس کا
مسلمانوں کا
قبضہ۔

مسلمانوں کی صفوں کو چیرتا ہوا نکل جاسے جس طرح پراس نے حملہ کیا اور صلاح الدین کا بچاؤ بھائی نقی الدین مسلمانوں کا نزل تھا۔ اُس کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھاگنے اور نکل جانے کی تجویز میں ہیں تو فوراً حکم دیا کہ انھیں نکل جانے کے لیے راستہ دے دیا جائے۔ رہا تو نہ دیا گیا مگر ادھر کے میدان میں اسلامی والدین یرون میں سے کسی نے آگ لگا دی۔ گھاس و ہان کثرت سے تھی۔ اور ہوا تیزی سے چل رہی تھی۔ آگ سارے میدان میں پھیل گئی۔ اور عیسائی سخت مصیبت میں پڑ گئے۔ قلعے کے چلے جانے کے بعد عیسائیوں کو زندگی سے ناامید ہو گئی۔ اور اب انھوں نے مرنے کے لیے لڑنا شروع کیا۔ اور ایسے ایسے حملے کیے کہ مسلمانوں کو ہٹا ہٹا دیتے تھے۔ آخر مسلمانوں نے انھیں گھیر کے اپنے حلقہ میں کر لیا۔ اور وہ سب لوگ سمٹ کے ایک ٹیلہ پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کی لڑائی میں سارے مسیحی لشکر کا یہ خسر ہوا کہ یا تو مارے گئے یا گرفتار ہوئے۔ مگر اس کثرت سے کہ جو مقتولوں کو دیکھتا خیال کرتا کہ صرف مارے ہی گئے گرفتار ایک بھی نہ ہوا ہو گا۔ اور جو اسیروں کو دیکھتا وہ سمجھتا کہ سب کے سب زندہ ہی پکڑ لیے گئے۔ اب صرف اُن کا بادشاہ ڈیڈیوہ سو آدمیوں کے ساتھ اُس ٹیلہ پر باقی رہ گیا۔ جہاں اُس کا خیر نصیب کیا گیا تھا اس کے بعد مسلمانوں نے لڑنے کے وہ مقدس صلیب بھی چھین لی جس کی نسبت اُن کا اعتقاد تھا کہ اصلی صلیب ہے اور خاص اسی پر حضرت مسیح معلوب ہوئے تھے۔ اب اُن کی آنکھوں میں دنیا ترہ و تازا تھی۔ جان پر کھیل کے یہ تھوڑے آدمی بھی اس شجاعت سے لڑے کہ خود سلطان صلاح الدین کے بیٹے افضل نے علامہ ابن اثیر سے بیان کیا کہ ”میں اپنے والد کے برابر کھڑا تھا۔ اور یہ پہلا میدان جنگ تھا جسے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔“ عیسائیوں نے تین مرتبہ ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلمانوں کو میرے والد کے قریب

لڑائی کے قابل ہی نہ رہیں وہ لڑائی سے باز نہ آتا۔ کثرت توجہ۔ روپہ ہمسہ۔ ملک ملنے کی
 امید گاہیں۔ فنون جنگ میں طاق ہونے۔ اور نیز کلات جنگ سب چیزوں میں صلاح لکھنے
 کو اپنے دشمنوں پر ترجیح تھی۔ ان سب چیزوں کے سامنے ان لوگوں کے لیے جو عقلانی فطرت
 کی بنیاد پر بغاوت کر رہے تھے وہ سب میں مغلوب ہو جانا لازمی تھا۔ اسی حالت میں جنگ کو
 طول دینے کا نتیجہ صرف یہی تھا کہ اور رحمت و نصیبت مولیٰ جائے۔ صلاح الدین
 چاہے ولی یا کوئی نامور بہادر نہ ہو لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بہ نسبت عیسائیوں
 کے جنہوں نے گاؤں و قوسے کی افسری میں شہر بیت المقدس کے اندر خون کے دریا
 بہا دیے تھے زیادہ رحمدل تھا۔ اور اُس کی زبان بھی ان کے مقابل میں زیادہ شکستہ
 اور نرم تھی۔ اُس کا قول تھا کہ میں اُس شہر کی بے عزتی نہیں کرنا چاہتا جو مسلمانوں کا
 عیسائیوں کے دونوں کی نظر میں مقدس ہے۔ اُس نے خود اس بات کی ذمہ داری کی کہ اگر
 شہر والے اختیار رکھتے تو میں صرف اتنا ہی نہ کروں گا کہ اُنھیں حواج فردوسی کے لیے
 روپیہ دون بلکہ ارض شام میں رہنے کے لیے اُنھیں جگہ بھی دون گا لیکن تمام اردون
 اور اراض میں نصیبت الاعداء دی اور غدار کا ایک ہی منشا ہوا کرتا ہے۔ اُس کی یہ مہربانی

ملک بٹالائے۔ مگر مسلمانوں نے یہاں سے قدم ہما کے پھر مارنا شروع کیا۔ اور اُنھیں ہٹاتے
 ہوئے پہاڑی کے اوپر تک پہنچا آئے۔ میں جب اُنھیں اوپر تک ہٹ جاتے دیکھتا تو بے اختیار
 میری زبان سے نکل جاتا "وہ بھگایا" میری دفعہ جیسے ہی میری زبان سے یہ کلمہ نکلا والد نے
 کہا "چپ۔ جب تک وہ خیمہ قائم ہے اُنھیں شکست نہ ہوگی" مگر جیسے ہی اُنھوں نے یہ الفاظ
 کہے کیا دیکھتا ہوں کہ خیمہ گر گیا۔ یہ دیکھتے ہی والد گھوڑے سے اتر کر سچرے میں گر پڑے
 اور جوش مسرت سے ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اب لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔
 بادشاہ بیت المقدس۔ اس کا بھائی۔ پرنس ارناط حاکم کرک۔ حاکم قبیل۔ ابن ہنفری پرنس
 کامردار اعلیٰ گرفتار ہو گئے۔ فتح کے بعد صلاح الدین اپنے خیمے میں بیٹھا۔ فرنگی بادشاہ برٹولیم
 اور پرنس حاکم کرک کو اپنے سامنے بلوایا۔ جب وہ آئے تو بادشاہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا
 اور اسے پیاس سے بیتاب دیکھ کر برف کا جھلا ہوا پانی پلایا۔ بادشاہ نے سیر ہو کر اپنا
 بچا ہوا پانی پرنس کو دے دیا۔ جس نے بغیر صلاح الدین سے اجازت لیے پی لیا۔ اس شخص
 نے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم کیے تھے۔ اور صلاح الدین کی اس نے ہر مسلمان اس سے

جس میں اُس کی بھی عزت تھی اور اُن لوگوں کی بھی کچھ بے عزتی نہ تھی جو اُسے قبول کرتے
 نامنظور کی گئی اور صلاح الدین کو لکھا گیا کہ اب جو میں شہر کو اپنی تلوار سے فتح کر کے اُس کی
 شہنشاہ کے اندر داخل ہوں گا تو ویسی ہی سخت اور خوفناک قربانی چڑھائوں گا جیسی
 صلیبیوں نے اپنی قابل نفرت فتح کے بعد چڑھائی تھی۔ لیکن اوردن کی خوش قسمتی اور
 اپنی نہایت ہی شریف انفسی سے اُس نے اپنے اس عہد کو حرف بحرف پورا نہیں کیا
 چودہ ہی روز میں محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ مسیحیوں سے جہان تک ہو سکا انھوں نے مسلمانوں
 کی منجنیقیں فارت کر ڈالیں۔ گرچہ میں جس قدر سونے کا ساز و سامان تھا اُسے
 کھلا کے نقد بنا لیا۔ لیکن اُن کی ان تمام کوششوں سے کوئی موقع فائدہ نہیں حاصل
 ہو سکا۔ عیسائیوں کے اس اعتقاد سے کہ صلیب کے حامیوں کے لیے موت ذریعہ
 نجات ہے۔ اور مسلمانوں کے اس یقین سے کہ جو جہاد میں مارا جائے گا اُس کے واسطے
 جنت کے دروازے فوراً کھل جائیں گے۔ مرنے پر اس قدر فائدہ حاصل ہوا کہ
 لوگ بڑی بہادری سے لڑے اور زیادہ کشت و خون ہوا۔ آخر کار محصورین کو ہتہ لگ گیا
 کہ سینٹ اسٹیفن کے پھانسی کے قریب فصیل کے نیچے مرنے لگا۔ یہ معلوم ہوتا ہے
 معلوم ہوتا ہے اُن کو بالکل مایوسی ہو گئی اور سمجھ گئے کہ اب سو گسی سجدے کے کوئی چیز
 ہمیں نہیں بچا سکتی۔ پادری اور عوام الناس سب جا جا کے گرچہ میں جمع ہو گئے۔
 اتنے میں یہ سن کے اور زیادہ خوف زدہ ہو گئے کہ شہر کے اندر جو بونانی آباد ہیں
 انھوں نے دشمن سے سازش کر لی۔ اب انھیں صلاح الدین کا وہ پہلا مہربانی کا

جلا ہوا تھا۔ یہ خفیہ گفت و شنید بھی غصہ دلانے کے لیے کافی تھی۔ صلاح الدین غصہ سے اُٹھ
 کھڑا ہوا۔ اور یہ کہہ کے کہ "معاون نے بے اجازت میرے بانی پی لیا" تلوار کھینچ لی پھر اُس پر سلام
 پیش کیا۔ اور جیسے ہی حرف انکار اُس کی زبان سے نکلا خود اپنے ہاتھ سے اُس کا سر اڑا دیا۔
 عہ صلاح الدین مع لشکر کے وسط رجب ۶۷۵ھ میں بیت المقدس کے گرد اتر آیا۔ پانچ
 دن تک شہر کے گرد چکر لگاتا اور اندازہ کرتا رہا کہ کدھر سے حملہ مناسب ہو گا۔ اس لیے کہ یہ شہر
 نہایت ہی مضبوط تھا اور قبضہ کرنا سخت دشوار تھا۔ آخر شمال کی طرف باب کینسہ کو اُس نے
 تھوڑا کیا۔ اور اُسی کے سامنے ۷۸۔ رجب کو ٹھہر گیا۔ اور منجنیقین چڑوانی شروع کیں۔
 صبح ہوتے ہوتے وہ سنگ باری کی کلین کھڑی ہو گئیں۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔

پیام یاد آیا۔ لیکن اس قربانی کے طلب کرنے کے لیے جو ایچی بھیجے گئے تھے انھیں سخت جواب ملا کہ ”اب تو میں قسم کھا چکا ہوں کہ عیسائیوں کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو گاؤں فرسے اور اُس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا، تاہم اپنی اُس قسم کے خلاف اُس نے اس بات کا وعدہ کر لیا کہ اگر تم لوگ فوراً اسی وقت ہتھیار رکھ کے شہر میرے حوالے کر دو گے تو رحم سے پیش آؤں گا۔“ محصورین اب آمادہ ہو گئے کہ صلاح الدین کے اس وعدے پر بھروسہ کر لیں کیونکہ اب ان میں مقابلہ کی حالت نہیں رہی تھی۔ غرض معاہدہ ہوا۔ اور ان شرطوں سے کہ رؤسا اور سپاہی شہر طائر (صور) میں پہنچائے جائیں جو اس وقت تک کوئٹہ کے قلعہ میں تھا۔ (لاٹینی رومی) باشندوں میں سے مرد فی نفر دس وینا۔ عورت فی نفر پانچ وینا اور بچے فی نفر ایک وینا۔ جزیرہ اوکر کے اپنی جان بچائیں۔ اور اگر ٹیکس نہ ادا کر سکیں تو مسلمانوں کے غلام بن جائیں گے۔ بیماروں اور معذورین سے صلاح الدین نے کچھ تعرض نہیں کیا اور گونا گوسس آف وی ہاسپٹل کا شمار اُس کے سخت دشمنوں میں تھا۔ لیکن اُن کے جتنے کے لوگوں کو اُس نے اجازت دی کہ ایک سال تک بیت المقدس میں ٹھہر کے ان بیماروں کی تیمارداری کریں جو مرض کے باعث لے جائے جانے کے قابل نہ تھے۔ ایک ایسی مذہبی لڑائی کے لحاظ سے جس کو چھڑے ہوئے اب قریب قریب ایک صدی گزرنے لگی تھی اگر غور کیا جائے تو ان شرائط میں بہت رعایت تھی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عیسائیوں نے چونکہ صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی تھی اس لیے وہ اس رعایت کے مستحق تھے۔ اور گاؤں فرسے اور بطرس راہب کے زمانہ میں بیت المقدس کے محصور باشندے آخر تک لڑتے رہے تھے۔ مگر اس کے جواب میں اتنا کدیلانی ہے کہ یہ اطاعت مجبور ہونے کے بعد اختیار کی گئی تھی اور صلاح الدین اس بات سے واقف بھی تھا۔ اور پہلی صلیبی لڑائی کے سپہ گردن سے اگر اہل اسلام یہ درخواست بھی کرتے کہ ان شرائط پر ہم اطاعت کرنے کو موجود ہیں تو وہ لوگ قطعی انکار کرتے۔

ہتھیار رکھنے کے شرائط۔

بیت المقدس والوں نے جمعہ کے دن، ۲۰ رجب ۵۸۳ھ کو ہتھیار رکھے اور شہر کے چاروں طرف تختیں کے لیے کھول دیے۔

لاطینیوں کا
بیت المقدس
سے نکلنا۔

سامان سفر درست کرنے کے واسطے لوگوں کو چار روز کی مہلت دی گئی۔
پانچویں دن تارک الوطن عیسائی دشمن کے لشکر گارد میں سے ہوا کر گزرے۔ عورتیں
بچوں کو گود میں لیے ہوئے تھیں یا ان کی انگلیاں پکڑے ہوئے تھیں۔ اور مرد
اسباب خانہ داری میں سے ان چیزوں کو لادے ہوئے تھے جنہیں لے جاسکتے
تھے۔ جس وقت غل ہوا کہ ملکہ اور اس کی خواہمیں جاتی ہیں تو صلاح الدین
خود باہر نکل آیا اور نہایت شائستگی کے ساتھ تشفی و دلہی کے کلمات کہے۔ اس
کے ان رحم دلی کے الفاظ سے خوش ہو کر انھوں نے التجائی کہ ہمیں نہ اپنی زمین
کی پر واہ ہے اور نہ مکانات اور اسباب کی۔ ہماری بس اتنی درخواست ہے کہ
ہمارے باپ۔ بھائی اور شوہر ہمیں دے دیے جائیں۔ صلاح الدین نے ان کی
یہ درخواست قبول کی۔ ان لوگوں کو خیرات کے طور پر روپیہ دیا۔ جو رانی کی وجہ سے
تیمم یا مفلس ہو گئے تھے۔ اور اس ٹیکس کا ایک حصہ غریبوں کو بالکل معاف کر دیا
اس طرح سے کھٹے کھٹے ان لوگوں کی تعداد جو جزیہ نہیں دے سکے صاف گیارہ

عہد ابن اثیر اور دیگر مسلمان مؤرخین کا بیان ہے کہ ادا سے رقم جزیہ کے لیے چالیس دن کی
مہلت دی گئی تھی۔ لیکن اگر اس مدت میں روپیہ نہ ادا کریں تو غلام ہو جائیں۔ اس ٹیکس کے
وصول کے لیے پچھانگوں پر پہرے معین کر دیے گئے کہ جو رقم معینہ ادا کر دے وہ چلا جائے
مگر بقول ابن اثیر کے ان تحقیق کرنے والوں نے خیانت کی۔ اور سلطان کے خزانہ میں چھوڑ کر
روپیہ داخل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ شمار کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ شہر میں ساٹھ ہزار آدمی تھے
جو سوار درپیدل تھے علاوہ عورتوں اور بچوں کے۔ ان میں سے مرد عورت اور بچے
سب ملا کے کل سولہ ہزار آدمی گزرتے رکھے گئے۔ باقی سب چھوٹ گئے۔ بہت سے عیسائیوں
نے یہ چالاک کی کہ مسلمانوں کا لباس پہن کے نکل گئے۔ سب سے بڑی تعریف صلاح الدین
کی نیک نفسی۔ دیانت داری اور بے طمع کی یہ ہے کہ بیت المقدس میں عبادت گاہوں کی
کی غرض سے بہت سی یورپین شاہزادیاں تھیں جن کے پاس زر و جواہر کی قسم سے بے انتہا
دولت تھی۔ ان سب کو اس نے مع ان کے روپیہ کے چھوڑ دیا۔ اور سوائس مقررہ
ٹیکس کے ایک کوڑی نہی۔ یہاں کا لارڈ بشپ کنسیون کی ساری جائیداد جو بڑا انتہا
قیمتی اور سونے چاندی کی تھی نکال کے ساتھ لے گیا مگر صلاح الدین نے ذرا بھی

بارہ ہزار رہ گئی۔ اور مسلمانوں کی غلامی گودیل ہو لیکن اُس میں وہ مظالم نہیں ہوتے تھے جو اُس غلامی میں تھے جو ابھی کل کی بات ہے کہ سخت لڑائیاں لڑ کے دُنیا سے مٹائی گئی۔ فتحمنہ کی بہت ہی ہموں شان سے صلاح الدین بیت المقدس میں داخل

بیت المقدس میں
صلاح الدین کا
داخلہ

ہوا۔ پھر یہ ہے جو امین اُڑ رہے تھے اور باجہ بکر ہاتھاکہ صلاح الدین حضرت عمر کی مسجد (مسجد اقصیٰ) کی طرف بڑھا جس کے کلس پر ابھی تک صلیب ہی لگی ہوئی تھی۔ وہ صلیب جس وقت وہاں سے اُکھاڑ کے زمین پر پھینکی گئی اور کچھ پڑیں گھسیٹی گئی تو وہ عیسائی جو اُس وقت وہاں موجود تھے ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگے۔ اُس صلیب کی دو روز تک مٹی بے عزتی ہوتی رہی مسجد گلاب سے دھوئی گئی۔ اور پھر اُس قدر اسے وعدہ لاشربیک کی عبادت گاہ قرار پائی جو اسلام میں مانا جاتا ہے۔ صلیبون۔ تبرکات۔ اور سب سے مقدس مہر و ف سے چار صندوق بھرے ہوئے تھے وہ فاطمہ کے ہاتھ لگے۔ ان چیزوں کی نسبت صلاح الدین کی یہ خواہش تھی کہ اُنہیں خلیفہ وقت کی خدمت میں

فراموش نہ کی بعض شیروں نے کہا ابھی کہ یہ تو ساری دولت نکالے لیے جاتے ہیں اُس نے صاف جواب دیا کہ میں بدعہدی وعدہ نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو یہاں تک مہلت اور موقع دیا گیا تھا کہ رومی اور خلیفہ عیسائیوں نے اپنی جائداد میں منیام کرنا شروع کر دیں۔ اور مسلمان فوجی لوگوں اور اُن شامی عیسائیوں نے جنہیں صلاح الدین نے جزیہ مقرر کر کے رہنے کی اجازت دے دی تھی مولین۔ اس طرح اپنی ادھنٹے اور پیر کوٹھکانے لگا کے اور اُس کو اطمینان کے ساتھ نقد کر کے وہ ہمارے لے گئے۔ یہ اُسی شہر میں جو احسن میں ہر مسلمان بچہ تاک نہ بچ کر ڈالا گیا تھا۔ اور اُنہیں لوگوں کے ساتھ ہوا جنہوں نے ایسا بہیمیت کا ظلم کیا تھا۔ اور اس پر ابھی یورپین مورخین کو کہتے شرم نہیں آتی کہ مسلمان ظالم۔ خونریز اور بے رحم ہیں۔

عہ مسجد اقصیٰ میں باسٹپلر نے اپنے لیے مختلف مکانات بنائے تھے۔ اُنہیں گرد آ کے صلاح الدین نے مسجد کی قدیمی وضع پھر قائم کی۔ اور اس کے بعد دوسرا جمعہ ۴۴۔ شعبان ۶۵۴ھ کو ہوا تو صلاح الدین نے مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا کی۔ قاضی و شوق امام محی الدین بن زکی نے ایک پرجوش خطبہ پڑھا جو دیکھنے کے قابل ہے۔ اور عربی لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور واقعی جب اس سین کا خیال کرنے سے آج سات سو انا لیس برس بعد بھی ہمارا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ اور ہمارے رومین کھڑے ہو جاتے ہیں تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُس وقت

عہدہ ترین با ملگار فتح کی حیثیت سے بھیج دے لیکن محض اپنی نیک نیتی کے باعث وہ اس ارادے سے بھی باز آگیا۔ چنانچہ سب صندوق بیت المقدس کے لارڈ ویشپ کی قوت میں چھوڑ دیے گئے۔ اور ان کی قیمت جو باون ہزار برنزٹ (قسط غنیہ کی اس عہد کی شریفانہ) قرار دی گئی تھی انگلستان کے شاہ رچرڈ نے ادا کی۔

کونراڈ شہ طائر (مور) برقا لبض رہا اور اس وقت بھی اس نے سہیا رہ رکھے جب خود صلاح الدین نے اس شہر پر حملہ کیا۔ صلاح الدین نے تو خود ہی محاصرہ ملتمز کر دیا۔ لیکن اس کے بعد دوسرا شخص جو شہر طائر کے بھائیوں کے سامنے نمودار ہوا وہ گے آف لوزگٹن (سابق حاکم بیت المقدس) تھا۔ جسے اب رہائی نصیب ہو گئی تھی۔ اور اس نے آتے ہی اصرار کیا کہ اس شہر کا مالک میں تسلیم کیا جاؤں یہ پیرس کے سردار نے اس کی تائید کی۔ اس کا جو جواب ملا وہ بہت ہی مختصر اور معقول تھا یعنی کہا گیا کہ لوگ سوا اس بہادر نائٹ کے جس نے اس وقت تک بڑی بہادری سے ان کی حمایت کی اور کسی کو اپنا مالک نہ تسلیم کریں گے لیکن طائر کے بچ جانے سے لڑائی کے تمام نتائج میں کوئی فرق نہیں آیا۔ شہر پر شہر صلاح الدین کے قبضے میں آتے گئے اور اس کی فتوحات کا طولانی سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب وہ شہر انطاکیہ میں داخل ہوا اس واقعہ کو اٹھاشی برس گزر چکے تھے جب گاؤ فرے اور ٹینکرڈ کے صلیبی سپاہی بیت المقدس کی شہر بناہ پر فخر مند ہی کے ساتھ کھڑے ہوئے نظر آئے تھے اور اس تمام زمانہ میں یہ لاطینی سلطنت شناؤ نادری لڑائیوں۔ خانہ جنگیوں اور ہر قسم کے جھگڑوں اور فسادوں سے خالی رہی تھی۔ ابتدا ہی سے اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اس کی پائیداری ہو۔ ابتدا ہی سے اس کے ایسے کچھ نہ تھے کہ اسے استقلال حاصل ہو اور ابتدا ہی سے ایسی علامتیں نظر آتی تھیں جو قطعی زوال کا حکم لگا رہی تھیں۔ (۱) اس کے دغا بازی کو جائز کر دیا۔ اس لیے کہ اس کی بنا و اس اصول پر تھی کہ بیہیون (مسلمانوں) سے کسی عہد کے ایفا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آخر اس کا ان کو غیازہ بھگتنا پڑا۔

لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور امام محمدی الدین اس وقت کے جوش میں کسی کو فضاحت نہ سمجھتا تھا۔ دیکھا کہ ہون گے۔ اس خطبہ کا پورا ترجمہ انگریزی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ مگر الوالت کی وجہ سے ہم نقل نہیں کر سکتے۔

شہر طائر امور زیر حکومت کو خود انجام دینا۔

صلاح الدین کے دیگر فتوحات۔

مسیحی سلطنت بیت المقدس کے منہف کے مساب۔

(۱) مسلمانوں کے سلطنت کوئی نہ بد بابتی۔

شہر بانیاس کے حوالی میں مویشی چرانے کا حق بالذون سوم نے سسلان کو عطا کیا تھا۔ لیکن عین اُس وقت جب چراگاہ اُن کے مویشیوں سے بھری ہوئی تھی ناگمان عیسائی فوجین جا پڑیں جنھوں نے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور گلے ہنکا لائے۔ لیکن مجھے اُمید رکھنی چاہیے کہ شاید انھوں نے بادشاہ بیت المقدس کی منظوری سے یہ حرکت نہ کی ہوگی جو وہاں کے تمام لاطینی سلاطین سے زیادہ عالی حوصلہ تھا۔ (۲۰) دہ کسی جاندار پر کسی کا حق نہیں تسلیم کرتی تھی سوا اُن لوگوں کے جو مسیح کے دین کے پیرو ہوں۔ اور جب لوگ ایسی بے انصافی کرنے کے مجاز کر دیے گئے تو اُن میں اور قسم کی بد رفتاری بھی پیدا ہو گئی۔ (۳۰) چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور معمولی خانہ جنگیوں میں لوگوں کو دل کا سجا رنگاٹنے کی تو اُس نے خوب آزادی دے دی لیکن فنون جنگ اور باضابطگی و باقاعدگی کے قائم رکھنے یا ترقی دینے کی ذرا بھی کوشش نہ کی جس کی سخت ضرورت تھی۔ (۴۰) یہ سناؤں پر نظر آ رہا تھا کہ نظم و نسق مملکت کی لیاقت رکھنے والوں کی کایت کئی تھی۔ ایک ایسے ملک میں جو ارض شام کی سی حیثیت رکھتا تھا عقلمند فرمان روا کا یہ کام ہوتا کہ رعایا کی استقامت میں اپنی پوری قوت صرف کرے۔ قرب وجوار کی سلطنتوں سے تعلقات دوستی پیدا کرے۔ اور اُن تعلقات کو قائم رکھے۔ دوسرے سلاطین سے عہد نامے کرے اور اپنے عہدوں کو ایفا کرے۔ تاکہ وہ سلطنت جھینم وہ دوست نہ بناسکا ہو اُس سے دینی رہنمائی نہ کرے اور بے تباہی معلوم ہے کہ لاطینی سلطنت ارض مقدس کی تاریخ دیکھنے سے اُس کی حالت بالکل اس کے خلاف نظر آتی ہے۔ فقط ایک مصر ہی کے معاملہ کو دیکھیے کہ وہاں لاطینی بادشاہوں نے ابتداء تو وہ طریق اختیار کیا جو از روئے عقل اُنھیں اختیار کرنا چاہیے تھا لیکن آخر میں محض طمع کی بدولت اس ملک کے متعلق بھی اُنھوں نے اُس طرز عمل کو ترک کر دیا۔ (۵۰) بدکاری و بد اخلاقی بھی وہاں پیدا ہو گئی تھی۔ اور گویہ چیز سلطنت کی پیدا کی ہوئی نہ تھی لیکن خود اپنے بچانے کے لیے اُسے اس چیز کے روکنے کی ضرورت تھی۔ لوگوں کا چال چلن درست کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی بلکہ شہر صحر کے ولیم نے جو لاطینی عورتوں کے حالات میں لکھے ہیں اُس سے اُن کی اخلاقی حالت نہایت ہی مخدوش ظاہر ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ

(۲۰) اُن کے

حقوق جا بردار

لیاؤ نہ کرنا۔

(۳۰) فوجی تربیت

نہ ہونا۔

(۴۰) اُن میں

لوگوں کا نہ ہونا

(۵۰) بدکاری و

اخلاقی۔

اُن میں بے انتہا آوارگی و بے عصمتی تھی۔ (۶) قسمتی سے اس سلطنت کی بنیاد محض شہنشاہ اور اُن جاہل و زور کے ہاتھ سے پڑی تھی جو کسی ملکی غرض کے لیے نہیں بلکہ مذہبی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ رفاد عام کے لیے نہیں بلکہ اپنے اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے جمع ہوئے تھے۔ لہذا اس سلطنت کی ابتدا ہی اتفاق کے کسی اصول پر نہیں پڑی تھی ممکن تھا کہ وہ مبادر جو اس مہم میں شریک ہوئے تھے جب چاہتے یہ خیال کر کے اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے کہ ہم نے جو عہد کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور جو ذمہ داریاں اپنے سر لی تھیں تکمیل کو پہنچ گئیں۔ گو اصل میں بے انتہا ضرورت ہوتی کہ اس محم کو فوجی اور تمدنی حیثیتوں سے کامیاب کرنے کے لیے اُن کی کوششیں برابر جاری رکھی جائیں۔ (۷) یہ زمین ایسی نوعیت کی تھیں جو اس بات پر منحصر ہوئیں کہ لوگوں میں ذاتی اور شخصی فائدے حاصل کرنے اور اُن کے باقی رکھنے کا خیال پیدا ہو اور اس کے نتیجہ میں سلطنت بے شمار اُمرا اور قلعہ داروں میں تقسیم ہو گئی جس کے باعث سے ایسے جھگڑے پیدا ہوئے جو کسی طرح ختم ہونے ہی کو نہیں آتے تھے سلطنت ہمیشہ خطرے کی حالت میں نظر آتی تھی۔ اور اکثر موقعوں پر اُس کے اُمرا دغا اور فتنہ کے ذریعوں سے کامیابی حاصل کیا کرتے تھے۔ (۸) اُس نے ایسی جماعتوں کے قائم ہونے کا شوق پیدا کیا یا اُن کے قائم ہونے کی اجازت دی۔ یا اُن کے قیام کو بکجوری جان کر رکھا جو عالتانہ اقتدارات کو خود مختاری کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لیتی تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی ایسی عام قوت کا پیدا ہونا غیر ممکن ہو گیا جس کے زیر اختیار سب لوگ ہوں جنگی اعزازوں کی بنیادوں ان اعلیٰ درجہ تک مفید ثابت ہوا ہوتا۔ ٹائٹس پمپلرس کی ابتداء بے نفس حامیانِ حرم کی حیثیت سے پڑ سکتی تھی ٹائٹس ہاسپڈلرس بیمار و بیکس علیہی زائرین کی خیرست گزاری کر کے سینٹ جان

عہ کتاب لکھم آن جرد سلیم کے مصنف کا نڈرنے اگرچہ ان فلسطین کے رہمبون اور متوطن مشرقی مغربی سیمون کی عورتوں کے چال چلن کے سنبھالنے کی بہت کوشش کی ہے مگر اسے بھی اتنا فردماننا ہے کہ جب یہ لوگ فاسخ البال ہو کے اور امیر و رئیس بن کے بٹھے تو شام کی بازاری عورتیں اُن کے چالوں و چلوں میں ناج رہی تھیں۔ پھر ٹائٹس سازی کی ترقی کے ساتھ عشق بامی کو بھی لازمی طور پر ترقی ہو جاتی تھی تو تعات کا نتیجہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عورتوں کا چلن تھا

(۶) صلیبون میں
استقلال کا پہلا

(۷) رومی مدعا
کے باہمی جھگڑے
اور جدوجہد اعلیٰ

(۸) دیوانی کاروں
کے حریفانہ رقبا
اختیارات خاص
تسک مذہبی اور
فوجی اعزاز۔

کے خلق کے بھائی ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن ایسی سرزمین پر جہاں ہر وقت بے رحم یا کم از کم قابل نفرت دشمن کا سامنا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اُن کا ہتھیار بند رہنا حق بجانب تھا۔ ہتھیار باندھنے کی ضرورت سے اس بات کی ضرورت اُن پر عاید ہوئی کہ فنون جنگ کو سیکھیں اور باضابطگی و باقاعدگی کی تعلیم پائیں۔ اور ایک ایسی سوسائٹی کے پُر جوش میروں کا فنون جنگ سے واقف ہو جانا انھیں بچہ بچہ سے زیادہ ترس دیتی تھی اور خود محتار ہو گئے تھے۔ اندیشہ سے خالی نہ تھا۔ ان اعزازوں اور دیگر یون میں فی نفسہ جو قوت تھی وہ اُس آزادی سے اور بڑھ گئی جو کچھ تو لاطینی شاہان سمیت الملکیں اور زیادہ تر پوپ روم کے ہاتھ سے اُنھیں عطا ہوئی تھی۔ ہاسپٹلرس تو اس چیز سے کہ وہ غریبوں کی پرورش اور زائرین کی فیاضیتیں کیا کرتے تھے، تحشیہ یعنی صلہ کا دسواں حصہ ادا کرنے سے بری کر دیے گئے اور اُن قوانین سے بھی ششٹے ہو گئے جو سارے ملک پر نافذ کیے جاتے۔ اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ کسی اُسقف اعظم یا مقتدا سے دین کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ اُن کے متعلق بند سے خارج کرنے یا ارتداد کا فتویٰ جاری کر سکے۔ جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہو کہ ایک ایسی جماعت پیدا کر دی گئی جس کو مقتدایان دین سے پوری رقابت ہو۔ اور اس کے نتیجے میں ان دونوں فریقوں کے فیما بین ایسی نزاع کا قائم رہنا لازمی ہو گیا جو کبھی مٹائے نہ مٹ سکے۔ لہذا یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ مذہبی مقتداؤں کو یہ شکایت پیدا ہوئی کہ وہی ٹائٹ لوگ اُس آزادی پر تنقید نہیں کرتے جو انھوں نے اختیار کر رکھی ہے بلکہ ایسے لوگوں کو اپنے پاس بنا ہ بھی دیتے ہیں جو دراصل اُن کی جماعت سے خارج ہیں۔ اور محض اس بنیاد پر کہ اُن کی نسبت ارتداد اور خارج از دین ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ اُن کی پناہ میں آنا جاتے ہیں۔ اسی قدر نہیں بلکہ ٹائٹس آف ہاسپٹل کو مقتدایان دین کے ساتھ اگر یہ جھگڑے درپیش تھے تو اس سے بھی زیادہ سخت جھگڑا اُن میں اور اُن کے ہم فرقہ حریفوں ٹائٹ ٹیلرس میں تھا۔ اغراض و مقاصد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک فرقہ اُن معاملات کو ترقی کے ساتھ چلانا چاہتا تھا جن کی نسبت دوسرے فرقہ کو خواہش تھی کہ مٹا کے نیست و نابود کر دیے جائیں۔ وہ اُمرجن میں دونوں کو

ساتھ دنیے کی ضرورت ہوتی اُن میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے باہم رقابت پیدا ہوتی۔ اور ہر فریق ساتھ دینے دینے ایسے وقت پر مدد دینے سے قطعی انکار کر دیتا جب کہ سلطنت کی بہتری کے واسطے اُس کی مدد کی بے انتہا ضرورت ہوتی تھی۔ ان باتوں سے بہت المقدس میں یہ حالت پیدا ہو گئی تھی کہ خود بادشاہ اور اُس کے اُمراء و تعلقدار تو مقتدر اربان دین کے خلاف تھے اور فوجی لوگوں کو تعلقداروں کے ساتھ بھی ویسی ہی بے انتہا مخالفت تھی جیسی کہ با در یون کے ساتھ تھی۔ جس سلطنت کے یہ حالات ہوں اُس کی نسبت یہ الفاظ بالکل صحیح ہیں کہ ”جس گھرانے میں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہو گا وہ ضرور برباد ہو گا۔“

ساتواں باب

تیسری صلیبی لڑائی

تیسری صلیبی لڑائی کے گرد چھوٹی شان و شوکت کا ایک ہالہ نظر آتا ہے جو محض انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیرول کے تعلقات کی وجہ سے ہے۔ رچرڈ اول کی کارگزاریوں نے اُن واقعہ نویسوں میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے جو جوش کے نام پر اس سے واقف نہ تھے۔ جنھوں نے بڑے شان و جملوں میں اُس کی مدح سرائی کی ہے اور اُس کی سوانح عمری میں ایسا سحر پیدا کر دیا ہے جو متین آدمیوں کو بھی اُس وقت حوکا ویدیتا ہے جب وہ اُسی کی سرکردہ آریوں کے ایسے نمونے میدانِ ٹراے کا قلعہ بڑھتے وقت انجیلیوسٹ میں یا رہے۔ بلکہ انھوں نے اس سے بھی بڑھکے عہ انجیلیوس کو انگریزی زبان کے تعارف سے اچھا نہ کہتے ہیں سگر ہمارے خیال میں غبی تعارف سے یہ لفظ اتنا نہیں بگڑا اور اصل یونانی سے قریب ہے۔ انجیلیوس یونان کے یونانیوں کے زمانے کا پہلوان تھا اس نے شہر ٹراے کے محاصرے میں عجیب عجیب خلاف عقل بہادران دکھائی تھیں۔ یونان کے سب سے مشہور اور پُرانے شاعر ہو مرنے اس لڑائی کے حالات میں اپنی ثنوی المیہ لکھی ہے۔ جس کو یونانیوں میں وہی وقعت و عزت حاصل تھی جو مہاجرت کو سندھون میں حاصل ہے۔ انجیلیوس بادشاہ پہلیوں کا

انگلستان کے
رچرڈ اول کی
خیالی اور کمانیوں
کی سی تصویریں

زور قلم سے کام لیا ہے۔ اس لیے کہ اُن کے بیانات کو اگر ہم تسلیم کریں تو یہ ہوا کہ جڑ
کی کارگر اربوں کی وجہ سے خود اُس کا سب سے بڑا جانی دشمن بھی اُس کا عاشق ہو گیا
تھا۔ یہ نکتہ مشہور کیا جاتا ہے کہ صلاح الدین کے بھائی نے عین اُس حالت
میں جب کہ گھسان لڑائی ہو رہی تھی اس امر کی قدر شناسی کے ثبوت میں کہ اُس کے
ہاتھ سے حریف کے بہت سے آدمی زخمی اور قتل ہوئے اُسے دو عربی گھوڑے
بھیجے تھے۔

اس خیالی تصویر کو چھوڑ کے جب ہم حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں
اس تیسری صلیبی لڑائی میں پہلے مجاہدین صلیب کا طوفرے وغیرہ کی وحشیانہ خونخواری
کے عوض طع اور سخت حرص نظر آتی ہے۔ ایسی سازشیں نظر آتی ہیں جو نہایت ہی
تاریک ہیں۔ اور ایسے جرم دکھائی دیتے ہیں جن سے آفتاب بھی شرمائے اپنا منہ
چھپالے اس قسم کے سرگردموں میں ہم ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جن میں اخلاقی
طور پر ایک صفت بھی ایسی نہیں ہے جو اُن کے بدنامی کے تاریک دھبوں کو دھو سکے
جن میں اصول جنگ کے لحاظ سے اذھی ظالمانہ قوت کے ساتھ سپہ سالاری
کی بہت ہی تھوڑی قابلیت ہے۔ اور جن میں سے بعض میں ذاتی طور پر ایسی
بہیمی جرات یا سنگدلی تھی جس کی وجہ سے نہ وہ خطرے سے ڈرتے تھے اور
نہ کسی سخت سی سخت محنت میں ٹھکتے تھے۔ جو بزرگ ہر بادشاہوں پر غالب آجاتی ہے
اور اُس قسم کی ہزار باختی کو اپنے اوپر نفعیہ کر لیتی ہے جنہیں سب سے زیادہ
مہرٹ محض قوت جسمانی کی پرستش و عبادت میں حاصل ہوتی ہے۔ شاہ انگلستان
رچرڈ اول برجنیت ایک سپہ سالار کے پولین اول کے مقابلہ میں کوئی چہرہ
نہیں۔ لیکن ہاں جرائم میں مبتلا ہونے کی جنیت سے البتہ اُس کا پورا ہمہ سر ہو سکتا
ہے گا تھو لوگوں کے سردار الیک اور قوم میں کے حکمران اٹلانے کبھی اس بات کا جو
لا کا تھا جو ایک دریائی دیوی کے لہن سے پیدا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسفندیار کی طرح
اُس کا سارا جسم ایسا تھا کہ اُس میں کوئی ہتھیار اثر نہ کر سکتا تھا۔ صرف ایڈیان نازک
تھیں جو چوٹ لکھا سکتی تھیں۔ اُسے والوں کے زہر دست پہلوان بکھر کے قتل کرنے
کے بعد محارمے کے خاتمہ پر پیرس نام ایک پہلوان نے اُس کی ایڈی کسی حربے سے

تیسری صلیبی لڑائی
کے مجاہدوں کا
حقیقی جال چلنا

نہیں کیا کہ وہ مذہب لوگوں کے بادشاہ تھے۔ مگر وہ کوئی اور وجہ نہ تھی جس کے سبب سے وہ غضب اُٹھی کے لفظ سے یاد کیے گئے ہیں۔

ایسے امور جو شخص لوگوں کے فانی جوش اور حالت پر منحصر ہوں اُن میں استقلال ہونا بہت مشکل ہے۔ اور اس جوش و ولولہ کے جزو و مد کی مثال خاکِ مہلیسی لٹا لینا میں ملتی ہے۔ کسی امر میں نمایاں کامیابی حاصل ہونے سے یہ خیال کر کے مسرت ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہمارا عہد پورا ہوا۔ یا ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن باتوں کی طرف جن میں پہلے اس قدر دلچسپی ہی تھی کہ سوا اُن کے اور کسی بات کا خیال بھی نہیں آتا تھا کم تو جی ہو جاتی ہے یا

مہلیسی جادو کے
جوش کا انحطاط

زخمی کی۔ اور اس طرح سے اُس کا خاتمہ ہوا۔

۷۔ گاتھ اور تین دو ظالم وحشی اور لوطیری قومین تھیں جنھوں نے قدیم الایام میں یورپ میں ہل چل ڈال دی تھی۔ اور روم اور فرانس کو جو اُس زمانہ میں گالیاں کہلاتا تھا بڑی بے رحمی و سنگدلی سے لوٹا اور غارت کیا تھا۔ الیرک قوم گاتھ کا بادشاہ تھا جس نے رومیوں کو شکستین دین اور بڑی سخت لوٹ مار اور قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا۔ وہ شکستہ و مین بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا۔ اور شکستہ مین مرا۔ اٹھلا قوم سب کے لوگوں کا بادشاہ تھا۔ جو شکستہ مین تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی اپنے تمام دوستوں اور رفیقوں کو قتل کر ڈالا پانچ لاکھ فوج سے روم پر حملہ کیا اور مستی و علاقہ جات روم کو بالکل غارت اور بیکار کر دیا۔ پھر فرانس میں گھسا اور اُسے بھی تباہ کیا۔ دالسی کے بعد ایک خوب صورت و شہزادہ لولکی سے شادی کی اور ہم بستری کی پہلی ہی شب میں ایک رگ بھٹ جانے کے باعث ۳۵۰ سالہ مین مر گیا۔ مورخین اُسے ”غضب الہی“ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اُسے ساری دنیا فتح کرنے کی یقین تھی۔ مرنے پر اُس کی لاش ایک سونے کے تابوت میں رکھی گئی۔ پھر وہ سونے کا تابوت چاندی کے تابوت میں رکھا گیا۔ اور چاندی کا تابوت لوہے کے تابوت میں رکھا گیا۔ اور ان تہرے تابوتوں میں نہایت قیمتی چیزیں بھی دفن کر دی گئیں جو اُس نے روم و فرانس کو لوٹ لوٹ کے جمع کی تھیں۔ جب ان کے رسوم پورے ہو چکے تو وحشی ہن لوگوں نے اُن سب قیدیوں کو پکڑے قتل کر ڈالا جنھوں نے قبر کھودی اور ہڈی بھی مٹا کر کسی کو شاہی قبر کا تہ نہ معلوم رہے۔

سرے سے اُن کا خیال ہی جاتا رہتا ہے۔ آخر عمر کے لاطینی شاہنشاہ بیت المقدس میں بہت کم ایسی کوئی بات تھی جس کی بدولت وہ جوش جو پیٹروی ہر مٹ کے وعظ سے پیدا ہوا تھا زندہ اور قائم رہتا۔ اور فی الحال وہ پرجوش خیال جو قریب ایک صدی تک مغرب کی سمجھ و دنیا کو مارا کرتا رہا تھا بہت کم ہو گیا تھا۔

وہ خیال (اس لیے کہ اُسے پالسی کے لفظ سے تعبیر کرنے کی عزت نہیں دی جاسکتی) جس نے المروج کو مملکت مصر کے فتح کرنے کی جانب راغب کیا ایک ایسے شخص کے لیے زیبا تھا جو لاطینی سلطنت بیت المقدس کی تاریخ میں اعلیٰ درجہ کا مدبر اور سپہ سالار ہو۔ مصر کی فتح میں صرف یہی مصلحت نہ تھی کہ شمال اور جنوب کی دو مخالف سلطنتوں کے ملنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ جن سے لاطینی سلطنت کو جو اُن دونوں کے درمیان میں واقع تھی ہر وقت جان کا خوف رہتا تھا بلکہ مصر کے فتح کرنے سے ایک ایسا ملک قبضہ میں آتا نظر آتا تھا جو تجارت اور تاجروں کے واسطے نہایت ہی مفید تھا۔ اس فائدے کو لاطران کی تیسری کونسل نے جنوبی دیکھ لیا تھا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کی طرف جوش سے توجہ کی تھی جب کہ اُس نے اس بات پر زور دیا تھا کہ شہر ومیاط پر قبضہ کرنا ہر صلیبی لڑائی کی پہلی غرض ہونی چاہیے۔ اور دوسری غرض یہ ہو کہ بیت المقدس کی سلطنت عہدگی سے قائم رکھی جائے۔ مختصر یہ کہ یہ ہمیں جو حروب صلیبیہ کے نام سے مشہور ہیں دراصل محض مذہبی لڑائیاں نہ تھیں۔

۱۱۶۹ء

صلیبی لڑائیوں کی نوعیت بدل چکا۔

اور جو لوگ اُن میں شریک ہوئے وہ محض ثواب آخرت کے خیال سے نہیں شریک ہوئے تھے۔ ہاں کوئی نہم بادشاہ فرانس جسے ولی کا درجہ دیا گیا ہے وہ البتہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ بے شک اُس میں گاڈ فرے اور پہلی صلیبی لڑائی کے دیگر بہادروں کی طرح اور سب جذبات مذہبی اغراض سے منسوب ہوئے۔ فنا ہو گئے تھے۔ باقی ماندہ حروب صلیبیہ میں مذہب کا بہانہ کر کے لوٹ مار اور ملک گیری کی کئی۔ یا اگر سے مذہبی غرض بھی سمجھا ہے تو اُس غرض کو اس طرح ادا کیا ہے جیسے کوئی سر سے بوجھ اُتار کے پھینک دے۔ اور یک جہتی جو فتح کے ساتھ ایک جزو لاینفک کی طرح لازمی ہے باہمی نزاعوں اور جھگڑوں پر قربان

کر دی گئی۔ اور یہ ایسی بات تھی جو مرث دہشتی تو مون ہی کے لیے شایان تھی۔

لیکن تاوقتیکہ ہلال کے واسطے جاگہ خالی کرنے کے لیے صلیب سبجاقسی کے کلسون پر سے اُتار کے پھینک نہ دی گئی سلاطین مغرب کو ایک دوسری صلیبی لڑائی کے واسطے اُبھارنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور اس کی کوشش بھی کی جاتی تو کامیابی غیر ممکن تھی۔ انگلستان کے بادشاہ ہنری دوم کے

انگلستان کا
ہنری دوم اور
بیت المقدس کا
اسقف اعظم
سال ۱۱۸۷ء

دل میں کسی زمانہ میں بھی صلیبی جہاد کا دلولہ نہ تھا۔ اور بکٹ کے مرنے سے جب اُس جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا جو اُس کے اور بکٹ کے درمیان چلا جاتا تھا۔ تو اُس وقت بھی اُس کے لیے یہ عذر موجود تھا کہ مجھے اپنی سلطنت کی شمالی حدود کی طرف حملہ ہونے کا بہت اندیشہ ہے لیکن اُس کے دشمن ولیم کے مقید ہوجانے کے ساتھ یہ حیلہ بھی مٹ گیا۔ اسکا ٹیلیڈ کے اس بادشاہ نے قسم کھائی کہ میں تان انگلستان کے ایک باغیزار حکمران کی حیثیت سے رہوں گا اور ہنری جب کوئی اور بھانہ نہ کر سکا تو اُس نے فرانس کے بادشاہ لوئی مفرم کے امرا واسدغا سے عیوہ کے اُس سے یہ اقرار کر لیا کہ میں بھی ڈیوک آف نارمنڈی کی حیثیت سے ارض مقدس کے عیسائیوں کی وادری کرنے میں فرانس کی شاہی فوج کی مدد کروں گا۔ لوئی کی وفات سے جب یہ منسوب بھی جاتا رہا تو ہنری کو کوئی ناگوار بخاشہ نہ

سال ۱۱۸۷ء
سال ۱۱۸۷ء

عہدہ بکٹ انگلستان کے علاقہ کثیر ہی کا مقتدا سے اعظم تھا۔ اُس نے بڑے جوش و خروش سے بادشاہ ہنری دوم کی مخالفت کی۔ اُس سے جھگڑے رہے۔ لہٰذا عربین کنترہ ہی کی قربانگاہ کے سامنے قتل کیا گیا۔ بادشاہ یہ کارروائی فوری جوش میں کر تو گزرا لیکن بعد کو کچھ نہ آیا۔ اس لیے کہ ایک مقتدا سے دین کے قتل کرنے کی وجہ سے پوپ کے دینی دربار نے اس کا کفر یہ یہ قرار دیا کہ بکٹ کی قبر کے سامنے اُسے سزا دی جاوے۔ راہب لوگ اُس کی برہنہ پیٹھ پر کوڑے مارے۔ اور ایک پورے دن اور رات کسی کھلے پتھر پر بیٹھا رہے۔ اُس پر فرش نہ ہو۔ اور اس زمانہ بھر وزہ سے رہے۔ دو برس بعد بکٹ کی قبر سے کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ اور اُس کا مزار مرجع عام اور بڑا دولت مند کی مقام بن گیا۔ اس سے اذناہ ہو سکتا ہے کہ بادشاہوں تک پر اُن دنوں پوپ کی کیسی حکومت تھی۔ اور یہ مقدس بزرگ بادشاہان عصر کی قسمت کے کیسے مالک بنے ہوئے تھے۔

نہیں ہوئی۔ لیکن جب اس کے کوئی پانچ برس بعد بیت المقدس کے مقتدرائے عظم
ہرقلیوس نے اُس دوسرے ایچی کے ساتھ جو ہمراہ آیا تھا اور جو ہاسٹیلر کا
سردار تھا اُس کے سامنے زمین پر ٹھکاک کے اُس کے جادوگر ملک آف انجو اور
اُس کے جانشین بادشاہوں کا شاہی عصا اُس کے ہاتھ میں دیا اور بیت المقدس
اور ہولی سچلر (روفر) اقدس مسیح کی گنجیاں پیش کیں تو بادشاہ انگلستان
نے اُسے جواب دینے میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا کہ اُس کی زبان سے جو الفاظ
نکلیں اُن سے اُن کا حوصلہ تو بڑھ جائے مگر وہ خود کسی بات کا پابن نہ ہونے پائے
اُس نے کہا "میں اپنے مشیروں سے پوچھ کے جواب دوں گا۔" اور مجلس شوریٰ
کے سامنے یہ سوال اُس نے ایسے الفاظ میں پیش کیا جن سے صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ وہ کیا اور کس قسم کا جواب چاہتا ہے۔ اُس نے اہل مجلس سے کہا "میں
یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میرا یہ فرض ہے کہ اپنی قلمرو میں ٹھہر کے اپنی رعایا
پر حکومت کروں اور اُن کی حفاظت کرتا رہوں یا یہ کہ مسلمانوں سے مقابلہ کر کے
ایک ایسے بادشاہ کی سلطنت کے بجائے کی کوشش کروں جس کا تاج و تخت
متمنزل حالت میں ہے۔" اُس کے اُمرا و مغزین دولت کے دل میں اس
امر کی بابت ذرا بھی شبہ نہ تھا کہ جو کام قریب ہے وہی زیادہ توجہ کا بھی مستحق
ہے۔ اور جب ہنری نے ارض فلسطین کی سلطنت کی ضرورتوں کے واسطے
پچاس ہزار مارک چندہ دینے کا وعدہ کیا تو ہرقلیوس نے اس رقم کے قبول
کرنے میں کچھ ایسی بے اطمینانی ظاہر کی کہ بادشاہ ہنری کو غصہ آگیا۔ ہرقلیوس
نے بغیر اس کے کہ اُس کے غصہ سے ذرا بھی مرعوب ہو اُس سے کہا "مجھ سے کبھی
اب وہی سلوک کیجیے جو شہید ٹامس آف کنٹربرسکی کے ساتھ آپ نے کیا تھا۔"
پھر بولا "آپ کے ہاتھ سے مارے جانے کے لیے بھی میں اُسی طرح مستعد ہوں
جس طرح ظالم مسلمانوں کے ہاتھ سے۔" اس قابل مضحکہ طعنہ کی اُس سے کچھ باز نہیں
نہیں کی گئی۔ اور ہرقلیوس شہر لندن میں ٹائٹس ٹیلر کے نام پر ایک گرچا

عہ مارک انگلستان کے پُرانے جاندی کے سبک کو لیتے ہیں۔

عہ اسے مراد وہی کٹ ہے جسے قتل کر کے بادشاہ انگلستان پوپ کے فتویٰ کے مطابق نر ناب ہو گیا تھا۔

نذر کر کے وہاں سے صحیح و سلامت چلا گیا۔

لیکن جب بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ ہی سے نکل گیا تو اس انقلاب نے ان مسلمانوں کی حالت کچھ اور ہی کر دی کہ پالسی (یا مصالحت وقت) کیا ہے۔ اور فرض کیا ہے۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد اور غالباً اس سال کے پہلے ہی پوپ اربن سوم نے شہر ورونائین وفات پائی۔ اُس سے مرے وقت تا وقت کے سبب سے اس سال کے عظیم کا کچھ افسوس نہ تھا بلکہ اُس نے عداوت کا حدیدہ تھا جو پوپ کی قوت دینی اور شہنشاہی قوت حکمرانی کے فیما بین پیدا ہوتی نظر آتی تھی۔ اُس کے جانشین پوپ گرگری ہشتم نے جس کا عہد حکومت دو مہینہ سے کم ہی بین ختم ہو گیا بیت المقدس کا واقعہ سن کے افسوس کے ساتھ کہا کہ ”یہ ساری جی دُنیا کی بد قسمتی کا ثبوت ہے“ لیکن وہ غالباً اس سے لاعلم نہ تھا کہ ممکن ہے یہی واقعہ پوپ کی حکومت کے لیے کوئی ایسی لطف کی بات پیدا کرے جو تباہی نہیں تو اُسے کسی بڑے خطرے سے بچا دے۔ اپنی زندگی کے باقی ماندہ چند روز اُس نے ایسے خطوط لکھنے میں صرف کیے جن کے ذریعہ سے اُس نے اُس جوش کے پھر تازہ کرنے کی کوشش کی جسے پیٹر دی ہرٹ اور اُس کے بعد برنارڈ نے پیدا کیا تھا۔ کہا گیا کہ قمر خاریون دفع ہو سکتا ہے کہ پانچ سال تک روزے رکھے جائیں اور کارڈنل لوگون (شرکاے مجلس پوپ) کو اپنی قابل شرم مداخلتوں اور اپنی زر پرستی پر ایسا تنبیہ ہوا کہ اُن کے دلون میں اس بات کا عہد کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ اب کسی معاملہ میں انصاف کرنے کے لیے رشوت نہ لیں گے۔ اور تا وقتیکہ وہ سر زمین جس پر کسی زمانہ میں سبقت دلانے والا (مسح) چلا پڑا تھا بے دینوں کے قدموں کی نجاست سے پاک نہ ہو جائے گھوڑے پر سوار نہ ہوں گے۔

پوپ گرگری نے اس سفر کے اثنائین وفات پائی جو جنوب اور پالسی کی جمہوری سلطنتوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اُس نے کیا تھا جن کی بحری فوجیں اُس منصوبے کے واسطے تھیں وہ ول ہی ول میں سوچ رہا تھا کہ یہاں سفید تھقین۔ اس کے چند ہی ہفتہ بعد مہتری بادشاہ انگلستان اور فلپ تھس

۱۱۵۰ء
پوپ اربن سوم کی وفات

پوپ گرگری ہشتم کا
جلوس کرنا

۱۱۵۰ء
۱۱۵۱ء
اور فرانس کے
قلب آگسٹ کا

مہرکہ صلیب کو بادشاہ فرانس ارض فلسطین کے عیسائیوں کے حالات شہر طبر (سور) کے متفقہ
 اختیار کرنا۔ اعظم ولیم مصنف تاریخ حروب صلیبیہ اول و دوم کی زبان سے لکھنے کے لیے اُس سید
 سیدان میں جمع ہوئے جو جسیورز اور ٹرائی کے درمیان میں واقع ہے۔ ان
 دونوں بادشاہوں نے صلیب کا مہرکہ اختیار کر لیا۔ اور نواب شاپنین نواب
 فلاڈرٹس اور اورہٹ سے رئیسوں اور نائبوں نے بھی اُن کی پیروی کی
 یہ طے پایا کہ انگریزی صلیب کا رنگ سفید ہو۔ غلیش صلیب کا سبز اور فراسی
 صلیب کا رنگ سرخ رکھا جائے۔ اس کے بعد ہنری عجلت کے ساتھ انگلستان
 آیا اور ایک کونسل سے جو علاقہ نارتھپٹن شائر کے شہر جڈنگٹن میں منعقد
 ہوئی تھی ایک جدید ٹیکس کے جاری کرنے کی منظوری حاصل کی جس کا نام
 'صلاح الدین ٹائٹھ' یعنی وہ ایک صلاح الدین رکھا گیا۔ اس ٹیکس کے
 قواعد کی رو سے ہر وہ شخص جو صلیبی جہاد میں شریک ہونے سے انکار کرے
 اُس پر لازم تھا کہ اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ ٹیکس میں
 دے دے۔ اس طریقہ سے ستر ہزار پونڈ کی رقم جمع کی گئی۔ لیکن قابل حیرت یہ
 امر ہے کہ قریب قریب اتنی ہی رقم جس کی مقدار ساٹھ ہزار پونڈ تھی اُن ٹھوکروں
 سے یہودیوں سے وصول کی گئی جو انگلستان میں آباد تھے۔ مگر ہم یہ نہیں
 بتا سکتے کہ اس رقم کا دینا اُن پر گران بھی گزرا یا نہیں۔ مگر چند مہینوں کے
 گزرنے سے پہلے ہی اس سے زیادہ مصیبتیں اُن کی قسمت میں لکھی ہوئی تھیں
 ممکن ہے کہ ہنری نے اب اُس عہد کے پورا کرنے کا حقیقہ ارادہ
 کر لیا ہو جسے اس وقت تک وہ ٹالتا آیا تھا۔ اس لیے کہ اُس نے بیلہ
 بادشاہ ہنگیری اور آئزک انجلوس شہنشاہ مشرق یعنی قسطنطنیہ کے پاس
 ایچی بھیجے اور اُن دونوں سے استدعا کی کہ میرے پیروں کو اپنے ملک سے
 گزر جانے دیجیے۔ اور اس کی بھی اجازت دیجیے کہ آپ کی قلمرو میں وہ
 مزدوری چیزوں کی خرید و فروخت کر سکیں۔ یہ درخواست منظور کی گئی لیکن
 ہنری کو اب چند اور معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ وہ نالائقی جنگ ہے
 جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور تعلقداروں کی پیچیدہ نوعیتوں کے لازمی

صلاح الدین
 ٹیکس یا دیکھ

ہنری دوم کے
 خاندان میں
 ریاست کا جھگڑا

نتائج میں آنجو کے گھرانے کے شانہ وادوں میں نہایت ہی قابل نفرت وضع میں بیان ہوئے تھے۔ ہنری دوم کے حلالی بیٹوں ہنری رچرڈ اور جان میں سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کون سب سے زیادہ قابل شرم زندگی بسر کرتا تھا اور کس نے سب سے زیادہ بدنامی حاصل کی تھی۔ رچرڈ نے اکوئین میں جو مظالم کیے وہ اس زمانہ میں بھی دہلا دینے والے تھے۔ جو زمانہ کہ ظلموں اور دغا بازیوں کے لیے مشہور ہے۔ اس کی رنایاٹیکسون برٹیکس اور کرتے کرتے غاری ہو گئی تھی۔ جرمنوں کو جو سزائیں دی جاتیں ان کی سختی کو عزم سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ اور ساری قلمرو میں کوئی عورت سوا اُس کے جو کسی قلعہ میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہی ہو محفوظ و مامون ہی نہ تھی۔ لیکن اُس کے بھائیوں ہنری اور جیا فرسکی فوجیں جب اُس پر چڑھ آئیں تو غالباً اُس فوج کشی میں اتنا خلوص نہ تھا کہ محض اُس کی مظلوم رعایا کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لیے اُنھوں نے حملہ کیا ہو۔ یہ جھگڑائی الحال اُن کے باپ کی کوشش سے چند روز کے لیے اُٹھار رکھا گیا۔ لیکن اب ان سعادتمند بیٹوں نے خود باپ کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھائے۔ جو دن لڑائی کے واسطے مقرر ہوا قریب ہوتا جاتا تھا کہ یکایک نو جوان شاہزادہ بابا و شاہ ہنری کا (جسے اور بشپین نے بھیجیں) ٹامس آف کنٹر برسی نے اپنی شہادت سے چند روز پیشتر خارج البلد کر دیا تھا۔ ۱۱۹۱ء میں تخت نشین کیا تھا) ایک ہجڑا نے خاتمہ کر دیا۔ اور رچرڈ جو زندہ بیٹوں میں سب سے بڑا تھا تاج انگلستان کا وارث قرار پایا۔ لیکن اُس کے بعد ہی یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ اُس کے باپ کو زیادہ محبت اپنے چھوٹے بیٹے جان سے تھی جو ایک حقیر نرول اور ذلیل دغا باز تھا۔ یہ راز آشکارا ہوتے ہی رچرڈ نے فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے از سر نو دوستی پیدا کی جس کی بہن اٹویلیہ یا ایلکس کے ساتھ مدتوں پیشتر سے اُس کی نسبت بٹھہر چکی تھی۔ یہ شاہزادی ایک زمانے سے انگلستان کے بادشاہ کی نگہانی میں رہی تھی۔ اور مشہور تھا کہ ایک بچہ بھی جن چکی ہے مگر چرڈ نے فی الحال اس کا بھی خیال نہ کیا اور فلپ آگسٹس کے لیے پھر فوجا ستگا۔ جو آلہ یہی منگنیر میرے حوالے کر دی جا سے اور انگلستان کے رؤسا اور مجھے ولی عہد تسلیم کر کے میری فرمانبرداری اختیار کریں۔ بادشاہ انگلستان نے

اس دوسری استدعا کا جو جواب دیا وہ مبہم تھا۔ یہ جواب پاکے رچرڈ نے لکھا مین
 اس بات کو غیر ممکن سمجھتا تھا کہ میرے باپ شاہ انگلستان میرے مخالف ہوں گے
 مگر اب مجھے اس کا یقین ہو گیا اور جا کے فلپ کے قدیم پرگڑا اس سے
 پناہ مانگی اور قرار کیا کہ میرے والد کے جو علاقہ حیات فرانس میں ہیں ان کی بنیاد
 پر میں آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کروں گا۔ اس کارروائی کے بعد جو روائی ہوئی اس
 میں ہنری کو اپنے قلعہ جات سینٹس۔ ایمینواز۔ اور ٹورس کو چھوڑ چھوڑ کے بھاگنا پڑا
 چونکہ بیماری نے اس کے جسم کو کھلا دیا تھا لہذا وہ اس بات پر مجبور ہوا کہ ٹورس
 کے قریب کے ایک میدان میں آکر اپنے بیٹے اور بادشاہ فرانس سے ملے اس
 اثنا میں ایک طوفان آیا جس میں دو مرتبہ اس کے پاس ہی بجلی گری اس نے اسے
 اور بھی خوفزدہ کر دیا۔ غرض اس نے قبول کیا کہ میں ہزار مارک فلپ کو دوں گا
 اویسے کو رچرڈ کے حوالے کر دوں گا۔ اور اپنی رعایا کو اجازت دوں گا کہ رچرڈ
 کی فرمانبرداری کرنے کی قسم کھا میں۔ ان چیزوں کے مقابل اپنی طرف سے اس نے
 صرف اس بات کی خواہش کی کہ مجھے میرے ملک کے ان رئیسوں کے ناموں کی فہرست
 دکھا دی جائے جو فرانس کے بادشاہ سے ملے ہوئے ہیں۔ اس فہرست میں سب سے
 اول اس کے بیٹے جان کا نام تھا۔ جس کے دیکھتے ہی اس نے پھر وہ فہرست
 آگے نہیں پڑھی۔ سخت بخار چڑھ آیا۔ جس کے دوران میں اس نے اپنے نافرمان بردار
 بیٹوں کو بہت گالیوں دیں اور ایک ہفتہ کے اندر ہی مر گیا۔

۱۴۰

جولائی ۱۴۰۰ء
 ہنری دوم کی موت

اب رچرڈ انگلستان کا بادشاہ تھا۔ لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ ان زیادہ
 وسیع تدابیر کی دھن میں لگا رہتا جو اس کے باپ کے دل میں بسی ہوئی تھیں سلطنت
 کی قوت و دولت ایسی چیزیں تھیں جنہیں وہ خود اپنی شہرت کے لیے کام میں
 لاسکتا تھا۔ اور ناموری اور کسی جگہ ایسی نہیں حاصل ہو سکتی تھی جیسی کہ ارض
 مقدس میں حاصل ہو سکتی تھی۔ اور نہ کسی اور طریقہ سے اس شاندار سی کے
 ساتھ شہرت پیدا ہو سکتی تھی جس طرح کہ اپنی چوڑی قاتل تلوار سے بے دینوں
 (مسلمانوں) کے سینے چاک کرنے میں شہرت ہوئی۔ دراصل یہ ایک بد معاش کی
 ایسی ہوس تھی جس پر نیکر (پہلی صلیبی لڑائی کے بہادر) کی سپہمردی کی ایک

پہلی سی جلا کر لی گئی ہو۔ اور بلا لحاظ اس امر کے کہ اس کا روانی میں سلطنت کے اور خود اس کی ذات کے فوائد کا کتنا خون ہوتا ہے۔ اپنی یہ ہوس پوری کرنے کے لیے مستعد ہو گیا۔ اپنی اس محکم کے واسطے اسے جس قدر روپیہ کی ضرورت تھی اس کی مقدار ایک لاکھ مارک کی رقم سے بدرجہا زیادہ تھی جسے اس کے باپ نے اپنی حرص و طمع کے بغیر شکاری سے سالسیری کے خزانے میں جمع کیا تھا۔ رچرڈ نے مار تھم لینڈ کی ریاست ایک ہزار پونڈ پر ڈیڑھ کے معقول کے ہاتھ اس کی عین حیات تک کے لیے بیچ ڈالی۔ تین ہزار پونڈ لیکر اپنے بھائی جیا فر سے جو فی الحال یارک کا اعلیٰ اسقف تھا ملاپ کر لیا۔ وہ ہزار پونڈ لے کر وہ کل حقوق جو اس کے باپ ہمزی نے اسکاٹ لینڈ میں حاصل کیے تھے مع راکسبرگ اور بروک کے قلعوں کے ولیم بادشاہ اسکاٹ لینڈ کے نام سپرد کر دیے۔ اور تب اسی ٹوٹ مار اور جبر و تعدی کی غرض سے مارٹنڈی کو روانہ ہوا۔

پہلی اور دوسری دونوں صلیبی لڑائیوں کی ابتدا میں یہودیوں کا قتل قریع ہوا تھا۔ اس تیسری صلیبی لڑائی کی قسمت میں بھی اس الزام سے بری ہو کر نہ تھا۔ انگلستان کے یہودیوں نے غالباً یہ محسوس کر لیا کہ ہمارے اوپر آفت نازل ہونے والی ہے۔ اور انھوں نے جہٹ پیٹ بھاری بھاری نذر پیش کر کے بادشاہ کے راضی کرنے کی کوشش کی۔ بد قسمتی سے ان کی سرگرمی ہی نے ان کی عاقبت اندیشی کو خاک میں ملا دیا۔ رچرڈ نے لوگوں کے خیالات کا اندازہ کر کے حکم دے دیا تھا کہ اس کی تاج پوشی کے دن کوئی یہودی اس کے سامنے نہ آئے۔ ان میں سے بعض نے اس حکم کا لحاظ نہ کیا۔ اور عام لوگوں کے مجمع میں ملے ہوئے قہر شاہی کے اندر چلے آئے۔ لوگوں نے پہچانتے ہی انھیں ڈھکیل کے باہر نکال دیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ آگ جو اس طریقے سے مشتعل ہوئی تھی بہت تیزی سے بھڑکنے لگی۔ جو یہودی سڑکوں اور راستوں میں ملا مار ڈالا گیا۔ اور جو مکان یہودیوں کے مقصد میں تھا اس میں آگ لگا دی گئی۔ اور لوٹ لیا گیا۔ اس کشت و خون کے روکنے کی کچھ کوشش کی گئی تھی۔ تین آہستہ آہستہ یہودیوں کو بچا لیا جیسی کسی گائیڈ کی مدد سے

روپیہ جمع کرنے
کے طریقے۔

یہ مجرم نہیں تھا مگر کیا گیا نہ، انھوں نے یہودیوں کو قتل کیا بلکہ یہ مجرم لگا لیا تھا کہ انھوں نے یہودیوں کے ہانے سے عیسائیوں کا مال لوٹا یا یہ کہ انھوں نے ایسے مکانات میں آگ لگائی جن سے عیسائیوں کی جائداد کے برباد ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ یہ بے انصافی صرف لندن ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ تمام یورپ کے شہروں میں یہی ظلم ہوا۔ یارک اور لنکس میں یہودی اپنا مال و اسباب لیکر قلعہ میں بھاگ گئے۔ لنکس میں تو انھیں امان ملی۔ لیکن یارک میں بدقسمتی سے انھیں غلط فہمی ہوئی کہ وہ ان کا حاکم قلعہ سے نکل کے باہر گیا تو وہ سمجھے کہ ان کے خلاف شہر والوں کے ساتھ سازش کرنے کے لیے گیا ہے۔ لہذا جب وہ واپس آیا تو انھوں نے قلعہ کا بیھاٹک بند کر لیا اور اس سے قلعہ میں آنے سے روکا۔ حاکم نے غضب ناک ہو کے کو تو ال شہر کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار بند سپاہی لیکر قلعہ پر حملہ کرے۔ ان سپاہیوں کے ساتھ شہر کے غلام لوگ بھی شریک ہو گئے۔ جن کے جوش و خروش سے ظاہر ہو گیا کہ قلعہ پر دواہ قبضہ کر لینے کے غلام وہ اور بھی بہت کچھ جانتے ہیں۔ محصورین نے پری ماسٹر ٹن شین سے اصول والوں میں سے ایک شخص کی آواز سنی جو عام مجمع سے چلا چلا کے کہہ رہا تھا "مسیح کے دشمنوں کو غارت کر دو" سنتے ہی یہودی سمجھ گئے کہ اب موت سے چارہ نہیں ہے۔ لیکن مزاحمتی بات ضرور ان کے اختیار میں ہے کہ جس طریقہ سے چاہیں جان دیں۔ اس کو نسل میں جو اس امر میں مشورہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی تھی ان کے ربی (مقتدا) نے یہ رائے پیش کی کہ ان خوفناک توہمیں اور وحشیانہ آزار رسائیوں سے بچنے کے لیے جو ہماری بیویوں۔ بچوں کے اور خود ہمارے ساتھ عمل میں آئیں گی یہی بہتر ہے کہ ہم راضی ہو کر ہمارے انبی جانین خالق کی عہ عیسائیوں کے سینٹ ناربرٹ نام ایک ولی نے فرانس کے شہر پیرس سے موٹرے میں اللہ میں ایک خاص قسم کے باضابطہ مذہبی قوانین مانوں کہ تھے گویا ہندوؤں کی اصطلاح کے مطابق ایک رستہ قرار دی تھی۔ ان قوانین کے پیرو اور اس جھگڑے کے شرکاسی لفظ پری ماسٹر سے ٹن شین کے لفظ سے یا دیکھے جاتے ہیں۔

یارک کا خوفناک
ظلم

کی نذر کر دین اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کریں۔ اس کی تائید میں اس نے بیان کیا کہ یہ کارروائی از روئے عقل ٹھیک ہے اور ہماری شریعت کی رو سے بھی جائز ہے۔ ہم میں سے اور لوگ بھی ایسا کر چکے ہیں۔ اس خونریز جھگڑے میں جو بیت المقدس اور رومیوں کے درمیان پیدا ہوا تھا شہر مساوا میں یہودیوں نے یونین خودکشی کر لی تھی۔ بعض کو اس کی یہ رائے معقول نظر آئی۔ اور بعض کو یہ عہدہ زمین جب وکسپین قیمر اور اس کے بیٹے ٹائٹس (طیبلوس) نے بیت المقدس کو تباہ کیا ہے۔ ہیکل سلیمانی آخری تہذیب لگا کے تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ یہودی ارض فلسطین میں ہمیشہ کے لیے پامال کیے گئے ہیں۔ اور ان کی تیرہ لاکھ چھپن ہزار چار سو ساٹھ جانین (دو تین سو) کے بیان کے مطابق جو خود موجود تھا (رومیوں کی تلواروں کی نذر ہوئی ہیں) اس بیت المقدس پر قبضہ ہو جانے کے بعد اس شہر مساوا کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس میں کل ۹۶ یہودی تھے جن کا سر ارازمیر نام ایک بہادر یہودی افسر تھا۔ مساوا کا قلعہ نہایت مضبوط تھا۔ جو گویا ارض فلسطین کی جان تھا۔ رومی افسر سلبوانے اس کا محاصرہ کیا۔ خیمہ غت قائم رہتے کی کوئی اور صورت نہ نظر آئی تو ایلینر نے سب کو خودکشی پر آمادہ کیا۔ اور کما عورتوں کی بے رحمی۔ بچوں کے غلام بننے اور اپنی گرفتاری و ذلت سے بھی بہتر ہے کہ ہم آزاد مریخ اپنی جانیں آپ دین۔ اس کے پُر جوش و پُراثر الفاظ نے سب کو راضی کر دیا۔ اس سہولت کام کے شروع کرنے سے پہلے انھوں نے اپنی بی بیوں کو لگایا پھر بچوں کے منہ چوسے اور پھر خود ہی ان کو چھریاں بھونک بھونک کے مار ڈالا پھر سارا مال داس باندہ زور و جواہر جمع کر کے ایک جگہ جمع کیا اور اس میں آگ لگا دی۔ اس کے بعد تیرہ سال کے ذریعہ سے دس آدمی اس کام کے لیے منتخب ہوئے کہ سب ساتھیوں اور دوستوں کو قتل کریں۔ یہ کام یوں پورا ہوا کہ ہر شخص نے اپنی بی بی اور بچوں کی لاشوں کو انگوٹھا میں لیا اور قاتل کے آگے سر جھکا دیا اس طریقہ سے سب مارے گئے۔ پھر ان دس آدمیوں نے قعر ڈال کے ایک کو منتخب کیا جس نے ان سب کا کام تمام کیا اب جب صرت ایک آدمی رہ گیا تو اس نے ایک مجنونانہ طریقہ سے سب طرف پھر کے دیکھا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا۔ اور جب کوئی نہ نظر آیا تو اس قصر میں آگ لگا دی جس میں خود تھا۔ جب شعلے خوب بھڑکنے لگے تو اس نے اس ہیبت ناک سنائے اور کہنے لگا

کام دشوار معلوم دیا۔ لہذا اُس نے یہ کہہ کے اس بحث کا خاتمہ کر دیا کہ ”جن لوگوں
 کو میری اس تجویز پر عمل کرنا نہیں منظور ہے وہ امن و امان کے ساتھ اس جگہ
 سے اٹھ کے اور اس مکان سے نکل کے چلے جائیں۔ صرف چند ہی آدمی اُس
 کمرے سے باہر نکل کے گئے۔ چند ہی گھنٹوں میں یہ موت کا کام لایو گیا اور قلعہ
 شعلہ بھڑک رہا تھا۔ وہ چند لوگ جو خود کشی کی نینیں جراثیم کر سکے تھے انھوں
 نے دیواروں پر چڑھ کر ہیکار مارا ”اگر جان بخشی کا وعدہ کیا جائے تو ہم ہتھیار لینے
 (دین عیسوی قبول کرنے) کو موجود ہیں۔ ان کی یہ درخواست قبول کی گئی اور قلعہ
 خالی کر لیا گیا۔ عیسائیوں نے اندر گئے ہی غصہ نہ ہی جوش سے سڑی حیات
 کو جو قلعہ کے اندر پلائے ہوئے تھے قتل کر ڈالا یہ جرم تو قابلِ معافی تھا۔ لیکن یارک
 کے لوگوں نے ان باتوں کے علاوہ ایک اور ایسی حرکت کی جو فی الحقیقت
 جرم تھی۔ اور جو بادشاہ محمد کو بہت ہی شاق گزری۔ وہ یہ کہ وہ لوگ گہرے
 میں گھس گئے۔ اور اُس کے ذمہ دین جتنے تمسک اور جتنی دستاویزین ملین
 سب کو نکال کے جلا دیا۔ یہ تمام دستاویزین جن لوگوں کی حق میں لکھی گئی
 تھیں اُن کے مرنے کے بعد بادشاہ وقت کی جاہد اوتھین۔ لہذا ایلانی کا
 اسقف اُن لوگوں کا پتہ لگانے کی خدمت پر مقرر کیا گیا جن لوگوں نے یہ
 حرکت کی تھی۔ مگر وہ لوگ اسکاٹ لینڈ کی سرحد میں نکل گئے تھے۔ اور
 ایسے محفوظ مقام میں پہنچ گئے کہ اُنھیں ڈاکہ زنی کے جرم پر بھی سزا
 نہ دی جاسکی۔ رچرڈ نے روپیہ سے جس قدر صندوق بھرے جاسکے بھر لے
 اور اسی شہر و زیلہ میں جا کے اسٹس سے ملاقات کی جہاں چوالیس
 سال پیشہ سینٹ برنارڈ کی کوششوں نے مسیحی دنیا کے دل میں اُن
 مہمون کا جوش پیدا کر دیا تھا جن میں کامیاب ہونا اُس کے خیال میں
 گہرین کھڑے ہو کے خود اپنی تلوار سے اپنا سینہ جاگ کر ڈالا اور دل پر تلوار مار کے مر گیا۔
 موت ایک بوڑھی عورت جو میان کے سرور اور ایلینڈ کے خاندان کی تھی اور باغیچے تہ فراوان
 میں چمپ کے بیج۔ یہ تھے جنھوں نے یہ ساری سرگزشت فاتحوں سے بیان کی جو قلعوں کے خالی
 ہوجانے پر بھی بڑی شکون سے اُس میں داخل ہو سکے تھے۔ تاریخ ارض مقدسہ ایڈیٹر وگلڈاز

شعلہ بھڑک رہا تھا
 میں بچڑا اور
 قلعہ کی ملاقات

یعنی تھا۔ اب جس آواز کا سب سے زیادہ اثر تھا وہ نہ کسی پادری کی تھی نہ کسی راہب کی اور نہ کسی دلی کی یہ آواز ایک شاہی تھی۔ اور فی الحال اگر اُس کے بربط کے سر پہنچے ہوتے اور اُس کے الفاظ ویسے ہی جبرک سبق دین جیسے کہ پوپ ار بن ووم نے دیے تھے تو بھی کم از کم اس بات کا اندیشہ ضرور تھا کہ اُس گوئیے کو اگر معمولی درجے کی کامیابی بھی حاصل ہو جائے تو ممکن ہے کہ اُس کے دل میں ایسے جذبات پیدا ہوں جن میں زیادہ خلوص اپنی نہ ہو اور اُس کے نغمے سننے والوں کے دلوں میں اُس قسم کی قابلِ تعریف مسرت نہ پیدا ہو جو عبادت اور مراقبہ میں حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ دونوں بادشاہوں کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی اُن لوگوں کے متفق رہنے اور باہم ملے جُل رہنے کے لیے جو انتظام کیا گیا تھا وہ اُن قوانین ہی سے ظاہر ہوتا ہے جن کی اُن سے حکم دیا گیا تھا کہ کوئی شخص کسی کو مار ڈالے تو وہ مقتول کی لاش میں باندھ کے سمندر کے اندر پھینک دیا جائے۔ جو لوگ غصہ میں آئے تلواریں کھینچ لین اُن کے ہاتھ قلم کر ڈالے جائیں۔ اور جو چوری کے مجرم ہوں اُن کے جسم پر زل لگائی جائے اور پرچہ پکڑے جائیں۔ اور اسی حیثیت سے وہ ساحل پر کھڑے کیے جائیں۔

جس وقت فلپ اور رچرڈ جزیرہ صقلیہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے فریڈرک اول شہنشاہِ عرب بھی جو باربرو ساریال ڈاڑھی والے کے لقب سے مشہور تھا قسطنطنیہ کی طرف جا رہا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی لاطینی پوپ یا اُس شخص سے جو اپنے تئیں پوپ کہتا تھا لڑ چکا تھا۔ اُس نے خود ایک انٹیلی پوپ (خالص پوپ) لاکے کھڑا کیا تھا۔ یہ لقب اُنھیں پوپوں کو دیا جاتا تھا جو شاہنشاہی قوت کے طرندار ہوتے تھے۔ غرض اسی اپنے بنائے ہوئے پوپ کی اجازت سے جس نے اپنا لقب پیسکل سوم مقرر کیا تھا اُس نے روم پر حملہ کیا۔ سینٹ پیٹر (رومہ الگری) کے سب سے بڑے کنیسہ کے بھائیکون کو کھارڈ اور کالوان سے چیر ڈالا اور اپنی آنکھ سے دیکھا گیا کہ اُس کی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے اور کنیسہ کو لوٹنے سے روکتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ لڑائی بھڑائی ہو گئی۔ قربان گاہ تک پہنچ گئی۔ عین اسی خورنیری کی حالت میں پیسکل سوم نے شہنشاہ بیکم بیٹرس کے سر پر تاج شاہی رکھا تھا۔ اور فریڈرک کے تاج کو

نظم اور شعور کا اثر۔

فریڈرک اول
باربرو ساکویچ
قسطنطنیہ کا ظم

پوپ اور شہنشاہ

دو بارہ برکت عطا کی تھی۔ اسی حالت میں اُسے جس پوپ سے بھی زبردست دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا وہ ٹیب و با بھی جو اس کے لشکر گاہ میں پھیل گئی۔ اور جب وہ روم سے بھاگ گیا تو پوپ الگز نڈر سوم کی فتح کو استقلال ہو گیا جو اس آفت کمینہ برسی کا دوست تھا۔ گو اس دوستی میں اُسے کسی قدر پس و پیش رہا کرتا تھا۔ تاہم گوان گزشتہ برسوں کی جنگ و جدال کے بعد یہ ظاہر صلح ہو گئی تھی۔ مگر فریڈرک نے اس بات کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ پوپ کے مقابل میں اُسے قوت حاصل ہو سکے۔ اور پوپ اربن سوم کے زمانہ میں اُس نے اس قسم کی قوت اس تدبیر سے بخوبی حاصل کر لی تھی کہ اپنے بیٹے ہنری کی شادی کاٹنشیہ کے ساتھ کر دی جو سلطنت متعلیہ (سلسلی) کے تاج و تخت کی وارث تھی۔ وہ پُرانی روائی شاید پھر شروع ہو جاتی مگر اب ارض مقدس کی خبروں اور گر بگری سوم کے خطوط سے فریڈرک کے دل میں صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہو چکا تھا۔ اور اُس کی نوہن اُس کے مجتہد کے سایہ میں سہنگاریہ کو طے کر کے مشرقی سلطنت روم کے دار السلطنت (قسطنطنیہ) کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اپنے سے پہلے مجاہد بادشاہ کونراڈ کی طرح اُس نے بھی اس دار السلطنت کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ باقی تیسیم (قسطنطنیہ کا پُرانا نام) کے قیصر نے محض اخلاقی مراسم کا لحاظ کر کے اُسے اپنی قلمرو میں اس بات کی اجازت دے دی تھی کہ اپنی فوج کے لیے کھانے پینے کی چیزیں خریدے۔

فریڈرک کی فوج والے چونکہ باضابطہ اور قواعد و ان تھے لہذا اس بات کی امید کی جاسکتی تھی کہ اس محم میں اُسے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ ایک روائی میں اُس کی فوج نے ترکوں کو شکست دی تھی۔ اور سلجوقی دار السلطنت کو گنی (قونہ) کو لے لیا تھا۔ لیکن اس فوج کی قسمت میں ایک اور تباہی لکھی ہوئی تھی جس سے مراد خود ان کے افسر کی موت ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ فریڈرک علاقہ قلیسیا عہ یہ علاقہ اب دولت عثمانیہ کے صوبہ قرمان میں شامل ہے۔ اس کا مشہور شہر قیسیا یہ ہے جس علاقہ کے شمال میں ایک بڑا دریا بہتا چلا گیا ہے جس کی بہت سی شاخیں اس کے اندر سے بہتی ہوئی گزری ہیں۔

فریڈرک کی موت۔

۱۱۹۰

کی کسی ندی سے اتر رہا تھا کہ اُس میں ڈوب کے مر گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اُس ندی میں نہانے کے لیے اتر اٹھا۔ اُس کے پانی نے کچھ ایسا زہریلا اثر کیا تھا کہ اسی بہانے غزراجل ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ جو مصیبتیں اس سے پیشتر کے مجاہدین صلیب کو پیش آئی تھیں وہی اس فوج کے لیے بھی موجود تھیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جتنے لوگ باسفورس کے پار اُترے تھے اُن کا دسواں حصہ بھی انطاکیہ میں داخل ہونے کے وقت تک زندہ نہیں باقی رہا تھا۔ باقی ماندہ فوج کو جس میں صرف سوامی لوگ تھے اپنے ساتھ لے کے فریڈرک کے بیٹے نے شہر عکہ کے محاصرے میں صلیبیوں کو مدد دی اور اُس محاصرہ کے ختم ہونے سے پیشتر ہی مارا گیا۔

شہر انطاکیہ پر
صلیبیوں کا قبضہ

۱۱۸۹ء
مکہ

جس زمانے میں ادھر سلاطین مغرب ایک نئے صلیبی جہاد کے لیے تیار یاں کر رہے تھے اُسی زمانے میں ارض فلسطین کے لاطینی (رومی) لوگ بھی اپنی سلطنت قائم کرنے کے واسطے سخت کوشش کر رہے تھے اور زائرین کے بڑے بڑے مسلح گروہ ان کی مدد کرتے تھے جن کی کثیر تعداد کا لحاظ کر کے اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ ان لاطینیوں کی بدولت یورپ کے رہنے والوں میں سے کتنے ایک آدھی آوارہ وطن ہوئے۔ ان آوارہ گردوں کی غرض چاہے جو کچھ ہو مگر بغیر اس کے کہ صلیبی فوجوں کے کوچ کرنے کا انتظار کریں بے صبری کے ساتھ اُس سرزمین کی طرف چل کھڑے ہوئے جس میں اُنھیں یقین تھا کہ اگر دولت و راحت نہیں تو ناموری ضرور حاصل ہو جائے گی۔ اب سب کو شہر عکہ کے لینے کی دھن تھی جو اُس تمام علاقہ کی کنجی تھا جو دریا سے یرون کے مغرب جانب واقع ہے۔ اس شہر کے پھاٹک سحر کہ طبریہ کے بعد ہی صلاح الدین کے لیے کھل گئے تھے۔ اور انگلستان کے رچرڈ اور فلپ آگسٹس کے ارض پاک میں پہنچنے سے پیشتر بیت المقدس کا فرضی بادشاہ گئے آف لوزگٹن تقریباً دو سال تک عکہ کا محاصرہ کیے رہا تھا جس کی فوج کی نسبت کہتے ہیں کہ یورپ کے زائرین کے ہل جانے سے ایک لاکھ کی تعداد کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن ان محاصرہ کرنے والوں میں سے کسی میں بھی افسری کی لیاقت نہ تھی اور کامیاب ہونے میں اُنھیں قحط اور اپنی شہوت پرستی سے جو نقصان پہنچا تھا اس کو ایک ہونک و بانٹے لوٹے بھاؤ جس میں نہاروں کی تعداد سے وہ ہلاک ہو گئے۔

عین اس مصیبت کے زمانہ میں جرمنی کے چند سوداگروں نے جو بحیرہ بالٹک کے سواحل سے آئے تھے ان مصیبت زدہ لوگوں کی یہ کفالت کی کہ بیماروں اور فریبیلرگ لوگوں کے لیے جہازوں کی پالین خیموں کی طرح تان دین۔ ان کے اس کارخیز کے نتیجہ میں یہ عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ٹیملر اور ہاسپتالرز کی قسم کا ایک اور اعزازی تمغہ پیا ہو گیا یعنی اسی وقت سے ٹیولمانک ٹائٹل پیدا ہوئے۔ اور انھیں قوت اور امتیاز حاصل ہو گیا اور فریڈرک دوم کی صلیبی معرکہ آرائی کی تاریخ میں ہم ان ٹائٹلوں کے سردار ہرمن فرٹ سیلرز کو اس قدر کامیاب پائین گئے کہ شہنشاہ بھی اس سے بہ انتہا خوش ہے اور شہنشاہ کا جانی دشمن پوپ بھی راضی ہے۔ مجاہدین صلیب کو مشرق میں جٹ کا می ہوئی تو یہ جماعت انھیں مہبودہ مائک میں منتقل کر دی گئی جن سے اس جماعت کے بانیوں کو علاقہ تھا۔ اور اس فرقہ نے اپنے صلیبی جہاد کا رخ لغوثینین پر مشین استہوین اور ویکٹ پرست قوموں کے مقابلہ کی طرف پھیر دیا۔ اس جماعت کے لوگ تلوار ہاتھ میں لے کے کھیل کی تلقین کرتے تھے۔ اور ان کی کوششوں سے اور کچھ نہیں تو فوجی کامیابی ضرور حاصل ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے جن مقامات پر قبضہ کیا کچھ وہ ان کے ہاتھ سے نہ نکلے۔ اور ان کا آخری سرگروہ اس رباست کا بادشاہ قرار پایا جو اب بڑھ کے سلطنت پروشیہ بن گئی ہے۔

ٹیولمانک عہد کا عروج۔

دبا اور بدافعالیاں جنھوں نے صلیبیوں کی فوجوں کو عکس کے سلسلے تباہ کیا تھا انھیں سرداروں کی باہمی جھوٹ سے اور مدد مل گئی۔ بالڈون چارم کی بہن اور گے آف لونگن کی جو روسیلا طاعون میں مبتلا ہو کے ہلاک ہو گئی۔ اس کے دونوں بچے بھی اسی کے ساتھ نذر اجل ہوئے۔ اس کے باعث اس کے شوہر کا وہ حق سلب ہو گیا جس کی بدولت وہ کم از کم برا سے نام بادشاہ برٹلمین بن گیا تھا۔ اس کی بی بی کی بہن ان اہل اس وقت تک زندہ تھی جس نے اپنے پہلے شوہر سمفری سے جو تورولن کا نواب تھا طلاق حاصل کر کے ۱۱۹۷ء میں شہر سور کے رئیس کو نرا ڈ کے ساتھ برٹلمین سے شادی کر لی تھی اس طرح پراہلرٹ کی وارث کے ساتھ شاہی ہو جانے کی بنیاد پر کونراڈ نے بیت المقدس کی سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور اس مسئلہ کا تصفیہ شاہان انگلستان و فرانسس پر منحصر رکھا۔

۱۱۹۷ء سبیلہ ملکہ بیت المقدس کی موت۔

کونراڈ و برٹلمین بادشاہ برٹلمین

انگریزی پٹری کے
سفر لسبن اور
سینا تاکہ

یہ دونوں بادشاہ اب مشرق کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ رچرڈ وٹشکی کے راستہ سے سفر کر کے جنوب پہنچا تھا اور اس کے جہازوں کا بیڑا خلیج بسکے سے گزر کے شہر لسبن میں لنگر انداز ہوا تھا۔ جہاں اُس کی فوجوں نے ایک اور صلیبی لڑائی تیار پائی۔ مسلمانوں کے امیر (بادشاہ) نے شہر سنسٹریم کا محاصرہ کر لیا تھا جو لسبن سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ برتگیزیوں نے انگریزوں کی مدد سے اس شہر پر سے مسلمانوں کا محاصرہ تو اٹھا دیا۔ مگر اُس کے بعد خود اپنے مددگاروں (انگریزوں) سے لسبن کی گلیوں میں مجاہدہ و مقتالہ پر مجبور ہوئے۔ اصل میں صلیبیوں کا یہ

عہد سنسٹریم کو عرب مورخین شہر قشتہ ہیں۔ اور یہ واقعہ شہد کا ہے۔ اسپین میں ان دنوں طوائف الملوک تھی اور بنی امیہ کا دور تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر ختم ہو چکا تھا۔ شہد میں یوسف بن تاشفین کی سلسلہ قائم ہوئی۔ آخر عبدالوس نے جو ہمدی مغربی ابن طومت کا نائب تھا اس خاندان کا قلع قمع کر کے شہد میں غرناطہ پر قبضہ کیا۔ اُسی کو بیٹے ابو یعقوب یوسف نے شہد میں مدین مذکورہ بالا قلعہ پر حملہ کیا۔ اور ۷۰۰ ربيع الاول کو وہاں پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ اسی مہینے کی ۲۵ کو اتفاقاً اُس نے حکم دیا کہ لشکر اسلام شہر کے شمالی و مغربی اطراف میں جا قیام کرے۔ اس کے بعد عشا کی نماز پڑھ کے اپنے بیٹے ابو اسحق کو بلا کے حکم دیا کہ تم علاقہ لسبن پر جا کے ماتحت کر۔ ان حکموں کے سمجھنے میں لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ اور سارا لشکر ابو اسحق کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ صبح کو بادشاہ نے فجر کی نماز پڑھ کے دیکھا تو سوا چند محافظوں کے سارا لشکر واپس ہو گیا تھا۔ آفتاب کے نکلنے ہی عیسائی قلعہ سے نکل پڑے۔ بادشاہ کے پیچھے پر حملہ کیا۔ جو لوگ مزاحم ہوئے انہیں قتل کیا۔ اور شاہی پیچھے میں گھس پڑے۔ پردے اور کچھونا فوج والا اور خود اُس پر چھک پڑے۔ بادشاہ تلوار لے کے اُن پر چھپا۔ اور چھ آدمیوں کو مار ڈالا۔ لیکن آخر بچھون سے چھد کے گرا۔ اس درمیانی میں عیسائیوں نے حرم کی بعض عورتوں کو بھی نيزوں سے مار ڈالا۔ بادشاہ گرا ہی تھا کہ دو موہدی سردار زبردست جوانوں کے ساتھ آ پہنچے۔ عیسائیوں کو مار کے مٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سارا لشکر ملٹ آیا۔ اور اپنے بادشاہ کو زخمیوں سے چور دیکھ کے اس زور سے حملہ کیا کہ قلعہ پر چڑھ گئے۔ دھاوا کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور دس ہزار سے زیادہ عیسائی مار ڈالے۔ اس کے بعد زخمی بادشاہ کو لے کے بیٹے جس نے راستہ ہی میں جان دی۔ اور اُس کی لاش مدرکش کے شہر تینمل میں لے جا کے دفن کی گئی۔ عربی مورخین کے

خیال تھا کہ اُنھیں ساری دُنیا کے لوٹنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور جب بہت کچھ غور کیا
 ہوئی تو بڑی مشکل سے اُنھیں اُن کے سرگرد ہونے نے اس بات پر راضی کیا کہ اپنے
 ان اختیارات کو اُسی سرزمین کے واسطے اٹھا رکھیں جو بہت دور پر واقع ہے گزرتوں
 کی فصل ختم ہونے کو تھی۔ رچرڈ سواصل اِطالیہ پر سے اپنی بحری فوج کو ساتھ لے کر
 بظاہر ایک تاج کی شان سے شہر مسینا میں داخل ہوا جس سے جزیرہ عقلمیہ والے
 خوف زدہ ہوئے اور فلپ بادشاہ فرانس ناراض ہو گیا۔

۳۳ ستمبر ۱۱۹۰ء

جزیرہ عقلمیہ اُن دنوں اور پھر کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ایک
 ایسی دولت تھا جس کے لیے حریف فرمان روا سازشیں کرتے اور لڑتے تھے۔ فی الحال
 یہ جزیرہ ٹینکرڈ کے قبضہ میں تھا جو اِپولیہ کے ایک ڈیوک روجر کا والد الحکم بنیاد تھا
 اُس کی بہن کا سنٹیشہ جو روجر کی صحیح النسل بیٹی تھی فریڈرک باربروسا کے بیٹے
 ہنری کے عقد نکاح میں تھی جس کی یہ خواہش تھی کہ اس جزیرہ کو اپنی شہنشاہی
 قلمرو کا ایک حصہ بنا لے ٹینکرڈ نے اُسے شکست دی اور عاقبت اندیشی کی راہ
 سے اتنی اور کارروائی کی کہ ولیم نیک نفس جو اُس سے پہلے جزیرہ عقلمیہ کا بادشاہ
 تھا اُس کی بیوہ جو نا کو قید کر لیا۔ جو نا انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کی بہن تھی
 لہذا رچرڈ نے فوراً ان باتوں کی خواہش کی کہ جو نا کو رہائی دی جائے۔ اُس کا
 مہرا دیا گیا جاسے۔ اور نیز وہ جائداد اُس کے حوالے کی جائے جسے ولیم نیک نفس
 اُس کے باپ ہنری دوم کے نام سے نافذ کر سکے چھوڑ گیا تھا۔ ان باتوں کی استدعا کرنے
 کے ساتھ ہی اُس نے کوٹ مارا دستخط بھی کی۔ اور اُس کے ہمراہی بھی اس راہ
 خاص میں اُس کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہو گئے۔ چنانچہ اُنھوں نے مسینا
 کی گلیوں میں اہل شہر سے لڑنا شروع کر دیا۔ اور لڑائی کے بعد اُس شہر کو لوٹ لیا
 بیان سے اس کا بالکل یہ نہیں چلنا کہ رچرڈ کی بحری فوج سے عیسائیوں کو اس موکر میں کچھ بھی مدد ملی نہ تھی
 سے محض اٹھا یا نہیں گیا بلکہ مسلمان اُس پر قبضہ کرنے کے بعد بیٹے۔ اور بیٹے کی بھی وجہ یہ تھی کہ اُن کا
 بادشاہ قریب لڑک تھا۔ نیز کہ وہ مغلوب ہو کے چلے گئے۔

مقلدیہ میں رچرڈ
اول کا طرز عمل

عہد مسینا جزیرہ عقلمیہ کا ایک ساحلی قدیم شہر ہے جو اُس کے شمال جانب اور اِطالیہ کے عین
 محاذات میں واقع ہے۔

لیکن سینا کی دیواروں پر انگریزی جھنڈے کا نصب کیا جانا فلپ آگسٹس کو بڑا معلوم ہوا اور رچرڈ نے یہ رنگ دیکھ کے یہ کارروائی کی کہ یہ شہر نائٹس ٹمپلس اور نائٹس ہاسٹیلز کے حوالے کر دیا۔

ٹینکر ڈو سے جو جھگڑا اتحادہ یون ملے ہو گیا کہ ٹینکر ڈو نے اپنی شیرخوار بیٹی کی آخری ٹوک آف برطانی کے ساتھ منگنی کر دی۔ جو اس جان کے ہاتھوں کا مظلوم تھا جسے شکسپیر نے شہرت دیدی ہے۔ لیکن ان حامیان صلیب کی یہ زامین زخم کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے میں جڑی ہوئی ہیں۔ ٹینکر ڈو نے اپنی خالص دوستی کا ثبوت دینے کے لیے بادشاہ فرانس کا وہ خط رچرڈ کے ہاتھ میں دیدیا جس میں اُس نے ٹینکر ڈو سے اس بات کی خواہش کی تھی کہ رچرڈ سے مقابلہ کر کے لیے تم مجھ سے اتفاق کرو۔ رچرڈ نے یہ ثبوت پاکے فلپ آگسٹس پر دغا بازی کا الزام لگایا۔ اس جواب میں خود اُس پر یہ الزام لگایا گیا کہ فلپ آگسٹس کی بہن اڈیلے کے ساتھ شادی کرنے سے بچنے کے لیے اُس نے جعلی خطوط پیش کیے۔ رچرڈ نے سانسو بارشاہ نیویس کی بیٹی برنگاریا کے ساتھ شادی کا پیغام دیدیا تھا لہذا صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے اُس عورت سے کچھ واسطہ نہیں جو خود میرے باپ کے لطفہ سے بچہ جن چکی ہے۔ اس طرح پر وہ دوستی جس کی بدولت ابتدا میں یہ دونوں بادشاہ ایک ہی میز پر کھانا کھاتے اور ایک ہی خیمہ میں سویا کرتے تھے۔ دشمنی اور باہمی نفرت سے بدل گئی۔

غرض یوں موسم سرما قابل شرم باہمی نزاعوں اور فضول خرچیوں میں گزر گیا جو اُس سے کم شرمناک نہ تھیں۔ مبارک موسم میں بادشاہ فرانس جہاز پر سوار ہو کے عکے کو روانہ ہوا۔ رچرڈ نے جزیرہ روتوس کی راہ لی۔ اور وہاں بیماری کی حالت میں یہ خبر سنی کہ اُس کے ہمسایوں کے بعض جہاز جزیرہ قبرس (سائپرس) کے ساحل پر تباہ ہو گئے۔ اُن کا اسباب ٹٹ گیا۔ اور اُن لوگوں کو خاندان کاغینیا کے شاہزادہ آنژ (اسحق) نے جو اُس جزیرہ کا شہنشاہ ہونے کا عہددار ہے قید کر لیا۔ ان قیدیوں کے چھوڑنے کے معاوضہ میں اُس نے ایک رقم طلب کی۔ لیکن اُس کی اس استدعا کی طرف توجہ ہی نہیں کی گئی۔ آخر انگریزی جہازوں کا بیڑا الماسول کے

رچرڈ اور فلپ آگسٹس میں جھگڑا۔

مارچ ۱۱۹۱ء
رچرڈ اور جزیرہ قبرس کے کاغینیا شہنشاہ پیشانی

سانے پہونچا۔ جو مذکورہ جزیرہ قبرس کا انتہائی جنوبی شہر ہے۔ اور تھوڑے ہی دن
میں عساکر برطانیہ نے اُس شہر پر قبضہ کر لیا۔ آخر رچرڈ اور آئزک میں ایک معاہدہ
ہو گیا جس کی رو سے آئزک اس بات کا پابند کیا گیا کہ ۵۰۰ ٹائٹون کو اپنے ہمراہ
رکاب لے کے صلیبی جہاد میں شریک ہو اور رچرڈ کی جانب سے اقرار کیا گیا
کہ اگر اُس شانہ دار کے چال چلن اچھا، تو اُس کی سلطنت اُسے واپس کر دی جائے گی۔
لیکن دہشت نے آئزک کی عقل منہیں ٹھکانے رکھی تھی۔ وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اور
انگلستان کے مقابلہ میں پھر صفت آرا ہوا۔ اس لڑائی میں پھر اُس نے شکست کھا کر
ہتھیار رکھ دیے۔ اور رچرڈ نے حکم دیا کہ وہ ارض فلسطین کے ایک ساحلی قلعہ میں
قید رکھا جائے۔

اسی بندرگاہ لما سول میں رچرڈ کے پاس وہ جہاز آئے پہونچا جس میں
نویس کی شانہ دار دی برنگار یہ بھی اور یہیں رچرڈ نے اُس کے ساتھ شادی کی اور
یہیں وہ گئے آف نورگنٹن سے بلا اور اُس سے وعدہ کیا کہ میں تمھاری طرفدار
کروں گا جس کی قوی ترین وجہ یہ تھی کہ غلبہ آگسٹس نے کونراڈ کی جانب داری
انتیاری کی تھی۔ اس طرح دونوں بادشاہ صرف یہ کام کرنے کے لیے کہ نہ جھگڑوں کے
ذریعہ سے قدیم نزاعوں کو اور پیچیدہ کر دیں۔ غلہ ہو بچے۔ غلہ کا محاصرہ شروع ہوئے
اب تقریباً دو سال گزر چکے تھے۔ میدان میں صلیبیوں کا جماؤ تھا جن کے ساز و سامان
سے اب بھی شان و شوکت نمایاں تھی۔ گرد کی بلندہ یون پر ترکی فوجوں کے ٹھٹھے تھے۔
جن پر صلاح الدین کا سیاہ (عباسی) علم لہرا رہا تھا۔ رچرڈ کو اپنے خیال میں جس
موزون معلوم ہوا اور اُس کی بلند حوصلگی نے جہاں تک مناسب سمجھا اُسی قدر وہ
راستہ میں ٹھہرنا رہا۔ جو سردار غلہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اُن کے ایلیجون نے
جب جزیرہ قبرس کے شہر فمّا گوسٹہ میں اُس کی فرامحت کرنی چاہی تو اُس نے
سخت لعنت و ملاحت کی اور کہا کہ میں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ کمینیا خاندان
کے حکمرانوں کو تاج و تخت سے جدا کروں اور اُن کی سلطنتوں پر قابض ہوں
بلکہ میری اصلی غرض یہ ہے کہ سبھی دُنیا کی پاک اور مقدس وراثت کے واسطے
ترکوں سے لڑوں۔ آخر شہر غلہ میں اس حالت سے پہونچا کہ باری کے بخارنے

رچرڈ اور فلپ کا
غلہ پہونچنا

اُس کو توڑ دیا تھا۔ تاہم اوالوغری کا جوش زور و ن پر تھا۔ خود اُس کی اجازت سے لوگ اُسے ایک چٹائی میں لپیٹ کے میدان جنگ میں لے گئے تاکہ تباہی نہ ہو۔ وہ بھینق جو سنگباری میں آج کل کے توپ خانوں کا سا کام دے سکتی تھی کس رخ پر لگائی جاوے لیکن ابتدا میں دونوں بادشاہوں نے ایک ساتھ مل کے کام نہیں کیا۔ اور محاصرہ کرنے والی فوج کی اس تقسیم کی وجہ سے محصورین کو ایک زمانے تک مقابلہ کرنے رہنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد جرب و دونوں بادشاہوں میں اتفاق ہو گیا عام اس سے کہ یہ اتفاق حقیقتہً ہوا ہو یا مٹ دکھانے کے لیے۔ اور دونوں نے متفقہ قوت سے کوشش کی تو محصورین کی طرف سے تمہید رکھ دینے کی درخواست پیش ہوئی۔ جو شرائط اُن کی طرف سے پیش ہوئے تھے وہ نامعلوم کیے گئے۔ اور صلاح الدین نے یہ کہہ کر محصورین کا حوصلہ بڑھا دیا کہ مصر سے عنقریب کمک آیا جاسکتی ہے۔ وہ کمک نہیں آئی۔ اور صلاح الدین کو مجبوراً اُس سے زیادہ سخت شرطیں منظور کرنی پڑیں۔ وہ شرطیں یہ تھیں کہ اصلی صلیب کا ٹکڑا صلیبیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ عیسائی قیدی ربا کر دیے جائیں۔ اور کئی ہزار مسلمان اُس دور لاکھ اشرفیوں کی رقم کے ادائیگوں کے زمانے تک حبس کے لیے ۴۰ دن مقرر کیے گئے تھے بطور کفالت عیسائیوں کے پاس بھیجے۔ یہ جائیں۔ شہر حکم اُن کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ رچرڈ اندر جا کے قہر شاہی میں فروکش ہوا۔ عہد حکم کا محاصرہ اور اُس پر صلیبیوں کا قابض ہونا دنیا کے یادگار واقعات میں سے ہے۔ اسی کے حالات سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن دونوں مسیحیوں کا اخلاقا کیسا تھا۔ اور اُن کے قول و فعل پر کمان تک اعتبار کیا جاسکتا تھا۔ اور دوسری طرف صلاح الدین کی اصلی حالت نظر آتی ہے۔ صلاح الدین نے مصر شام اور بیت سے علاقوں اور شہروں پر قبضہ کیا۔ بڑی بڑی مہاوردان دکھائی۔ لاطینی سلطنت بیت المقدس کا خاتمہ کر دیا۔ مگر جس لڑائی میں صلاح الدین کی شجاعت۔ اُس کے استقلال۔ اُس کی نیک نفسی۔ دینی سرگرمی اور دیانت و ارمی و استبازی کی اصلی تصویر نظر آتی ہے اور صلاح الدین وہ مشہور صلاح الدین اعظم ثابت ہوتا ہے یہی

۱۲ جولائی
۱۱۹۱ء

شہر حکم پر صلیبیوں
کا قبضہ۔

فلپ ٹیڈرس کے مکان میں اقامت گزین ہوا۔ اور دونوں بادشاہوں کے
 جھنڈے شہر پناہ پر اڑنے لگے۔ اب فلپ نے خیال کیا کہ سیرا عمر پورا ہو گیا
 عکہ کا میدان ہے۔ اس موقع کے حالات عیسائی مورخین نے بھی لکھے ہیں۔ مگر اُس وقت سے
 اور تب تک نظر آسکتے ہیں جیسے کہ عربی تاریخوں اور خامتہ ابن اثیر جزیری نے لکھے ہیں۔ ابن اثیر
 نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ صلاح الدین کا طرز عمل یہ تھا کہ ارض شام کے جن جن
 شہروں پر قبضہ کرنا کمال نیک نفسی اور رحم دلی سے عموماً عیسائیوں کو امن و امان دے دیتا
 اور شہر پر اُس کا قبضہ ہوتے ہی انھیں آزادی حاصل ہو جاتی۔ وہ اس قدر بے تعصب تھا
 کہ خود اُس کے خزانہ پر سچی عمدہ دار مقرر تھے جو اُس کے ساتھ رہتے تھے۔ اور اُس کے
 دامن میں پرورش پاتے تھے۔ یوں ہر جگہ عیسائیوں کو آزادی ملی تو وہ سب جا کے شہر تیار
 جمع ہوئے۔ جہاں فرنگیوں کی حکومت باقی تھی۔ اور صلاح الدین زیادہ متعزز بنیں ہو آج
 نہ ان سب نے مل کے ادا دیا کہ شہر عکہ پر جا کے قبضہ کریں۔ جو شام کا سب سے بڑا بندر گاہ اور
 زبوست شہر تھا یہ خبر صلاح الدین کو پہونچی تو اُس نے ادا دیا کہ انھیں راستہ ہی میں اس کے
 اور وہاں تک پہونچنے نہ دے۔ مگر ساتھ دالے انیس دن نے محض راحت غلبی سے یہ راستہ
 دی کہ وہاں پہونچنے کے بعد دوسری رات سے جا کے ہم مقابلہ کریں۔ صلاح الدین اُن کے اُمنی
 ششے کو کھینچ گیا مگر غلطی سے اُسے بھی منہ سب معلوم ہوا کہ اُن کی خوشی پوری کرے۔ اگر خود
 اپنی رات پر عمل کرتا تو یہ نتیجہ بڑا نہ پیدا ہوتا جو اب نظر آیا۔ ۸۔ جب ششہ کو فونگی شہر سے
 سے روانہ ہوئے۔ اور ۱۵۔ کو عکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اُن کے بعد صلاح الدین وہاں پہونچا۔ اور
 چونکہ شہر کا راستہ نہ تھا لہذا عیسائی لشکر گاہ کے گرد گرد آتر پڑا۔ اُس کا خیمہ تل کیسا نام
 ایک ٹیلر بنفیب کیا گیا۔ اور یہ صورت ہو گئی کہ عکہ کو عیسائی گھیرے ہوئے تھے۔ اور اُن کو
 صلاح الدین گھیرے ہوئے تھا۔ اب اراکین شروع ہو گئیں۔ خشکی کی طرف سے اُمراسے
 شام و مصر کی نوین آ آ کے صلاح الدین کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتی تھیں۔ اور
 دریا کی طرف تمام ممالک یورپ کی نوین صلیبی جھنڈے کے نیچے۔ یوں تو چھوٹی چھوٹی بہت سی
 لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر جب عکہ والوں کو مدد نہ پہونچائی جاسکی تو عکہ شہبان کو ایک سخت
 لڑائی ہوئی۔ لیکن اس پر بھی عکہ کا راستہ نہ کھل سکا۔ دوسرے دن اُس سے سخت لڑائی
 ہوئی۔ آج ابتدا سے یوم میں تو میدان کارنگا۔ معمولی رہا۔ لیکن فطر کے وقت صلاح الدین کے

قلب کی دہی ہوئی
نہر انیس

اور اُس نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ میرا مصمم ارادہ : انیس واپس جانے کا ہے۔ رچرڈ اپنے اس رفیق سے نہایت غصہ اور توہین کرنے کے چشموں سے دیکھتا تھا۔ نتیجہ تعلق الدین نے عینک کی طرف سے ایسی سخت یورش کی کہ فرنگی پسپا ہو گئے۔ شہر ملک کی آمدنی شہزادہ مکمل گئی۔ اور اتنا موقع مل گیا کہ شہر میں لشکر اور سامان جس قدر چاہتا سب معلوم ہوا اندر بہرہ بخا دیا گیا۔ اور جن لوگوں کو منہ سب سمجھا گیا باہر نکال لیا گیا۔ شام کو تعلق الدین واپس آیا۔ جس کے واپس آنے ہی موقع پاکے پھر عیسائیوں نے محاصرہ کر لیا۔ اگر یہ لڑائی رات کو بھی قائم رکھی جاتی تو یقیناً آج ہی مسلمانوں کے موافق اڑائی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔ اے عیسائیوں نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان میں خندق کھود لی۔ جس کے بعد ایک لڑائی ۶۔ شعبان کو ہوئی۔ اور بعد بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ۱۶۔ کو عیسائیوں کی ایک جماعت لکڑیاں لانے کے لیے باہر نکلی تھی کہ مسلمانوں میں گھر گئی۔ اور اُس میں کے سب لوگ مار ڈالے گئے۔ اب لڑائیاں تو ہوتی تھیں مگر عیسائی خوف کے مارے لڑتے ہیں بھی کبھی خندق کے اس پار نہ آتے تھے۔ ناگہان اُن میں خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قوت اب بھی خطرناک ہے اور اگر مصر کا لشکر بھی آگیا جس کا انتظار ہے تو غضب ہو جائے گا۔ لہذا ۲۰۔ شعبان کو اُن کے سوار اور پیادے ایک ڈیڑھ دلی کی طرح خندق سے باہر نکلیں گے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اُن کے ایک زبردست حصہ نے تعلق الدین پر جویمہ کا افتخار حملہ کیا۔ وہ لڑا اور زیادہ دباؤ پڑنے سے پیچھے ہٹا تو قلب کی فوج کا زیادہ حصہ اُس کی کمک کو چلا گیا۔ قلب کو کمزور دیکھ کے ایک دوسرے فرنگی لشکر نے اُدھر حملہ کیا۔ سب کو ہٹا دیا۔ یہ لوگ لڑتے بھڑتے تل کیسان پر چڑھ گئے۔ خاص صلاح الدین کے غمخیز کے آس پاس لوگوں کو قتل کیا۔ ٹوٹا مارا۔ اور ٹیلے کے اُس پار اتر گئے اور جو سامنے آیا اُسے مار ڈالا۔ لیکن اتنی دیر میں صلاح الدین کی فوج قلب اور میرہ نے اُنھیں پیچھے سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان میں گھر گئے۔ اور جتنے فرنگی قلب کی طرف بڑھ آئے تھے سب مار ڈالے گئے۔ غنیمت یہ ہوا کہ ان لوگوں نے صلاح الدین کے جیسے کو نہیں ٹوٹا۔ ورنہ تو مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہوتی غرض فرنگی سخت نقصان اٹھا سکے واپس گئے۔ اس لڑائی میں دس ہزار فرنگی مارے گئے۔ جن میں باسپٹ ہزار کامروا رہی تھیں۔ سب سے گزشتہ رہ گئے جن میں تین عورتیں تھیں جو مردانے جھپیس میں اسکو سے آراستہ ہو کے میدان لڑ رہی

رضعت ہوا۔ اور قلب جہاد پر سوار ہو کے شام کے ساحلی شہر سورمین پہنچا جہاں اُس نے شہر عکہ کا نصف حصہ جو اُس کی ملکیت تھا کو نراؤ کو دیا۔

معتین خاشون کو صلاح الدین نے اُسی نہر میں ڈلوا دیا جس کا پانی وہ لوگ پیا کرتے تھے۔ ان خاشون کے مرنے سے ایسی لعنت پیدا ہوئی اور آبِ دہوا میں ایسی سمیت پیدا ہو گئی کہ صلاح الدین بیمار ہو گیا۔ اور قوتلج کا دورہ شروع ہو گیا جس کی کبھی کبھی اُسے شکایت ہو جا یا کرتی تھی۔ تمام سرداروں اور طبیبوں کی رائے سے اُس کا خیمہ زیادہ پیچھے شا کے مقام خردوب میں نصب کیا گیا۔ اور عکہ والوں کو ہوشیاری و مستعدی کی تاکید کر دی گئی۔ اب فرنگیوں کے لیے زیادہ میدان کھل گیا۔ اور اب عکہ بالکل خہور تھا۔ سمندر کی طرف بھی عیسائیوں کے جہاز گھیرے ہوئے تھے۔ گرد کی خندقی رنگیوں نے زیادہ گہری کی اور اُس کے برابر اُسی کی مٹی سے اونچے و محسوس قائم کر لیے۔ مگر عکہ والے برابر بہادری سے لڑے جاتے تھے۔ ۱۵۔

شوال کو معری جہازوں کا بیڑہ اور فوج آ پہنچی۔ جس سے اُن کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اس تمام مین شہر ہل گیا۔ اور شہر کے ماہ صفر میں ایک اور سخت لڑائی ہوئی جس میں دونوں جانب بہت آدمی مارے گئے۔ اور صلاح الدین پھر اپنا خیمہ تل کیان پر بٹھا لایا۔ اور روز روتا تھا۔ تاکہ عیسائیوں کو شہر پر زیادہ دباؤ ڈالنے کا موقع نہ ملے۔ فرنگیوں نے جب دیکھا کہ شہر کسی طرح بھی نہیں ہوتا تو تین زبردست اور عالی شان برج بنوائے جو تھوڑے عرصہ میں کڑی کی کڑی کے مگر کڑی پر چڑھنا نہ دے سکی اور ایسے ایسے مسالے لگائے گئے تھے کہ آگ اُٹھ نہ کرتی تھی۔ ہر ایک مین پانچ درجہ تھے۔ اور ہر درجے میں بہت سے لوگ ٹکھڑے بڑے الطینان سے اور فعیل والوں کی زد سے بچ کے لڑتے تھے۔ یہ برج تین جانب جب دیوار عکہ کے قریب لے جا کے کھڑے کیے گئے۔ اُن پر سے چڑھ چڑھ کے عیسائیوں نے لڑنا شروع کیا۔ اور وطن لفظ کی مانڈیاں برسائے پر بھی اُن مین آگ نہ لگی تو عکہ والے ہتھیار لگے۔ اور مسلمانان عکہ کا سردار قرقوش مالوس ہو گیا۔ اسی اثنا میں ایک دشمنی فضا سے آئے کہ کہا آپ بھینق والوں کو حکم دیجیے کہ جو کچھ مین دون اُسے ان برجوں پر برسائیں۔ ہر شخص ایک ایک درجہ کا کیمسٹ تھا۔ قرقوش اس قدر پریشان تھا کہ غصہ سے جواب دیا ”اور سچوں نے کیا بنا لیا جو کم کچھ بنا لگے۔“ مخالفین مین سے کسی نے کہا ”تو اس مین معذرت لے لیا ہے۔“ امتحان ہی سہی۔ کامیابیاں حاصل ہوئی تو سبحان اللہ اور نا کا مئی

چالیس دن گزر گئے۔ صلاح الدین اصلی صلیب کا ٹکڑا اور دو لاکھ دنیا
 یا تو سے نہ سکا یا اُس نے بالقد یہ چیزیں نہیں دین۔ رچرڈ نے اُسے متنبہ بھی
 بھی ہے۔ قزاقوش نے راضی ہو کے جغینیق والوں کو اُس شخص کی ہدایت پر عمل کرنے کا
 حکم دیا۔ اس کا امتحان پہلے ایک بوج پر کیا گیا۔ اُس شخص نے پہلے ایک روغن دیا کہ ہانڈوں
 میں بھر بھر کے برسایا جائے۔ اُس سے بننا ہر کوئی اثر نہیں نمایاں ہوتا تھا۔ فرنگی جو بوج
 پر تھے یہ دیکھ کے کہ یہ بیوقوف ایسے تیل کی ہانڈیاں پھینک رہے ہیں جس میں آگ
 درکنار لگ رہی بھی نہیں ہے۔ سخر چن کرتے تھے۔ اور جب کوئی ہانڈی گرتی تھی میک کی
 راہ سے منہ چڑھانے اور ناچنے کو دے لگتے۔ وہ اسی غفلت میں رہے اور سارا
 بوج اُس روغن سے بھگودیا گیا۔ اب اس کے بعد اُس نے مشتعل روغن لفظ کی
 ہانڈیاں برساتی شروع کیں۔ اور یکایک سارا بوج مشتعل ہو گیا۔ اور جتنے اُس کے
 اندر تھے مع اُن سب کے جل کے خاک ہو گیا۔ اس کے بعد ہی عمل دوسرے بروج
 پر کیا گیا۔ مگر اُن میں کسی جان کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ ہانڈیوں کے برتنے کا سلسلہ
 جاری ہوتے ہی سب لوگ اُن میں سے نکل کے علیحدہ ہو گئے۔ ۲۰۔ جمادی الاول
 کو صلاح الدین کے لشکر سے پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس میں فرنگیوں نے مصری
 فوج پر حملہ کیا تھا۔ ابتدا تو مصری بھاگے۔ اور جب فرنگی اُن کے خیمے لوٹنے میں مشغول
 ہوئے تو مصری اور موصلی لشکر اُن پر آنا فانا آ پڑے۔ اور اُنھیں گھیر کے مار ڈالا۔ اس
 لڑائی میں بھی تقریباً دس ہزار فرنگی مارے گئے۔ اور اس کے نتیجہ میں عیسائی گھبرا
 اٹھے تھے کہ تیسرے دن بعض شاہان یورپ آہو بچے۔ اُن کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور
 ساتھ ہی لڑائی کا رنگ بھی بدلنے لگا۔ اب فرنگستان سے مجاہدین کا سیلاب جلا آتا
 تھا۔ آخر ۲۴۔ جمادی الثانی کو صلاح الدین نے اپنا خیمہ ہٹوا کے پھر خروہ میں قائم
 کر لیا۔ تاکہ میدان وسیع ہو جائے۔ اب یورپ والوں نے عکے کے گرد گرد پڑی بڑی
 جنگیں قائم کر لی چاہیں جنھیں محصورین اپنی مستعدی سے کسی طرح قائم نہیں کرنے
 دیتے تھے۔ مجبور ہو کر عیسائیوں نے ایک نئی تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ شہر بنا دے۔ پہلے
 پر پڑی کا ایک لمبا تودہ قائم کیا۔ اور اپنی مستعدی سے مٹی آگے ڈال ڈال کے جیس
 تودے کو دیوار کے قریب تک بڑھالائے تو اُس کی آڑ میں جغینیق قائم کیں۔ اب

گردیا کہ اگر اُس نے وعدہ پورا نہ کیا تو کیا نتیجہ ہوگا۔ اور دلیسا ہی کیا جیسی دھمکی دی تھی۔ چالیسویں دن دو ہزار سات سو سولہ جوان جو بطور کھالت ملبیوں کے

پانچ ہزار مسلمان
کفیلوں کا قتل
کیا جاتا۔

اُس وقت اس قدر سخت دباؤ تھا۔ اور دھرمکے والوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں رہا۔ اور سرد پوچھا
دشوار تھا۔ صلاح الدین نے اسکندریہ اور بیروت کے والیوں کو حکم بھیجا کہ دریائے راستہ
سے سرد پوچھ جائیں۔ اسکندریہ والے تو کچھ نہ کر سکے مگر حاکم بیروت نے یہ حکمت کی کہ لوگ
جہازوں میں غلہ اور سامان سرد بھر کے چلے اپنی وضع عیسائیوں کی بنائی ملبیوں میں بند
کریں۔ اور مسلولوں پر ملبی چھڑے اڑاتے ہوئے عک کو چلے۔ فرنگی جہاز والوں نے اپنے
جہاز سمجھ کے مزاحمت نہ کی۔ اور ان جہازوں نے عک میں داخل ہو کر پوری سرد پوچھ رکھی
اس اثنا میں عیسائیوں کے پاس پوپ کا خط آیا کہ میں نے سارے مسیحیوں کو جہاد کرنے کا
حکم دے دیا ہے۔ لہذا تار فوجیں بھیجتی رہیں گی۔ تم کھرا نہ جانا۔ ۱۱۔ اور ۲۳ شوال کو
سخت لڑائی ہوئی۔ جن میں مسیحیوں کا سب نقصان ہوا۔ اب اُن کے کیمپ میں قحط
تھا۔ مگر پھر بھی مسلمانوں ہی سے اُمنیں بدلتی تھی جو غلہ لالا کے اُن کے ہاتھ بیچتے تھے اور
دولت حاصل کرتے تھے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ٹکڑے ہی نہ دے سکتے تھے۔ اب موسم سرما شروع ہوا۔ اور
عیسائیوں نے اپنے جہاز دیگر مقامات میں بھیج دیے۔ اس لیے کہ عک کے بندر گاہ میں
رکھنا دشوار تھا۔ اس کے نتیجے میں دریائے حلف سے عک کا راستہ کھل گیا۔ صلاح الدین
نے موقع پاتے ہی عک کے سردار اور وہان کی فوج باہر بلا لی۔ اور نئے سرداروں کو نئی فوج
کے ساتھ اُس میں بھیج دیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے لوگ آئے تھے اتنے خونت کے باعث
گئے نہیں۔ اور اسی چیز نے عک کی فوج کو سب کمزور کر دیا۔ پہلے کے مقابل میں صرف
ایک ٹلٹ قوت باقی رہ گئی۔ اس لیے کہ پہلے اُس میں ۶۰۔ امیر تھے اور اب اُن کی
جگہ صرف ۲۰۔ امیر جاکے ٹکڑے صلاح الدین کے خزانے پر جو عیسائی مقرر تھے اُنھوں نے
بھی بعض لشکروں کو وہاں جانے سے روکا۔ غرض عک میں کافی فوج نہیں پہونچنے
پائی تھی کہ فرنگیوں کے جہاز پھر آ پہونچے راستہ بالکل بند ہو گیا اور کسی قسم کی آمد و رفت نہ باقی رہ سکی
اب تک یہ شروع ہوا۔ اور اس کے شروع ہوتے ہی فرنگستان سے اس قدر کمک
آننے لگی کہ گویا یورپ فوجیں اُگل رہا تھا۔ جہازوں پر جہاز سپاہیوں سے لدے ہوئے
چلے آتے تھے۔ ۱۲۔ مئی اول کو شاہ فرانس فلپ آ پہونچا۔ مگر صلاح الدین کی وہی

ہوالے کیے گئے تھے۔ ایک بہاڑی کی چوٹی پر چڑھائے گئے جو صلاح الدین کے لشکر کا گھسے سامنے تھی۔ اور اُس پر جو کچھ کیا جاتا مسلمانوں کو صاف نظر آتا۔

حالت تھی کہ صبح ہوتے ہی لڑنے کو تیار ہونا چاہا۔ اور عیسائیوں کو پوری قوت سے عکہ پر حملہ کرنے کے کسی طرح موقع نہ دیتا تھا۔ حاکم بیروت نے جس کا نام اُسامہ تھا صلاح الدین کے حکم کے بموجب کچھ جہاز سپہ گروں اور رسد سے بھر کے عکہ کی طرف روانہ کیے تھے۔ ان کے ساتھ انکسار کے جہازوں سے جو ابھی تک جزیرہ بصرہ میں تھا مقابلہ ہو گیا۔ بیروت کے جہاز غالب آئے۔ غریبی جہازوں پر جتنے سپاہی تھے گرفتار کر لیے۔ اور غلہ اور مال واسباب جمعین لیا۔ باوجود اس کے عکہ کا بچنا روز بروز غیر ممکن ہوتا جاتا تھا۔ اتنی بے انتہا اور لاتعداد فوج جمع ہو گئی تھی کہ اُس کی روک تھام بہت ہی دشوار تھی۔ عیسائی عکہ پر بھی حملہ کرتے تھے اور صلاح الدین سے بھی لڑتے تھے۔ عکہ کے گرد سات بھینقین اُن ٹیلوں کی آٹمین قائم کر دیں۔ اور شہر بظاہر کو منہدم کرنے لگے۔ ۴۔ جمادی الاول کو صلاح الدین اور اُس کے بڑے گئے۔ اور اُن سے بالکل قریب ٹھہرا اُس کی یہ حالت تھی کہ خون نے عکہ کا رخ کیا۔ اور اُس نے ادھر سے سخت یورشیں شروع کر دیں۔ ۱۳۔ جمادی الاول کو شاہ انکسار بھی آہوینچا۔ اُس کے ساتھ ۲۵۔ بڑے بڑے جہاز تھے جو سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس بادشاہ کے آتے ہی عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس لیے کہ وہ بڑا بہادر و شجاع اور حلیہ جو افسر تھا۔ اس زمانے میں بھی بیروت سے کچھ جہاز رسد اور سات سو بہادر وں کو لے کے عکہ کو چلے۔ ان پر خود شاہ انکسار آپڑا یہ مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کو اپنی کمزوری اور شکست کا یقین آ گیا۔ یعقوب حلبی جو اس بیڑے کا افسر تھا اُس نے آپ ہی اپنے ہاتھ سے توڑ کے جہاز ڈبو دیئے اور خود بھی دریا میں ڈوب گیا۔ تاکہ ہر رسد عیسائیوں کے ہاتھ میں نہ پڑ جائے۔ اُس کے رفقاء زندہ گرفتار نہ ہوئے۔

اب عکہ کی مصیبت کا زمانہ آ گیا تھا۔ پہلی خرابی یہ ہوئی کہ امیر سیف الدین علی بن احمد سیکاری جو عکہ کی فوج میں سب سے زبردست اور اعلیٰ افسر تھا اُس نے شاہ فرانس سے مل کے ان شرطوں کے ساتھ شہر کے سپرد کرنے کی درخواست کی کہ جتنے مسلمان اندر ہوں چھوڑ دیئے جائیں۔ اور اُن کو سلطان کے لشکر میں چلے

اور اُسی مقام پر چرچہ کی جانب سے اجازت کا اشارہ ہوتے ہی اُن سب کے سر کاٹ ڈالے گئے۔ اتنے ہی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ فرنگی سپاہیوں نے مقتولوں کے جانے کی آزادی دی جاے۔ اس کو شاہ فرانس نے نامعلوم کیا۔ اب اہل شہر کو اور ناامیدی ہوئی۔ اور رات کو دو امیرون نے یہ غصہ کیا کہ چند رفقا کے ساتھ چھپ کے نکل گئے۔ اور صلاح الدین کے لشکر سے جا ملے۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی اہل مکہ اور بدوحاس ہو گئے۔ اور شہر کے سپرد کرنے کے بارہ مین فرانسیسیوں اور صلاح الدین مین مراسلت ہوئی اور صلاح الدین کو بھی خبر ہونا پڑا۔ شہر میں یہ ہوئیں کہ مکہ میں جتنے مسلمان ہیں اتنی ہی مقدار میں عیسائیوں کے وہ قیدی چھوڑ دیے جائیں جو مسلمانوں کے ہاتھ مین گرفتار ہیں۔ مصلیٰ اعظم اُن کے حوالے کر دی جائے لیکن اس معاوضہ پر بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ تب صلاح الدین نے اہل شہر کو خبر کی کہ تم مین جتنے مسلمان ہوں سب ایک بارگی مال و اسباب اور کل خیرین چھوڑ کے لڑتے ہوئے نکل پڑو اور جدھر سے تم نکلو گے اُسی طرف مین بھی بڑے زور سے حملہ کروں گا۔ اس کی کوشش اُن لوگوں نے شروع کی اور رات کو نکلنا تجویز پایا تھا مگر ہر ایک نے اپنے اسباب ساتھ لینے کی کوشش مین اتنی دیر لگائی کہ صبح ہو گئی۔ جس کے ساتھ ہی نکلنے کا خیال بھی جاتا رہا۔ اب فرنگی اُن پر پورش کر رہے تھے اور اُنھیں نظر آیا کہ آج شام تک شہر پر فرد قبضہ ہو جاے گا۔ نو اُنھوں نے شہر بیاہ پچڑھ کے جھنڈیاں لٹائیں۔ یہ اشارہ اس بات کا تھا کہ ہم پر آفت آگئی۔ ان چھٹیوں کو صلاح الدین کے ساتھیوں نے دیکھتے ہی رونا شروع کیا۔ اور ایک عجیب کھرام پیدا ہو گیا۔ اور یونین روتے ہوئے سب نے فرنگیوں پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ اب قریب تھا کہ مسلمان خندق کے اندر گھس پڑیں۔ مگر عیسائی فوراً شہر چھوڑ کے ادھر متوجہ ہوئے۔ اور ہجوم کر کے روکا کہ یہ لوگ شہر تک نہ پہنچنے پائیں۔ اب سیف الدین علی بن احمد ہیکار ہی نے جب دیکھا کہ صلاح الدین اُس کو مدد نہیں پہنچا سکتا تو بطور خود ہی عیسائیوں سے یہ طے کر لیا کہ اُس مین جتنے لوگ ہیں اپنا جان و مال لے کے امن و امان سے چلے جائیں اور اس کے معاوضہ مین فرنگیوں کو دولاکھ دینار دیے جائیں۔ اور مشہور لوگوں مین سے پانچ سو سو دیے جائیں

ہیٹ پھاڑ بھاڑ کے معرے اور آفتون کو ٹولنا شروع کیا اس لیے کہ اس زمانے میں اکثر لوگ دشمن کے ہاتھ سے بچانے کے لیے جو کچھ سونا جاندی اپنے پاس ہوتا تھا اسے نکل جایا کرتے اور یہ بدگمانی ان کیلئے کہو مسلمانی مذکر کی سپاہیوں کی نسبت بھی چنانچہ ان کی لاپرواہی چاک کر کے

صلیب عظیم واپس کر دی جاسے۔ اور چار ہزار روپے ہاکم مسو کو دیے جائیں۔ اس کو عیسائیوں نے منظور کیا تھا۔ اسی موقع کی ادائیگی مدت دو شہرہ قرار دی گئی اور شہر کے بھاگ بھاگ کو دل دے گئے۔ مگر بہت سے ہی ان لوگوں نے غدر کیا۔ مسلمانوں اور ان کے مال و اسباب کو دوا سب کو قید کر لیا۔ اور کہہ کر کاروائی ہم نے اس لیے کی ہے کہ تمام شرالط کی تعمیل ہو جاسے۔ اور صلاح الدین کے پاس کھلا بھیجا کہ روپیہ قیدی اور صلیب بھیجنا کہ ہم ان لوگوں کو چھوڑیں۔ اس نے روپیہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور ایک لاکھ دینار فرمایا کہ لینے کے بعد مار سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا جب تک ان لوگوں سے دوبارہ قسم نہ لے لی جاسے کہ وہ شہر والوں کو جو گرفتار تھے چھوڑ دینگے۔ اور ہاسٹیلز جن کی رستنازی کا مسلمانوں کو بھی یقین تھا ضمانت نہ کریں نہ بھیجا جاسے۔ صلاح الدین نے بھی امور اٹھائیں لکھ بھیجے۔ ہاسٹیلز نے ضمانت سے انکار کیا اور صاف کہا کہ ہمیں اپنے ہمسایوں کا اعتبار نہیں۔ اور بادشاہوں سے یہ جواب ملا کہ جب روپیہ صلیب اور ہمارے قیدیوں کو تم بھیج دو گے تو ہمارا حوجی جانتے گا قیدیوں کے ساتھ کریں گے۔ یہ جواب سننے ہی صلاح الدین سمجھ گیا کہ وہ لوگ قدر پر آ۔ وہ ہیں۔ پھر کہلا بھیجا کہ جو کچھ روپیہ جمع ہوا ہے اسے ہم مع صلیب اور قیدیوں کے بھیجنے کو تیار رہیں۔ اور باقی رقم کی کفالت بھی دینے کو موجود ہیں۔ تم اس کے معاوضہ میں ہمارے ساتھ بیٹن کو چھوڑ دو۔ ہاسٹیلز کی ضمانت دو۔ اور وہ اپنا عہد پورا کرنے پر حلف کریں۔ جواب ملا ہم حلف نہیں کر سکتے۔ تم لاگو دینا اور قیدی اور صلیب بھیجو۔ اور ہم تمہارے ساتھیوں میں سے جنہیں چاہیں گے چھوڑیں گے اور جنہیں چاہیں گے باقی ماندہ رقم کی وصولی یا بی تک قید رکھیں گے۔ سب سمجھ گئے کہ وہ بدعہدی و غدارانہ ہیں۔ لہذا سلطان نے روپیہ وغیرہ بھیجنا نامناسب اور بیکار خیال کیا۔

۲۷۔ جب کو ان کے سوار اور پیادہ شہر سے باہر نکلے۔ اور مسلمان بھی مقابلہ کو ٹھہرے۔ ان پر حملہ کیا اور ان کی جگہوں سے انھیں ہٹا دیا۔ اور اسی وقت معلوم ہوا کہ فرنگیوں نے عاکہ کے مسلمان اسیروں سے صرف امیرون۔ افسروں اور مالدار لوگوں کو توروں پر بیٹھ کر طعین میں نہینے یا باقی سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کر صلاح الدین نے بھی وہ جمع کیا جو روپیہ اپنے لشکر میں خرچ کرنا شروع کیا۔ اور ان کے قیدیوں اور اس اصلی صلیب کو دمشق میں بھیج دیا۔

موتے اور جو اہرات کو تلاش کیا۔ لاشوں کے اس چیرنے پھاڑنے میں ایک یہ غرض بھی ملحوظ خاطر تھی کہ اُن کے پستہ نکال لیں۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے ہتوں کو صلیبی لوگ ایک دوا سمجھ کے اپنے پاس رکھتے تھے۔ اس قسم کے قابلِ نعرہ یمن کا مون میں کسی لوگ حیرت انگیز اتحاد و یکجہتی سے کام لیا کرتے تھے۔ لہذا اسی وقت اور قریب قریب اتنے ہی مسلمانوں کو قلعہ آگسٹس کے جانشین ڈیوک آف برگنڈی نے شہر کی دیواروں پر کھرا کر کے قتل کیا۔

مگر پھر قبضہ ہو جانا اُن رحمدل اور سچے حامیانِ صلیب کے واسطے گویا عیاشی وادبائی میں پڑ جانے اور رنگِ رلیاں منانے کا اجازت نامہ تھا۔ جن بدافعالیوں سے انھیں باز رکھنا اور روکنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ آخر کار چہرہ کی فوج سمندر کے کنارے ہی کنارے جنوب کی جانب بڑھی اور بحری فوج کے جہاز بھی ساحل کے قریب ہی قریب روانہ ہوئے۔ اُن کے بائیں ہاتھ کی طرف صلاح الدین کی فوج تھی جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ دشمنوں کو بغیر کوئی باضابطہ مقابلہ کیے اس ملک کے اندر ہی وہ تباہ کر دے۔ جس کے قلعوں اور گڑھوں کو دشمنوں نے تباہ کر دیا تھا۔ اس طریقہ سے مجاہدینِ صلیب اور اُن کے دشمنوں شہرِ ارسوف کے نواح میں پہنچے۔ یہاں پہنچتے ہی رچرڈ نے دل میں ٹھان لی کہ دشمن (صلاح الدین) سے ایک مقابلہ کرے۔ اس کے مہینہ کا افسر جیکب آف آونیئر تھا۔ اور میرہ کی افسری پر ڈیوک آف برگنڈی۔ اور فوجِ قلب کی سپہ سالاری خود بادشاہ انگلستان کر رہا تھا۔ اس لڑائی میں سپہ سالاری کی بہت کمپیٹا اُس سے ظاہر ہوئی اور اُس نے اپنے سواروں کو نہایت عقلمندی سے لڑائی کے آخری نازک وقت کے لیے روکا اور محفوظ رکھا۔ جن کے سخت حملہ سے ترکون کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ فتح حاصل ہوئی۔ لیکن جیکب آف آونیئر میدان میں کام آیا جس کے مارے جانے پر رچرڈ کو فتح کی خوشی سے زیادہ صدمہ ہوا۔

ارسوف میں
رچرڈ کی فتح۔

یہ مسلمان موصوفین کا بیان ہے کہ جب رچرڈ حکم سے جنوب کی طرف بڑھا تو عسا کر اسلام اُن کے ساتھ ساتھ باہر اڑتے ہوئے چلے گئے تھے۔ اور مسلسل اس کثرت سے تیر بربساتے رہتے تھے کہ

اگرچہ بیشتر رچرڈ کا ارادہ شہر عسقلان کی طرف جانے کا تھا لیکن اب وہ
 یا فدی کی طرف روانہ ہوا۔ اور فرانسیسی اُمرا نے اصرار کیا کہ یا فدی کی شہر سپاہ از سنوئی چاہیے
 اگرچہ میلیوی لوگ ایسے محنت کے کاموں میں ہمیشہ متنبہ رہا کرتے تھے لیکن خیر یہ کام
 پورا ہو گیا۔ اب رچرڈ نے پھر سرگرمی کے ساتھ لڑائی شروع کرنے کا ارادہ
 کیا۔ اور صلاح الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ جب تک وہ سارا ملک جو بالڈون مجبور
 کے زمانہ میں مسیحی سلطنت بیت المقدس کی قلمرو میں شامل کیا گیا تھا نہ دیا
 جائے گا میں لڑائی سے ہاتھ نہ روکوں گا۔ اس کے جواب میں صلاح الدین
 نے کہلا بھیجا "وہ تمام زمینیں جو دریا سے بیرون اور سمندر کے درمیان ہیں اتنی
 ہیں دے دی جائیں گی۔ لیکن بہت جلد ہی یہ بات کھل گئی کہ یہ تمام مراسلت فرما
 اس غرض کے لیے تھی کہ کچھ دن ٹل جائیں۔ اور ستانے کا موقع ملے۔ آخر

صلاح الدین
 نے نتیجہ مراسلت

آفتاب چھپ چھپ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ میلیویوں کی فوج ساتھ لے کر آخری حصہ پر ایسا حملہ کیا کہ
 بہت سے بہادروں کو مار ڈالا۔ اور ہتھوں کو اسیر کر لیا۔ مقام حیفہ میں پھر کے فرنگیوں نے فرنگیوں
 کے عوض جدید فوج عہد سے طلب کر کے ساتھ لی اور آگے بڑھے۔ تاکہ کے شہدائے اسلام کے
 واقعہ نے صلاح الدین کو اس قدر ہریم کر دیا تھا کہ وہ قسم کھا گیا اور اب جو کوئی فرنگی اس کے
 ہاتھ میں گرفتار ہوتا اسے بے قتل کیے نہ چھوڑتا تھا اس طرح ہزار ہا فرنگی پکڑ پکڑ کے آئے اور
 قتل کیے جاتے تھے۔ قیساریہ میں پہونچ کے ایک اور لڑائی ہوئی جس میں مسلمان غالب
 رہے۔ اور فرنگیوں نے قیساریہ میں رات کاٹی۔ صبح کو قیساریہ سے نکل کے چلے تو پھر
 مسلمانوں نے ایک حملہ کر کے ان کے مقدمہ الحبش کو کاٹ ڈالا۔ اور بہت سے اسیر
 کر لیے جن کو قتل کر کے شاہی قسم پوری کی گئی۔ اب وہ اسوف پہونچے جہاں مسلمان پہلے ہی
 پہونچ چکے تھے۔ فرنگیوں کے آتے ہی انھوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ انھیں سمندر کے
 کنارے تک مار کے پٹا دیا۔ لیکن اس کے آخری حصہ پر فرنگی سواروں کا حملہ بلا کا تھا
 مسلمان شکست کھا کے بھاگے۔ مگر ضمیمہ یہ ہوا کہ فرنگیوں نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ لوگ
 شکست کھا کے بھاگ چکے ہیں۔ اگر تعاقب کرتے تو مسلمانوں کو بہت جلدی شکست ہوتی۔ اور
 صلاح الدین کے بنائے کہ نہ بن پڑتی۔ تاہم بہت سے مسلمان مارے گئے۔ اور شہر میں
 اس کے ایک جنگل میں گھس گئے۔ عیسائی سمجھے کہ یہ بھی کوئی ان لوگوں کا فریب ہے اور

رچرچوٹے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا سہم ارادہ کر لیا۔ مینہ اور طوفان کی مصیبتیں اٹھا کے فوج شہر ملہ میں پہنچی۔ تاہم ابھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ چیز جسے وہ انسانی شقت کا معقول سوا و ضہ سمجھتے تھے اُنھیں مل جائے گی۔ مگر اصل میں یہ بات سُردی نہ تھی۔ اس کی فراغت اہل فوج اور شہر پائیس اور کی طرف سے پیش آئی۔ جنھوں نے کہا کہ بیت المقدس کا فتح کر لینا تو کیا اس محم کا پورا ہونا جانا ہے۔ لوگ حبیب نجات دلانے والے (حضرت مسیح) کے رُوح پر ہونے والے ہیں۔ پورا کر لین گے تو پھر وہ منتشر ہو جائیں گے۔ اور جماعت ٹوٹ جائے گی۔ غرض مجاہدین صلیب شہر عسقلان کی طرف واپس چلے۔ جاؤں کا موسم آنھوں نے وہاں قلعہ بنا۔ ہی کی ترمیم و درستی میں اور زیادہ تر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں بسر کیا۔

محماد عکہ کے زمانہ سے ڈیووک آف آسٹریا شاہ انگلستان رچرچوٹے کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ رچرچوٹے آسٹریا کے جھبڈے کی توہین کی تھی یعنی اُس نے آسٹریا والوں کے علم کو عکہ کی شہنشاہ پر نصب رکھتے ہی برہمی کے ساتھ اُکھاڑ کے کھائی مین پھینک دیا تھا۔ وہ نفرت جو اس طریقہ سے پیدا ہوئی تھی اُس وقت اور زیادہ بڑھ گئی۔ جب شاہ رچرچوٹے نے حکم دیا کہ فوج کے تمام لوگ مل کے عسقلان کی شہنشاہ کو از سر نو تعمیر کریں۔ نواب آسٹریا نے اس حکم کے جواب میں یہ کہا کہ نہ میں معمار ہوں

شاہ انگلستان
نواب آسٹریا
کی باہمی عداوت

پہنچا کرنے سے رُک گئے۔ عیسائیوں کی طرف لنگدکیر (جیکب آف آؤنیز) ماہ اگیا اور یسقلان کی طرف سے صلاح الدین کا غلام ایاز طویل کام آیا جس کی شجاعت کی دور دورہ دعویٰ تھی اور جس کے مارے جانے کا صلاح الدین کو بڑا مدد ملے ہوا۔

عہد ارسوت کی شکست کے بعد صلاح الدین کو تر دہوا کہ عسقلان کے بارے میں کیا کرتے اس لیے کہ وہ ایک زبردست ساحلی شہر اور قلعہ تھا۔ کل ہر اسیوں نے اسے دی گرا سے تیار کر دینا چاہیے۔ ورنہ بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔ اور ہم فرنگیوں کو اُس کے قبضہ سے روک نہ سکیں گے۔ صلاح الدین اس رائے کے خلاف تھا۔ مگر تمام سرداروں نے امداد کر لیا۔ اور کہا ہم اُس شہر کے اندر قدم نہ رکھیں گے۔ ورنہ وہی حکم کا ساتھ نہ دے گا۔

نہ بڑھتی۔ یہ جواب سنتے ہی شاہ شہنشاہ نے اُسکو ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ زمین
 پر گر پڑا۔ اس کے علاوہ اہل جنوا نے زور دیا کہ کوئٹہ کا دعویٰ سلطنت بیت المقدس
 تسلیم کیا جائے۔ گے کے دعوے کی حمایت پر اہل پامیسا اٹھ کھڑے ہوئے۔
 فرانس والے اس لیے فوج سے نکل گئے کہ رچرٹو اب انھیں تنخواہ نہیں
 دے سکتا تھا۔ اور کوئٹہ کو اپنی ولی ہدایت کے باعث حبس تک وہ ملاح الدین
 سے مل نہ گیا جہاں نہ آیا۔ ممکن ہے کہ یہ واقعات محض کہا بیان ہوں۔ مگر ان
 سب سے اتنا ضرر ظاہر ہوتا ہے کہ فوج میں کسی بد نظمی مورچی تھی۔ اور کسی
 بھوٹ بڑی ہوئی تھی۔ اب خاتمہ کا وقت قریب ہی آگیا تھا۔ رچرٹو کو بھی نظر آیا کہ
 انگلستان واپس جانے میں بھی اتنے بڑے خطرے ہیں کہ ان کی وجہ سے جان
 جانے تک۔ گاندیشہ ہے۔ لہذا اب اُس نے ترکی سلطان سے جو نامہ و پیام
 کیا تو اور سب دعوے چھوڑ کے صرف شہر بیت المقدس کے قبضہ اور اصلی
 صلیب کے واپس ملنے کی خواہش کی۔ اصلی صلیب کے دینے کے متعلق اس سے
 پہلی مرسلت میں سلطان ملاح الدین نے کسی قسم کا عذر نہیں کیا تھا لیکن اب
 وہ زیادہ دندار بن گیا تھا یا یوں کہیے کہ اُس کا تعصب اتنا بڑھ گیا تھا کہ اب وہ
 اس بات کو جائز نہیں رکھ سکتا تھا کہ کسی حیثیت سے وہ بُت پرستی کا بانی قرار
 دیا جائے۔ اور اُس کے کسی فعل سے دُنیا میں ایک لکڑی کے ٹکڑے کی پرستش
 کی جائے۔ رچرٹو کی بہن جو اننا کے سلطان کے بھائی سیف الدین کے عقد
 میں جانے کی بابت جو معاہدہ ہوا تھا اُس میں بھی کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔
 شاہ انگلستان اس بات پر بھی راضی ہو گیا کہ گے کے حقوق سے دست بردار
 ہو جائے اور ارض مقدس کی (رحیالی) لاطینی سلطنت کے تاج و تخت کا
 حقدار کوئٹہ آؤ آف طاقت کو قرار دے۔ ان دونوں جو فرقہ حشیشیہ کے
 تہمیدور جو کے ملاح الدین مسلمان میں گیا۔ اور اُس کو بالکل کھود کے منہم کر دیا۔
 پھر تک سمندر کے اندر پھینک دیے۔ اور اس قابل بھی نہ رکھا کہ وہ ان کوئی شخص کسی
 دیوار کی اڑ بکڑ سے یا کسی چھت کے نیچے پناہ دے سکے۔ اس کے بعد رچرٹو نے
 پہنچ کے اُس کی شہر پناہ از سر نو بنوائی شروع کی۔

نام سے مشہور تھا اُس کے دو فدائیوں کے ہاتھ سے کونراڈ کے قتل کر ڈالے
جائے کے باعث رچرڈ پر اور زیادہ یورشیں ہوئیں۔ اور گویا اُس کی مخالفت
میں ایک طوفان بپا ہو گیا۔ لیکن اُس پر اس جرم کے عائد کرنے کے لیے کوئی
شہادت نہیں موجود تھی۔ ہنری رئیس شاہنشاہ جو اب لاطینی سلطنت کا غویہ
ہوا زیادہ بہر دل عزیز شخص تھا۔ جو گاڈ فرس کے تخت پر اس لیے بیٹھا کہ اُس نے
کونراڈ کی بیوہ سے شادی کرنی تھی۔ جزیرہ قبرس کی سلطنت مل جانے
سے گئے کے بھی اُنسو پھیر گئے۔ جہاں کی سلطنت اُس زمانے تک اُسی کی

۲۷۔ اپریل
۱۱۹۷ء

ہنری رئیس شاہنشاہ
برائے نام شاہ
بیت المقدس

عہ کونراڈ کو عربی موضعین مکتیں (مارکولس) لکھتے ہیں۔ اُس کے قتل کا اصل واقعہ
یہ ہے کہ صلاح الدین نے شاہ انگلستان کی دست برد سے تنگ آ کر حکم
حلب سنان کو لکھا جو باطنیوں اور اسماعیلیوں کا زبردست سردار تھا کہ اپنا
کوئی فدائی بھیج کے رچرڈ کو قتل کر ڈالو گے تو تم کو دس ہزار دینار دون کا۔ سنان نے
ایک طرف تو رد پیر کالچ کیا اور دوسری طرف یہ ڈر کہ اگر صلاح الدین کو فرنگیوں
سے نجات مل گئی تو وہ ہمارا ہی استیصال کر دے گا۔ لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ بجائے
رچرڈ کے کونراڈ کو قتل کر ڈالے۔ چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے اپنے دو
فدائی بھیجے۔ جو رامہوں کا عہدیں بدل کے اور خدا رسی کی باتیں کرتے ہوئے رملہ اور
میداکے فرنگی حکمرانوں سے ملے۔ جو شہر صور (طائر) میں کونراڈ کے ساتھ رہا کرتے
تھے۔ چھ مہینہ تک ان فدائیوں نے زہر و تقویٰ دکھا کے کل عیسائیوں کو اپنا شیدا
اور معتقد بنا لیا۔ اتفاقاً ایک دن طائر کے اسقف نے کونراڈ کی دعوت کی
وہاں تکھا نا کھا کے وہ اہس جاتا تھا کہ اُن دونوں فدائیوں نے اُس پر حملہ کیا
اور اُسے اپنے پنجروں کے کاری حربوں سے زخمی کر کے بھاگے۔ جن میں
سے ایک گر بے میں جا کے چھپ رہا۔ اتفاق کی بات کہ لوگ کونراڈ کو بھی مرہم پٹی
کے لیے اُسی کینے میں اُٹھا کے لائے۔ اُسے غلاف امیر زندہ پا کے اُس فدائی
نے پھر حملہ کیا۔ اور اُسے مار ڈالا۔ فرنگیوں میں خیال پیدا ہوا کہ یہ قتل رچرڈ کی
سازش سے ہوا۔ حالانکہ یہ اصل میں صلاح الدین کی کوشش کا نتیجہ
تھا۔

نسل میں رہی جب کہ ۵۳ء میں قسطنطنیہ کے اندر حبشین کے کنیسہ اعظم پر
صلیب کی جگہ ہلائی علم نصب کیا گیا۔

عملی طور پر نا اتفاقی اور جبری طرح کی انگریز اس صلیبی لڑائی کی قسمت کا
فیصلہ اس کے خلاف میں کر چکی تھی۔ لیکن رچرڈ کی نظر میں ابھی تک بیت المقدس
کا قبضہ میں آجانا پر نسبت اس کے کہ اس کے بھائی جان کو اس کے کردار
کی سزا ملے زیادہ دلکش تھا۔ لہذا جون کے بیٹے میں بھڑاس کا لشکر بیت المقدس
کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی خبر پہنچتے ہی ترکون میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ ان
میں ہل چل پڑ گئی۔ لیکن جب مجاہدین صلیب مقام بیت النوبہ تک پہنچے تو
انھیں یہ امور معلوم ہوئے کہ ان کے پاس اتنی فوج نہیں ہے جو اس
زبردست شہر کے محاصرہ کے لیے کافی ہو سکے۔ نہ ان کے یہاں کسی قسم کا
انتظام کسرٹ کا ہے۔ ہر وقت اس بات کا اندیشہ ہے کہ کین ان کی رسد نہ
روک دی جائے۔ اور نیز یہ کہ ترکون نے کوسون تک کے کنوئین اور پانی
کے چقر غارت کر ڈالے ہیں۔ ان حالات کی طرف سے بے پروا ہو جانا
غیر ممکن تھا۔ آخر کار رچرڈ نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی فوج کو مصر پر
چڑھائی کرنے اور قہارہ کے اوپر حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اتفاقاً اس
وقت وہ ایک ایسی بیڑی پر تھا جہاں سے لوگوں نے کہا کہ شہر بیت المقدس
نظر آتا ہے۔ رچرڈ نے اس طرف دیکھنے سے انکار کیا۔ اور کہا میں شہر
مقدس کے دیکھنے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ میں اسے بے دینوں کے ہاتھ
سے نہیں چھڑا سکا۔ اب لشکر لوٹ گیا۔ کچھ لوگ یا فافا کو چلے گئے۔ بہت سے

بچرڈ کا بیت المقدس
کی طرف بڑھنا

بیت لحم سے
صلیبوں کی فافا

عہ ۹۔ مجاہدوں اور مسلمانوں کو فرنگیوں نے حصہ وار دم پر قبضہ کر لیا اور اسے تباہ کر ڈالا۔
پھر بیت المقدس کی طرف بڑھے صلاح الدین بیت المقدس میں موجود تھا۔ مگر موسم سرما کے
سبب سے اور لڑائی کا خیال نہ ہونے کے باعث اس نے اپنی تمام فوج منتشر کر دی تھی
موت تھوڑا سا مصری لشکر اس کے پاس تھا کہ رچرڈ کے آہو سننے کی خبر آئی۔ مگر اس نے
فوراً شہر بچا کہ ہرجون پر سرداروں کو مانوس کر دیا اور ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے گروہ فرنگیوں پر
اچالے اندیزے سے تاختیں بھی کرنے لگے چالانک کچھ کے رچرڈ سے سوا واپس جانے کے کوئی تدبیر نہیں بن پڑی تھی

لوگوں نے عکہ کی راہ لی۔ مگر صلاح الدین بہت جلد جلد کوچ کر کے یاخا پر جا پہنچا۔ اور اس سختی سے اُس کا محاصرہ کر لیا کہ محصورین نے مجبور ہو کر وعدہ کیا کہ اگر جو بیس گھنٹہ کے اندر ہمارے پاس کوئی معقول مدد نہ پہنچ گئی تو ہم تمہارا رکھ دین گے۔ مگر جو بیس گھنٹہ کے اندر ہی رچرڈ وہاں جا پہنچا۔ اُس نے جیسا سخت حملہ کیا جیسی بہادری دکھائی۔ اور جیسے جیسے کارہائے نمایاں ظاہر کیے۔ ویسے اس معرکہ سے پیشتر کبھی اُس سے ظہورِ بین نہیں آئے تھے۔ درحقیقت اس موقع پر اُس کی بہادریوں کے نمونے دیکھ کر لوگوں کو حیرت ہو گئی۔ محاصرین گھبراہٹ کے ساتھ پسپا ہوئے۔ اور اُس کے بعد جب اُٹھین یہ معلوم ہوا کہ عیسائی زبردست سواروں کی صرف ایک چھوٹی جماعت نے اُٹھین شکست دے دی تو بہت شرمندہ ہوئے۔ لیکن رچرڈ کی بہادری سے اگر بہت سے لوگوں پر خوف طاری ہو گیا تو بعض ایسے بھی تھے جو اُس کی بہادری دیکھ کر عشقِ عیش کرنے لگے۔ اور قدر دانی پر آمادہ ہو گئے۔ مشہور ہے کہ جب رچرڈ کا گھوڑا مارا گیا تو صلاح الدین کے بھائی نے جس کے بیٹے کو اُسی کی خواہش کے مطابق رچرڈ نے ناکھون کے گرد وہ میں شریک کیا تھا عین معرکہ جنگ میں اور لڑائی ہونے کے وقت اُس کے پاس ہتھیار دو گھوڑے بھیج دیے تاکہ اُن پر سوار ہو کر وہ از سر نو جوشِ شجاعت دکھا سکے۔ اس میدان میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ لیکن رچرڈ اس فتح سے سوا اس کے اور کوئی فائدہ نہیں

یافا کی ملک

عہ ابن اثیر نے اس واقعہ کا یہ حال بیان کیا ہے کہ جب فرنگی بیت المقدس کی طرف سے پلٹ کر عکہ میں آئے تو اُس نے شہر یاخا پر حملہ کیا۔ شہر والوں کو شکست ہوئی۔ اُنھوں نے قلعہ میں پناہ لی۔ اور شہر کو مسلمانوں نے لوٹا۔ صلاح الدین کے غلاموں نے یہ کیا کہ شہر کے پھانکوں پر کھڑے ہو گئے اور جو مسلمان سپاہی کچھ لوٹ مار کے لایا اُس سے زبردستی چھین لیا۔ اس وجہ سے عام لشکر میں ایک قسم کی ناراضی پھیل گئی۔ اب سب نے قلعہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے اس لیے کہ وہاں کا سردار اعلیٰ چند فرنگی سرداروں کے ساتھ نکل کے باہر آیا۔ اور تمہیلا رکھنے کے شرائط طے ہونے لگے۔ اتنے میں رات ہو گئی اور مملکت صبح پر اُٹھا رکھی گئی۔ صبح ہوتے ہی پھر صلاح الدین نے اُن لوگوں کے

اٹھانا چاہتا تھا کہ معاہدہ اچھے شرائط پر اور اُس کے حسبِ دلخواہ طے ہو جائے۔
یہ معاہدہ جو بے وقت ہوا تھا اُس کی رو سے تین سال اٹھ مہینے کے لیے صلح ہو گئی
طے یہ پایا کہ عسقلان مین فرنگیوں نے جو شہر پناہ بنالی تھی وہ توڑ کے منہدم کر دی
جائے۔ مسیحی لوگ بلا دیا فا اور طائر اور اُس ساحلی علاقہ پر جو ان دونوں شہروں کے
درمیان ہے قابض رہیں۔ اور تمام زائرین کو یہ حق رہے کہ بغیر کسی قسم کا محصول
اور ٹیکس اور اکیسے شہر سبب المقدس مین جاسکیں۔

مصلیوں اور
صلاح الدین
سین صلح۔

امرا کیا کہ اب قلعہ خانی کرو۔ لیکن اب اُنھوں نے اس سے انکار کیا جس کی وجہ یہ تھی
کہ ملکہ سے ایک لشکر ان کی مدد کو آگیا۔ اور خود شاہ انگلستان (انگلستان) بھی آپہنچا۔ مسلمان
نے شہر سے نکل کے مقابلہ کا ارادہ کیا تو شاہ انگلستان نے تنہا حملہ کیا۔ اور اُس کا
رعب ایسا بڑھ گیا کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی کو ٹہننے کی جرأت نہ ہوئی۔ تب رچرڈ
دونلڈ لشکروں کے درمیان مین ٹھہرا۔ اور مسلمانوں سے کچھ کھانے کو مانگا۔ جسے گھوڑوں
سے اُتر کے اُس نے کھایا۔ اب صلاح الدین نے مسلمانوں کو حملہ کا حکم دیا تو جناح
نام ایک مسلمان سردار سامنے آیا اور کہا اپنے غلاموں سے کیسے جھوٹے مال غنیمت
لیا ہے۔ اور اس غرض کے لیے مسلمان سپاہیوں کو زور و کوب کرتے تھے
اب وہی جا کے مقابلہ کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑائی کا وقت آئے تو ہم جائیں اور
لوٹنے کا وقت آئے تو وہ باہر جواب صلاح الدین کو نہایت ناگوار گزرا۔ مگر یہ بلا
شخص تھا خاموش ہو رہا۔ اور لڑائی سے باز رہا۔ اور اس کے بعد جب مسیحی فوج
بھی اُس کے جھنڈے کے نیچے آ کے جمع ہو گئی تو وہ رملہ کی طرف چلا گیا۔ اور فرنگی
یافا پر قابض رہے۔

عہ ابن اثیر کے بیان کے مطابق یہ معاہدہ ۶۰۰ شعبان ۶۸۸ھ کو ہوا۔ اور اسی تاریخ
سے اُس کا نفاذ ہوا۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ سب رچرڈ سبب مجبور رہا بوس ہوا تو اُس نے
ایلیجیمس کے صلح کی تحریک کی۔ اور وہ شرائط قبول کیے جن سے پہلے اُسے انکار تھا۔
صلاح الدین نے خیال کیا کہ یہ بھی کوئی فریب ہے لہذا صاف انکار کر دیا۔ اور کہلا بھیجا
کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ رچرڈ نے پھر اپنے سفیر بھیجے۔ اور مزید طمانینہ
لیے عسقلان وغیرہ مین جو قلعہ جات تعمیر کر رہے تھے ان کو بھی روک دیا۔ آخر

حکمہ میں جو فرانسس لوگ موجود تھے انھوں نے ان حقوق سے فائدہ اٹھانا
 چاہا۔ مگر چرٹون نے بتائی گئی کہ ساتھ ان کی درخواست نامنظور کی اور کہا اس مصالحت
 کے لیے انھوں نے کسی قسم کی کوشش نہیں کی ہے۔ لہذا وہ اس سے
 فائدہ اٹھانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ صرف ہمارے دوست ہی شہر
 مقدس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو زائرین اس معاہدہ کے مطابق
 سفر کرنے اس کے بھائی ملک العادل سے درخواست کی اور اس کی سفارش اٹھوائی
 تب ملک العادل اور دیگر ادراسے عساکر اسلام نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ آپ اب صلح
 قبول کر لیجیے۔ یہ فرنگی حکمران صرف اس لیے صلح چاہتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوتے ہی
 جہاز پر سوار ہو کے اپنے گھر چلا جائے۔ اور اگر آپ نے نامنظور کیا تو وہ یہیں ٹپا رہے
 اور موسم سرما شروع ہوتے ہی واپسی کا راستہ ٹک جائے گا۔ اور ہم بھی پورے سال
 تک روٹے رہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں کے مجبور کرنے سے صلاح الدین
 نے صلح قبول کی۔ فرنگیوں کی طرف سے تکمیل معاہدہ کے لیے جو لوگ مقرر ہوئے ان میں
 بالیان حاکم رہا بھی تھا۔ جب حلف وغیرہ کی کارروائی ہو چکی تو کھینے لگا۔ جو خدمت
 اسلام کی آپ نے کی کبھی کسی نے نہیں کی تھی اور نہ کبھی اتنے فرنگی ہلاک ہوئے
 ہوں گے جتنے اس زمانے میں ہلاک ہوئے۔ ہم شمار کرتے رہے ہیں جتنے آدمی سمندر
 کی راہ سے ہمارے پاس بورپ سے آئے ان کی کل تعداد چھ لاکھ تھی جو سب کے
 سب یہیں ضائع ہوئے۔ بعض کو آپ نے قتل کیا۔ بعض خود مر گئے۔ اور بعض سمندر
 میں ڈوبے۔ ہر دس بچے ایک آدمی بھی زندہ بچ کے اپنے گھر واپس نہیں گیا۔ معاہدہ
 ہونے کے بعد صلاح الدین نے فرنگیوں کو زیارت بیت المقدس کی اجازت دے دی
 جس سے فراغت کر کے وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ سواصل شام پر ایک فرنگی بادشاہ
 رہا۔ جس کا نام کندھری تھا۔ اس نے فرنگیہ ملکہ شام سے عقد کر لیا تھا وہ بلیکس
 اور مسلمانوں کا دوست تھا۔ اور ان سے محبت کرتا تھا۔ صلاح الدین اس کے
 بعد بیت المقدس میں گیا۔ اس کی شہر پناہ مفید طرکائی۔ وہاں ایک مدرسہ ایک
 کاروان سرا۔ اور ایک شفا خانہ تعمیر کرا دیا۔ اور ان پر جائادین وقف کیں۔ پورے
 ماہ مبارک رمضان میں یہیں رہا۔ روزے رکھے۔ اور حج کا ارادہ کیا۔ مگر دیگر

سبیت المقدس گئے اُن میں ایک سالبری کا لشکر بھی تھا جو صلاح الدین کا ہمان ہوا اور خود اُس کی زبان سے اُس نے رچرڈ کی سہادری کی تعریفیں سنیں۔ مگر سپہ سالاری کی حیثیت سے اُس کی تعریف صلاح الدین نے نہیں کی۔ اس کے جواب میں سچی ہمان نے یہ کہا کہ ایسے دو بہادر آزاد و شامین پیدا کر سکتی جیسے کہ سلطان شام (صلاح الدین) اور شاہ انگلستان (رچرڈ) ہیں۔

الغرض یون تیسری صلیبی لڑائی کا خاتمہ ہوا جس کی اصلی غرض حاصل ہونا تو درکنار لاپرواہی کی بدولت سب سے اچھے اچھے موقع جو ہاتھ آ گئے تھے وہ بھی ضائع کر دیے گئے۔ ان دولت البتہ اس قدر نصیب ہوئی کہ پُر جوش سے پُر جوش مسیحیوں کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب پھر اس بارہ میں کوشش کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے۔ ساحل کی سب سے زمین جس کی دونوں طرف پر دو معجزہ شہر آباد تھے۔ آمیزہ کے واسطے میدان جنگ قرار پا سکتے تھے۔ اور اُن اثر و ن کے مٹانے کی سب سے کوشش کی گئی جبکہ خیال سلطان صلاح الدین کو طبر یہ اور سبیت المقدس کی فتح کے بعد ہی سے پیدا ہو گیا۔

عکہ میں جہاز پر سوار ہونے کے بعد رچرڈ نے ساحل ارض فلسطین کو جو نظر سے غائب ہوتا جاتا تھا پھر کے آخری نگاہ حسرت سے دیکھا اور دونوں بامنین بچیلے کے کہا "اے سب سے زیادہ پاک سرزمین تجھ میں اس قاورمطابق کے سپرد کرتا ہوں اکاش خدا مجھے اتنی عورتی کہ میں

معات نے اس کی اجازت نہ دی۔ ۵۔ شوال کو دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اور جو ر دیک نام ایک ترک شخص کو اپنی طرف سے امیر سبیت المقدس بنا کے چھوڑ گیا۔ راستہ میں بلاد نابلس طبر یہ اور بیروت وغیرہ پڑے جن کی مضبوطی کا حکم دیا۔ بیروت میں ہمینہ حاکم انطاکیہ کے ملا۔ جسے صلاح الدین نے خلعت دے کے نصرت کیا۔ ۲۵۔ شوال کو دمشق پہنچا۔ جہاں اُس کے استقبال میں ایسی تیاریاں کی گئیں اور لوگوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ اُس کے داخلہ کا دن مدتوں یادگار رہا۔

تیسری صلیبی لڑائی کا انجام۔

آسٹریلیا میں رچرڈ اول کی سیر کی

پھر واپس آتا اور کچھ بے دینوں کے ہاتھ سے بھارت و لانا تھا اُس کا بیڑہ جبکہ
 جہاز نہ اُس کی بی بی اور بہن بھی سوار تھیں مہینہ ہی روانہ ہو کے بحرِ عرب
 جزیرہٴ صقلیہ پہنچا۔ مگر وہ خود جو جہاز کا نہ ایک جہاز پر سوار ہو کے اپنے
 بیڑے کے پیچھے روانہ ہوا تھا ایک مہینہ تک بادِ مخالف کے تعقیب سے کھانے
 کے بند شکر کا رنیو پہنچا جہاں اُس نے چند تاجرانہ جہاز کرائے پر لیے اور گوسا
 اور زرارہ کی راہ لی۔ تھوڑی ہی مسافت طے کی تھی کہ پھر طوفان سے سائبند
 جس نے اُس کے جہاز کو آسٹریا کے ساحل پر بلادِ کوٹیلیہ اور ویس نے
 دریاں کسی جگہ پر پھینک دیا۔ یہاں اُس کے لیے طرح طرح کے خدشے تھے۔
 کونراؤم فٹائر کے خاندان والے اُسے کونراؤ کا قائل سمجھتے تھے۔ لہذا وہ
 اُس کے دوست نہ تھے۔ بادشاہِ فرانسیس اُس کے بھائی جان سے ملا ہوا تھا
 باربروسا کے بیٹے ہنری کشم کو جو شہنشاہِ مغرب تھا اُس سے اس لیے دشمنی
 تھی کہ وہ صقلیہ کے کونراؤ کا ظفر مار گیا تھا۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ رچرڈ
 نے یہ خیال کیا کہ بین زرارون کا تھیس کر کے اور ڈاڑھی بڑھا کے روانہ
 ہون کا تو ان سب خطروں سے بچ کے نکل جاؤں گا۔ قلند گورنر تک پہنچا
 تھا جو مینارِ ڈونام کونراؤ کے ایک بھتیجے کے قبضہ میں تھا کہ سفر کی دشواریاں
 کم کرنے کے لیے اپنے رفیق سفر بالڈون کو جو تھیون کا رہنے والا تھا ایک
 یا قوت کی انگوٹھی دے کے مینارِ ڈو کے پاس بھیجا کہ انگوٹھی اُس کی نذر
 کرے اور یہ ظاہر کرے کہ ہم لوگ زرارین ہیں جو بیت المقدس سے واپس
 ہو کے اپنے گھر جا رہے ہیں اپنے اور بیوی نام ایک سوداگر کے واسطے
 پروانہ راہ داری حاصل کرے۔ مینارِ ڈو نے اُس نعل کو غور سے دیکھا اور
 سوچ کے کہا مہاراجا جو ہر طرف کسی بادشاہ کے پاس ہو سکتا ہے۔ اور
 جس بادشاہ کا یہ جواہر ہے وہ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کے سوا
 اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اُس سے جا کے کہو کہ بلا تکلف میرے پاس چلا آئے
 اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرے۔ رچرڈ نے اُس کے اس وعارے کا اعتبار
 نہیں کیا۔ اور راتوں رات بھاگ کھڑا ہوا۔ بالڈون اور سات اور آدمی جو

اُس کے ساتھ رہنے تھے گرفتار کر لیے گئے۔ اور کفیل کی حیثیت سے حراست میں رکھے گئے۔ فریساںش تک پہنچا تھا کہ اُس کے چہرہ اور رفیق گرفتار ہو گئے۔ اگرچہ خود رچرڈ ایک نائٹ اور ایک لڑکے کو ساتھ لے کے جو اُس ملک کی زبان جانتا تھا نکل گیا۔ شہر اربوگ میں جو ویانا کے قریب تھا اُس نے اُس لڑکے کو بازار بھیجا۔ جس نے عام لوگوں کے سامنے خرید و فروخت غیر میں اس قدر زیادہ روپیہ صرف کیا کہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور جب اُس پر زیادہ سختیاں کی گئیں تو اُس نے اپنے آقا یعنی رچرڈ کا نام عاف طور پر قبول دیا۔ اب کیا تھا ایک مسلح فوج نے اُس مکان کو جس میں رچرڈ تھا گھیر لیا مگر پھر بھی رچرڈ نے یہ کہا کہ سوا تھا رے سردار کے میں اپنے تئیں کسی اور کے سپرد نہ کروں گا۔ یہ شرط سننے ہی سردار فوج اُس کے گرفتار کرنے کے لیے آ پہنچا۔ یہ سردار لیو پو لڈ تھا۔ جس کے دل میں غالباً یہ بات آئی ہوگی کہ انتقام کا مزہ اٹھائے۔ اور رچرڈ نے ارض فلسطین میں اُس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اب اُس کا بدلہ لے لے۔ لیکن ساٹھ ہزار پونڈ لے کے وہ اس ارادے سے باز آ گیا۔ اور رچرڈ پہری ششم کے ایک قیدی کی حیثیت سے طائر لیس نام ایک قعر میں بند کر دیا گیا جس پر نکت پھر مقرر تھا۔

اُس کی اسیری کا حال سن کے اُس کی عام رعایا کو تو رنج ہوا لیکن اُس کے بھائی جان اور فلیسپ آکسٹس بادشاہ فرانس کو بڑی خاموشی ہوئی۔ جان نے تو تاج و تخت کا دعویٰ کیا اور لڑنے کو تیار ہو گیا۔ لیکن ایک ہی شکست کے فہمت جنگ منظور کر لی۔ فلیسپ نے نارمنڈی پر فوج کشی کر دی۔ مگر وینسکا پہونج کے اُس نے بھی فائنل شکست کھائی۔ آخر کار شہر ایلانی کے اسقف اعظم اور انگلستان کے اعلیٰ عہدہ دار دربار ولیم لانگ چیمپ کو تہ لگ گیا کہ رچرڈ کو قید ہے۔ یا عہدیا کہ کمائیون میں بیان کیا گیا ہے خود اُس کے گویے بلونڈل نے تہ لگایا۔ فوراً پوپ سے التجا کی گئی کہ درمیان میں پڑے اُسے رہائی دلائیں۔ شہر بلو اسکے بھروس اور شہر باجھ کے مقتداے دین نے پوپ قیل و شائے ثالث کو جا کے یاد دلایا کہ رچرڈ کے ایسے حامی دین سچی کے

۱۷۳

۱۷۳

اُس پر کیسے کیسے حقوق ہیں۔ بطرس کے ذریعہ سے رچرڈ کی مان ایلین نے بھی
 پوپ کو ایک ایسے مضمون کا خط بھیجا جس میں اپنی مانتا کے جوش میں وہ حد
 اعتدال سے بہت بڑی گزرتی تھی۔ اُس کی تحریر میں وہ جوش تھا جو ایلیاہ نے
 احاب کے مقابل ہتھیار دینے والے یوحنا نے شاہ ہیروڈ کے مقابل۔ اور
 اسکندر ثالث نے اُس شہنشاہ کے باپ کے مقابل استعمال کیے تھے جس نے
 اپنی شرارت سے سچی دنیا کو آزار پہنچایا تھا۔ اُس نے لکھا کہ ”اُدنے اُدنے باتوں
 کے لیے آپ کے درباری دشمنی سے دشمنی ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ مگر اس
 امر اہم کے واسطے آپ نے کسی سب ڈیکن یا اپنے کسی اور ماتحت کو بھی نہیں
 مقرر کیا۔ اگر آپ خود بھی رچرڈ کی ربائی کے واسطے چلے جاتے تو آپ کے لیے
 کوئی کسر شان کی بات نہ تھی۔ اوالد والے ابنہ اگر تو سچ مچ اوالد والا اور خون
 کا بنا ہوا جھٹلا نہیں ہے تو میرے بیٹے کو مجھ سے ملا دے۔ اگر آپ نے غفلت
 کی تو اُس کے خون کی بابت خدا آپ سے جواب طلب کرے گا۔“ اس کے
 بعد اُس نے جو خطوط بھیجے اُن میں لکھا ہے ”آپ کی روح کو کیونکر قرار آتا
 ہے جبکہ آپ اپنے گلہ کی ایک بھڑکی کے بجائے میں اس قدر غافل ہیں
 اس کے ساتھ یہ بھی لکھتی ہے کہ جس شخص کے حق میں ایک کاٹھ خیر زبان سے
 نکالنا یا ایک لفظ لکھ دینا بھی آپ گوارا نہیں کرتے وہ ایسا شخص ہے کہ آپ
 کو اُس کے لیے اپنی جان تک دے دینے پر آمادہ ہو جانا چاہیے۔ سچ یہ
 ہے کہ پوپ قیلسٹائن کو خود ہی رچرڈ کے معاملہ میں بہت جوش تھا۔ لیکن
 مصالحت وقت دیکھ کے اُس جوش کو وہ اُس وقت تک ظاہر نہیں کرنا
 چاہتا تھا جب تک کہ رچرڈ کو آزادی نہ نصیب ہو جائے۔
 آخر کار تفریباً چار مہینے کے بعد رچرڈ مقام ہیونو میں کونسل کے سامنے
 پیش ہوا۔ ممکن تھا کہ اسیر بادشاہ یہ عذر پیش کرنا کہ یہ عدالت میرے مقدمہ
 کا فیصلہ کرنے کی لیاقت نہیں رکھتی۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اُس پر
 عہد دیکر اُس عہدہ دار کو کہتے ہیں جو کلیسیا کے سچی کاؤنڈادی انتظام کرنا ہے اور اُس کے
 ماتحت جو عہدہ دار ہوتے ہیں وہ سب ڈیکن کہلاتے ہیں۔

رچرچو پھونکی
کونسل کے سامنے

جو جو الزامات لگائے گئے تھے اُن کے ایسے معقول جواب دیے کہ ججوں کو اُس کی بے گناہی کا یقین آ گیا۔ اور شہنشاہ مغرب اس بات پر راضی ہو گیا کہ کچھ روپیہ وصول کر کے اُسے چھوڑ دے۔ یہ روپیہ رعایا پر نئے نئے ٹیکس باندھنے کے ذریعہ کمایا گیا مگر پھر بھی یہ خوف لگا رہا کہ کمین ایسا نہ ہو جان اس کے بدستور گرفتار رکھنے کی رشوت میں اس سے زیادہ رقم دینے پر آمادہ ہو جائے۔ اُس صاف دل اور مغز زشاہزادہ (جان) نے سنہری ششم (شہنشاہ مغرب) کے پاس پیام بھیجا تھا کہ اگر رچرچو نہ چھوڑا جائے گا تو میں اُس کے زمانہ گرفتاری بھر میں نذر پونڈ ماہوار کے حساب سے ایک معتدبہ رقم آپ کو دیتا رہوں گا۔ لیکن جرمنی کے قلعداروں میں اب صبر کی تاب نہیں باقی رہی تھی۔ اور شہنشاہ نے خیال کیا کہ اب اس سے زیادہ زمانہ تک رچرچو کو قید رکھنا خالی از وقت نہیں ہے۔ غرض رچرچو چھوڑ دیا گیا اور معینہ رقم کا جو حصہ واجب الادا رہ گیا تھا اُس کے واسطے چند آدمی بطور کفیل کے حراست میں چھوڑ دیے گئے۔ اب اُس کے چھوٹتے ہی پوپ قید خانہ کی زبان بھی کھل گئی۔ چنانچہ اُس نے آسٹریا کے ڈیوک اور شہنشاہ سنہری ششم کو لکھا کہ رچرچو کی رہائی کی بابت جو روپیہ لیا گیا ہے اُسے واپس کر دینا چاہیے اور جو لوگ کفالت میں قید رکھے گئے ہیں فوراً چھوڑ دیے جائیں۔ شہنشاہ نے اُس کی طرف کچھ اعتدال نہ کیا لیکن یوہولڈ کو حلاوتی اور بیماری کی بدولت جو تجربات ہوئے تھے اُن کی بنا پر وہ پوپ کے حکم کی پیروی کرنے کو تیار ہو گیا۔ یوں خدا خدا کر کے چار سال کی آوارہ گردی کے بعد رچرچو اپنی قلمرو کے ساحل پر اُتر آئے۔ اور آتے ہی رعایا سے نئے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیے جو اُس قسم کے جھگڑوں کے متعلق تھے جو وہ پہلے ہی بیکار و بے فائدہ تھے جیسی کہ وہ ہم بھی جو اُسے سمندر کے اُس پار سے لگتی تھی۔

۱۱۹۴
۱۱۹۴ء فوراً ہی
رچرچو کی رہائی

علاوہ رچرچو کے انگلستان میں پہنچنے کے متعلق پوپ میں طرح کی کمائیاں مشہور ہیں۔ اور اس کا سفر رسم و اسٹندیا رکافت خوان بنا دیا گیا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ پوپ کی حالت اُن دنوں اس قدر خراب تھی کہ ہر ملکہ اُسے جان کا خوف تھا۔

آٹھواں باب

چوتھی صلیبی لڑائی

چوتھی صلیبی لڑائی کی داستان بہت مختصر ہے۔ وہ ایک ایسی کوشش کا نتیجہ تھی جو ایک پوپ کی طرف سے محض اس غرض کے لیے عمل میں آئی تھی کہ شہنشاہ جرمنی جس کی ذات سے اُسے ہر وقت مخالفت کا اندیشہ لگا رہتا تھا اُس کی فوج کسی اور جانب رجوع کر دی جائے۔ دوسری طرف شہنشاہ جرمنی کی رعایا چونکہ اُس کے خلاف ہو گئی تھی لہذا وہ بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ غالباً اس دینی جہاد کے ذریعہ سے اُس کی رعایا لینے جرمنی لوگ پھر اُس کی دوست ہو جائیں گے۔ تیسری طرف یہ صلیبی لڑائی اُن سرداران یورپ کی مصلحتوں کا بھی نتیجہ واقع ہوئی تھی جنہوں نے اپنی ذاتی وجاہت اور وقت بڑھانے کے لیے ترکی قوت و دولت کے ضعف سے فائدہ اُٹھانا چاہا تھا۔ گوکہ اب اُن کا یہ حوش ارض فلسطین کے لاطینی عیسائیوں کی خواہش کے بھی خلاف تھا اور اُن کی رائے میں بھی مضر تھا۔

چوتھی کروسیڈ کے اصل محرکوں کے اغراض۔

ریچرڈ شیرول کا مد مقابل سلطان صلاح الدین اس دنیا سے فانی سے رخصت ہو چکا تھا اور اُس کی سلطنت میں تنزل کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ اُس کا بھائی سیف الدین جسے صلاح الدین کے سپاہیوں نے بادشاہ قرار دیا تھا صلاح الدین کے بیٹوں کے مقابل میں اپنی جگہ پر قائم رہا۔ اور مرحوم صلاح الدین کے بیٹے مصر و دمشق اور حلب میں باپ کے جانشین ہوئے۔ اس زمانے میں باوجودیکہ ایک سخت قحط نے عیسائی اور مسلمان دونوں کا زور توڑ دیا تھا مگر سینٹ جان کے ٹائٹون کو اس بات کی آرزو تھی کہ اس موقع پر حامیان اسلام کو ننگ دے دیں۔ اور اُن کے خیال میں جی ہوئی تھی کہ اگر اس موقع پر کوشش کی گئی تو اُن کے دشمن یعنی مسلمان لوگ بالکل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اس نئے صلیبی جہاد کے لیے اُنھوں نے انگلستان اور یورپ میں جو کوششیں کیں اُن میں اُنھیں پوپ قیلستان ثالث سے

۱۱۹۳ء۔ سلطان صلاح الدین کی وفات اور اُس کے نتائج۔

بہت مدد ملی جن اخروی اجروں کی اُمید نے گزشتہ معرکہ ہائے صلیب کے سپاہیوں
میں جوش پیدا کیا تھا ان سب کا وعدہ اس موقع پر پوپ قیلستان نے بھی
کر لیا۔ قیلستان کے سامنے ہزار التجائیں کی گئیں مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔
انگلستان کے شاہ رچرڈ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہرنستان (قسطنطنیہ) کی
قیمبری کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور اُمید رکھتا تھا کہ اٹھین فتوحات کے صلے
میں وہ قیامہ کا جانشین بن جائے گا۔ لیکن فی الحال وہ اپنی مفلس عایا
سے روپیہ تحصیل کرنے کے کام میں مصروف تھا۔

لیکن اگر پوپ قیلستان کو اس بات کی اُمید تھی کہ اس صلیبی لڑائی کی
برکت سے اُس کا اپنے جانی دشمن سے پیچھا چھوٹ جائے گا تو بھی اُس کی قسمت
میں مایوس ہونا ہی تھا۔ جزیرہ صقلیہ کے بادشاہ ٹینکڑ اور اُس کے وارث
کے مرنے پر بار بار وساکے بیٹے یعنی شہنشاہ جرمنی ہنری ششم نے اپنی بی بی
کانشا شہیہ کے حق کی بناء پر اُس جزیرے کی سلطنت کا دعوے کیا۔ لہذا وہ جن
جن کوشنشاہی جرمنی ارض مقدس کے دوبارہ فتح کرنے کے لیے جمع کر سکتی
تھی اُنھیں سے یہ کام بھی لیا جاسکتا تھا کہ جنوبی یورپ میں سلطنت جرمنی کو فروغ
دے سکے۔

اسی مصلحت کی بناء پر شہنشاہ جرمنی نے اس مهم کو بہت ہی پسند کیا اور
اُس کی تحریک سے تعلقداروں۔ نائبوں۔ اور مذہبی مقتداؤں کے غول کے غول
اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان سب نے صلیب کا مسعر اختیار کر لیا۔ لیکن خود اس کا
ارض فلسطین جانے کا ارادہ نہ تھا۔ روپیہ اور فوج دینے کو تو وہ تیار تھا۔ لیکن
خود اُس کی ذات کے لیے اپنے گھر کے پاس ہی ایک کام موجود تھا۔ بلاد کا پورا
اور نیپلز کی فصیلوں کو منہدم کر چکا تھا۔ اور صقلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے
ہوئے تھا کہ ناگهان خود اپنی بے احتیالیوں سے اُسے ایسی شدید تپ آئی
جس نے اُس کی شرمناک بد چلنی اور ظالمانہ زندگی کا تیس ہی برس کی
عمر میں خاتمہ کر دیا۔

اُس کے امرا اپنے ہمراہی سپاہیوں کو ساتھ لیے ہوئے ارض مقدس میں

شہنشاہ ہنری
ششم کا اس
صلیبی جہاد کا
جوش بڑھاتا

۱۱۹۷ء ہنری
ششم کی موت

ایسے وقت پہونچے جبکہ وہ صلح اور التوا سے جنگ کا معاہدہ جو صلاح الدین کے ساتھ ہوا تھا اس کی مدت تو منقضي ہو گئی تھی لیکن خود لاطینی عیسائیوں کا ارادہ ابھی لڑائی چھیڑ دینے کا نہ تھا۔ تاہم اہل جرمنی لڑنے کے لیے آئے ہوئے تھے نہ باتین بنانے کو۔ اور ان کی شجاعت کا امتحان لینا سیف الدین کا کام تھا۔ جس نے دل میں ٹھکان لی کہ خود ہی سبقت کر کے میدان جنگ گرم کر دے

اس کے امر کا
خوہش کے ارض
مقدس میں پہونچ

غہ صلاح الدین نے دمشق میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت اس کا بیٹا افضل اس کے ساتھ تھا۔ باپ کے مرتے ہی وہ دمشق۔ بلاد وسواحل۔ بیت المقدس۔ بلجیک۔ ترقہ۔ قہریہ بانیاس۔ ترمین۔ تبنین۔ اور تمام علاقہ واد و دریا پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کا بھائی ملک الغزیز چونکہ مصر میں تھا لہذا وہ مصر کا بادشاہ بن گیا۔ تیسرا بھائی الظاہر حلب میں تھا وہ اس کا خود سر حکمران بن گیا۔ جس کے ساتھ بلاد حارم۔ تل باشر۔ اعزاز۔ بڑیہ۔ درہ ہاس۔ ساک۔ اور بیج وغیرہ بھی اس کے قبضہ میں آئے۔ ملک الغزیز نے چاہا کہ باپ کی پوری سلطنت پر میں ہی قابض ہوں۔ لہذا اس نے ارض شام میں آ کے دمشق بھجوا دیا۔ اور افضل کو اس میں مختور کر لیا۔ افضل نے تمام خاندانی حکمرانوں کو اطلاع دی جو مختصات شہروں پر قابض تھے۔ سب سمجھے کہ اگر ملک الغزیز نے ملک الافضل کو منسوب کر لیا تو ہمارا بھی ٹھکانا نہ لگے گا۔ لہذا سب افضل کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صلاح الدین کا چچا زاد بھائی ملک العادل سیف الدین جو علاقہ گرجستان کا بادشاہ تھا اپنی قوم سے۔ ملک الظاہر حلب سے۔ ناصر الدین محمد جمہا سے۔ سعد الدین شہر کوہ صبیحہ سے۔ غرض سب آپہونچے۔ رنگ و کچھ کے ملک الغزیز نے انجام پہ نظر ڈالی۔ اور صلح منظور کر لی۔ چنانچہ سب کے اتفاق سے یہ طے پایا کہ بیت المقدس اور اس کے قریب وجوار کے مقامات بھی غزیز کے قبضہ میں دیے جائیں۔ اور بلاد جبلہ و لاذقیہ بھی افضل کے قبضہ سے نکال کے تیسرے بھائی ملک الظاہر کو دیے جائیں۔ اور ملک العادل کا جو علاقہ مصر میں تھا وہ ملک العادل کا رہے۔ سلطان صلاح الدین نے ماد و مغر ششہ عزمین انتقال کیا تھا۔ اور ششہ عزمین میں اس کے بیٹوں میں یہ فیصلہ ہوا۔ ۵۹۱ھ میں ملک الغزیز نے پھر دمشق کا محاصرہ کیا تھا۔ مگر اب کی شکست کھا کے واپس گیا۔ لیکن اب ملک الغزیز اور ملک العادل سیف الدین میں موافقت ہو گئی۔ اور ملک العادل نے مع ملک الغزیز کے ۵۹۲ھ میں

یافا پر سیب الدین
کا قبضہ۔

حکمران سے ہنوز مدد منین ہو چکے تھے کہ مسلمانوں نے شہر یافا پر قبضہ کر لیا۔
یافا کے سیکڑوں ملک ہزاروں باشندے قتل ہو گئے۔ اور اُس کا قلعہ جسے رچرچ
اور اُس کے سپاہیوں نے بڑی محنت و مشقت سے بنایا تھا بالکل منہدم
کر ڈالا گیا۔ اور دہلی جہنمی سے زائر و ن کا ایک اور گردہ آگیا تو بیروت کی
طرف بڑھنا عیسائیوں کو مناسب معلوم ہوا۔ عریف الدین نے انھیں
شہر طائرا اور سدون کے درمیان ہی میں مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیا لیکن اس
نہر کے تین خود اسی کا بہت نقصان ہوا۔ اُس کی فوج نے شکست کھائی۔
سپاہی منتشر ہو گئے۔ اور یافا اور سدون اور دیگر بلاد پر پھر عیسائیوں کا
قبضہ ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شہر بیروت میں عیسائیوں کو تین سال کے
لیے رسد فراہم ملی۔ اور ان فتحیاب مسیحیوں کی سمیت اور قوت ہتھیار بند
زائر و ن کے اُس تیسرے گردہ سے اور بھی بڑھ گئی جو منیر کے اُس وقت اعظم
کو نراؤ کی ماتحتی میں وارد شام ہوا تھا۔

تازہ ملیبیوں کا
سینے سے اس وقت
کو نراؤ کی فوج
میں ہو چکا تھا۔

بغاہت ہر ہرج سے ملیبیوں کا ستارہ اقبال عروج پر تھا لیکن انھوں
نے اس سے جو فائدے حاصل کیے تھے ان کو خون ریزی کی ہوس کی بدولت
ایک لمحہ بھر میں آپ ہی اپنے ہاتھوں سے کھو دیا۔ انھوں نے قلعہ طور و ن کا
جسے اہل شام تبیین کہتے ہیں محاصرہ کر لیا۔ اور یہ قلعہ جن پہاڑیوں پر واقع
تھا انھیں نیچے سے کاٹ کاٹ کے اس قدر خالی کر دیا کہ محصورین نے
اندیشہ ناک انجام سے خائف ہو کے صرف اس شرط پر قلعہ خالی کر دینے کا
وعدہ کر لیا کہ انھیں بلا فراحت نکل کے اسلامی قلمرو میں چلے جانے کی
اجازت دے دی جائے۔ یہ شرط منظور کر لی گئی۔ لیکن یہ وعدہ کر لیے
جانے کے بعد بھی انتقام کی دھمکیاں کچھ ایسے جوش و خروش سے دی گئیں

۱۱۹۶ھ قلعہ
طور و ن کا محاصرہ

ایک سازش کے ذریعہ سے دمشق پر قبضہ کر کے افضل کو نکال باہر کیا۔ یون دمشق
ناک العادل کے قبضہ میں آ گیا۔ اور اب ملیبیوں سے لڑنے والے صرف ملک العادل
اور ملک الغزنی تھے۔ جن میں سے اول الذکر دمشق اور شام میں تھا۔ اور
آخر الذکر مصر میں۔

اور فرانس والوں نے محصورین کو اس بات کا کچھ ایسے موثر طریقہ سے یقین
 دلادیا کہ اپنی جرمنی کا ارادہ تم لوگوں کے معاملہ میں بڑا ہے کہ ان بیچاروں
 نے مجبور ہو کر دل میں ٹھکانا لی کہ بچاے اس کے کہ اپنے تئیں خود اپنے
 ہاتھوں سے دشمن کے سپرد کر دیں ہم مرتے دم تک مقابلہ ہی کرتے رہیں گے
 غرض اُنھوں نے وہ سب رشتے بھڑکے درست کر لیے جو محاصرہ کرنے والوں
 نے پہاڑی میں کھود کھود کے ڈال دیے تھے۔ اور اس سختی سے مقابلہ
 کیا کہ ان وحشیوں کو جو ایک لمحہ پہلے اُن کا خون پینے کی تیاریاں کر رہے
 تھے اُن پر قابو پانے سے بالکل یاس ہو گئی۔ وہی قابل شرم ایک کا دوسرے
 کو چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہونا جو اس سے پیشتر کی صلیبی فوجوں میں کئی مرتبہ
 نظر آچکا تھا اب بھی ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے بھی کچھ زیادتی کے ساتھ۔
 سرداران فوج راتی راتا چھاؤنی چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور سچی
 سپاہیوں کی جب آنکھ کھلی تو اپنے تئیں بے سردار پایا۔ لہذا اب ان لوگوں
 میں ایک ایسی مایوسانہ ابری نمایاں ہوئی کہ اگر دشمن چاہتا تو بغیر لڑے بھڑکے
 عہ جو معاہدہ اور التوا سے جنگ صلاح الدین کے زمانے میں ہوا تھا اس کی
 اور توسیع ملک العزیز نے نئے معاہدے کی رُو سے کی۔ اس آخری معاہدے کی بدولت
 کے اندر ہی حاکم بیروت اُسامہ اکثر گروہوں کو بھیج بھیج کے سیمیون اور زارٹون پر
 ماتحت و تاج کیا کرتا تھا۔ فرنگیوں نے متعدد مرتبہ ملک العماول اور ملک العزیز
 سے شکایت کی۔ مگر ان دونوں نے اُن شکایتوں کا کچھ غور نہیں کیا۔ تب سیمیون
 نے مجبور ہو کر اپنے مغربی سلاطین سے فریاد کی۔ اور ظاہر کیا کہ اگر آپ نے خبر نہ
 لی تو مسلمان ان باقی ماندہ مقامات پر قابض ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہاں سے
 بہت سی فوجیں آئیں۔ جن میں زیادہ حصہ جرمینوں کا تھا۔ اور اُس پر افسر خضعلیر
 زکونڈ اسقف میر نام ایک اسقف تھا۔ اس کی خبر سننے ہی ملک العلول (سلیف الدین)
 نے مصری اور دیگر سرداروں کی فوجوں کو ۵۹۳ھ میں مقام حشرہ جاوٹ میں جمع کیا
 رمضان اور کچھ دنوں شوال میں وہیں پڑاؤ ڈالے رہا۔ پھر حملہ کر کے یافا پر قبضہ
 کر لیا۔ اور اُس سے مسبار کر دیا۔ فرنگی حکمت سے یافا کے بچانے کے لیے روانہ ہوئے۔

مایمیون کی
 پوری شکست

ہن پر فتح حاصل کر لیتا۔ لیکن اہل اسلام بھی عیسائیوں سے کچھ ٹھکے ہوئے اور خستہ حال نہ تھے۔ پھر جب یہ سچی جو اس طرح منتشر ہوئے تھے دو بارہ جمع کیے گئے تو ان سب کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کو نافرمانی، بزدلی، اور دغا بازی کا الزام لگاتا تھا۔ مینٹر کے کونراؤ نے جب وہ یا فاکا شہر نہاد کے از سر نو تعمیر کرانے کی غرض سے اُس شہر کی طرف عجلت کے ساتھ بڑھ رہا تھا ایک معاہدہ کے مین سیف الدین کے مقابل فتح حاصل کر لی تھی۔ مگر اس لڑائی سے جس قدر فائدہ کی امید ہو سکتی تھی اتنا ہی نقصان بھی ہو گیا۔ نہری ششم کی ناگہانی وفات کی خبر نے اس محم کو ایسا نقصان پہنچا دیا جس نے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ اس لیے کہ وہ تمام حکمران اور سردار خفین نے شہنشاہ کے منتخب کرنے میں کچھ بھی دخل تھا جرمنی روانہ ہو گئے۔ جو نہیں گئے انھوں نے شہر

۹۹۹ء
۱۰۰۰ء
اور عیسائیوں کا
قلعہ بنانا۔

یا فاکا میں جا کے پناہ لی جہاں چند ہی مہینوں کے بعد ان کی قسمت کا فیصلہ اُس اسلامی فوج کے ہاتھ سے ہو گیا جس نے دفعۃً یا فاکا پر حملہ کیا۔ اور اس حالت میں جب کہ اہل جرمنی اس بات کا ثبوت دینے کے لیے کہ انھیں سیٹ مارٹن کے ساتھ بہت ہی خلوص عقیدت ہے بے انتہا شراب پی کر باہر

تیسرا یہ ملک ہو چکے مسلمانوں کے قابض ہو جانے کا حال سننا نہ محال ہے اس کے کہ آگے بڑھیں تیسرا یہ ہی سے پلٹ گئے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُن کا بادشاہ کندھری کسی چھت سے گر کے مر گیا تھا۔ اولوگون مین پھوٹ پڑ گئی تھی۔ آخر مسلمان بھی پلٹ کے پھر حشرۂ جاہلوت پر آ گئے۔ اب خبر آئی کہ فرنگی بیروت پر حملہ کرنے والے مین لیا ذی قعدہ مین ملک العادل بیروت کے قریب گیا۔ اور ارادہ کیا کہ اس شہر کو بھی مسلمان کر دے۔ کیونکہ مسلمان لوگ اس بات سے بہت ڈرتے تھے کہ مسیحیوں کو کوئی ایسا مقام مل جاوے جہاں وہ قلعہ بند ہو سکے اور سکین بکری آمد و رفت کے جاری رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کا ایسی حالتوں میں اُن پر کچھ زور نہ چل سکتا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے زمانے میں عک کے محاصرے میں اُس کا پورا تجربہ ہو چکا تھا لہذا اُسی زمانے سے مجبوراً مسلمانوں کی یہ قابل افسوس پالیسی قرار پا گئی تھی۔ مگر اس موقع پر اُسامہ نے اس کارروائی سے روکا۔ اور ذمہ داری کی کہ منہدم کرنے کی ضرورت نہیں

اور بے کار ہو چکے تھے شہر پر قبضہ کر لیا۔

اتنی سب مصیبتیں نازل ہو چکی تھیں لیکن بیت المقدس کی برائے نام
لاطینی سلطنت کے رسوم ابھی تک جاری تھے۔ ہنری آف شاپنہین کی وفات
کے بعد اُس کی بیوہ ازابیلہ کو ہاسٹیلرس کے سرکردہ نے یہ مشورہ دیا کہ
آپ الملق لوزگنز کے ساتھ شادی کر لیجیے جو حال ہی میں اپنے بھائی گے
کا جانشین اور جزیرہ قبرس کا بادشاہ قرار پایا ہے۔ ازابیلہ نے کوئی ایسی
حرکت نہیں کی جس سے اس بارے میں اُس کی ناراضا مندرجی ظاہر ہوتی اور
انجام یہ ہوا کہ اب جو تھے شوہر کی معیت میں اُس کا لقب ملکہ بیت المقدس
ہی نہیں بلکہ ملکہ قبرس بھی تھا۔ اگر اُس وقت کی پولیٹیکل مصلحت کے لحاظ سے
قبرس ایک ایسا مقام تصور کیا گیا تھا جہاں ضرورت کے وقت پناہ لی
جاسکتی تو اس مصلحت کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی۔ فلسطین کی برائے نام
لاطینی سلطنت کا لقب اختیار کرتے رہنے کی اگر کوئی معقول وجہ ہوسکتی
ہے تو وہ صرف یہ تھی کہ اس خطاب کے ترک کر دینے سے سارے یورپ

گزن
الملق آف لوز
بیت المقدس
اور جزیرہ قبرس
کا بادشاہ۔

میں بیروت کو عیسائیوں کے حملے سے بچاؤ نہ ہوا۔ اب فرنگی لشکر ملکہ سے آیا۔ اولشکر اسلام
بیروت سے بڑھ کر مقام معین لڑائی ہوئی۔ دن بھر دونوں طرف کے لوگ مارے گئے
اور رات نے دونوں کو جُدا کیا۔ دوسرے دن مسلمان ہٹ گئے۔ اور فرنگیوں نے
بیروت پر حملہ کیا۔ اسامہ جس نے شہر کے بچانے کی ذمہ داری کی تھی مع اپنے تمام لشکر
کے اُن کی صورت دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور فرنگیوں نے بے لڑے بھڑے ۹۔
ذی الحجہ کو بیروت پر قبضہ کر لیا۔ لشکر اسلام نے یہاں سے شہر صور (طائرم) کی راہ
لی۔ اسے منہدم کیا اور چلے گئے۔ یہ سننے ہی فرنگی بیروت سے صو رہونچے۔ اور وہاں
ٹھہر گئے۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ فرنگی اب بین ٹھہرے رہیں گے اور لڑائی نہ ہوگی
لہذا مشرقی فوج کو دہلی کا حکم دے دیا گیا۔ اور مصری فوج کو بھی یہ حکم دیا جانے والا
تھا کہ ناگہان ۱۵۔ محرم کو خبر آئی کہ فرنگی قلعہ تبینین کا محاصرہ کیا جاتے ہیں۔ ملک العاول
نے فوراً وہاں فوج بھیجی کہ اُس قلعہ کو نصاریٰ کی دستبرد سے بچائے۔ فرنگیوں کا
لشکر یکم صفر ۵۹۷ھ کو تبینین کے گرد آئے۔ اور لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ فرنگیوں نے

ایں یہ سمجھا جاتا کہ شکست قبول کر لی گئی۔ جس کے نتیجہ میں ان صلیبی جادوں کا جوش بالکل نیست و نابود ہو جاتا۔

نوان باب

پانچویں صلیبی لڑائی

اگر نتائج کے لحاظ سے سنہین تو ابتدائی واقعات کے لحاظ سے پانچویں صلیبی لڑائی ایسی غرور تھی کہ اس میں اس جوش کا نمونہ نظر آتا تھا جس نے بطرس راہب اور ارین دوم کی تقریروں میں بڑا بھاری اثر پیدا کر دیا تھا۔ اب سینٹ پیٹر کی گرسی (یعنی مسند پاپائی) پر وہ شخص جلوہ افروز تھا جس کی قوت اس پوپ سے کمین زیادہ بڑھتی چڑھتی تھی جس نے کلارٹ کی کونسل میں دنیا کے باشندوں میں بڑی سخت جوش کی آگ بھڑکا دی تھی۔ لو تھیئر کو جس کی عمر کل ۳۳ برس کی تھی (اتنا کم سن شاید اور کوئی پوپ منتخب نہ ہوا ہو گا) اور جو کونٹی کے گھرانے والوں میں سے تھا اور جو سنٹ جرجس

۱۱۹۷ء۔ پوپ
انوسٹ ٹالت
کا انتخاب۔

قلعہ کے پیچے چاروں طرف نقبین لگا دیں۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب قلعہ مغلوب ہی ہوا جاتا ہے۔ یہ حال جب ملک العادل کو معلوم ہوا تو اس نے ملک العزیز کو مصر میں لکھا کہ تم خود فوج لے کے آؤ۔ ورنہ فرنگی تمہیں کو شاہ کر دیں گے۔ ادھر سے تو عزیز جلدی جلدی کوچ کرتا ہوا چلا۔ ادھر محصورین کا یہ حال ہوا کہ وہ مغلوب ہو جانے کے خوف سے بہت ڈرے۔ نقبون کو دیکھ کر بدحواس ہوئے تو بعض نے جا کے فرنگیوں سے پناہ مانگی۔ اور فرما دیا کہ ہمارے جان و مال کو آزادی دی جاے تو قلعہ تمہارے سپرد کر دیا۔ فرنگیوں کا سردار خضایہ شاہ راہی ہو گیا تھا۔ مگر جو مسلمان اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے آئے تھے ان سے فرنگی لشکر کے بعض شامی سیموں نے کہا کہ اگر تم نے قلعہ سپرد کر دیا تو خضایہ تمہیں گرفتار کر کے قتل کر دے گا۔ لہذا پوٹیار ہو اور فریب میں نہ آؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محصورین واپس جاتے ہی آخر تک لڑنے پر تیار ہو گئے۔ اور لڑتے ہی بے میان ٹکاک کہ جمیع الما دل میں ملک العزیز مستقلان میں آپہونچا اور محصورین میں بھی بد نظمی ہو گئی۔ لہذا چھوڑ کے واپس چلے گئے۔

ابریسینٹ پچوس کا کارڈنل تھا تمام کارڈنل (ممبران مجلس پوپ) لوگوں نے جو اُس جلسہ میں موجود تھے متفقہاً اِسے پوپ منتخب کیا۔ اِس زمانے میں قسطنطنیہ کی سلطنت بہت ضعیف ہو چکی تھی۔ ارض فلسطین کی لاطینی سلطنت کے قبضہ میں صرف سواحل کی کچھ زمین باقی تھی۔ جزیرہ صقلیہ کا بادشاہ ایک شیرخوار بچہ تھا۔ فرانس کا بادشاہ فلپ اگسٹس اپنی بدولت کے مواخذہ میں گرفتار تھا۔ انگلستان کے تاج و تخت کا جو شخص امیدوار تھا وہ کمینہ پرور اور بد نفس جہاں تھا جس نے دغا بازی کر کے خود اپنے باپ کا کام تمام کیا تھا۔ ہر جگہ نا اتفاقی۔ فساد اور عداوت کا دور دورہ تھا۔ ایسے نازک وقت میں وہ شخص پوپ مقرر ہوا جسے اِس خیال سے کہ اُس کا کام انسانی کام سے بڑھا ہوا ہے اور اُس کا قانون خدا کا بنایا ہوا قانون ہے۔ ایسا اطمینان تھا کہ اُس پر اُن تمام طوفانوں کا جو اُس کے چاروں طرف پڑا تھا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ وہ اشرافیہ اور گریگوری اگسٹم نے پرہیزگاری کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا اور جسے گریگوری ہفتم نے (جو محض پرہیزگاری کے ذریعہ سے نہیں) بہت زیادہ ترقی دے دی تھی۔ اِس نے کم عمر پوپ کے ہاتھ میں آ اور زیادہ زبردست اور قوی ثابت ہوا۔ جو نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہو پوپ کی اِس اہم و بڑی شکل حالت کو غور و تحقیق کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اگر صلیبی لڑائی کی ضرورت درپیش نہ ہوتی تو غالباً قبل کے پاپاؤن کے غیر محی و دعوے انوسنٹ سوم کو اِس اعلیٰ درجے پر نہ پہنچاتے۔ مرن ان مملوک کی وجہ سے پاپاؤن کو ہر فرقہ اور ہر ملک کے معاملات میں دخل دینے کا موقع حاصل ہو گیا تھا۔ یہ بات اُن کے اختیار میں تھی کہ کسی اندوئی یا بھی جھگڑے کو ملتوی یا مسترد کر دیں خیرات کے نام سے کوئی نیا ٹکس باندھ دیں۔ چھوٹے چھوٹے رئیسوں کو اُس فرمانبرداری کے جوے سے آزاد کر دیں جو اپنے بادشاہوں کے متعلق اُن پر واجب اور فروری تھی۔ اُن سے بھی اپنے درجہ کے زمینداروں کو اُس اطاعت سے مستثنیٰ کر دیں جو اپنے سرداروں کے مقابل میں اُن پر فرض تھی۔ نیز پوپوں کو یہ قدرت حاصل تھی کہ فرما دیں

کو اُس قرض کے بارے سے سبکدوش کر دین جو اُن کے ذمہ وادھب الاولاد تھا۔ صلیبی
جہاد ایک ایسا کام تھا جس کا بار محض روحوں کی اصلاح کے بہانے سے پوپ
سکیش سے سرکش شہنشاہوں اور فرمان رواؤں پر ڈال سکتے تھے۔ وہ تمام لوگ
جنھیں مسیح سے محبت تھی اُن سب کا فرض تھا کہ اُس کے روضہ مقدس کو مدینین
کے ہاتھ سے بچانے کے متبرک کام میں شریک ہوں ایسے واجبی فرض سے
اگر کوئی شخص اعراض یا انحراف کرتا تو ضرور تھا کہ نہ اُس کی روح ویسی پاک
سمجھی جائے اور نہ اُس کا عقیدہ ویسا تو ہی خیال کیا جائے جیسا کہ ہونا چاہیے
لہذا ایسے شخص پر اس کو ملازمت کرنے بلکہ اُسے سزا تک دینے کا اختیار عملی
طور پر اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تھا جو من جانب الہد مسیح اور
سینٹ پال کے قائم مقام تھے اور پوپ کے محترم نام سے یاد کیے جاتے تھے۔
بادشاہ ہوں یا بڑے بڑے سردار اگر وہ اپنے تئیں اچھا سلجی ثابت کرنا چاہتے
تو اُن کا فرض تھا کہ صلیب کا معرکہ اختیار کر لیں۔ اور اس معرکہ کے اختیار کرنے
سے جو فائدہ داریاں عاید ہو جاتی تھیں اُن سے بری ہونا سو پوپ کی اجازت
کے اور کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ اس فرض کے ادا کرنے سے بے اجازت و منظور
پوپ اگر کوئی شخص انکار کرتا تو اُس کی یہ سزا تھی کہ قوم سے خارج کر دیا جائے
اور ایسا حکم اگر دہرایا جاتا اور پھر منسوخ نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب اس شخص
کا دین و دنیا میں کمین ٹھکانا نہیں ہے۔

اس پالی کا اثر (جس کے پیدا کرنے کی عمدہ کوشش شاندین ہی پوپوں
نے کی ہوگی لیکن وہ اس پالی کا لازمی نتیجہ تھا) خاص طور پر یہ ظاہر ہوا کہ شہنشاہوں
کی قوتیں ضعیف ہو گئیں کیونکہ انہیں اس کے انوسنٹ سوم اپنے ہم عصر فرمان رواؤں
پر اس قدر قابو پائی نہ سکتا تھا۔ شہنشاہ کو نرا ڈور و زحشر کی اُن ہیبت ناک تصویر
سے متاثر ہو کر جنھیں برنارڈ نے اُس کی نظر کے سامنے کھینچی تھا صلیبیوں
کی حمایت کے لیے جلا گیا تھا۔ مگر جب واپس آیا تو اپنی ساری شہنشاہی قوت
عملی طور پر سلوب پائی۔

باربر دسہ نے پوپ کے حکم کی تعمیل کی۔ مگر اسی تعمیل کی بدولت ایک

شہنشاہی قوت
کا انحطاط۔

غیر ملک میں دنیا کو رخصت کیا۔ اور اب لو تھیر پوپ مقرر ہوا تو صلیبی لڑائی ایک ایسے بادشاہ کی طرف سے ہونے والی تھی جو ابھی تک اپنے گھوڑے ہی سے باہر نہ نکلا تھا۔

لیکن اگر صلیبی لڑائیوں اور ان غیر محدود اختیارات نے جو ان لڑائیوں کی بدولت پاپاؤن کو حاصل ہو گئے تھے۔ پوپوں کو اعلیٰ ترین درجہ حکومت پر پہنچا دیا تھا تو اس کے ساتھ ہی اُغفین کے نتیجہ میں پوپوں کی بیچ کئی بھی شروع ہو گئی تھی۔ پوپ کا رومی دربار مالی معاملات میں کبھی دیانت و ارمشور نہ تھا بلکہ عموماً یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ زرپرستی۔ رشوت ستانی۔ اور بد اعمالیوں کا منبع ہے۔

دفعۃً مسیحی پاپاؤن جو شہ پید ہونے کی وجہ سے کل مالی کاروبار پاپاؤن کے سپرد ہو گیا۔ ان مہمون میں چونکہ ناکامی پر ناکامی ہوئی اور اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو وہ مصارف کے مقابل میں بہت ہی کم تھا۔ لہذا عام طور پر لوگوں میں یہ شبہات پیدا ہونے لگے کہ صلیبی لڑائیوں کے لیے جو روپیہ وصول کیا جاتا ہے وہ بعض اوقات اور کاموں میں بھی صرف کر دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسے شکوک غلط ہوں۔ اور شاید یہ بھی ہوا ہو کہ پاپاؤن نے صرف ایسے ہی امر اور اساتفہ کو تحصیل زر کے کام پر مقرر کیا ہو جو ایلطالیہ کے رہنے والے نہ ہوں۔ اور وہ روپیہ بھی ایلطالیہ کے خزانوں میں نہ رکھا جاتا ہو۔ لیکن ان تمام احتیاطوں کے بعد بھی چاروں طرف سے یہی شکایت کی آوازیں بلند تھیں۔ اور ایسے نازک وقت میں جب کہ صلیبی لڑائیوں کے جوش کی آگ نہایت ہی مشتعل کی جا رہی تھی۔ ان بدگمانیوں کا بہت ہی برا اثر پڑتا تھا۔

ان بدگمانیوں سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کمین یہ خیالات اس نئی حکم کو نقصان نہ پہنچا دیں جس کی کوشش پوپ انوسنٹ فرٹ ارض پاک کی نجات کے لیے نہیں بلکہ کل عیسائیوں کی نجات کے واسطے کر رہا تھا۔ عام اس سے کہ مشرق کے عیسائی ہوں یا مغرب کے۔ پوپ اربن دوم نے کبھی نہ اس سرگرمی سے وعظ و نپہ کا دروازہ کھولا تھا نہ اس زیادتی کے ساتھ ہمیشہ کی خوشی حاصل ہونے کے وعدے کیے تھے۔ اور نہ ایسی سختی سے

رومی کلیسیا کے
دربار کی بے
اعتباری کا
یورپ میں۔

اس بے اعتباری
کے دور کرنے کے
لیے انوسنٹ کی
کوششیں۔

لوگوں کو ہمیشہ کے لیے مردود ہو جانے کی دھمکی دی تھی جیسی کہ پوپ انوسنٹ نے۔ یا تو وہ ایسے اعلیٰ درجے کے کاموں میں مشغول تھا یا یکبارگی اسے اس لیل کام کی طرف متوجہ ہونا پڑا کہ بددیانتی کے ان الزاموں کی جواب دہی کرے جو اُس پر لگائے جاتے تھے۔ اور مذہبی جندے کی آمدنیوں کے انتظام کے لیے اُسے کمیٹیاں مقرر کرنی پڑیں۔ اس لیے کہ خیال تھا کہ کمیٹیوں کی بابت لوگوں کو بدگمانی نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ خود پوپ اور اُس کے نائبین کو بھی اُس بار کے اٹھانے کے لیے تیار ہونا پڑا جسے وہ دوسروں ہی پر ڈالا کرتے تھے۔ یہ طے پایا کہ اُن کی آمدنیوں اور محاصل کا بھی دسواں حصہ ارض مقدس کو بے دینوں کے ہاتھ سے چھڑانے کی نذر کر دیا جائے گا۔ تمام ملکوں کے پادریوں پر اپنی آمدنی کا کم از کم چالیسواں حصہ اس جندہ میں دینا فرض کیا گیا۔ اور جو لوگ پادری نہ ہوں وہ بڑی سے بڑی رقم جو چندہ میں دے سکیں دیں۔ اس طریقے سے جو رقم جمع ہو وہ کسی محفوظ مقام پر رکھی جائے اور اُس کی تعداد و رقم میں کچھ بھیجی جائے گا۔ اور بے شک وہ شخص بڑا ہی سنگدل ہو گا جو ایسی مذہبی سہمہ دہی اور ترحم کے کام سے کنارہ کش رہا ہو۔ لیکن انوسنٹ کی تقریر سے ہر مقام کے لوگوں نے جو بے تعلقی ظاہر کی اُس سے ایک اور ثبوت اس امر کا ملتا ہے کہ صلیبی جہاد کی اصلی تحریک اُس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ تحریک کرنے والے پادری کے جوش کے ساتھ حاکمانہ اختیارات بھی شریک نہ ہوں۔ یہی امر بطرس پہلے اور اُس سینٹ (ولی اللہ) کے زمانے میں بھی ثابت ہوا تھا جس نے بطرس کے ذلیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان دنوں انوسنٹ کی خوش قسمتی سے فلک کے دماغ میں جو اطراف پیرس کے ایک گاؤں نیوٹی کا پادری تھا صلیبی جہاد کا سودا سمایا۔ اُس نے اپنی زندگی بحیثیت پادری کے بھی اگر بدکاری میں نہیں تو شستی اور کاہلی میں فروہ سہری تھی۔ لیکن میری میکڈالین باصغر کی میری کی توبہ کا اُس کے دل پر بڑا اثر پڑا تھا۔ اُس نے دل و جان سے کوشش کی تھی کہ اپنے گناہوں کا کفارہ نفس کشی اور

عبادت گزار می کے ذریعہ سے کرے۔ اور اپنی جہالت و دور کرنے کے لیے وہ بطرس نعمہ سنج کے لکچر (تقریرین) سننے کے لیے اکثر جایا کرتا تھا۔ جس بطرس کی نسبت انوسنٹ کو اُسید بھی کہ اُس کے زمانے کے جہاد صلیبی کی تلقین کرنے والوں میں سب سے اچھا مقرر ثابت ہو گا۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ اُس کی یہ اُمید پوری ہو۔ بطرس مذکور ایک حملک مرض میں مبتلا ہوا اور اُس سے جان برب نہ ہو سکا۔ لیکن جو کام پوپ نے اُس کے سپرد کیا تھا اُسے مرتے وقت اُس نے فلک کے سپرد کر دیا۔

بطرس نعمہ سنج کی زندگی میں بھی فلک نے شہر پیرس کے کلی کو چون میں تقریرین کی تحقین۔ اور اُس کی تقریر سے سنگدل سے سنگدل اور گنہگار سے گنہگار لوگوں کے دل بھی موم ہو گئے تھے۔ اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اس پر بھی ایسا نظر آیا کہ اُس کی سحر بیانی کا اثر ناسل ہوا جاتا ہے جس کی وجہ سے مایوس ہو کے وہ پھر نیوٹی کے گرجے میں اپنا پُرانا مقتدائی کا کام انجام دینے کے لیے واپس چلا گیا تھا۔ اور وہیں ٹھہرا رہا تھا۔ یہاں تک کہ بطرس نعمہ سنج کی آخری و ممیت نے اُس میں ایک ایسے جوش کے ساتھ جو کسی طرح دبا یا نہیں جاسکتا تھا ایک نئی روح بھونک دی تھی۔ اب دُنیا کے سامنے محض ایک ایسے شخص کی حیثیت سے اُنھیں ظاہر ہوا جو صرف صلیبی جہاد کی ترغیب و تحریک کرتا ہو بلکہ اُس وعظ کی حیثیت سے بھی جو اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو جہانی اور روحانی بدکاریوں سے روکنے کے لیے سخت تہذیب و تنبیہ کرتا ہو۔ پوپ اربن اور پوپ یوحینس کی طرح پوپ انوسنٹ نے بھی دیکھا کہ اپنے اعراض کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ لہذا اُس نے فلک کو ایک خط لکھا جس میں اُس کی کاروائیوں پر اپنی دلی خوشنودی ظاہر کی اور اُسے حکم دیا کہ چند سیاد پوش اور چر سفید پوش راہبوں کو اپنے ہمراہ لے کے۔ اور کپوا والے بطرس کی جماعت مذہبی سے اجازت حاصل کر کے تم سارے یورپ میں دورہ کرو۔ اور لوگوں کو نصیحت کرو کہ توبہ کریں۔ اور اپنی توبہ کے ثبوت میں ارض موعودہ

کی طرف فوراً چل کھڑے ہوں۔

آٹا فانا ہر ہر شہر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ ایک نیا و اعظ پیدا ہوا ہے جس کی سمجھ بانی سینٹ برنارڈ سے کم نہیں ہے۔ ہاں اُس کے کرامات البتہ اتنے نہ تھے جس قدر کہ سینٹ برنارڈ سے ظاہر ہوئے تھے۔ اور کرامتیں تھیں بھی تو اُس قسم کی نہ تھیں جیسی کہ سینٹ برنارڈ دکھایا کرتا تھا۔ مثلاً اُس نے ایک مرتبہ مکھیوں کو حکم دے دیا تھا کہ اسے آزاد رہ مکتوتہ مچاؤ۔ اور اُس کی زبان سے ان الفاظ کے نکلنے ہی اتنی ایک مکھیاں مر مر کے محبت سے گر پڑیں کہ ٹو کریوں میں بھر بھر کے اُنھیں پھینکنا پڑا۔ وہ باند اق بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ سمجھ بیاں تھا۔ سامعین نے ایک دفعہ اُس سے استدعا کی کہ اپنا کوئی کپڑا ہمیں بطور تبرک عطا فرمائیے۔ اتفاقاً اُس وقت ایک فضول گو اور کبی شخص اُس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا جس نے اُسے بک بک کے پریشان کر رکھا تھا۔ فوراً اُس نے سامعین کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میں نے خود اپنے کپڑوں کو تبرک نہیں کیا ہے۔ بلکہ ساری برکت اس شخص کے کپڑوں کو دے دی ہے۔ یہ سنا تھا کہ لوگ اُس پر جھپٹ پڑے۔ اور ایک لمحہ بھر میں اُس کے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئیں اور لوگ خوشی خوشی اُس کے کپڑوں کے ٹکڑے تبرک سمجھ کے بھاڑ لے گئے۔

لیکن پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ سچ پوچھیے تو فلک کی تعلیم و تلقین کا وہ اثر نہ تھا جو سینٹ برنارڈ یا بطرس راہب کی تعلیم کا تھا۔ وہ نفس کشی کا حکم دیتا تھا۔ اور اُس کی صورت بھی اُس کے کلام کی تصدیق کرتی تھی۔ لیکن اس طرح سے نہیں کہ کسی کو اُس کے قول کی صحت میں کسی قسم کا شبہ ہی نہ باقی رہے۔ اُس کی طرز معاشرت اور اُس کی ظاہری حالت اور سب لوگوں کی کسی عقی اور سب پر طرہ یہ کہ اسی مملک بدگمانی سے اُسے بھی مقابلہ کرنا پڑا تھا جس کے دُور کرنے کی انوسنٹ نے اس قدر سخت کوشش کی تھی۔ اُسے لوگوں سے بہت کچھ رقم وصول کرنی پڑی۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب روپیہ اُس کام میں نہیں صرف کیا جاتا جس میں اُسے صرف ہونا

اُس کی طبیعت کا اثر

چاہیے غرض اُس کے اثر میں فرق آنے لگا۔ لیکن افسوس جس مہم کے لیے اُس نے ایسی جدوجہد کی تھی اُس کا دیکھنا خود اُس کی تقدیر میں نہ تھا۔ حامیان صلیب ہونے و نہیں ہی میں تھے کہ فلک کو میوٹی میں بجا آیا اور اسی بجا میں اُس نے سفر آخرت کیا۔ اور بادی النظر میں یہ نظر آیا کہ اُس کا خرقہ قسطنطنیہ والے مقتدا سے نصرا مارٹن کو ملے گا۔

۱۲۰۲ء
فلک کی
وفات

دیگر و غلطوں نے بھی اس مہم پر کمر بستہ باندھی۔ اور اُن کی نصیحت نے خاتمہ فرانس کے چند کم عمر شاہزادوں پر اثر کیا۔ ان میں سب سے زیادہ سبقت تھیو بولڈنے کی جو شانین کا نواب تھا اور جس کی عمر گوا بھی صرف تیس سال کی تھی۔ مگر ختم ہونے کو آگئی تھی۔ اُس کی رفاقت ٹیلو اور چارٹرس کے نواب لوئی نے کی۔ مانت فورٹ کا سیون جوتانے والے صلیبی جہاد میں ابجیسین لوگون کے مقابلے میں ایک نہایت ہی بے رحم سپہ سالار ثابت ہونے والا تھا۔ پھر ہیرن والٹر اور سب کے آخرین ویل ہارڈوین کا جیا فر سے جو شانین والون کا سرسکر اور صلیبی لڑائیوں کا متبع تھا۔ چند ماہ بعد بالڈون نواب فلانڈرس سینٹ پول کے ہیونخ اور نواب پیرس اور اور نہت سے روسا نے بھی صلیب کا معرکہ اختیار کر لیا۔

سنہ ۱۲۰۲ء
پانچویں
صلیبی لڑائی کے
کے سردار اور فہر

ان سرداروں کے ہمراہیوں کی ایک بہت بڑی فوج تیار ہو گئی۔ لیکن ان سرداروں کے پاس جہاز نہ تھے۔ اور گزشتہ تمام مہموں کے حالات نے اس بات کا یقین دلادیا تھا کہ ششک کی راہ سے ملک یورپ کو قطع کیے ایسا کوچک کا سفر کرنا نہایت ہی محذوش ہے۔ اکیلی ایک ہی سلطنت ایسی تھی جس سے یہ جہازوں کی کمی پوری ہو سکتی تھی۔ اور اسی سلطنت کو صلیبی لڑائیوں سے نقصان نہیں پہونچا تھا۔ ان مسلح زائرین نے اُس سلطنت کی تجارت کو وسعت دے دی تھی اور اُس کے منافع کو بہت زیادہ بڑھا دیا تھا۔ اور اب سارے یورپ میں مشرق کی چیزوں کی مانگ پیدا ہو گئی تھی۔ جس سے اس وسیع تجارت کے مسلسل باقی رہنے کی بھی اُمید پیدا ہو گئی تھی۔ لہذا ان تمام جہاد سرداروں کی نظر میں وینس ہی کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ اور نوابان

نوابان فرانس
کی سفارتوں میں

ہلوا۔ فلانڈرس اور شاہنشین کے ایلیچی لنٹ کے پہلے ہی ہفتہ میں ونس پہونچے اور ونس کے ڈاج (فرمان روا) ننہری ڈینڈالو سے ملے جس کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی اور جس کی بیٹائی اگر بالکل منین تو زیادہ تر قسطنطنیہ والوں کے مظالم کی نذر ہو گئی تھی۔ نواب شاہنشین کے ایلیچی ویل ہارڈوین نے ڈاج کی طرف خطاب کر کے کہا ”حضور ہم نوابان فرانس کی طرف سے آئے ہیں جنھوں نے عہد کیا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کر کے ان کو ہینوں کا انتقام لے لیں جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کی کئی گئی تھیں۔ جس قسم کی مدد کی اھنیں ضرورت ہے وہ اور کسی سلطنت سے منین مل سکتی۔ لہذا وہ آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ صلیب مقدس کے لیے حضرت مسیح کے روضہ اقدس کے لیے ہمیں جہاز اور وہ تمام چیزیں جن کی ہمیں اپنی فوج کو سمندر کے اُس پار لے جانے کے لیے ضرورت ہو جیسا فرما دیجیے۔“ ڈاج نے پوچھا ”مکن شرائط سے؟“ ان لوگوں نے جواب دیا ”جو شرطیں آپ پیش کریں ہمیں منظور ہیں۔ بشرطیکہ اُن کا پورا کرنا ہمارے احاطہ امکان کے اندر ہو۔ یہ سب باتیں سن کے ڈاج نے کہا ”اچھا میں آٹھ دن کے بعد اس کا جواب دوں گا؟“ اور آٹھ دن بعد ایلیچیوں کو یہ جواب ملا کہ وہ ان پہونچانے کے لیے اگر فی گھوڑا چار مارک (چاندی کا ایک سکہ) اور فی آدمی دو مارک زمین دیے جائیں تو سلطنت ونس ۵۰۰ ہزار ٹائون کے لیے مع اُن کے گھوڑوں کے۔ اور ۹۰۰۰۰ ٹائون (ٹائون کے اسلحہ بردار) اور ۲۰۰۰۰ پیدلوں کے واسطے جہاز مہیا کر دے سکتی ہے۔ اور اسی رقم میں نو مہینے کی خوراک بھی اُن سب لوگوں کے لیے فراہم

میلیبیوں کے
اور قسطنطنیہ
لے جانے کی بات

معاہدات

عہد یسویوں کے بعض فرقوں میں ۴۰ دن تک روزے رکھے جاتے ہیں۔ جن کا زمانہ ایش ڈونڈے سے شروع ہوتا اور ایسٹر سنڈے پر ختم ہوتا ہے۔ اسی زمانہ میں مام کوہ لوگ لنٹ کہتے ہیں۔

عہد اسکوائر ٹائون یا اُس عہد کے باکون کے خاص قسم کے رفقہا کرتے تھے جو اُن کے ہلے کے چلا کرتے تھے۔

کر دی جاوے گی۔ یہ رقم کل پچاس ہزار لاکھ ہوتی ہے۔ ان جہازوں کے سوا
یہ جمہوری سلطنت خود اپنی طرف سے پچاس ہزار جہاز اور ساتھ کر دے گی
جو اس دینی ٹیم میں تھامی شرکت کریں گے۔ یہ شرطیں غیر موجبہ نہ تھیں۔ اور
ایلیپون مین سے بعض تو واپس چلے گئے اور بعض خزانہ ملک و اعانت حاصل
کرنے کی غرض سے جنوب اور بیسیا کی راہ لی۔ جہاں انھیں کامیابی نہیں ہوئی
انہوں نے واپس ہارڈوین نے شہر ٹرا سے مین پہنچ کے دیکھا تو نواب شامین
ایک ایسے ملک مرض میں مبتلا تھا جس سے بچنے کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ اس سے
ملنے کی خوشی میں وہ نوجوان نواب اپنے گھوڑے کی پیچ پر چڑھ گیا۔ لیکن یہ
آخری سواری تھی۔ چند ہی روز بعد اس نے وفات پائی۔ اور اس کے بعد ہی
نواب پیرس نے بھی دنیا کو رخصت کیا۔

نواب شامین اس صلیبی ٹیم کا افسر اعلیٰ ہونے والا تھا۔ اس نے
وفات پائی تو نواب برگنڈی سے درخواست کی گئی کہ سپہ سالاری کی جگہ
آپ اپنے ہاتھ میں لیجیے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ آخر کار مانٹ فرٹ کے تعلقہ
بونی فیس نے یہ خدمت قبول کی۔ لیکن یہ صلیبی فوجیں دراصل دو سو سال
شروع ہو جانے تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکیں۔ اور ان کی باہمی بے لطفی
ان کے ہر ممبر سے نتیجہ سے نمایاں ہو رہی تھی۔ وینس نے شاید زیادہ رقم
طلب کی ہو گو ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں نظر آتی۔ لیکن چونکہ اس بات
کا یقین تھا کہ سلطنت وینس کسی قسم کی کمی نہ منظور کرے گی لہذا صلیبیوں کے لیے لازم
ہو گیا تھا کہ یا تو مجموعی حیثیت سے وینس کی شرط کو پورا کریں یا سب کے سب
اس سے انکار کر دیں۔ اپنی فوجوں کے تقسیم کرنے کا صرف یہ نتیجہ تھا کہ ان
لوگوں پر زیادہ بار ڈال دیا جائے جو اب بھی وینس سے مدد لینے پر مجبور
ہو گئے تھے۔ لیکن اس بات کا قریب قریب یقین تھا کہ مجاہدین صلیب ان
دونوں صورتوں میں وہی صورت اختیار کریں گے جو بدتر تھی۔ لہذا بعض لوگ
تو خلیج بسکے اور آبنائے جبرالٹر سے ہو کر روانہ ہو گئے۔ کچھ مارسلبر سے
جہاز پر سوار ہوئے جو باقی رہ گئے وہ ایلطالیہ کی جنوبی بندرگاہوں پر پہنچے

منزل وینس
و ان کو جس رقم پر
معاملت ہوئی
تھی اس کے ادا
کرنے سے صلیبیوں
کا غاغر رہنا۔

اور بیچارہ ویل ہارڈوئین ان کی اس نا اتفاقی پر افسوس کرنے کے لیے وٹیس
 ہی میں پڑا رہ گیا۔ ابتدا گو یہ نظر آئے کہ جیسے اپنی اس نا اتفاقی کی بدولت انھوں
 اس مہم ہی کا خاتمہ کر دیا۔

وٹیس کے جہازوں کا بیڑا پورے انتظام کے ساتھ اور ساز و سامان
 سے آراستہ تیار تھا۔ لیکن ضرورت تھا کہ اس کا کرایہ لینے پر پاس ہزار مارک کی رقم
 پیشگی ادا کر دی جائے۔ نواب فلائڈرس اور نواب سنٹ پال اور تعلقہ
 مانٹ فرٹ اپنا کل اسباب فروخت کر کے اور اپنی سادھ سے پورا فائدہ اٹھا
 کے لینے قرض لے کے صرف اکا دن ہزار مارک جمع کر سکے۔

ڈاج نے اس شکل کے آسان کرنے کا ایک ایسا طریقہ بتایا جس کے
 سننے سے صلیبون کو ابتدا و سبب حیرت ہوئی بلکہ برا معلوم ہوا۔ یہ لڑائی
 جس کی پوپ انوسنٹ نے تحریک اور کوشش کی تھی وہ خالص مذہبی لڑائی
 تھی جو بے دینوں کے مقابلے میں تھی۔ اور اس سر زمین کے بچانے کے واسطے
 تھی جو سچی دنیا کی دراشت تھی۔ لیکن وٹیس کے ڈاج نے یہ تدبیر بتائی تھی کہ
 چونٹیس ہزار مارک کی باقی ماندہ رقم کے معاوضہ میں یہ کام کیا جائے کہ شہر
 زار اجسے اس کے بیان کے مطابق بادشاہ ہنگاریہ نے بے انصافی کر کے
 وٹیس کی قلمرو سے چھین کے زبردستی اپنے قبضہ میں کر لیا تھا ہنگاریہ والوں
 سے فتح کر کے پھر سلطنت وٹیس کو دے دیا جائے۔ موسم گرما گزر گیا۔ اور
 ولادت عذرا (جناب مریم) کی عید سر پہ آ پہنچی تھی کہ فرمان روا
 وٹیس ڈونڈالو نے سینٹ فرس کے کنیسے میں شہ نشین پر کھڑے ہو کر
 کہا میں مجاہدین صلیب کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ چاہے اس میں ہرون
 یا جیون۔ اور یہ کہتے ہی صلیب کا ارغوانی معرکہ اپنی ادھی سوتی ٹوپی میں لگا
 لیا۔ یہ سمان دیکھتے ہی کل حاضرین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور سب
 دلوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ اب معاملت کی جو جدید صورت قرار پائی وہ اتنی
 ناگوار نہ تھی جتنی کہ پہلی صورت تھی۔ جس کے مطابق اب باہم یہ معاہدہ ہوا
 کہ جس قدر ملک فتح کریں اس میں سے نصف دولت وٹیس کو دیا جائے۔

یہ بخیر کہ شہزادہ
 پر حملہ کر کے اس
 باقی ماندہ رقم
 معاوضہ کیا جائے۔

اس زمانے میں ایک اور نیا شخص پیدا ہوا۔ تھوڑے زمانے سے قسطنطنیہ کے قیصر کے محل میں بڑا قتل واقع ہوتا رہا تھا۔ ایک شہنشاہ کے بعد دوسرا شہنشاہ مارا جاتا تھا یا اندھا کو کے قید خانے میں ڈال دیا جاتا تھا۔ یہ اندھا کو کے قید خانے میں ڈال دینے کا سلوک آئزک انجلوس (اسی انجلوس) کے ساتھ اسے تخت و تاج سے محروم کرتے وقت اس کے ظالم بھائی الکز یوس نے کیا تھا۔ چونکہ آئزک کی قید میں زیادہ روک ٹوک نہیں کی گئی تھی لہذا اس نے موقع پا کے اپنے طرفداروں سے خلوت کشا مت کی۔ اور اس کا بیٹا جس کا نام بھی الکز یوس تھا پائسیا کے ایک جہاز میں چھپ کے سوار ہوا۔ پہلے بیان سے انکو نا پہونچا۔ اور پھر مملکت روم میں پہونچ کر پوپ انوسنٹ کے سامنے گیا اور اپنا دعویٰ پیش کیا۔ مگر وہاں اس کی سماعت نہ کی گئی۔ کیونکہ پوپ کو اپنی اس غرض میں کہ مشرقی کلیسیا مغربی کلیسیا کے ماتحت بنا دیا جائے یہ نسبت ان میں سلطنت یا تاج و تخت کے اصلی حقوق کے اس شخص سے زیادہ امید تھی جو فی الحال تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ الکز یوس کے دعوے کی سماعت پوپ سے زیادہ اس کے بہنوئی فلپ نے کی جو سو ایسا کا سردار تھا۔ اور اس کے الچی و نیس کی سلطنت اور مغربی سچی دنیا سے کمک طلب کرنے کی غرض سے و نیس میں پہونچے۔ یہ بات غیر ممکن نہیں ہے کہ ان الچیوں کی التجائیں کے وقت ڈونالو (حاکم و نیس) کے دل میں ان فائدوں کا خیال نہ آیا ہو جو اس صلیبی جہاد کے ضمن میں اسے حاصل ہونے والے تھے۔ لیکن اس وقت اس نے صرف اتنا ہی کیا کہ ان کی تسلی و تسفی کی اور ان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اس وقت اہل و نیس فتح زار کی زمین میں تھے۔ اور اسی مہم کے خیال پر جمے ہوئے تھے۔ اگرچہ مقتدا سے دین مارٹن نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوہسار طور و غیرہ کے اس بار اتر کے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ بادشاہ ہنگاریہ کی سلطنت پر حملہ نہ کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ خود اس نے بھی صلیب کا سرکہ اختیار کر لیا ہے۔ لیکن اس کا کہنا سننا بالکل بے سود ہوا۔ اس کو جواب دیا گیا کہ اس ارادے سے ہم جب ہی باز رہیں گے جب ہمیں چونتیس ہزار مارک کی

۱۹۵ شہنشاہ قسطنطنیہ کے تخت سے اتارے جانے کی بابت اسے انجلوس کی سفارت۔

اہل و نیس کا استقلال کے ساتھ شہر دار پر فوج کشی کرنے کا امر۔

رقم دی جاے۔ انوسنٹ نے پیٹر آف کینڈاکو بھیجا کہ وہ اہل واپس کو سمجھائے کہ مجاہدین صلیب درکنار خود اپنی ملکی فوج کی حمایت سے بھی وہ زار اور جملہ نیکو اور مجاہدین صلیب کو خود اپنے ساتھ لے کر وہ ارض فلسطین کی راہ لے۔ لیکن اُس کا اتنا بھی فضول نہ ہوا۔ اس لیے کہ اُس سے کہا گیا کہ جہاز دن کا بیڑا موجود ہے آپ شوق سے لے جائیے۔ لیکن اس کے ہوا آپ کے اور کسی حکم کی تعمیل نہیں کی جاسکتی۔ پیٹر اس جواب سے ناراض ہو کے روم کو واپس چلا آیا۔ مگر ان مجاہدین کا یہ اثر ضرور ظاہر ہوا کہ بعض لوگوں نے اس صلیبی جمہور میں شریک ہونے کا ارادہ فتح کر دیا۔ چنانچہ مارکولیس آف مانٹ فرٹ نے بھی عذر کیا کہ مجھے چند سی شدید ضرورتیں پیش ہیں کہ فی الحال اس صلیبی فوج کی سپہ سالاری میں نہیں کر سکتا بہر حال اہل واپس نے صلیبیوں کے ایک حصہ فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور

جہاز دن پر سوار ہو کے بڑی شان و شوکت کے ساتھ زار کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل زار کو اس فوج کی صورت دیکھتے ہی مایوسی ہو گئی اور کہلا بھیجی کہ آپ جن شہزادوں پر کہیں ہم اطاعت کرنے کو موجود ہیں۔ ڈائج نے جواب دیا کہ میں اپنے امرا اور رئیسوں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔ لیکن وہ تو اصرار مشورے میں مشغول تھا اور محرمون (شہزادوں) مانٹ فرٹ لے جواز نہ رہ سکیا۔ ان کے مقابلے میں ایک دوسرے صلیبی جہاد کا سرغنا ہونے والا تھا زار اولوں کو ان کی بزدلی پر کثرت ملامت کی۔ اور اُنھیں یقین دلایا کہ بھڑار سے شہر کو فتح کرنا صلیبی جہاد کا کوئی جزو نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائج نے اپنی کونسل سے واپس آ کے جب زار کے ایجنیوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا تو ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ وہ فوراً شہر میں واپس چلے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی شہر کی دیواروں پر مقابلے کے لیے مورچہ بندی ہو گئی۔ اصرار حاضرہ کرنے والے لشکر کو ووسیر نے کے پادری گاڈو نے ہوشیار کر دیا کہ تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو۔ اور تم کھا چکے ہو کہ اپنے ہم مذہب مسیحیوں کے مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھاؤ گے۔ یہ سنتے ہی ٹوینڈالو نے نہایت ہی غضب ناک ہو کے کہا رئیسوں اور قلعہ داروں نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا

زار کا عہدہ
اور اُس کا عہدہ
ہونا

کرنا چاہیے۔ اس موقع پر شاید چند ہی لوگ تھے جن کو اُس کی مخالفت کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور بعض ہی ایسے بھی تھے جن کے دل میں اُس کی مخالفت کا شوق تھا۔ خلاصہ یہ کہ پانچ روز تک زاراکا جہاز رہا۔ اور جھٹے دن اُٹھ کر فتح ہو گیا۔ شہر پر ڈاج نے قبضہ کر لیا مگر مال غنیمت صرف اپنے دوستوں کے مین لقمہ کیا۔

۵۔ نوبر ۱۲۰۶ء

زاراک کے فتح ہو جانے سے لوگوں کے دلوں میں ایسی آرزوئیں پیدا ہوئیں جو پوری ہونے والی نہ تھیں۔ صلیبیوں نے چاہا کہ فوراً ارض مقدس کے لیے لشکر اُٹھا دیں۔ مگر ڈاج اس منصوبے پر جما ہوا تھا کہ اپنے فتح کیے شہر کی ایسی حفاظت کر دے کہ شاہ منگرمی کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ رہے۔ یوں سر مار چلا آتا تھا۔ مغربی ایشیا کے مذاک ایک سخت قحط میں مبتلا تھے۔ اور ایسے زمانے میں بحری سفر اختیار کرنے میں فاقوں میں مبتلا ہو جانے کا خوف تھا۔ ان حالات کا لحاظ کرتے ہی اُن سب ممالک میں جاڑوں کا موسم زاراک ہی میں بسر کیا جائے۔ مگر یہ اسے جب سب کے سامنے پیش کی گئی تو نہایت سختی سے اختلاف کیا گیا۔ اور بغیر خون خرابا ہونے تک یہ ہو سکا۔ ان دنوں مارکوس آف مانٹ قرٹ کے آجانے اور سید سالاری کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لینے سے امیدیں تازہ ہو گئیں۔ گرجا ہے جو کچھ ہو اس صلیبی جہاد کی قسمت میں ہی تھا کہ دوبارہ اپنی اصلی غرض سے روکا جائے۔ قسطنطنیہ کے الکزیوس اور سوا مین فلپ کے پاس سے ایچی آہو بچے جنھوں نے زور دیا کہ اس صلیبی مہم سے آپ لوگوں کی جو غرض ہے وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ارض فلسطین چھیننے کی فضول کوشش کے عوض اس طرح بدرجہ اولیٰ حاصل ہو سکتی ہے کہ الکزیوس پھر قسطنطنیہ کے تخت پر بٹھا دیا جائے۔ ان طموح کی طرف سے یہ کبٹ پیش ہوئی کہ مجاہدین صلیب نے قسم کھائی ہے کہ ہر طرح سے خدا۔ سبائی۔ اور عدالت کے کام کو ترقی دیں گے۔ اور ان عہدوں کے پورا کرنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ وہ حقدار بادشاہ جس کے تاج و تخت کو ایک غاصب نے چھین لیا ہے پھر اپنے تخت پر

یہ تجویز صلیبی
روائی بھی ملتی
رکھی جائے
الکزیوس قسطنطنیہ
کا شاہنشاہ
نہا جائے۔

دسمبر ۱۲۰۶ء

بٹھا دیا جائے۔ اس میں آپ اپنا فرض بھی ادا کریں گے اور فائدہ بھی مستحق ہے۔ الکز یوس کا تخت پر بیٹھتے ہی پہلا یہ کام ہو گا کہ مشرقی کلیسیا کو کلیسیا کے روم کے تابع کر دے۔ اور دوسرا کام یہ ہو گا کہ جسے الاسکان صلیبیون کو اس مقصد کے حاصل کرنے میں مدد دے جو انھیں مد نظر ہے۔ الکز یوس مرن اتنا ہی نہ کرے گا کہ ساری صلیبی فوج کے لیے رسد فراہم کر دے اور نقد چار لاکھ مارک پیش کرے بلکہ یا تو وہ خود آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو گا۔ یا اپنی طرف سے دس ہزار فوج آپ کے ہمراہ کرے گا جس کے تمام معارف کا وہ خود تکفل رہے گا۔

دوسرے نے یہ مشورہ سننے ہی برا فروخت ہو گیا۔ اور بولا ”مجاہدین صلیب نے عرف اہل اسلام سے لڑنے کا عہد کیا ہے۔ لہذا وہ تو ارض شام ہی کو جا میں گئے لیکن اگرچہ اس کے طرفداروں نے اس خیال میں اس کی تائید کی مگر اس کا کسی کچھ جواب نہ بن پڑا کہ ارض شام میں یون جا کے وہ کیا بنا لیں گے؟ اس لیے کہ ارض فلسطین اگر فتح ہو سکتی ہے تو یا تو فلسطینیہ کے ذریعہ سے فتح ہو سکتی ہے یا مصر کے ذریعہ سے۔ اگرچہ اس بارے میں بہت کچھ اختلاف ہو تا رہا اور لوگ اُچھٹے رہے مگر مارکوئیس آف مانٹ فرٹ اور نواب آف فلائڈرس نے الکز یوس کے ساتھ معاہدہ کر ہی لیا۔ اور طے پا گیا کہ یہ صلیبی فوج اب کدھر کا رخ کرے۔ اس فوج کی تعداد جاڑے کے موسم میں ہفتہ بہ ہفتہ کم ہوتی گئی۔ پوپ کے فتوے کا سب کو خوف لگا ہوا تھا۔ اور اُمراء نے مفہم ارادہ کیا کہ پوپ انٹونٹ کی خدمت میں اپنے اعلیٰ بھیج کر اسے اس بات کا یقین دلا دیں کہ صلیبیوں کا شہرہ اراچملہ کرنا جس پر آپ کی طرح ہمیں بھی افسوس ہے اُن بیوفانا یوں کا قصور ہے جو صلیبیوں کو ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ وہ اس رقم کو کسی طرح ادا نہ کر سکتے تھے جو اہل دینس کی طرف سے ہم سب صلیبی سپاہیوں پر واجب الادا تھی دیگر مذہب گاہوں سے روانہ ہو گئے۔ الکز یوس سے جو نیا معاہدہ ہوا تھا اس کا تذکرہ کرنا انھوں نے خلاف مصلحت خیال کیا۔ انٹونٹ نے اپنے فتوے کو اگرچہ کہیں اس کے پھر کے واپس آنے پر

اس بات کا ارادہ کہ الکز یوس کے مجوزہ شہر کا منظور کر لیے جائیں۔

فتوے کے مطابق رکھنے کی بات پوپ سے مصلحت

ملوئی رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی اصرار کیا کہ ان امر کو اپنے
 اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اور اہل و نہیں کے بارے میں تو اس نے
 اس سے بھی زیادہ سختی کی۔ انھیں ایلیون کو مجبوراً اس کا ایک خط اہل و نہیں کے
 نام لانا پڑا جس میں یہ فتوے دیا گیا تھا کہ وہ لوگ ہماری جماعت سے خارج
 کیے گئے۔ یہ فتوے نواب بوئی فیس کے ہاتھ میں آیا جس نے بجائے اعلان
 کرنے کے اسے دبا رکھا۔ اور پوپ انوسنٹ کو لکھا کہ اُمراے صلیبی آپ کے
 تابع فرمان ہیں اور اہل و نہیں زار کی ہم کے بابت عنقریب آپ سے
 معافی کی التجا کرنے والے ہیں۔ مگر جس معافی مانگنے کی خبر دی گئی تھی اُس
 مانگے جانے کی نوبت نہ آئی۔ اور پوپ انوسنٹ نے اپنا مذہبی فرمان دوبارہ
 جاری کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اُس کا فتوے خاص و اُج کے ہاتھ میں دیدیا جائے
 لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا تو اُس کا کچھ نتیجہ نہیں ہوا۔ اور انوسنٹ چونک پڑا۔
 اور سخت غضب ناک ہوا جب اُس نے سنا کہ زار اس کے فتح کرنے والے اب
 ایک اُس سے بھی بڑا گناہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی تجویز
 سے اُس نے کلیئر ناراضی ظاہر کی۔ اور کہا ممکن ہے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ
 اپنے بھائی کے اندھا کرنے اور اسے سخت سے آزارنے کا گناہ بھگتا رہو۔
 لیکن اُس کی سلطنت مقدس دربار بابائی کے زیر حمایت ہے۔ صلیبیوں
 کا نہ یہ فرض ہے اور نہ یہ اُن کا عہد ہے کہ بادشاہ الکرکوس کو جو نقصانات
 پہنچے ہیں اُن کا انتقام لیں۔ بلکہ اُن کا اہم اور سب سے مقدم فرض
 یہ ہے کہ اُس بدسلوکی کا عوض لیں جو اُن کے بچت دلانے والے کے
 ساتھ کی گئی جس کی صلیب کا معرکہ وہ اپنے بازوؤں پر لگائے ہوئے ہیں۔
 اتنا ہی نہیں بلکہ شہنشاہ قسطنطنیہ نے پوپ کی خاص درخواست پر اس
 بات کا وعدہ کیا ہے کہ صلیبیوں کے واسطے رسد فراہم کر دے گا۔ اُس کے
 اس وعدہ پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ہاں اگر وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو
 مجاہدین صلیب کو اختیار ہوگا کہ اُس سے جس چیز کے طالب ہوں اُسے
 بہرہ وصول کر لیں۔ اور یہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اُس کی قیمت فوراً ادا کریں

یادائی کا اُس سے وعدہ کریں۔

ڈیڈلوائٹ تو پوپ کی ان دسیوں کو سن کے اپنا ارادہ منسوخ کرنے پر آمادہ تھا اور نہ اُس کی دھمکیوں سے ڈر کے۔ روانگی کا دن آہو بچا تھا اور شمعون مانٹ فورٹ جو تعصب کی تاریک خیالی میں پڑا ہوا تھا بادشاہ ہنگیری کے ساتھ شریک ہونے کے لیے جھپٹ پٹ روانہ ہو گیا۔ اس لیے کہ وہ کلیسیا کا بہت ہی وفادار دوست تھا۔ دیگر سرداران عساکر صلیبی دنیس کے جہازوں کے بیڑے میں سوار ہوئے لیکن اُن کے دل میں اتنی اُمید فروغ تھی کہ جب سپین اپنی اس مهم میں کامیابی حاصل ہو جائے گی تو پوپ کے برتاؤ اور طرز کلام میں ایک نمایان فرق یقیناً پیدا ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پوپ انوسنٹ کو موجودہ شہنشاہ قسطنطنیہ سے ملنے کے لیے جاتا کیسی ہی آرزو ہو مگر اُس کی دوستی سے زیادہ اُسے اس بات کی تمنا تھی کہ مشرقی کلیسیا پھر کلیسیا سے روم کا ماتحت اور تابع فرمان ہو جائے۔ لہذا سب کو خیال تھا کہ یہ مطلب تو الگز یوس کی تخت نشینی کے بعد حاصل ہو ہی جائے گا جس کے بعد صلیبی مجاہد پوپ سے برکت حاصل کر کے مبینہ بلکہ وہ برکات بھی لیکر جو قسطنطنیہ کے کنیسوں میں جمع ہیں اور فتح کے بعد اُن کے ہاتھ لگیں گے ارض مقدس کی طرف روانہ ہو جائیں مگر یہ بات ابھی اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ قسطنطنیہ میں ایک لاطینی سلطنت قائم کی جائے گی۔

موسم گرما میں بننے اُن دنوں جب کہ آفتاب صبحِ جدی میں ہو رہا تھا دنیس کے جہاز پر پاپائس میں لنگر انداز ہوئے۔ جو قسطنطنیہ سے مغرب کی طرف ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ چند روز بعد صلیبیوں کی یہ فوج سقوطی میں پہونچی جہاں اُن لوگوں کے پاس موجودہ شہنشاہ الگز یوس کی طرف سے یہ پیام آیا کہ میں ایلیاس کے کوچاک سے گزرنے میں تھکین مدد دیتا رہوں گا بشرطیکہ تمہارے آہنا سے باسفورس میں قیام پذیر ہونے کے زمانے میں تمہارے ہاتھ سے میری رعایا کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔ اس کا جواب

ایسٹرن زمانہ میں
سیسی سنہ ۱۱۸۵ء
انوسنٹ کی اس مهم
کی فراغت کے لیے
نا کام کوششیں

سنہ ۱۱۸۵ء
قسطنطنیہ پہونچا

اس غاصب سلطنت کے پاس پہنچا گیا کہ تم تخت سلطنت سے اتر پڑو۔ اور ظاہر کر دو کہ ہمارے اس حکم کی تعمیل میں تمہیں کوئی عذر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہو تو تمہارے بھتیجے یعنی اس سلطنت کے اصلی وارث تاج و تخت سے تمہاری خطا صاف گرا دی جائے گی۔

مذکورہ شانہ زادے کو ہمراہ لیے ہوئے اہل دین شہر قسطنطنیہ کی دیواروں کے سامنے آئے اور اس بات کا اعلان کیا کہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر دے۔ اس کے جواب میں چونکہ بالکل سکوت کیا گیا یا بلکہ اُسے تیروں کی بوجھار کی گئی لہذا بسوا جنگ بیکار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے نتیجہ میں جو جنگ ہوئی اُس میں چند ہی ایسی باتیں ہو سکتی ہیں جن میں ناظرین کو کچھ دلچسپی حاصل ہو۔

مگر آرمیوں کے اعتبار سے اس لڑائی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ شہنشاہ کے پاس صرف بیس جہاز تھے اور وہ بھی بیکار۔ کیونکہ اُس کی ملکہ نے بھائی نے جو امیر لایا تھا اُن سب کے لشکر اور بادبان وغیرہ سب فروخت کر ڈالے تھے۔ فوج جتنی بھی بخش نمائشی تھی جس میں سپہ گری کے اوصاف میں سے ایک بات بھی نہیں نظر آتی تھی قسطنطنیہ کی بندرگاہ اور قصبہ غلاطہ پر بہت ہی جلد حملہ کرنے والوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور شہر کا محاصرہ شروع ہو گیا۔ اس کے برجون میں سے ایک فوج پر سب سے پہلا جھڑا جن لوگوں نے چڑھ کے نصب کر دیا وہ ڈیڈالو حاکم دینس کے لوگ تھے۔ اور خود ڈیڈالو نے گرد کے مکانون میں آگ لگا کے شنشاپی فوج کو وہاں تک پہنچنے سے روک دیا۔ اور اپنی فوج کے لیے مورچہ بندی کا پورا مونت حاصل کر لیا۔ اب لاطینیوں اور یونانیوں کا مقابلہ ہوا۔ قسطنطنیہ کی فوج کی صفیں آہستہ تحقیق اور سب لڑنے پر تیلے ہوئے تھے کہ الکز لوس نے واپسی کا حکم جاری کر کے گویا خود ہی شکست قبول کر لی۔ اور اسی رات کو وہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسٹیجیالیوس جو اندھا کر دیا گیا تھا قید خانے سے نکالا گیا اور تاج شاہی اُس کے سر پہ رکھا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اُس کا بیٹا الکز لوس بھی اُس کے برابر تخت پر بٹھا یا گیا۔

اب صلیبی لوگ اپنا مملکت یورپ کے اندر کا کام بلغا ہر ختم کر چکے تھے۔

غاصب الکز لوس
کا بھاگ کھڑا ہونا

جہاں میں صلیب
جہاں میں کہ تو
سرمایہ صلیب
میں بسر کریں۔

ان کے ایچی مصر میں پہنچے اور سلطان مصر کو پیام دیا کہ ارض مقدس ہمارے
حوالے کر دو۔ ورنہ ہم آئے ہی سخت انتقام لین گئے۔ اہل پالیسا نے جیفون نے
خامدب الکنز یوس کی مدد کی تھی اہل ونیس سے دوستی پیدا کر لی۔ اب جہاں میں صلیب
میں سے فرانسیسی امرانے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی بابت پوپ سے معافی کی درخواست
کی جس کے جواب میں انوسٹ نے یہ لکھا کہ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ الکنز یوس
نے جن باتوں کا وعدہ کیا ہے انھیں پورا کرے۔ اس شانہ زادے یعنی الکنز یوس
نے جس رقم کے دینے کی بابت قسم کھائی تھی اس کا ایک حصہ صلیبیوں کو دے کے
لکھا آپ لوگ خود ہی جانتے ہیں کہ ہنوز رعایا چونکہ موافق نہیں ہوئی ہے لہذا ابھی
آپ کے یہاں ٹھہرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے التجا ہے کہ آپ سب
لوگ موسم سرما خاص قسطنطنیہ میں یا اس کے قرب و جوار ہی میں بسر کریں۔ اس
ساتھ یہ بھی سمجھا یا کہ جہازوں کے موسم میں بحری سفر کرنے کا خیال کرنا بھی حماقت
ہے۔ اور اگر آپ لوگ چلے بھی گئے تو موسم بہار کے شروع ہونے تک آپ
ترکوں کا کچہ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ان وجوہ سے میں جتنے الامکان موسم بہار میں آپ
کی کامیابی کے لیے کوشش کروں گا۔

شمالی زائرین نے اس واسے پر ناراضی ظاہر کی لیکن اس کا اعلیٰ تصفیہ
ڈیڈالوس کے ہاتھ میں تھا اور ڈیڈالوس نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے جہاز اس
موسم میں سفر کی بے فائدہ زحمت نہیں اٹھا سکتے۔ غرض فوج جہاں تھی وہیں
پڑی رہی اور نئی نئی مصیبتیں شدت سے اور جلد بلد پیش آتی گئیں۔ مذہبی محنت
بڑھتے بڑھتے باہمی قتل و خونریزی کے درجے کو پہنچ گئی۔ ایک ایسا اتفاق
پیش آیا کہ آٹھ دن تک شہر کے گلی کوچوں اور مکانات میں آگ لگی رہی۔ ان
نقصانات سے رعایا میں جو برہمی پیدا ہوئی تھی وہ اس وقت اور بڑھ گئی جب
الکنز یوس نے صلیبیوں کی نذر کرنے کے لیے لوگوں سے رو بہ مانگا۔ اور جب
اس کے انصرون نے گرجوں کے کلسون پر کاسوتا اور گرجوں کے اندر کا
نفرتی اسباب لے لیا تب تو رعایا آپسے ہی سے باہر ہو گئی۔ لوگوں کی برہمی
الکنز یوس کو لوکاس نام ایک شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی جو اپنی کافی اور

موزوں قتل کی
کوشش کہ الکنز یوس
صلیبیوں کو توڑ
کے الگ کر دے

جھنڈولی بھوون کی وجہ سے موزر وفل کے لقب سے مشہور تھا۔ اس نے جوشن خروٹلی کو ایسی فداحت و بلاغت سے ظاہر کیا کہ خود نو عمر شہنشاہ الکنز یوس کے دل پر اس کا نہایت اثر پڑا۔ اور ایسا اثر ہوا کہ وہ اُن شرائط کے پورا کرنے میں تساہلی اور غفلت کرنے لگا۔ جن کی تعمیل کا اُس نے اپنے مددگاروں یعنی مجاہدین صلیب سے وعدہ کیا تھا۔ مگر صلیبیوں نے بھی اُس سے صاف صاف کہہ دیا کہ اپنا عہد پورا کرو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جس روز صلیبیوں نے الکنز یوس کو یہ پیام بھیجا ہے اُسی رات کو اُس نے اپنے آتش بار جہازوں کی ایک ٹکڑی اہل ونیس کے جہازوں کے بیڑے کے مقابلے میں بھیجی۔ یہ بہت ہی خطرناک کارروائی تھی۔ لیکن ونیس کے جہازران جیسے بہادر تھے ویسے ہی اپنے فن میں ہوشیار بھی تھے۔ اُنھوں نے اپنے جہازوں کو ہٹا کے نہ کو اس طرح خالی دیا کہ وہ آگ لگانے والے جانستان جہاز سیدھے سمندر کی طرف نکلے چلے گئے۔ اور اُن نقصان پہونچا تو صرف پانیسا کے کسی سوداگر کے جہاز کو جس میں آگ لگ گئی اور بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ الکنز یوس کی آخری حرکت تھی جس کے بعد ہی بلوہ ہو گیا۔ اور وہ تخت سے اتار دیا گیا۔ اور دو ایک شہنشاہوں کے تخت پر بٹھائے اور اتارے جاتے۔

کے بعد موزر وفل تخت و تاج پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی مجاہدین صلیب سے لڑنے کا قصد کیا۔ لیکن لڑائی کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے محض آزمانے کے لیے اس نئے قیصر نے ڈینیڈالو سے خط لکھا کہ تبت کی کہ دیکھو اِس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ مگر وراج نے اُس کے پیام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ میں ایک غاصب شخص سے معاملت کرنا نہیں چاہتا اگر تم واقعی صلح کے خواہاں ہو تو اپنے مالک الکنز یوس کو پھر تخت پر بٹھاؤ۔

موزر وفل نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ڈینیڈالو کو پھر یہ سوال پیش کرنے کا موقع نہ باقی رہے۔ چنانچہ اسی رات کو قید خانے کے اندر الکنز یوس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

الکنز یوس کا تخت
سے اتار دیا گیا
قتل ہونا۔

مجاہدین صلیب کو اپنے اِس پرانے دوست کے مار ڈالے

یہ تجویز کہ قسطنطنیہ کا
حکمران کوئی لاطینی
خاندان قرار دیا
جائے۔

جائے پر بہت افسوس ہوا۔ اور اُن کے وعدے نے اُنھیں اس بات پر
مستقل کر دیا کہ بڑائی کو جڑی سے کھود کے پھینک دیں اور مشرقی قیام مرہ کے
تحت پر کسی لاطینی شہنشاہ کو بٹھا دیں۔ اس بات پر آپس میں معاہدہ ہو گیا
اور ملے ہو گیا کہ شہر میں جو مال غنیمت ملے اُسے اہل فرانس اور اہل وینس
برابر تقسیم کر لیں۔ اور بارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی قرار دی جائے جن میں سے
نصف اہل فرانس اور نصف اہل وینس ہوں۔ یہی کمیٹی نئے شہنشاہ کو منتخب کرے
اُس شہنشاہ کو شہر کا چوتھائی حصہ مع قلعہ ہائے بلا شیرنائی اور بوکو لیون
کے دے دیا جائے باقی شہر و دونوں متحدہ سلطنتوں میں بٹ جائے سلطنت
وینس جو اب تک سلطنت یونان کی ماتحت تھی مطلقاً آزاد و خود سر کر دی
جائے۔ اور اُسی طرح لاطینی شہنشاہ کی اطاعت سے بھی آزاد رہے۔ اور
قسطنطنیہ کا لاطینی مقتدا اے اعظم اُس قوم میں سے منتخب کیا جائے جس قوم
سے منتخب شدہ شہنشاہ کو کوئی علاقہ نہ ہو۔

قسطنطنیہ کا یہ دوسرا معاہدہ بھی اُسی طرح دھچپی سے خالی ہے جیسا
پہلا معاہدہ تھا۔ پہلے دن تو یونانیوں کو کامیابی ہوئی مگر اس کے بعد سلسلہ
ایسی اہل فرانس پر پڑی کہ انھیں کہ چوتھے دن لاطینیوں کو شہر کے چھانگنوں کے اندر
پڑنے کا موقع مل گیا۔ موزو و فل اپنے محل کے دروازے بند کر کے بیٹھ
تیسری مرتبہ پھر آگ لگی جس نے شہر کو بالکل سہا کر دیا۔ فتح کرنے والوں کو فتح
کے وقت خبر ہوئی کہ غاصب بادشاہ بہت سے اہل شہر کو ساتھ لے کے
بھاگ گیا۔ لاطینیوں کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ صرف قسطنطنیہ کے پادری
مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن جب فاتحانہ نے تھیوڈورس کارلس کو اہل
شہر کے سامنے پیش کیا کہ اسے اپنا شہنشاہ بناؤ۔ اور اس کے جواب میں
اہل شہر کی طرف سے سکوت طاری ہوا تو معلوم ہو گیا کہ اُن کی کوشش بیکار
ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اب اور کچھ نہیں ہو سکتا اور جب پادری کما میٹروس کو
لاطینیوں کی فتح کے بعد اُن کے وحشیانہ اور خلاف انسانیت افعال
کے دیکھنے کی تاب نہ رہی تو وہ بھاگ گیا۔ تینوں مغربی بشپوں نے فیلیپیوں کو

اہل فرانس
قسطنطنیہ کا
معاہدہ اور
فتح ہونا۔

میلیبون کی
رزادینے والی
بے اعتدالیان

اس بات کی سخت تاکید کر دی تھی کہ وہاں کے گرجوں - پادریوں - راہبوں اور ننون کی عزت کا بہت کچھ بچا کر رہنا۔ لیکن اُن کی یہ نصیحت بالکل بے نتیجہ ہوئی۔ نتیجہ کے نشہ نے حملہ آوروں کو سب باتیں بھلا دیں۔ اور یہاں صلیب سہرے پاؤں تک زنا کاری اور بدکاری میں مبتلا ہو گئے۔ ایک بدکار عورت نے بے شرمی کا جامہ پہن کے اور اُس حالت میں حبیب کہ شراب کے نشے میں چور تھی کینسہ سینٹ صوفیہ اور جٹینن تعمیر کی اُس عالی شان متبرک عمارت کے اندر مقتدایان دین کے ممبر پر کھڑے ہو کے ایک فحش گیت گایا۔ بدستی کی حالت میں وہ ساری شراب بھی پی گئی جو قربان گاہ کے ظروف میں بھری ہوئی تھی۔ نذر و قربانی کی اُس میز کے انچر پوڑھیلے کرڈالے گئے جو بے مثل صنایع کا اعلیٰ نمونہ اور پیش رہا ہونے میں مشہور تھی۔ خوب صورت پلٹ بیچے وہ چوترہ جس پر پادری کھڑا ہو کے نماز پڑھا یا کرتا ہے اور اُس کا تمام نفوذ اسباب غارت کر ڈالا گیا۔ گرجوں کے متبرک خزانوں کا کٹا ہوا مال لاد کے لے جانے کے لیے گھوڑے اور خچر خاص گرجوں کے اندر لائے گئے اور زیادہ بوجھ کے لادے جانے سے اگر وہ گر پڑے تو کینسون کے اندر ہی اٹھیں اتنے کوڑے اور ٹوٹے مارے گئے کہ گرجوں کی زمین پر اُن کے خون کا سیلاب بہ گیا۔ جاہل اور وحشی لوگ تو ان فروری کاموں میں مشغول تھے مگر جو لوگ زیادہ سنی اور پرہیزگار تھے وہ اپنے مذاق کے موافق گرجوں میں سے پُراسنے بزرگات - بزرگوں کی مہجر نما ہڈیاں اور اُن کے دانت نکال نکال کر اس غصے سے جمع کر رہے تھے کہ اُنھیں لے جا کے اُن بڑے بڑے شہروں کے گرجوں میں رکھیں جو نہ راسے رائن - ٹوار - اور سین انکے کنارے آباد تھے۔ پوپ کہتا ہے ”یونانی کلیسیا کیونکر ہمارے کلیسیا کے ساتھ اتفاق کر سکتا ہے۔ اور لوگ کیونکر شاگردان مسیح کے رومی دین کی عزت کر سکتے ہیں جبکہ لاطینیوں کے ہاتھ سے ایسے ایسے وحشیانہ حرکات اور ایسی ایسی بدکاریاں سرزد ہونے لگیں چکے ہیں جو ایسی چیزیں ہیں کہ اُن کی بنا پر لوگ اگر اُنھیں گتے سے بھی بدتر خیال کریں تو بھی کچھ بجا نہیں ہے۔“ یہ خیال بہت صحیح ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ پوپ انوسنٹ نے کلیسیاے یونان کی طرف داری

میں کوئی ایسی تصویر نہ کھینچی ہوگی جس میں افضل سے زیادہ رنگ دے کے مبالغہ کی شان دکھائی ہو۔ اور نیز یہ کہ جن لوگوں نے اسے ان واقعات کی خبر پہنچائی اُنھوں نے اپنی پوشیدہ سیاہ کاریوں کو بالکل آشکارا نہ کر دیا ہو گا جن کا اُس کے سامنے منہ سے نکالنا داخل معصیت تھا۔

اب ان فاتحوں کا پہلا کام یہ تھا کہ کسی کو اپنا سردار منتخب کریں اور مالِ غنیمت کو آپس میں بانٹیں۔ خاص قصر شاہی کے کنبے میں بارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی نے اجلاس کیا اور روح القدس سے مدد مانگی گئی۔ کمیٹی کے ارکان میں سے جو چھ رکن فرامشی تھے وہ سب مقتدا بان دین تھے۔ نیچے لوسٹر کا ایبٹ (مقتدا) ٹرائس۔ سواسون۔ ہالبرسٹاٹ۔ اور بیت اللحم کے بشپ (مستقیم) اور وہ باوری جو شہر عکہ کا بشپ منتخب ہوا تھا۔ اُنھوں نے پہلے تو ڈوینر الو کو منتخب کیا۔ اُس کی عقلمندی۔ اُس کی مستعدی۔ اور اُس کی نہ لغزش کھانے والی جرات ثابت کر رہی تھی کہ اس شہنشاہی کی باگ ہاتھ میں لینے کے لیے وہی سب سے زیادہ موزون ہے جس کے حاصل کرنے میں اُس نے سب سے زیادہ کار نمایاں دکھایا تھا۔ لیکن اس ضعیف العمر شخص نے اس خدمت کی بہت کم پروا کی اور اہل دنیس بھی شہنشاہی قوت اور حاکم دنیس وائچ کی قوت کے ایک ہی ذات میں جمع ہو جانے کو اپنی تاجرانہ جمہوری سلطنت کے حق میں برا خیال کرتے تھے۔ اب صرف دو اور ایسے شخص باقی رہ گئے جو اس خدمت کے اہل سمجھے جاسکتے تھے۔ مارکوئیس آف مانت فرٹ جو کوہ آلپس کے دامن کی ایک چھوٹی سی قلمرو کا حاکم تھا وہ ایک ایسا شخص تھا جس سے اہل دنیس کو پر خاش نہیں ہو سکتا تھا اور جو اپنی عمر اور اپنے جال و چلن کے لحاظ سے بھی اس قابل تھا کہ اس جگہ سے وہی ممتاز کیا جائے۔ لیکن اُس کے حریف نواب فلائڈرس بالڈون کا عین عالم شباب تھا۔ جس کی عمر ہنوز بتیس ہی سال کی تھی۔ وہ چارلس اعظم (شارلین) کے خاندان سے تھا۔ فرانس کے بادشاہ کا رشتہ سے بھائی ہوتا تھا۔ ایک زرخیز ملک کا فرمان روا اور ایک بہت بڑی فوج کا سردار تھا۔ لہذا منتخب کرنے والوں نے شفیق اللفظ ہو کر اسی کو منتخب کیا۔

بالڈون نواب
فلائڈرس کا
شہنشاہ مشرق
منتخب ہونا۔

اور تمام سرور و نوا میں جو باہر منتظر کھڑے تھے اعلان کر دیا گیا کہ نواب فلامنڈس
سلطنت مشرق کا قیصر قرار دیا گیا۔ یہ سنتے ہی ہونی فیس آف مانت فرٹ
نے اُس کے آگے سرطاعت جھکا دیا۔ پھر اور سمون نے بھی ایسا ہی کیا۔ لگوکیلا
ضعیف العمر زمانِ روا سے وینس ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے اس رسم کو
نہیں ادا کیا۔ بالڈون کے ساتھیوں نے اُسے اپنی ڈھالوں پر اٹھا کے ہاتھوں
پاتھ کینسٹ سینٹ صوفیا میں پہنچایا۔ اور وہاں حسب رسم قیام مرہ اُسے گھنٹوں
تک اور خوانی رنگ کی تجڑا میں مہنائی گئیں۔ اس کے تین ہی ہفتے بعد پوپ کے
وکیل نے آکے تاج شاہی اُس کے سر پر رکھا کیونکہ ابھی تک کوئی شخص مسطینیہ کا
لاٹ پادری نہیں منتخب ہوا تھا جس کا یہ اصلی کام تھا۔

اہل وینس کے لیے یہ پادری کا انتخاب بہ نسبت ایک عارضی بادشاہ کے
انتخاب کے زیادہ تشویش و تردد کا معاملہ تھا۔ اس بات کا اندیشہ نواب رہا نہ تھا
کہ وینس کسی بڑی سلطنت کا ماتحت ہو جائے گا۔ لہذا مقتدا سے دین کے انتخاب
کے بارے میں اہل وینس نے اپنی معمولی سرگرمی اور متانت سے کوشش شروع
کی۔ کینسٹ سینٹ صوفیا کے باضابطہ مفتی شرع کے منتخب کرنے کے لیے جو کمیٹی
مقرر ہوئی تھی اُس کے ارکان وینس کے پادری قرار دیے گئے۔ اور ان کو قسم دی گئی
کہ سو اگسی دینس والے کے کسی اور کو منتخب نہ کریں۔ اس کمیٹی میں قرعہ انتخاب
ٹھاس سرور وینس پر پڑا جو یہاں کا لاٹ پادری قرار پایا۔ یہ شخص وینس کے ایک
نمایہ ہی مسز گھرانے کی یادگار تھا۔ اور پوپ انوسنٹ ثالث کی نظر میں اس
کی بہت عزت و حرمت تھی۔

پوپ نے اپنا کام نہایت ہنرمندی سے انجام دیا۔ جب کہ غامب الگزیوس
مسطینیہ کے تخت پر تھا تو اُس وقت اُس نے اُس کے ذریعہ سے اس امر کی
کوشش کی تھی کہ کلیسیا سے مشرق کلیسیا سے مغرب کی ماتحت ہو جائے۔ جب
وہ بھاگ گیا تو پوپ نے اُس کے بھتیجے الگزیوس کو وہ وعدے یاد دلانے
جو پیشتر والے الگزیوس نے اس بارہ خاص میں کیے تھے۔ اور صلیبیوں کو
آہٹا سا کہ اُسے ایفا سے وعدہ پر مجبور کریں۔ اس لیے کہ اس کے سوا اور کسی

ماسرور وینس کا
مسطینیہ کا
مفتی امام منتخب
ہونا

دربار پوپ میں
بالڈون اول
وینس کی مسطینیہ

مطلقہ سے وہ اپنے آپ کو اس جرم سے بری نہیں کر سکتے کہ جو زمین محض ارض پاک کو دشمنوں سے جھیننے کے لیے فراہم ہوئی تھیں اُس غرض سے ہٹا کے اُن سے دوسرا کام لیا گیا۔ اب پوپ کو نئے قسم کے معاملات کرنا تھے۔ شہنشاہ بالڈون نے اُس سے استدعا کی کہ آپ اُس معاہدے کی تصدیق کر دیں جو وینس کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور مغربی یورپ والوں کو اس امر کی تحریک فرمائیں کہ وہ سب اس مشرقی لاطینی سلطنت کی حمایت کریں۔ اور تازہ فوجیں روانہ کریں جنہیں اُن ملکوں میں آکے جو فی الحال اس لاطینی سلطنت کے قبضے میں آئے ہیں بہت کچھ فائدہ ہو گا اور یہاں کے لاطینی کلیسا کو اور بہت سے پادری بھیج کے قوی بنائیں۔ اہل وینس نے بھی پوپ سے زارا بھر جملہ کرنے کی بابت معافی مانگی تھی اور ملتی ہوئے تھے کہ ہم نے جو شہر قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اُس پر آپ اپنی رضا مندی ظاہر فرمائیے۔ اس کے ساتھ لکھا ہمیں اس بات کا یقین نہ تھا کہ اہل زارا اور اہل آپ کی حمایت میں ہیں۔ اور اس سبب ہم نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ ہباخت وینی سے اپنے خارج کیے جانے کے حکم کے متعلق اُس وقت تک خوشی اختیار کیے رہیں جب تک کہ آپ کو اصل حقیقت سے واقفیت نہ پہنچاے۔ قسطنطنیہ میں ہم نے جو کچھ کیا وہ ہمارا نہیں بلکہ الکنز یوس کا قصور تھا۔ کیونکہ جب اُس نے انتشار حجاز ہمارے بیڑے کی طرف بھیجے تو ہمیں اپنی اور اپنے شرکاء کی سلامتی کے سلسلے ضروری ہو گیا کہ الکنز یوس کو اس قابل ہی نہ رکھیں کہ وہ اور کسی قسم کی مضرت پہنچا سکے۔

اس خط کو دیکھ کے جو سترت اوسٹنٹ کو ہوئی اُس کا اظہار اُس نے نہایت تحمل کے ساتھ اور بہت ہی محدود الفاظ میں کیا۔ اُس نے جواب میں لکھا کہ میں بہت خوشی کے ساتھ اپنے اُس حکم کو جو اہل وینس کے قوم سے خارج کیے جانے کے بابت نافذ کیا تھا منسوخ کرتا ہوں۔ اور میری نفرین ڈینیڈ الو کی اُس کی بہادری اور عقلمندی کے سبب سے ایسی وقعت و عزت نہیں ہے کہ اُس کی اس درخواست کو منظور کروں جسے اُس نے

اس کے جواب میں
اوسٹنٹ ٹاٹ
کا خط

بہت بڑی آرزوؤں کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اپنے صلیبی جہاد میں شریک ہونے
 کے عہد سے وہ بری کیا جائے۔ اُس کا سا بہادر جس نے نوے برس کے موسم
 سرما کو بڑی آسانی کے ساتھ برواشت کیا ہے اُسے اس صلیبی جہاد کو اپنی
 خدمات سے محروم نہ رکھنا چاہیے۔ اُس کی شرکت اس مہم میں سچوں کی کامیابی
 اور خود اُس کی شہرت کا ذریعہ ہوگی۔ ان تعریف و توصیف کے کلمات کے
 ساتھ جو ایک حکم کی شان رکھتے تھے اُس کے یہ بھی لکھا کہ میں نے اس لاطینی
 سلطنت کی سرپرستی خاص طور پر اختیار کی۔ اور مرنی سلاطین کو بھی ہدایت
 کر دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کی ترقی و بہبود کی کوشش کریں۔ اُس کے
 بعد لکھا میں نے اپنے تئیں اس بات پر مجبور پایا تھا کہ اس جو رستم اور اُن
 بد افغانوں کی بابت جو صلیبیوں سے عیسائیوں کے ایک شہر کے لوٹنے میں
 ظاہر ہوئیں سخت ناراضی ظاہر کروں لیکن ساتھ ہی میں اس بات کو بھی
 تسلیم کرتا ہوں کہ میرے سامنے لوگوں نے اس فتح کے حالات بیان
 کرنے میں بہت کچھ حاشیے بھی چڑھائے تھے۔ جو امور یونانیوں کے سپرد کیے
 گئے تھے اُن میں اُنھوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ بعض مدد دینے کے اُنھوں
 نے بہادران صلیب کی فراحت کی۔ اسی قدر نہیں اس سے بھی بڑھ کے
 یہ کہ جسے الامکان اُن کے برابر دوسرے کی کوشش کی۔ اُنھوں نے بے وجہ
 مذہبی نا اتفاقی پیدا کر رکھی تھی۔ اور جب اُن سے اتفاق کی خواہش کی گئی
 تو اُنھوں نے کچھ بھی سماعت نہ کی۔ اور اسی کی اُن کو یہ سزا ملی کہ اُن کی وراثت
 اور لوگوں کے ہاتھ میں گئی جن کی ذات سے بھلائی کی اُمید تھی۔ لیکن اب
 پوپ انوسنٹ نے اگر اس سلطنت کے انتظامات ملکی میں اس قدر
 رعایت کی تو اسی قدر انتظامات شرعی کے معاملات میں سختی بھی کی جسے اہل
 و نیس خاص اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ پوپ نے اہل و نیس اور اہل فرانس
 کو اس معاملے میں سخت الزام دیا کہ اُنھوں نے کلیسیاے مشرق کی جائداد
 میں سے اُس قدر حصہ غلطہ کر لینے کے بعد جو لاطینی باورپوں کے معارف
 کے واسطے کافی ہو سکتا باقی کل جائداد آپس میں تقسیم کر لی اور یونانی کے

انتخاب کو بھی اُس نے جائز نہیں رکھا عام اِس سے کہ اُس کا انتخاب کسی خود اپنی منتخب کی ہوئی جماعت نے کیا ہو یا ایسے پادریوں نے کیا ہو جنہیں اُن لوگوں نے منتخب کیا تھا جو امور ملکی سے علاقہ رکھتے تھے نہ امور شرعی سے مخفی رہے کہ اُس کی رائے میں یہ انتخاب بالکل ناجائز اور کالعدم تھا۔ لیکن اہل دین کا اُسے اِس قدر پاس و لحاظ تھا اور موروسیائی کی اُس کی نظر میں اِس قدر وقعت تھی کہ اب جائز طور پر لینے اپنی طرف سے بھی اُسی کو فلسطینیہ کالاط پادری مقرر کر دیا جسے اُن لوگوں نے منتخب کیا تھا اور عجیب عجیب قسم کے اختیارات اُس کے ہاتھ میں دے دیے۔ ان اقتدارات کی وجہ سے لشکر بہت سے ایسے استغاثوں کا بھی وہ فیصلہ کر سکتا تھا جن کا تعصیب کرنا خود پوپ کا کام تھا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ ان اختیارات کی وجہ سے یہ بات اور بھی واضح طور پر ظاہر ہوتی تھی کہ وہ پوپ کا ماتحت ہے اور اُس کا یہ رتبہ اور اُس کے یہ اقتدارات پوپ ہی کے عطا کیے ہوئے ہیں۔

اِس طرح پراس عظیم الشان صلیبی جہاد سے جس کے واسطے انوسنٹ نے کوشش کی تھی جو کچھ نتائج ظاہر ہوئے وہ اُن نتائج کے بالکل مخالف تھے جن کی اِس صلیبی معرکہ آرائی سے اُمید تھی۔ شام کے سلطانوں کی قوت پر اُس کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔ ارض فلسطین تک ان مجاہدین کا ایک تنفس بھی نہیں پہونچنے پایا تھا لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو انوسنٹ کو شکایت کا بھی کوئی موقع نہ تھا۔ اِس معرکہ ذریعہ سے اُس کی قلمرو اور حکومت کو بہت وسعت حاصل ہو گئی تھی۔ اور اِسی معرکہ نے اُس روحانی بغاوت کا قلع و قمع کر دیا تھا جس نے حضرت مسیح کی غیر ملی عبادت کا ایک ایک تار الگ کر رکھا تھا۔ لیکن اگر پوپ نفع میں رہا تھا تو دینس کو اُس سے زیادہ اہم اور نقصان زیادہ دیر باحقوق حاصل ہو گئے تھے۔ زرار افسوس کرنے کے ذریعہ سے اُس نے اپنی وسیع تاجرانہ شاہنشاہی کی بنیاد ڈال دی تھی۔ اُس کے کارخانے جو فلسطینیہ سے ملی ہوئی آبادی پر امن تھے اُن کی حفاظت کے لیے دولت دینس کو صرف اپنے بیرون کے قائم رکھنے کی ضرورت تھی۔ بمقابل اِس کے لاطینیوں کو اِس بات کی ضرورت تھی کہ خشکی کی طرح کے حملوں سے اپنی حفاظت کرنے کے لیے تیار رہیں۔ بحر اربعین کے زرخیز سے زرخیز بیرون میں اُس کے مقبوضات

اِس صلیبی جہاد
پوپ نے اہل بیت
کو کیا فوائد حاصل
ہوئے۔

موجود تھے اور ہر بندر گاہ پر اس بحری سلطنت و نیس کا جھنڈا اڑاتا نظر آتا تھا۔ علاوہ
 برین اس ترقی تجارت کی وجہ سے وینس میں مذہبی فرمانبرداری سے آزاد ہو جانے
 کا خیال پیدا ہونے لگا تھا۔ انوسنٹ نے وینس والوں کے اس رجحان کو پہلے ہی
 سے دیکھ لیا تھا اور اس کے نیست و نابود کرنے کی فکر میں تھا۔ پہری ٹونڈرا لو
 کے جانشین زیاہی نے بغیر پوپ کی اجازت حاصل کیے وینس کے کینسہ سینٹ فلکس
 کے پیش نماز کو زوارا کا مقتدا سے اعظم مقرر کر دیا۔ اس پر انوسنٹ کو طیش آ گیا۔
 چنانچہ اس نے نہایت سخت الفاظ میں ان تمام حکمت عملیوں پر اعتراض کیا جو اس صلیبی
 جماد میں اہل وینس کا طرز عمل رہی تھیں۔ اس نے کہا یہ ٹھیک تھا کہ صلیبی فوج سے
 انھوں نے زوارا کو فتح کر لیا۔ اور اس سے بھی زیادہ ترقی کر کے سلطنت قسطنطنیہ تک
 کو تہ و بالا کر دیا مگر وہی مذہبی فوج جس نے ان کے لیے ایسی ایسی فتحیں حاصل کیں
 اگر ارض مقدس میں جا پہنچی تو کیا کچ نہ کرتی؟ اگر مجاہدین صلیب اپنا عہد پورا کرتے
 تو صرف ملک مصر ہی پر قبضہ نہ ہو جاتا اور مسیحی عمر (مسجد اقصیٰ) ہی پر یہ صلیب نہ نصب
 ہو جاتی بلکہ سارا ملک شام اہل اسلام سے صاف ہو جاتا۔ یہ نتیجہ جو ہمیں حاصل ہوا
 یہ صرف اہل وینس کا قصور تھا جس کا اور کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ لہذا تمہارے
 مقرر کیے ہوئے مقتدا سے اعظم کو مین نہیں منظور کر سکتا۔ اور اگر تم لوگ اسے اس
 فعل سے فوراً باز نہیں آگئے تو تمہارے حق میں بہت بُرا ہوگا۔ مگر اس کا کچھ ثبوت
 نہیں ملتا کہ اہل وینس نے پوپ کے اس کہنے کی طرف کچھ اعتنا بھی کیا یا نہیں۔

دسواں باب

قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ اہل یونان اور مغربی یورپ کے لاطینی اور ٹیوٹانکے تون
 کے چال چلن میں کس قدر فرق تھا۔ مغربی یورپ میں بے چینی اور طمع بڑھی ہوئی تھی
 جس کی بدولت براہِ آپس میں کشت و خون ہوا کرتا تھا۔ اس کے خلاف مشرقی قیصر
 یعنی قسطنطنیہ والے سلاطین کی رعایا صلح جو اور فرمانبردوار تھی۔ یہ لوگ اگر کام
 لیتے تھے تو کم و فریب کے اسلحہ سے۔ اس میں شک نہیں کہ صلیبی جن لوگوں میں

یونانیوں اور
 لاطینیوں کا
 اختلاف۔

گئے تھے اُن کی حالت نہایت ہی ابتر تھی لیکن وہ ملک جس میں اُن کا درود ہوا تھا وہ دیسا ہی عیسائی ملک تھا جیسے کہ اطلی یا فرانس تھے۔ اسی قدر زمینیں یہ ملک بعض ایسے قدیم گرجوں پر نازان تھا جو بہ لحاظ تقدس کے۔ ملان۔ راونٹا۔ اور خود رومہ الکبرئے کے گرجوں پر بھی فوقیت رکھتے تھے۔ اس سرزمین میں وہ قانون جاری تھا جس کا اثر یورپ کے ہر فرقے کے قانون پر پڑا ہوا ہے یہاں نرسین بنی کوٹ یا اسکاٹ لینڈ کے کولمبا کے زمانے سے کمین بیشتر انیٹونی اور باسل نے رہبانیت کے اصول کو رواج دیا تھا۔ اور یہی وہ مقام تھا جہاں اُس وقت کسی خاص گرجہ میں جا کے رسوم مذہبی بجالانے کی بنیاد پڑ گئی تھی۔ جب کہ دین سی ہی ہنور عالم طفولیت میں تھا۔

مغربی یورپ کے حامیان صلیب نے خیال کیا کہ وہ اس قدیم تہذیب کو اپنے سیلاب سے فنا کر دیں گے۔ کسی کو اس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ یہاں عیسائیوں سے یا اقطاعیوں اور قسطنطنین اعظم کے پرانے ملک کے لوگوں سے سابقہ ہے۔ اُن کی نظر میں یہ سرزمین بھی شام و مصر کی طرح کفرستان بنی ہوئی تھی۔ اُس کے باشندے بالکل وحشی۔ اور وہاں کے اسقف اور پادری ایک جھوٹے مذہب کے ماننے والے تھے۔ جن پر رحم کرنا گناہ عظیم تھا۔ اگر صلیبیوں سے زیادہ عقل رکھنے والے اس ملک کو فتح کرتے تو وہاں کے باشندوں سے میل جول پیدا کر کے آپس میں شادی بیاہ کرتے۔ اور اس طریقے سے اُن میں ایک نئی روح پھونک کے اُن کی اس ابتر حالت کو سنبھال دیتے۔ مگر بالڈون اور اُس کے مددگاروں نے ایک نہ مٹنے والا خط کھینچ کر گزشتہ عہد کو حال کے زمانے سے الگ کر دیا۔ کل عہدے۔ منصب اور جاگیر بن مضبوط کر لی گئیں اور فاتحوں کے درمیان میں تقسیم ہو گئیں۔ یہ قلمرو اب اگر ایک شہنشاہ کے زیر نگین تھی بھی تو یہ شہنشاہ ایسا نہ تھا جو خود مختار ہو بلکہ اس کی حیثیت محض سرداروں کے ایک سرگرمہ کی سی تھی۔ اس کے امرا اگرچہ اُس کے ماتحت تھے لیکن اصل میں ایسے صواب اثر تھے کہ خود بادشاہ کی بجالی و معزولی اپنے ہاتھ میں سمجھتے تھے۔ المختصر بالڈون اور اُس کے ساتھیوں نے تجویز کیا کہ قسطنطنیہ میں بھی وہ وہی کارروائی کریں جو

اس بات کی
کوشش کہ
قدیم شہنشاہی
کی تہذیب منسوخ
کر دی جاسے

گاؤ فرے اور اُس کے ساتھیوں نے ارض فلسطین میں کی تھی۔ جب ٹینین کے مجموعہ قوانین کے عوض وہاں ایسینر آف جروسلم (قانون بیت المقدس) جاری ہوا۔ اور کسی یونانی شخص کے لیے اجازت نہ تھی کہ اُس قانون کی تعمیل کرنے والوں میں شامل ہو یعنی کسی مقتدر عہدے پر مامور کیا جائے۔

جو انقلاب ملکی معاملات میں کیا گیا وہی مذہبی معاملات میں بھی عمل میں آیا۔ پوپ نے بغیر کسی پس و پیش کے موروسیٹینی کے انتخاب کو ناجائز اور کالعدم قرار دے دیا عام اس سے کہ اُس کا انتخاب خود بخود ہوا ہو یا سلطنت کی مقرر کی ہوئی مجلس دینی کے ذریعہ سے ہوا ہو۔ اُس کے نام منظور کرنے کی

یہ وجہ تھی کہ اس انتخاب کے سبب سے اُس کے اختیارات میں فرق آتا تھا۔ اس خیال سے ٹینین کہ اس کارروائی سے اُس پادری کے اختیارات پر حملہ کیا گیا تھا جس کا تخت حکومت قریب قریب اتنا ہی قدیم تھا جتنا کہ خود انوسنٹ کا تخت یونانی پادری اپنے گرجوں میں سے اُسی طرح نکال دیے گئے کہ گویا وہ بٹل و پوتا کے پوجاری یا مسلمانوں کے امام تھے۔ وہ سب لوگ مجبور کیے گئے کہ اپنے طریقہ عبادت و نماز کو چھوڑ کے کلیسیا کے روم یعنی کیتھولک مذہب کے اصول کے

یونانی پادری کے ساتھ پوپ کا طرز عمل۔

عہ قدیم سلطنت بابل میں ببل کا سب سے بڑا مندر تھا۔ اور ببل ہی کی اُن لوگوں میں پرستش کی جاتی تھی۔ جس پر خوب صورت اور حسین صورتیں چڑھائی جاتی تھیں۔ مورت کے نیچے بڑا بھاری آتش خانہ تھا۔ اُسی کی گرمی سی جو لوگ چڑھائے جاتے جل مرتے تھے۔ اہل بابل نے غیر قوموں کے لاکھوں آدمیوں کو پکڑ کے اسی ببل پر چڑھا دیا۔ کسی زمانے میں ببل کی پرستش مغربی ایشیا کا فیشن اہل اور مذہب مذہب تھا۔ پارسیوں نے اُس مذہب کو تباہ و برباد کیا۔ اور اُسی کی یادگار وہ عمارتیں تھیں جو عرب میں حضرت رسالت کے عہد مبارک میں موجود تھیں۔ اور ستارہ پرست خیال کیے جاتے تھے۔ وہ ستاروں کو بھی پوجتے تھے۔ اور اسی عقیدے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ موجودہ علم ہنات و نجوم کو پہلے پہل انھیں لوگوں نے ایجاد کیا۔ بابل میں ببل کے پوجاری نہایت ہی مقدس و مہترم خیال کیے جاتے تھے۔ اور بادشاہ تک اُن سے اور اُن کے اثر سے ڈرتے تھے۔

ترجم

موافق نماز و الیکرین۔ شہنشاہ نے پوپ سے استدعا کی کہ پادریوں کی جماعتیں دہان
 بھیجی جائیں۔ (گو بلا کافرون کو اپنے دین میں لانا مقصود تھا) اور دو تیس فی فرسے کے
 پیش نماز۔ اور سسترتی گروہ کے راہب ہم پہنچائے گئے تاکہ وہ مشرق کے قدیمی
 طریقہ کو شہنشاہی میں مناسب اصلاح و ترمیم کریں۔ پوپ انوسنٹ حقیقتہً بہت
 خوش تھا۔ اُس کے خطوط ہر جگہ جاتے اور وینڈارون کو آمادہ کرتے تھے کہ وہ سب
 اُن پادریوں کی مدد کریں جو قسطنطنینیہ کے گرجوں میں خدا کی کتاب کی تعلیم دے
 رہے ہیں۔ اور اُن لوگوں کی غلط فہمی دور کریں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ روح القدس کا
 اقنوم باپ اور بیٹے سے ظاہر ہوا ہے۔ انوسنٹ کہتا تھا کہ ”سماریہ اب پھر بیت المقدس
 میں واپس آ گیا ہے۔“ (یعنی مسیحی ہدایت پھر جاری ہو گئی) خدا تعالیٰ نے شہنشاہی
 یونان کا غور توڑ دیا۔ انھیں گمراہی سے ہدایت کے راستے پر لے آیا۔ لاندہی سے
 نکال کے انھیں یروں کیتھولک کے موافق کیا۔ اور نافرمانی چھوڑ کے اب وہ خدا کے
 فرمان پر وارندے بن گئے ہیں۔ اُسے یقین دلا دیا گیا تھا کہ اس امر کی سبب فردت
 ہے کہ پیرس کے نوجوان مشرق میں بھیجے جائیں تاکہ یہاں اگر وہ علوم مشرقی حاصل
 کریں اور اُن کے خیالات میں بچنگی ہو۔ اسی کے مقابل قلمپ آگسٹس نے یونانی
 نوجوانوں کو اس غرض سے پیرس میں بلایا کہ وہاں جا کے وہ مغرب کے آداب
 مذہبی کی تعلیم پائیں۔ پوپ اور بادشاہ دونوں اُس مبادیہ خیالات کے ترقی دینے
 کی کوشش میں منہمک تھے جس کا انجام یہ ہونے والا تھا کہ خود سرائے حقوق مذہبی
 کی بنیاد مٹ جائے۔ اور مذہبی فرمان رواؤں (پاپاؤن) کے سچے ہونے کا خیال ہی
 مٹ جائے۔

اس طریقہ سے جو انتظام کیا گیا تھا اُسے ایڈرسا کی لاطینی حکومت سے
 کچھ تھوڑے ہی زیادہ دنوں تک قیام رہا۔ اصل میں یہ کام ایسا تھا جیسے پُرانے
 کپڑے میں کسی نئے کپڑے کا پوند لگایا جائے۔ یا پُرانی چٹڑی کے بوتلون میں نئی شرٹ
 بھری جائے جس کا نتیجہ سوا اُن کے پھٹ جانے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مفتوح
 قوم کے ساتھ اس سلطنت کا جو برتاؤ تھا اُسے اُس سے زیادہ قیام نہیں ہو سکتا
 تھا جتنا بہت المقدس کی لاطینی سلطنت کو ہوا تھا اور اُس نے بجائے خود

فرانسیسی پادری کا
 نئے سقوت کی حالت
 کرنا۔

ان تمام رقابتوں اور عداوتوں کو طہر کیا جن سے مغربی یورپ کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی توہین ہوئی۔ قبل اس کے کہ موروسینی قسطنطنیہ میں پہنچے جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہنوز وہ روم میں تھا کہ پوپ نے اُسے متنبہ کیا تھا کہ مدبران و نیس کے منصوبوں سے کوئی تعلق نہ رکھنا۔ اور اپنے نئے مستقر میں پیونج کے اہل سائے و نیس کو دیگر لوگوں پر ترجیح نہ دینا۔ جب و نیس میں پہنچا تو مجبور کیا گیا کہ اپنے اس عہد کو توڑ ڈالے۔ اور قسم کھا کے اقرار کرے کہ صرف اہل و نیس کنیسٹنٹینوپل کے سونیا کے کانوں لینے ارکان دینی مقرر ہوں گے۔ اور حتی الامکان اس بات کی بھی کوشش کرے گا کہ اُس کے بعد جو شخص قسطنطنیہ کا مقتدا اے اعظم مقرر ہو وہ و نیس والوں ہی میں ہو۔ اس سازش کی خبریں فرانس کے پادریوں میں بذطنی پیدا کر دینے کے لیے کافی تھیں۔ اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ موروسینی جب قسطنطنیہ کے ساحل پر پہنچا تو ایک متنفس نے بھی اُس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ یونانیوں کی نظر میں یہ سادہ روڈوڑ بھی مونڈا مقتدا اے اعظم اور نیز اُس کے ساتھ والے کمینہ صورت ڈاڑھی مونڈے پادری دونوں قابل نفرت تھے۔ غرض موروسینی بالکل تنہا چھوڑ دیا گیا۔ پادریوں کو اُس نے دھمکی دی کہ اگر میری عظمت نہ تسلیم کرو گے تو میں تمہیں جماعت دین سے خارج کر دوں گا لیکن سب نے یکساں طور پر اُس دھمکی کی طرف سے بے پروائی کی بلکہ اور اُس کی حقارت کی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان فاتحوں نے اپنے واسطے ایک ایسی قلمرو کو فتح کیا تھا جس کی حالت فی نفسہ بہت ہی ضعیف تھی۔ اور اُس کے باہم تقسیم کرنے میں ویسے ہی جھگڑے پیدا ہوئے جیسے کہ ٹوٹ کا مال تقسیم کرنے کے لیے ڈاکوؤں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ قسطنطنیہ فتح ہوئے ابھی پورے تین مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ اپنی فوج لے کے اپنے باجگزار بولونی فیس آف مانٹ فرٹ پر چڑھ گیا۔ جواب تمہارا لونیکا (مقتسلی) کا حاکم تھا۔ اور یہ جھگڑا اجوا اس وقت کے لیے ٹل گیا اس سے اُس کی سلطنت کی آئینہ تاریخ کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ اب اُس معاہدے کے پورا کرنے کا وقت آ گیا تھا جو فتح سے بھی پہلے کیا گیا تھا۔ ضعیف العمر و نینڈا الور و مینیہ کا

سلطنت یونان
کی قلمرو کا مدبران
صلیبی میں تقسیم
ہونا

بادشاہ ہو گیا۔ اور اپنی اس نئی قلمرو میں اُس نے وفات پائی۔ اور اس کام کو اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ میں چھوڑا کہ بر اعظم کے سواصل۔ اور بحر ایدر پاکک کے جزائر۔ اور نیز مجمع الجزائر یونان میں اپنے قوی کارخانوں کی زنجیرہ بندی کر کے اپنی تاجرانہ شہنشاہی کو مضبوط اور وسیع کریں۔ اس کام میں اس قدر سرمایہ کی ضرورت تھی کہ سلطنت و فیس کے محاصل اُس کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا یہ تاجرانہ جمہوری سلطنت مجبور ہوئی کہ اپنے اصول کے خلاف اس طریقے کو اختیار کرے کہ اپنے مقبوضات کو مختلف حصوں پر تقسیم کر دے۔ اور اُن میں سے ہر ایک حصہ کا ایک جداگانہ شخص سردار یا فرمان روا قرار دیا جائے۔ بالڈون کے سپہر قیب بونی فیس کی نظر میں کرپٹ کی سلطنت کے مقابل مقدونیہ کے محض کی حکمرانی زیادہ دلکش تھی۔ لیکن اُس کی ہوس اس سے بھی پوری نہ ہوئی۔ اُس کے سپاہی فیلپس۔ ایتھنز۔ (ایتھنز) اور ارغوس کے بھاگلون میں داخل ہوئے۔ کارنتھ (قرنٹس) اور ٹالوبولی والون نے ذرا مزاحمت کی تھی مگر سب جلد مغلوب ہو گئے۔ بلوکانو اب نیقیہ کا رئیس مقرر ہوا۔ نواب سینٹ پول کو شہر و متریائی امارت ملی جو ایدر (اور نہ) سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر جنوب کی جانب واقع ہے۔ اور ویل مارڈوین کے جیا فرے کو جواب رومانہ اور نیز شامپین کا سپلا تھا لب دریا سے ہیرورہنے کو مکان ملا۔

لیکن تسلطینہ کے قیصر کی قوت لاطینی صلیبیوں کے ہاتھ سے پامال نہیں ہوئی تھی بلکہ سب سے حصوں میں بٹ گئی تھی۔ بد نصیب موزوں جسے لاطینیوں نے گرفتار کیا تھا تھیوڈوشیا کے گروہ سے (جو لوگ کہ قدیم سلطنت کی یادگار۔ باقی تھے) خارج کر دیا گیا۔ ہان تھیوڈور لاسکرپس اپنے اُس الگزویس کے داماد نے جس نے اسحاق اینجلوس کو تخت سے اتارا تھا پہلے تو اپنے تین نیقیہ کا خود مختار فرمان روا قرار دیا۔ چند روز بعد شہنشاہ بن بیٹھا۔ اور تھوڈے ہی عرصے میں باسفورس نے لے کے دریائے میاندڑ کے سواحل تک کل علاقے پر وہی قابض تھا۔ سلطنت کے اور حصے بھی اسی طرح نئے قیصر کی مقابل میں علم بغاوت بلند کیے ہوئے تھے۔

شہنشاہی کا پیر
میں ایک نئی
طراز ہڈ اور وارڈ
ہونا۔

طرز زندگی کے صوبہ داروں نے ابتداً اپنا لقب تو نہیں بدلا مگر اپنے صوبہ کے بادشاہ بن بیٹھے۔ اور اپنی زمانہ نامہ بعد والی شاہنشی کی بنیاد ڈالی دی۔ ایسی ہی ایک زبردست قوت ایپاکوس میں پیدا ہو گئی اور اُس کا ستقر اُس شہر پورازو میں تھا جسے بوہیمیا نڈ کی تاریخ سے خاص تعلق ہے۔ اب ان لاطینی فاتحان کو بھی ماتحت فرمان رواؤں کے مامور کرنے کا جو طرز حکومت تھا اُس کی معرفت محسوس ہونے لگی۔ اس لیے کہ اس میں اور باغیانہ سرکشی میں صرف نام ہی کا فرق ہے۔ اور یہ اندیشہ جو پیشتر ہی سے نظر آنے لگا تھا اُس کی اُس وقت پوری پوری تصدیق ہو گئی۔ جب ان ماتحت حاکموں کی متحدہ فوجوں نے ایک ساتھ مل کے خاص قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ مگر یہ شورش بہت جلد فرو ہو گئی اور اُن سرداروں کی فوجوں کے منتشر ہو جانے سے ثابت ہو گیا کہ ان میں اتفاق کی قوت بہت ہی کم تھی۔ اور جب میدان جنگ میں چند مقابلے ہوئے۔ تو کھل گیا کہ ان میں ایسی قوت نہیں ہے کہ ہمیشہ غالب ہی رہیں۔

لاطینیوں پر طوفان ایک ایسے مقام سے آیا جہاں سے اُس کے آنے کا اُھنیں وچم وگمان بھی نہ تھا۔ اہل بلغاریہ کا سردار جان یا کالو جان پلے بالڈون کے ساتھ ہمسری کی حیثیت سے ملا تھا اور نہایت پُر جوش دوستی ظاہر کی تھی۔ لیکن اس برتاؤ کے جواب میں جب اُس سے کہا گیا کہ نواب فلاڈورس (بالڈون) کو وہ اپنا شہنشاہ سمجھے تو اُس کی دوستی دشمنی سے بدل گئی۔ اور وہ اہل یونان کا طرفدار ہو گیا۔ اس کے بعد بالڈون کا بھائی ہنری بہت سی فوج ہمراہ لیکر ہلسپانٹ کے اُس پار اتر گیا تو کالو جان نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور لاطینی لوگ بلاتنا بل تھھر لیس کے قصبوں اور گاؤں میں قتل کیے گئے۔ بالڈون نے فوراً اپنے بھائی کے پاس ایک قاصد دوڑایا کہ واپس چلے آؤ۔ لیکن وہ دہشت میں آنے پایا تھا کہ بالڈون ایک سو چالیس ہاتھوں (نائٹوں) اور اُن کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ضعیف العمر و میڈالو اُس کے بعد چلا۔ یہ فوج اتنی کم تھی کہ اس کا لے جانا اندیشہ سے خالی نہ تھا لیکن اس کی قواعد دانی اور اصول جنگ سے ماہر ہونے کی بدولت اس قلت کی معرفت بہت کمپہ دفع ہو سکتی تھی۔ لوگوں کو انہیں گڑھ

بلغاریہ کے کالو جان
کے حکم سے پھر
میں لاطینیوں
کا قتل عام۔

سے الگ ہونے کی سخت ممانعت تھی۔ مگر نواب ملو انے اس حکم کا لحاظ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن لیکا ایک اُس پر پڑا۔ نواب ملو امیدان میں مالگیا اور خود شہنشاہ بالڈون بھی گرفتار ہو گیا۔ مگر فوج ویل ہارڈوین کی عقل مندی۔ بہادری اور لیاقت کی بدولت بچ گئی۔ جس کا نہایت ہی خوبی سے واپس آنا صلیبی لڑائیوں کی ساری تاریخ میں سچی افسانہ جو انگریزوں کا بے نظیر واقعہ ہے۔ لیکن اب یہ شہنشاہی برائے نام سلطنت رہ گئی تھی۔ اب لاطینیوں کی شہنشاہی صرف پروپاٹیس (باسفورس) کے سوا اصل کی چند گڑھوں اور خاص دار السلطنت سے عبارت تھی۔ کالوجان پور سے عروج پر تھا۔ وہی پوپ جس کی نسبت چند ہی روز پیشتر اُس نے نہایت حسن عقیدت کا اظہار کیا تھا اُس نے اب اُسے خوشامد کے لہجے میں لکھا کہ اے دشمنوں کے حال پر ترس کھاؤ۔ اور شہنشاہ بالڈون کو قید سے آزاد کرو جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ آپ کے حکم کے آخری حصے کی تعمیل کرنا انسانی قوت سے باہر ہے۔ اور سبب یہ کہ بالڈون اس سے پیشتر ہی قید خانے میں دھچکا تھا۔ مگر اس کا کسی کو پتہ نہ لگا کہ کیونکر مرا۔ ہاں ایسے افسانے بہت سے مشہور ہوئے جن میں بیان کیا جاتا تھا کہ اُس کیس قیدی پر بے انتہا مظالم ہوئے۔ اور چونکہ لوگوں کے عام عقائد میں تھا کہ بڑے لوگ مر سکتے ہی نہیں۔ لہذا بیس سال بعد علاقہ فلانڈرس میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کو دعویٰ تھا کہ میں ہی اُس ملک کا اصلی تاجدار ہوں۔ اور جس نے لوگوں کو اپنا اس قدر مقدر اور گرویدہ کر لیا تھا کہ باوجودیکہ وہ ٹھوٹا ثابت ہو گیا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا مگر اُن کا دستور یہی اعتقاد قائم تھا۔

سکندر اعظم اور بالڈون دونوں کے کارناموں کا نو عمری ہی میں پتہ ہو گیا ہے۔ بالڈون کے چھوٹے بھائی ہنری نے دس سال سے زیادہ سلطنت کر کے چوالیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ گو اُس کی سلطنت کی ابتدا بہت ہی تاریکی اور ابتری کے زمانے میں ہوئی۔ اور دور ان سلطنت میں بہت سے ہنگامے ہوئے اور ارباب پٹن مگر پھر بھی بالذات اُس کی سلطنت کا زمانہ لاطینی سلطنت کی تاریخ میں ایک ایسا زمانہ ہے جو دنیا نے ظلم و تعدی سے کسی حد تک بری نظر آتا ہے۔ بارہ مہینے تک تو اپنے بھائی کے قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس کے

اپریل ۱۱۸۵ء
شہنشاہ بالڈون
کی گرفتاری

بالڈون کا بھائی
ہنری شہنشاہ
نسطرینیہ

بوجب اُسے اس بات کا یقین ہوا کہ بالٹرون نے فی الحقیقت وفات پائی تو اُس نے شاہی کالقب اختیار کیا۔ ان دنوں ضعیف العمر ڈینیڈا القسطنطینیہ میں درج تھا مانٹ فرٹ کا بونی فیس کے مطیع و متقاد ہونے کا جھگڑا یون طے ہوا کہ سہری نے اُس کی بیٹی الگینس کے ساتھ شادی کر لی۔ اُس نے بھی ڈینیڈا لوکی وفات کے تھوڑے ہی زمانے بعد وینا کو رخصت کیا۔ وہ ایک لڑائی میں کالوجان کے مقابل لڑتا ہوا مارا گیا۔ اُس کے مرنے کے ساتھ ہی اُس کے دوست جیا فرے آف ویل ہارڈوین کا نام بھی تاریخ کے صفحوں پر سے غائب ہو گیا ہے۔

صفحہ ۲۱۸

صفحہ ۲۱۸

نیکون اب بلغاریہ کے سردار کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ اہل یونان پر پشتہ کالوجان کو ایک ایسا شخص سمجھتے تھے جس سے اُنھیں امید تھی کہ پھر اُنھیں اچھی کرادہی دلا دے گا۔ اور پُرانے قوانین کو از سر نو جاری کرانے کا۔ مگر اُس کے طرز عمل سے اُنھیں یہ معلوم ہوا کہ وہ نہایت وحشی ظالم ہے۔ جسے سلاطین مشرق کی طرح مفتوح فرقوں کے قتل و غارت کرنے میں سستہ حاصل ہوتی ہے۔ اس ظالم کے ظلموں ہی سے اُن کے خیال میں یہ بات آئی کہ شاید لاطینی شہنشاہ اُن کا دوست ہو جائے۔ اس بات کی اُنھوں نے جیسے ہی استدعا کی شہنشاہ سہری تھوڑی سی فوج لیکر میدان جنگ میں آ موجود ہوا۔ کالوجان فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر اُس کا یہ بھاگنا لاطینی فوج کے خوف سے نہ تھا بلکہ زیادہ تر اس کا یہ سبب تھا کہ اُس کے افسروں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس کے تھوڑے ہی زمانے بعد بلغاریہ کا یہ جام عین اُس زمانے میں جبکہ تحصیل کا محاصرہ کیے ہوئے تھا خود اپنے خیمے کے اندر مار ڈالا گیا۔ اُس کے جانشین ووریلاس سے سہری نے صلح کر لی۔ بیقیہ اور اپہائرس کے یونانی حکمرانوں کے ساتھ ایک عہد نامہ کے سہری امن۔ ان کے ساتھ حکومت کرنے لگا اور اُس کی قلمرو بھی ایک معتد بہ وسعت کی جاتی تھی۔ اور اپنی باقی ماندہ زندگی اُس نے نیک نیقی کے ساتھ عدالت گستری خوش امتحانی کے تدابیر سونچنے میں بسر کی۔ یہ اصول کہ کسی خدمت سے کوئی گروہ محروم نہ رکھا جائے جو عموماً صلیبیوں کو نہایت ہی عزیز تھا اُسے مراعتہ ناقص معلوم ہوا۔ اور اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ یونانیوں پر یونانیوں ہی کے ذریعہ سے حکومت

کالوجان کا نقل ہوا۔

سہری کی قلمرو حکومت

کرے۔ یونانیوں کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ اور اہل یونان ہی زیادہ تر اُن عہدوں پر مقرر بھی ہو گئے۔ مشرقی طریقہ رسوم مذہبی کے ترک کرانے اور لوگوں کو ایک خاص طریقہ عبادت گزاری پر مجبور کرنے کے ظلم سے بھی اُس نے مخالفت کی۔ مگر صرف اِس طریقہ سے کہ اگر کوئی مومنانہ اُس کے سامنے پیش ہو جاتا تو روکتا کہ خود سے دخل دہی نہیں کرنا۔ یوپی کی برتری کے معاملے کو ہنری نے اِس خوش اسلوبی سے کمزور کیا کہ کنسیلر سنٹ سوڈیا میں اپنا تخت اُس نے اُسقف اعظم کی کرسی کے دہنے ہاتھ پر نصب کرایا۔

ہنری کی وفات
۱۵۴۷ء

ہنری نے تھسلی مین وفات پائی۔ اور اُسی کی ذات پر لوہان فلانڈز کی نسل زنیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ہنری کی بہن یولانڈہ کی بیٹی ہنگاریہ کے بادشاہ اسٹیریو کے عقد میں تھی۔ لاطینیوں کو خیال ہوا کہ اگر کوئی زبردست شخص شہنشاہ منتخب کیا جائے تو شاید اُن کی سلطنت بچ جائے۔ لہذا سب کی فخرانیہ ریو ہی کی طرف گئی۔ مگر اُس نے اُن کی درخواست نامنظور کی۔ بد قسمتی سے اِس تاج کو کورٹنے کے لپٹرس نے جو افریقہ کا نواب اور یولانڈہ کا شوہر تھا قبول کیا۔

لپٹرس کو دینے
شہنشاہ تھسلی

اُس نے ایک ایسے صلیبی جہاد میں ناموری حاصل کی تھی جو ترکوں اور اہل اسلام کے مقابلے میں نہیں بلکہ علاقہ پیرا ونس کے اُن ملحدین کے مقابلے میں کیا گیا تھا جو الہی جانسین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ لپٹرس کو ایک ایسی فوج تیار کرنے کے واسطے جو اُس کے دار السلطنت تک یہ حفاظت پہنچا دے مجبوراً اپنی مملکت کا زیادہ حصہ بیع یا رہن کر دینا پڑا۔ اور جب دہشتہ لاکھری پہنچا تو پوپ ہونوریس ثالث نے اِس احتیاط سے کہ کوئی ایسی بات مجھ سے نہ ظاہر ہو جائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ میں نے اُسے پرانے شہنشاہی شہر (تھسلی) کا فرمان رو تسلیم کر لیا۔ اُسے ایک ایسے گرجے میں ایجا کے ملج شاہی پنچایا جو شہر و مدہ کی شہرناہ کے باہر تھا۔ سمندر کے اُس پار اُترنے کے ذرائع بہم پہنچانے کے لیے اُسے اہل و میس کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اُنھوں نے اُس کی درخواست نامنظور کی لیکن اُنھیں شہر اٹل پر جو بالڈون اور اُس کے شرکار کے ساتھ ہوئے تھے۔ شرط یہی تھی کہ وہ شہر دیوراز کو

فتح کر کے اہل و عیس کو دے دے جس طرح کہ بالڈون نے شہر زار کو فتح کر دیا تھا۔ اُسے بوہمانڈ سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جب ڈیوڈ اور ازو سے اُس نے کوچ کیا تو ایسے پہاڑوں میں جا بچسا جہاں راستہ مل نہ سکا اور ادھر ادھر پہاڑوں سے ٹکراتے ٹکراتے ہی وہ دشمنوں کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ جنھوں نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور اُس کے ساتھ پوپ کا نائب بھی دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔

۱۲ لبطرس
کو رٹنے کی
گرفتاری اور
موت

پوپ نے فوراً شاہ ایبائرس کو دھمکی دی کہ میرا غضب تجھ پر نازل ہو جائے گا۔ لیکن چند ہی روز میں ٹھل گیا کہ پوپ کی یہ تشویش اسنے وکیل کی وجہ سے تھی نہ شہنشاہ کے سبب سے۔ پوپ کا وکیل تور ہا ہو گیا۔ مگر بطرس غالباً قید خانے ہی میں قتل کر ڈالا گیا۔ مہری کے بعد جو شخص اُس کا جانشین ہوا اُسے وہ شہر بھی دیکھنا نہ نصیب ہوا جس کا وہ قید مقرر کیا گیا تھا۔

لبطرس جن دفن قید خانے کی مصیبت میں مبتلا تھا اُس کی بی بی یولاندہ کے بطن سے عین ریج والہ اور حزن و غم کی حالت میں بالڈون پیدا ہوا۔ یہی وہ بلیعب بچہ تھا جس پہلاطینیوں کا شاہی خاندان ختم ہونے والا تھا۔ یولاندہ کو موت نے بہت جلد حزن والہ سے نجات دلا دی اور لاطینی اُمرا کو بھر کسی شخص کے شہنشاہ منتخب کرنے کی زحمت پیش آئی۔ علاقہ نمور جو یولاندہ کا دژ تھا اُس کے بڑے بیٹے فلپ کو ملا۔ وہ ایسا بے وقوف نہ تھا کہ اپنی اس تسقل و رشتہ کا مبادلہ ایک ایسی سلطنت سے کرتا جو محض نام کے لیے سلطنت تھی۔ قسطنطینیہ کا شہنشاہ بننے کی درخواست یولاندہ کے دو سر بیٹے رابرٹ سے کی گئی۔ جو

۱۲ رابرٹ شہنشاہ
قسطنطینیہ

جرمنی اور ڈینیوب کے راستے سے اپنے بہنوئی شاہ ہنگاریہ کی قلمرو میں سے ہوتا ہوا انٹرل مقبوعہ کی طرف روانہ ہوا۔ قسطنطینیہ کے اُس وقت اعظم نے ہسپانیہ کے کنبے میں اُسے تاج شہنشاہی پہنایا۔ لیکن اس رسم کے انجام پاتے ہی بلوے ہونے لگے۔ اور اتر بایان شروع ہو گئیں۔ جن کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہیں آتا تھا۔ ڈیویس نواب بوئی فیس کا بیٹا اور جانشین و میٹر لوئس اپنی سلطنت مقسلی سے نکال دیا گیا۔ اور ایشیا کی سرزمین کا جو حصہ ابھی تک لاطینیوں کے پاس تھا اُس پر نیقیہ کے شہنشاہ جان واطا ظریس نے جو تھوڑا سا لاسکا لیس کا دارا تھا

۱۲ لاسم

قبضہ کر لیا۔ زیادہ بد القبالی ان واقعات سے اس لیے ظاہر ہوتی تھی کہ یہ تمام تھیں پونا میں
 کو فرانس ہی کے سپاہیوں کی مدد سے حاصل ہوئی تھیں جنہوں نے میان اسکے دشمن کی
 فوج میں نوکری کر لی تھی۔ اب ملینبیون نے یہ وضع اختیار کر لی تھی کہ جو شخص زیادہ دیتا
 تھا اسی کی طرف سے لڑتے تھے۔ یا جو سپہ سالار کامیاب ہوتا تھا اسی کے شریک
 ہو جاتے تھے۔ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی ذلت پر یہ اور ترقی ہوئی کہ
 ایوان شاہی میں بد اعمالیاں شروع ہو گئیں۔ اور رابرٹ ایک عورت کے مار ڈال
 جانے کے غم و غصہ میں جس کے شوق میں وہ اپنی منگیتروا طافریس کی بیٹی کے
 چھوڑنے کو بھی تیار ہو گیا تھا۔ سلطنت چھوڑ کے روم پہنچا تا کہ پوپ کے قدموں پر
 گر کے اپنے دل کو تسکین دے۔ وہاں اس سے کہا گیا کہ اپنے دار السلطنت میں واپس
 جا کے اپنا فرض منصبی ادا کر و مگر جو امانت اُس کی ہوئی تھی اُس کو وہ بدداشت نہیں
 کر سکتا تھا۔ آخر موت نے اُس کو اسے پوپ کے ارشاد کی تعمیل سے نجات دلا دی۔

۱۲۲۸ء

جس وقت رابرٹ نے دنیا کو رخصت کیا ہے اُس وقت پولاندہ کے
 چھوٹے بیٹے بالڈون کی عمر دس برس کی تھی۔ لاطینیوں نے دیکھا کہ اگرچہ موجودہ سلطنت
 قسطنطنیہ گزشتہ سلطنت کا مرت ایک دھوکا ہے مگر پھر بھی بالڈون کے ایسے
 کم سن بچے کے ہاتھ میں نہیں دی جاسکتی۔ انھوں نے قہر کیا کہ تاج شہنشاہی قبول
 کرنے کی درخواست جان آف برین سے کریں جو ان دنوں اپنی زوجہ میری کے
 حقوق کی بدولت بریت المقدس کا براہ نام بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا یہ میری
 ازا بیلہ اور کونراڈ آف مانٹ فرٹ کی بیٹی اور شاہ المریق کی نواسی تھی۔ اس
 تجربہ کار بہادر کو جس کی عمر اس زمانے میں اسی برس سے بھی زیادہ تھی اور جس سے
 غنقریب فرڈریک دوم کے علیحدگی جہاد میں پھر ملاقات ہوئی ترغیب دی گئی۔ اور وہ
 اس شرط پر لقب شاہنشاہی اختیار کرنے پر رضی ہوا کہ بالڈون کی شادی اُس
 کی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کر دی جائے اور بالڈون ہی اُس کے بعد تخت شاہنشاہی
 پر بیٹھا جائے۔ لیکن ضعیف العمری یا راحت طلبی نے اُس میں سے استعداد ادا
 پھر نیلے پن کی صفت سلب کر دی تھی۔ منتخب ہونے کے دو سال بعد یعنی ۱۲۳۷ء
 میں وہ قسطنطنیہ پہنچا۔ لاطینی بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے محاصرے کے

شہنشاہ
 جان برین
 قسطنطنیہ

زمانے میں واطاطر لیس اور ازان حاکم بلغاریہ کی فوجوں کے ساتھ بل کے اُس نے بڑے
 بڑے کار نمایاں کیے تھے۔ مگر اُن واقعات کا یونانیوں کی روایتوں میں کمین بیتہ نہیں
 ہے۔ اُس کی وفات کے بعد بالڈون دوم کی ذیل حقیقت سلطنت شروع ہوئی جس
 پچیس سال سلطنت کی اور اس مدت میں سے زیادہ زمانہ اسی کام میں صرف ہوا
 کہ وہ غیر ملکوں میں جابجا کے لوگوں کے سامنے اپنی مصیبتیں بیان کرتا۔ لوگوں سے
 اپنے خانہ پر ترس کھانے کی خواہش کرتا۔ اور اپنی ضرورتوں کے لیے عجیب مانگتا
 تھا۔ اُسے اگر کامیابی ہوئی بھی تو اُس سے زیادہ ذلت نصیب ہوئی۔ لیونس کی
 کونسل میں جس میں کہ فریڈرک دوم جماعت قوم سے خارج کیا گیا تھا اگر بالڈون
 دوم کو پوپ کے واسطے بازو پر بیٹھنے کی عزت دی گئی تو دو ورہیں اُس سے جواب
 طلب کیا گیا کہ بلا اجازت اُسے ایک خود مختار سلطنت میں داخل ہونے کی کیونکر
 جرأت ہوئی۔ انگلستان میں اُسے سات سو مارکس (اشرفیون) کی رقم ملی۔
 رومہ میں پوپ نے اُس کے ساتھ بہت کچھ رعایت کی اور اُس کے موافق
 ایک میلیسی لڑائی کی تحریک کی اور اُس کا اعلان بھی کر دیا۔ رومہ دل لہوئی بادشاہ
 فرانسس اُس کی مصیبت کی داستان سن کر آبدیدہ بن گیا۔ لیکن اُس کی فوج
 روانہ ہوئی تو مصر کی طرف نہ قسطنطنیہ کی طرف۔ تاہم اپنی مہم کی موردنی تعلقداری
 اور کورنٹس کی سرداری کو فروخت کر کے اُس نے تیس ہزار فوج جمع کر لی۔ اور اُسے
 لے کے مشرق میں آیا۔ لیکن اس کے بعد ہمیں اُس کی تاریخ میں یہ تماشا نظر آتا ہے کہ
 وہ سلطان اتونیم (قونین) کا دوست ہے اور اپنی بھانجی اُس کے سامنے پیش کر رہا
 ہے کہ اُس کے ساتھ شادی کرے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گومان فرقہ والوں کا بھی
 دوست ہے اور اُن کے بُت پرستوں کے ایسے مراسم کے بجالانے میں بھی پسپائی
 نہیں کرتا۔ اُس کی ضرورتوں نے اُسے اور زیادہ زیر بار کیا۔ اور اب اُسے اُن تبرکات
 کا خیال آیا جو ابھی تک قسطنطنیہ کے کنیسوں میں باقی تھے۔ ان میں سب سے
 زیادہ بیش قیمت وہ کانٹون کا تاج تھا جو ہمارے نجات دہندہ (حضرت مسیح) کو
 چھایا گیا تھا۔ اُس کے معاوضے میں بالڈون دوم نے لوئی نہم سے دس ہزار سککے
 تقری پائے۔ دیگر تبرکات مثلاً وہ گرتا جو حضرت مریم نے بیت اللحم کے عارین

۱۳۳۰ء میں واطاطر
 کا نام قسطنطنیہ
 ۱۳۳۰ء میں واطاطر
 کا نام قسطنطنیہ
 ۱۳۳۰ء میں واطاطر
 کا نام قسطنطنیہ

رومیہ میں پوپ
 کرنے کی کوششیں

تبرکات کا فروخت
 کرنا۔

حضرت مسیح کو بچایا تھا۔ وہ برہمچاری اور اپنیج جو کالوری کی بہاڑی پر حضرت مسیح کے جسم میں لگائے گئے تھے اور حضرت موسیٰ کا عمامہ اس نے بہت ہی کم قیمت پر خرید کر ڈالے۔ یہ سب تبرکات مسیح و دیگر تبرکات کے فرانس میں ہو چکے اور پیرس کے کئیے میں لگائے گئے جو اس وقت تک اس ولی کا رتبہ پانے والے بادشاہ فرانس کے سلیقے اور مذاق کو خطا ہر کر رہے ہیں۔

اسی اثنا میں واطر لیس کی قوت ہر جانب بڑھ گئی تھی اور اب اس امر کے واسطے کہ پوپ اس کے حال پر اپنی مہربانی کا اقرار کرے مرنے اس بات کی ضرورت تھی کہ وہ رومن کلیتہ لاک مذہب کے اس عقیدے کو تسلیم کرے کہ روح القدس کا نزول اجالی ہوتا ہے۔ لیکن اس نے اس امر کو نہیں تسلیم کیا یہاں تک کہ وہ ۱۸۷۰ء میں وینا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی موت سے لاطینی شہنشاہ کو کسی قدر اطمینان نصیب ہوا۔ لیکن جب بالڈون نے اس بات کے دریافت کرنے کے واسطے اپنے ایلچی بھیجے کہ میکائیل پلیوگوس جو واطر لیس کے پوتے جان کا ولی اور پیرس قرار پایا تھا اس کے ساتھ کیا مراعات کرے گا۔ تو میکائیل نے بالکل بے رحمی سے انھیں جواب دیا کہ تین ایک چپہ بھر نہیں بھی نہ دون ۱۔ لاطینی قیصر اب صرف اس صورت میں اس میں دامن سے بچھڑ سکتا ہے کہ اس مقدار میں سالانہ خراج ادا کرتا رہے جتنی کہ شہر قسطنطنیہ کی چونگی اور دیگر شہری حاصل کی آمدنی ہے۔ اگر اسے یہ شرط منظور نہیں ہے تو لڑائی کے لیے تیار رہے۔ اس عظیم الشان مزاح کا بہت جلد فیصلہ ہو گیا۔ میکائیل نے قیصر کا خطاب اپنے سپہ سالار الکزیوس اسٹریٹیکو پولوس کو عنایت کیا تھا۔ اور اس کے حکم سے یہ سپہ سالار روانہ ہوا کہ دار السلطنت قسطنطنیہ کے قریب رہے اس کی نگرانی کرتا رہے۔ مگر اس طرح کہ خود کسی خطرے میں نہ مبتلا ہو جائے۔ اپنے اس عہد کو وہ پورا نہ کر سکا۔ اور جب تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیکر وہ قسطنطنیہ کی دیواروں پر چڑھ گیا جن کی کوئی حفاظت کرنے والا بھی نہ تھا تو اپنی اس بے عقلی کی حرکت نے اس پر ایسا خوف طاری کیا کہ سر سے پاؤں تک کاٹنے لگا۔ لیکن اس نے سپاہیوں کو جو وہاں ہی کا حکم دیا تو انھوں نے کسی طرح حکم کی تعمیل نہیں کی۔ بہر حال اب تو پانسہ پڑ چکا تھا۔ اور نتیجہ

۱۸۷۰ء ۱۲ مئی
کی موت۔

۱۸۷۰ء ۱۲ مئی
پلیوگوس نے
بالڈون کے
سفیر کو ناکام
مسترد کیا۔

ظاہر تھا کہ فتح حاصل ہو گئی۔ یونانیوں نے جیسے ہی یہ نعرہ سنا کہ اپنی مہم پرانی شنشاد
کو بچاؤ تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی موقع پر جنوا والے اپنے پُرانے
دشمن اہل و عیال سے انتقام لینے پر مستعد ہو گئے۔ اور لاطینی شنشاد مع اپنے
ماتحت سرداروں کے وینس کے جہازوں کے بیڑے میں سوار ہو کے بھاگاؤ
پہلے البونیا میں گیا اور پھر ایلایہ میں پہنچا۔ اور مشرقی شنشاد کی کار سلطنت
اپنے مغربی فاتحوں کی غلامی سے چھوٹ گیا لیکن بالڈون اس کے بعد تیرہ برس
تک خانی شنشاد ہی کا خطاب لیے ہوئے چلا۔ دن طرف پھرتا رہا۔ جہاں ہزاروں
نے اُس پر ترس کھایا اور ہزاروں نے اُسے بُرا بھلا کہا۔ لیکن عملی حیثیت سے
دیکھیے تو اُس کے مقدمے میں کسی نے ہاتھ نہ مٹا، نہ نین ہلایا، اسکے بعد اُس کے بیٹے
فلپ نے اُس کا لقب اختیار کیا۔ اور چند روز بعد بالڈون کی پوتی کیتھرائن
کے ذریعے سے اُس کے شوہر چارلس آف والوا کے پاس پہنچا جو فرانس
کے بادشاہ گورسے فلپ کا بھائی تھا۔

جولائی ۱۲۸۵ء
تسطنطینیہ کا
پھر یونانیوں کے
قبضے میں آنا

پوپ انوسنٹ سوم کو ارض مقدس کی نجات اور لاطینی سلطنت
بیت المقدس کے از سر نو قائم ہو جانے کے علاوہ میں خبر کی سب سے زیادہ
تمنا تھی وہ یہ تھی کہ کلیسیا سے یونان کلیسیا سے روم میں منضم ہو جائے۔ اس بات
کو بھی وہ سمجھتا تھا کہ اس غرض کے حاصل ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ سرزمین
مشرق اور سرزمین مغرب کے باشندوں میں میل جول پیدا ہو۔ ان تمام حسرتوں اور
آرزوؤں کا خون اُسی میلیبی لڑائی نے کر دیا جس کی خود اُسی نے تحریک کی تھی۔
خاص اُس میلیبی لڑائی میں اور نیز ان واقعات میں جو اُس کے بعد پیش آئے ایسی
کوئی بات نہیں اُٹھ رہی جو ان دونوں مختلف ملکوں کے باشندوں کو ایک دوسرے
کا جانی دشمن اور خون کا پہا سا بنا دیتی۔ اس دشمنی کی بنیاد ایک تو یہ غلامانہ زبردستی
تھی کہ یونان اور مشرقی سلطنت تسطنطینیہ کے عیسائی پادری اور عوام صرف اُن
وجہ سے گنہگار سمجھے جاتے تھے کہ وہ پوپ کو اُس اعلیٰ مرتبہ پر نہیں مانتے تھے جس
مرتبہ کو کہ پوپ دُنیا سے تسلیم کرنا چاہتے تھے۔ اور جو عقیدہ کہ منقہ کی کونسل
میں بحیثیت قرار دیا گیا تھا اُس میں صرف ایک لفظ کا اضافہ کرنے سے انکار کرتے

پندرہویں صدی
مشرق و مغرب

دوسرے ظلم یہ تھا کہ جن لوگوں نے وہاں کے عوام کو تعلیم دی تھی اور ان کی خبر گیری کی تھی ان کو نکال کے ان کی جگہ اجنبی لوگ مقرر کیے گئے۔ جنہوں نے اس طریقہ عبادت کی قطعی مخالفت کر دی جو قدامت کی وجہ سے ان میں ہر دل عزیز ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ مصرحی بے انصافی کہ ہر اعلیٰ عہدے۔ ذمہ داری کی خدمت اور سود مند ملازمت سے یونانی علوہ کر دیے گئے اور ان میں ایسا قانون جاری کیا گیا جو ان کی خواہشوں۔ اُمیدوں اور عادتوں میں سے ہر ایک چیز کے خلاف تھا۔ چوتھے وہ وحشیانہ غیظ و غضب جس کی وجہ سے قسطنطنیہ کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہیں اور اس کے متبرک مقامات قسائیوں کے مزیوں کا نمونہ بنادے گئے۔ سب پر طرہ یہ ہوا کہ وہ تمام چیزیں جو اعلیٰ درجے کی صنعت کا نمونہ تھیں جن پر بہت کچر و پیر صرف کیا گیا تھا اور جو بہ سبب اس کے کہ بعض بے نظیر تھیں اور چونکہ جواب نہ دیتی تھیں ان کا پھر بننا غیر ممکن تھا نہایت ہی بیش قیمت بلکہ بے بہا تھیں یا توڑ ڈالی گئیں یا جلادی گئیں۔ شہنشاہوں کے متبرکے زبردستی کھولے گئے اور ٹوٹ لیے گئے۔ قدیم کاریگروں کی تمام اعلیٰ درجے کی کاریگریاں جن پر انھیں ناز تھا برباد کر ڈالی گئیں۔ ان لوگوں میں سے صرف ایک تئیس دسے ایسے تھے جنھیں برباد کرنے کے بہ نسبت چڑا لے جانے میں زیادہ کسی تھی۔ چنانچہ لے سیمو کے گھوڑے جو سمندر پار انار کے دنیس میں پہنچائے گئے اس وقت تک دنیس کے کنیٹ سینٹ مرقس کی ڈیوڑھی پر لگے ہوئے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کو لاطینی کسی دنیا کے قوانین۔ رسوم اور سلطنت سے سخت نفرت ہو گئی۔ اور اس وقت تک مشرقی کلیسیا اور مغربی کلیسیا کے درمیان میں ایک ایسا دریا حائل ہے جسے نہ آج تک کوئی شخص اپنی کوشش سے پاٹ سکا ہے اور نہ اس پر پل بندھ سکا۔

گیارہواں باب

چھٹی صلیبی لڑائی

جس حماقت کی بدولت مجاہدین صلیب نے ہر موقع پر اپنی فتوحات کے

نفلوں کو ہاتھ سے کھویا یا مٹا دیا تھا وہی حماقت چھٹی صلیبی معرکہ آرائی میں بھی اسی شان سے ظاہر ہوئی۔ لیکن ان لوگوں کی تنگ نظری اور بجا مذہب کی عیب پوشی اُس بادشاہ کی عقلداری کے خفا نص کے خفا نص سے بہت کچھ ہو جاتی ہے جس کا نام اس مہم کا جزو لا یشک ہو گیا ہے۔ اُس بادشاہ کی ذات میں یورپ کی لڑائی اور نئی تہذیبیں پہلو بہ پہلو نظر آتی ہیں۔ فریڈرک دوم اور گرگیکی پنجم کے فی ما بین جو جھگڑا ہوا وہ متعدد وجہیتوں سے بالکل ویسا ہی تھا جیسا جھگڑا کہل کو ویم اور لوکھر کے درمیان ہوا تھا۔

حسین قحط سالی کی بنیاد پر ڈونیلڈ لو نے شہر زار اکی فتح کے بعد پانچون صلیبی لڑائی کے مجاہدین کو مشورہ دیا تھا کہ ارض فلسطین کے بحری سفر کو آئینہ موسم بہار پر ملتوی رکھیں اُس نے ارض پاک کے لاطینی الاصل مسیحیوں کو اتنا پریشان نہیں کیا جتنا کہ اُس نے زلزلے نے پریشان کیا جس نے شہر کے شہر سمار کر دیے تھے اور جو قیامت کی علامت سمجھا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ زلزلہ آسمانی رقیارت خیال کیا گیا شہر حکمہ کی شکستہ دیواروں کی مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا گیا اور مشہور ہے کہ جن قیدیوں سے اس مرمت میں کام لیا گیا ان میں ایوان کا مشہور شاعر سعدی بھی تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ دونوں فریق بہت ناتوان ہو رہے تھے۔ اور سب کا دل تھوڑا ہو گیا تھا۔ اور سعیت الدین نے یہ خبر سن کے کہ قسطنطینیہ پر بونی فیس۔ ڈونیلڈ لو۔ اور بالڈون کا قبضہ ہو گیا چھ سال کے واسطے مسیحیوں سے صلح کر لی۔ یہ چھ سال گزرے نہیں پائے تھے کہ المرقی اور اُس کی زوجہ کے مرنے سے بیت المقدس کی برائے نام سلطنت از اسبیلیہ کی بیٹی میری اور کونراڈ آف ٹائر کوٹلی۔ اُمرانے یہ دیکھ کر کہ وہاں کوئی ایسا لائق شخص موجود نہیں ہے جو میری کو اپنے عقد میں لے۔ فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے استدعا کی کہ وہی میری کے واسطے کوئی شوہر ڈھونڈ کر نکالے اُس نے جان آف برین کو تجویز کیا جس نے وعدہ کیا کہ میں دوہی سال کے اندر اندر ایک زبردست فوج لے کر ارض فلسطین کو چلا جاؤں گا جب تک کہ اس امیری کا حال خود شیخ سعدی نے اپنی متداول کتاب پاکستان میں لکھا ہے۔

چھٹی صلیبی لڑائی کے خفا نص

ارض فلسطین کی لاطینیوں کی پریشان حالی

۱۲۴۳ء سعیت الدین اور مسیحیوں کے درمیان صلح سال ۶

سیف الدین نے سنا کہ اس طریقہ سے دشمنوں کی قوت بڑھ گئی ہے تو اس نے میعاد صلح کی توسیع کرنی چاہی اور یہ شرط پیش کی کہ جو دس قلعے تم غلبہ کرو ان کو اپنے قول پر قائم رہنے کی ضمانت میں دینے کے لیے میں مستعد ہوں۔ اس کی اس تحریک کو چونکہ ٹیوٹانک ناٹھون اور ہاسپلرز نے پسند کیا تھا لہذا ہاسپلرز اور ہارلیون نے ناسفور کیا۔ اور آخر میں فیصلہ ہی ہوا کہ پیغام جنگ دے دیا جائے۔

جان آف برین جب ارض فلسطین کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ رکاب
مرف تین سو نائٹ تھے۔ انگلستان میں یہ حالت تھی کہ بلیفیب جان پوپ
فامی لطف بنا ہوا تھا۔ اور ملک بھر محض اُس کی شامت سے پوپ کے عتاب
میں مبتلا تھا۔ یہ رنگ دیکھ کے فرانس کا بادشاہ بچاے ایک ایسی مہم پر جانے
کے جس کے لیے دُور و دُور سفر کرنا پڑے پوپ کے اس عتاب سے جو اُس کے
دشمن پر تھا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور یہ تو کچھ ایسا موقع تھا کہ خود پوپ اَلو سنٹ
سوم نے بھی روفنہ اقدس کی حمایت کے مقابل عیسائی لاندہیوں کو سزا دینا
زیادہ ضروری خیال کیا تھا۔ لہذا جان آف برین کی میری کے ساتھ شادی
ہوتے اور دونوں کے ارض مقدس کے برائے نام بادشاہ و ملکہ قرار پاتے
ہی لڑائی چھڑ گئی۔ سیف الدین کے مقابلے میں شاید اُس نے ٹینکرڈ
کے ایسے کار نمایاں دکھائے ہوں لیکن کچھ ایسی مجبوریاں پیش آئیں کہ اُسے
عاجز آکے پوپ کو لکھنا پڑا کہ لاطینی سلطنت ضعیف ہوتے ہوئے محض سلطنت
کا ایک خیال رہ گئی ہے۔ ورنہ اُس میں کچھ دم نہیں رہا ہے۔

اُس کی التجاؤں پر پوپ کے دل میں پھر پُرانا صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہوا۔ اور اب انوسنٹ نے وہی باغ و بہار دکھانا شروع کیے جنھوں نے البی جنس (ایک لاندہ بے سچی فرقہ) کے مقابل کی صلیبی معرکہ آرائیوں کو ویسا ہی دکھپ بنا دیا تھا جیسا کہ اہل اسلام کے مقابل کی صلیبی لڑائیوں کو۔ اور عہ پوپ جسے باوجود شاہ پر عتاب کرتا اُس کی فکر و مین نہ پادری نمازمین شریک ہو سکتے نہ دیگر رسوم مذہبی گرجے میں ادا کر سکتے۔

۱۲۱۰ هجری قمری
دفترین
نام شاه بیت
المقدس

اپنے اُس خط مین جیسے اُس نے عام لوگوں کی طرف خطاب کر کے شائع کیا تھا اُس نے یہ بھی تحریر کیا کہ اب مسلمانوں کی حالت چراغِ سحر کی سی ہو رہی ہے۔ اور عنقریب گل ہوا چاہتی ہے۔ اُس نے یہ بھی لکھا کہ سلطنتِ اسلام کو قائم ہونے ۶۶۶ سال گزر گئے۔ یہ ایسی تعداد ہے جو یورپین اعداد و حروف کے حساب سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سلطنت وہی درندہ ہے جس کا ذکر غیر متکوانا جیل مین آیا ہے۔ اس سے چند ہی روز پیشتر وہ سلطانِ حلب کو ایک خط لکھ چکا تھا جس مین اُس نے اس بارہ خاص مین سلطان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اُس نے عیسائیوں کے ساتھ بہت ہی اعتدال سے کام لیا۔ اور اُن کے مذہب کا بہت لحاظ رکھا۔ اب اُس نے سیف الدین سے استدعا کی کہ آپ فوراً بے لڑے بھڑے ارضِ فلسطین کو خالی کر دیجیے۔ کیونکہ اُس زمین کی وجہ سے آپ کو بوض لفع کے بہت زیادہ زحمین برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اب انوسنٹ جس صلیبی جہاد کا جوش پیدا کرنا چاہتا تھا اُس کے لیے رابرٹ کورسوں نام ایک انگریز نے جسے پوپِ مذکور نے اپنا وکیل قرار دیا تھا فرانس مین جوش و خروش کے ساتھ و غلظت کننا شروع کیا۔ یہ فلک آف نیل کا شاگرد تھا۔ اور اپنے استاد کی پوری سرگرمی اور تھوڑی بہت فصاحت و بلاغت اُس نے ورثے مین پائی تھی۔ اور اگر اُن لوگوں کی تعداد کا لحاظ کیا جائے جو محض اُس کی تبلیغ کی بدولت زایرون کے گرد مین شامل ہو گئے تو کہا جاسکتا ہے کہ اُسے تھوڑی کامیابی مین ہوئی۔ جو تعداد اور ناٹ ان مینوں مین شریک تھے وہ اس جوش سے تنگ آ گئے تھے جس کی بدولت لوے۔ لنگڑے۔ اندھے اور کوڑھی لوگوں کو بھی دعوت دی جاتی تھی کہ آئین اور جوش دکھا کے خدا کی بادشاہت کو حاصل کریں۔ اس کے علاوہ جو الزام فلک کے زمانے مین اُس پر لگایا گیا تھا وہی اب اُس کے شاگرد پر زیادہ سختی کے ساتھ عہ انجیلیں بہت سی ہیں۔ مگر یہ موجودہ مجموعہ وہ ہے جو ایک عجیب طریقے سے اُن مین منتخب کر لیا گیا تھا۔ وہ انجیلیں جو ان کے علاوہ مین اُن کو رو من کیتھولک یہ حیثیت روایات یا غیر متلو آیات ربانی کے تسلیم کرتے ہیں۔ جن کو اپنا کلیفہ کا نام دیا گیا ہے۔

رابرٹ آف کورسوں

لگایا گیا۔ رابرٹ اس بات کا متم کیا گیا تھا کہ جو روپیہ صرف ارض مقدس کے چھڑنے
 کے واسطے دیا جاتا ہے اُسے وہ اور کاموں میں صرف کرنا ہے۔ لیکن منہور لیس
 چہارم رابرٹ کا دوست ثابت ہوا۔ اور ۱۲۱۵ء میں اُس نے رابرٹ کو
 البانیوں کے استغف اعظم پیلا جیوس کا شریک کر کے اُس کے ساتھ روانہ کر دیا۔
 کلرمانٹ کی کونسل کے بعد پہلی صلیبی لڑائی کے واسطے چند ہی مہینوں
 میں فوج جمع بھی ہو گئی تھی اور روانہ بھی ہو گئی تھی۔ لیکن اُس کے بعد کی مہموں میں
 اس غرض کے پورے ہونے میں برسوں گزرے تھے۔ لاطران کی چوتھی کونسل میں
 پوپ انوسنٹ نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں خود حامی
 صلیب کے ساتھ میدان کارزار کو جاؤں جس کی وجہ سے اس لڑائی کے جملوں
 نے اپنے گیتوں میں اُسے اپنا مستقل مزاج اور صاحب جرأت رہنما بنا یا۔ لیکن
 جب اس کے بعد پورا ایک سال گزر گیا تب کمین جا کے اُس قوم کے بادشاہ نے
 جس نے پہلی صلیبی لڑائی کے حامیوں کا راستہ روکنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا
 رکھا تھا۔ خود مشرق کا سفر کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس سے مراد منہگار یا کا باؤشاہ
 انڈریو ہے جسے اب وینس کے جہاز پہلے جزیرہ قبرس میں اور پھر وہاں سے
 ارض فلسطین کو لے گئے۔ لیکن وہاں پہونچ کے کوہ طبعو رب کی بلندی کے ایک قلعہ
 پر حملہ کر کے جب اُسے ناکامی ہوئی تو اُس کی سمیت سپت ہو گئی اور اُس نے اپنے
 وطن منہگار یا واپس آنے کا مقصم ارادہ کر لیا۔ اور اس شان سے وطن پہونچا
 کہ میدان جنگ میں تو کچھ بھی ناموری نہیں حاصل کی مگر ان تبرکات بہت سے
 لایا۔ جنہیں اُس نے آرمینیا اور یونان میں جمع کیا تھا۔

دوسرے سال اور ایک فوج جو کولونیا میں جمع کی گئی تھی اور جس نے
 اثنا سے راہ ملک پر نکال میں پہونچ کر یہ کار نمایاں کیا تھا کہ شہر القصر کو مسلمان
 کے قبضے سے چھین لیا۔ ارض مقدس میں پہونچی اور میان آ کے ٹیپلر نے اور یونان
 فائٹوں کے ساتھ شریک ہو گئی جنہوں نے کوہ کارمل پر قلعہ بندی کر رکھی تھی۔
 یہ جنگ جو بہادر اب اتنے دلوں بعد المریق اول کی حکمت عملی کی طرف
 مائل ہوئے۔ جس کا قول تھا کہ ارض فلسطین کو مملکت مصر کے ذریعے سے

۱۲۱۵ء

لاطران کی

چوتھی کونسل

۱۲۲۶ء

انڈریو بادشاہ

منہگار یا کا جہا

صلیبی

۱۲۱۶ء

اپنے قبضے میں لانا چاہیے۔ فوراً شہر و میاں کا محاصرہ شروع ہو گیا۔ اور یہ قلعہ بہت جلد قبضے میں آ گیا۔ سیف الدین کی وفات کی وجہ سے مصر میں جو جنگ لڑے ہوئے تھے ان سے بھی مجاہدین کو اور مدد مل گئی۔ اور سیف الدین کے بیٹے کامل سلطان مصر کو ارض عرب میں جا کے پناہ لینے پڑی۔ قذافی معمول کے مطابق اکامیابی نے صلیبیوں میں غرور اور سستی پیدا کر دی۔ اب نئی فوجیں فرانس سے آگئیں جو نو ابان نو میرا اور مارش کی سرداری میں تھیں۔ انگلستان سے ولیم لانگ سورٹو اور ارل آف سالسبری کی سرداری میں اور فوجیں آئیں اور اٹلیا سے اسقف البانو اور رابرٹ آف کورسون کی ماتحتی میں۔ ان فوجوں کے پہنچ جانے سے صلیبیوں کی قوت اور بڑھ گئی۔ رابرٹ آف کورسون تو جہاز سے اترتے ہی بیمار پڑا اور مر گیا۔ باقی ماندہ سب سردار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا

شہر و میاں
ملک العادل
کی وفات۔

عہد میاں دولت مصر کا ایک شہر ہے جو دریائے نیل کے دہانے پر واقع ہے۔

عہد سیف الدین کا لقب جو عربی مورخین میں مشہور ہے الملک العادل ہے۔ اس نے بحالی کا شہر کو انتقال کیا۔ اس کی زندگی ہی میں صلیبیوں نے مصر پر حملہ شروع کر دیا تھا۔ اور میاں میں اس کا بیٹا الکامل جسے اس نے اپنی وصیت کے مطابق حاکم مصر قرار دیا تھا صلیبیوں کو روکے ہوئے تھا کہ العادل کی موت کی خبر آئی۔ اور معلوم ہوا کہ امراسے مصر کامل کو موزول کر کے اس کے بھائی فائز کو تخت نشین کیا جاتے ہیں۔ یہ خبر سننے ہی کامل واپس گیا۔ اور چونکہ اپنے رفقا میں سے کسی پر اسے اعتما نہ تھا لہذا مملکت مصر ہی کو چھوڑ کے باہر چلا گیا۔ جہاں اس کے دو بھائی اشرف نے مل کے اس کی بہت بندھائی۔ کامل نے صلیبیوں کو اس مضبوطی سے روکا تھا کہ اس کی موجودگی میں بھجی امید نہ تھی کہ کسی میاں تک پہنچ سکیں گے کیونکہ پہلے تو اس نے دریا کے دہانے پر ایسی زنجیریں قائم کرادی تھیں کہ جہاز نیل میں نہیں آسکتے تھے۔ اور بڑی دشواری کے بعد جب صلیبیوں نے قابو پا کے وہ زنجیریں توڑیں تو کامل نے ایک ہل ایسا بندھوا دیا کہ صلیبیوں کو عبور غیر ممکن ہو گیا۔ لیکن اب اس کے جانے کے بعد صلیبیوں نے موقع پا کے میاں کا محاصرہ کیا جس کی ابتداء ۲۰۔ ذیقعد ۶۸۸ھ سے ہوئی۔ شہر والوں کی نہ زیادہ تعداد تھی نہ ان کے پاس سدا سامان تھا۔ اس پر بھی انھوں نے حمل استقلال سے مقابلہ کیا اس پر مورخین حیرت کرتے ہیں۔ غرض متواتر نو مہینے تک شب و روز مقابلہ کر کے ۲ شعبان ۶۸۸ھ کو انھوں نے ہتھیار رکھ دیے۔

بیٹھے تھے کہ شام کے سلطان قورادین (یہ عبارت ملک الماودل کے بیٹے ملک الاشرف
 سے ہے۔ نام ہمیں اس وقت معلوم نہیں ہو سکا لیکن غالباً اسی کی خرابی قورادین
 نے اپنے بھائی ملک الکامل کو مصر میں واپس بھیج کر تخت پر بٹھا دیا۔ آخر کار
 محاصرہ پھر کسی قدر مرگئی اور خوش نصیبی کے ساتھ شروع ہوا۔ اور ملک الاشرف نے
 یہ دیکھ کر کہ و میاط کے نکل جانے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی پہلے تو بیت المقدس
 کی شہر پناہ منہدم کرادی۔ پھر محاصرہ کرنے والوں کو صلح کا پیام دیا۔ جس میں وعدہ
 کیا کہ میں بیت المقدس کی دیواریں پھر بنوا دوں گا۔ اور اصلی صلیب بھی سیون
 کو دے دوں گا۔ اور قلعہ جات کرک مانٹر ٹیل کے سوا جن کے ذریعہ سے حجاج
 مکہ کی حفاظت کی جا سکے گی سارا علاقہ فلسطین بھی سیون کے سپرد کر دوں گا
 اس طریقے سے صلیبیوں کو وہ تمام چیزیں ملی جاتی تھیں جن کی انھیں خواہش
 ہو سکتی تھی۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ بادشاہ جان آف برین۔ ٹیوٹانک
 ٹائٹون اور فرانسس سیون نے ان شرطوں کے منظور کر لینے پر امرار کیا ٹیٹون
 یا سیٹیلز اور ایٹالیا لیر والوں نے ان کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور سلطان
 کے پیش کردہ شرائط نہایت حقارت کے ساتھ نامنظر کیے گئے۔ شہر و میاط
 فتح کر لیا گیا اور سیون نے ٹوٹ مارا اور غزیری شروع کر دی۔ ٹوٹ مار میں
 تو انھیں لوگوں نے بہت زیادتی کر رکھی تھی مگر غزیری میں وہ بانے ان سے
 زیادہ کام کیا۔ مشورہ ہے کہ جس وقت شہر و میاط پر صلیبیوں نے قبضہ کیا
 ہے تو منجملہ ستر ہزار محصورین کے مرنے تین ہزار زندہ رہ گئے تھے۔ اور ان
 برصیہوں کی جان بخشی بھی کی گئی تو اس شرط پر کہ وہ خود گلی کوچوں اور کانوں
 کو اپنے عزیز و اقارب کی لاشوں سے صاف کر دیں۔
 اب پھر ہر چیز صلیبیوں کے اختیار میں آگئی۔ لیکن موسم سرما انھوں نے
 بیماری میں گزر جانے دیا۔ بہار کا موسم آیا تو جان آف برین کی رائے
 خلاف پوپ کے وکیل نے مصر کے فتح کر لینے پر امرار کیا۔ صلیبیوں نے جب
 قہارہ کی طرف کوچ کیا تو راستے ہی میں تھے کہ ملک الکامل نے بھیڑی
 شرائط و میاط کے محاصرے کے زمانے میں پیش کیے گئے تھے پیش کر دیے

۱۲۳۰ء قہارہ
 کی طرف سیون
 کا کوچ کرنا

میلیبیون نے پھر یہ درخواست نامنظور کی۔ ان دنوں وریا سے نیل بہت
جلد جلد بڑھتا جاتا تھا۔ اہل مصر نے بانی کے بھائی کو کھول دیے۔ جس کی وجہ
سے یکایک میلیبیون کے کیمپ میں سیلاب آگیا۔ اور اُن کے خیمے اوپل
اسباب تمام چیزیں بہہ گئیں۔ جس کے بعد اس کی باری آئی کہ خود پوپ کا ویل
صلح کی التجا کرے۔ اُس نے اپنی درخواست میں شہر و میاٹ کے خانی کرپے
کا وعدہ کیا۔ مسلمانوں کے لشکر گاد میں جو سردار اس بات پر مجبے ہوئے تھے
کہ دشمن کو بالکل غارت کر دینا چاہیے، انھیں اس درخواست کے منظور کرنے
پر راہی کرنا سلطان کامل کے لیے کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن اُس نے
انھیں سمجھایا کہ ایسی حالت میں جب کہ ارض شام پر تاتاریوں کی یورش کا
خوف ہے کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیے جس سے یورپ کے میلیبیون کو
اور اشتغال ہو۔ اور پھر نبرد کے اس طرف چل کھڑے ہوں۔ اور ایسے دشمن
سے جو ایسا ہی حمادہ پھر کر سکتا ہو جیسا کہ ابھی چند مہینے پیشتر تھا۔ اور جس کے
نتائج نظر آچکے ہیں اُس سے شہر و میاٹ کے ہاتھ آجانے کو بہت غنیمت
سمجھنا چاہیے۔

اس زمانہ نہایت نازک تھا میلیبیون کی ہیبت نے مسلمانوں میں تملکہ ڈال دیا تھا۔ مسلمان
مصر آمد تھے کہ دہن چھوڑ کے ہجرت کر جائیں شام والے الگ پریشان تھے۔ یورپ سے
لوٹنے والوں کا سیلاب چلا آتا تھا۔ اور شرق کی طرف سے اس سے بڑا ہولناک سیلاب
جاتا۔ یون اور ہلاکو خان کا تھا جو حدود و عراق میں داخل ہو چکے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کے
ملک الاشرف نے جو حکمران شام تھا بیت المقدس کی شہر پناہ مسمار کرائی۔ اور مصر کامل نے
جس کے رہسے ملیبی نہ رک سکتے تھے اشرف کو شام میں اور دوسرے بھائی ملک مغنم کو کھلا
کہ مدد کرو۔ یہ دونوں بھائی نو مہینے کے روانہ ہوئے۔ پہلے اشرف پہونچا۔ اب ملیبی و میاٹ
سے آگے بڑھنے نیل کی ایک خلیج میں اترے ہوئے تھے۔ سامنے کامل کا لشکر تھا۔ اور مسلمانوں
کو یاس تھی۔ مذکورہ کتاب شرکلا اشرف نے پیش کیے اور نامنظور کیے گئے بلکہ کہا گیا کہ
میں لاکھ اشرفیان بیت المقدس کی تعمیل گرانے کے مجرمانے میں دو۔ اتفاقاً مسلمانوں نے
سیحون کی چند کشتیاں پہلے میں جس سے اُن کا ذرا حوصلہ بڑھا تھا کہ بعض مسلمانوں نے

پرانے شرکلا
دوبارہ منظور
کیے گئے۔
میلیبیون کی
تباہی۔

بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ سلطان مصر کو پوری کامیابی ہوئی اور پورا جوت مل چکا۔ لیکن
 اب اُسے ایک اور سی فزاج کے دشمن سے سابقہ پڑنے والا تھا۔ فریڈرک دوم
 برنامہ نہری ششم کے بیٹے اور فریڈرک باربروسہ کے پوتے کو اس کی عمر کا
 اٹھارہواں سال تھا کہ پوپ نے اس غرض سے طلب کیا کہ وہ اگر اُس شہنشاہی
 تاج کو پہنے جو نہری الملقب پر شیر بر کے بیٹے اوتھو آف برنسوک سے اُس کی
 بد اعمالیوں کے باعث چھین لیا گیا تھا۔ یہ ایک بڑا نامعلوم معاملہ تھا۔ پوپ اور انہی پوپ
 (مسند پاپائی کے باطل مدعی) کا جھگڑا معاشرہ شہنشاہوں کی سرکار اراکینوں سے بھی زیادہ
 سخت تھا۔ اور اس جھگڑے میں پوپ نے فطرت اُسی فزاج کی جانب داری کی
 جس سے کلیسیا کو زیادہ فائدہ پہونچنے کی امید ہو سکتی تھی۔ رچرڈ و شیرول کا ہتھیار
 اوتھو اُس خاندان سے تھا جس نے پاپایان روم کے ساتھ بہت کچھ وفا داری
 کی تھی اُس کا قریب ہومین اسٹوفان کے سوا ابی گھراٹے سے علاقہ رکھتا تھا
 جس کے ہاتھ سے پاپاؤں کو بہ نسبت دوستی کے زیادہ تر دشمنی برداشت کرنی پڑی
 تھی۔ فریڈرک باربروسہ کے زمانے کی باتیں انوسٹنٹ ثالث کے دل کو
 اچھی طرح یاد تھیں۔ جس کے سامنے دونوں مدعیوں نے اپنے اپنے تاج پوشی کے
 جو ملکی انجیری میں کمال رکھتے تھے دریاے نیل کا پانی اس طرح کاٹ دیا کہ سمیوں کے شکاری
 سیلاب آگیا۔ اب انجین کمین پناہ نہ تھی۔ گھراٹے اُسٹے پھرنے اور دمیاط میں آنے کا ارادہ
 کیا کہ ناگمان ایک غلیظ الشان لشکر نمودار ہوا۔ مسلمان دیکھ کے گھراٹے کے مسیحیوں کی تازہ
 مدد آگئی۔ گردہ لشکر قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ملک المعظم کا لشکر ہے۔ اُس نے ان کا پشت
 کا راستہ بھی روک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یاقوساری ارض فلسطین کے لینڈ پر بھی غلبہ نہیں
 رہا تھی یا خود ہی درخوست کی کہ ہم دمیاط بھی آپ کے حوالے کرتے ہیں اور ٹرائی
 سے بھی تو بہرتے ہیں۔ آپ ہمیں خالی جان بچا کے واپس چلے جانے دیجیے۔ اس میں
 بھی کامل کوتاہی ہو تو زیادہ خوشامد کی گئی۔ آخر کچھ اور ہمیں شان یورپا دران کے پڑے
 اساتذہ جن میں پوپ کا نائب بھی تھا بطور کفالت کامل کے لشکر گاہ میں آئے۔ اور
 قلعہ دارو دمیاط کو لکھا کہ فوراً بلا عذر قلعہ مسلمانوں کے سپرد کر دو۔ یہ معاہدہ ۱۱۸۵ء رجب ۵۸۰ھ
 کو ہوا۔ اور اس صلیبی جہاد کا خاتمہ ہو گیا۔

باربروسہ کا پوتا
 فریڈرک دوم

۱۲۴۶ء

پوپ اور انجیری
 مرغان پاپائی

سنہ ۶

حقوق پیش کیے۔ اُن پر خوب خجیدگی سے اور مدت دراز تک غور ہوتا رہا۔ لیکن جو فیصلہ ہوا وہ ہشتبہ نہ تھا۔ اوتھو کے حریف فلپ کی نسبت تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ کلیسیا کا ایک مذہبی ستانے والا رہا ہے اور ان دنوں بھی ایسی ہی تدبیریں کر رہا ہے کہ پوپ کو حکومت مقلیہ سے محروم کرے۔ ان وجہ سے ضرور ہے کہ وہ پوری قوت حاصل کرنے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔ غرض اسی سبب سے پوپ نے اوتھو کی نسبت ان باتوں کا اعتراف کیا کہ وہ بذات خود کلیسیا کا معتقد ہے۔ مان کی طرف سے انگلستان کے شاہی خاندان سے ہے۔ باپ کی طرف سے ڈیوک آف سیکسنی کی اولاد میں ہے۔ اور وہ دونوں کلیسیا کے مطیع و منقاد فرزند تھے۔ لہذا اُسی کو ہم بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُسی کو اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ تاج شہنشاہی اپنے سر پہ رکھے۔ اُنوسنٹ کا کام یہ تھا کہ کچھ پہلی کے تماشے کی طرح کبھی اس کو بادشاہ بنانا اور کبھی اُس کو۔ اوتھو کا عہد جرمنی میں سخت جھگڑے فساد اور بد نظمی کا زمانہ تھا۔ اور وہ خود بھی اسی کوشش میں لگا رہا کہ کسی تدبیر سے پوپ روم کی حکومت کا جو اپنی گردن پر سے اتار کے بھینک دے۔ اب پوپ کی نظر فوجان فریڈرک کی طرف پھری۔ جو ان دنوں مقلیہ کی بہت میں دھوپ کھانے کے مزے اڑا رہا تھا۔ اور اس کی طبیعت کے روشن اوصاف سے بہت کچھ امیرین کی جاسکتی تھیں۔ لیکن بعد کے زمانے میں اُس کے غصے کے جوش نے اُن اوصاف کو دھندلا کر دیا۔ سنہ ۱۸۰۶ء میں فریڈرک شہر فرینک فورٹ میں شہنشاہ منتخب کیا گیا۔ اور سنہ ۱۸۰۷ء میں بوڈینیر کی لڑائی نے اوتھو کی قوت کے دھڑے اڑا دیے۔ پوپ کی اس مہربانی کا شکریہ فریڈرک نے یوں ادا کیا کہ ملیشی جہاد کا عہد کیا۔ اور وعدہ کیا کہ میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے قبضے سے چھیننے کے لیے ایک فوج جمع کر کے چڑھائی کروں گا جس میں اُس کا حریف اوتھو زندہ تھا اس عہد کا پورا کرنا اُس کے امکان میں نہ تھا۔ اوتھو سووم مرنے سے دو برس پہلے ہی اُس متکبرانہ سلطنت اور لگاتار محنت لینے والی شہ نشین سے علیحدہ ہو گیا۔ اور میانہ رو اور محمد بنو نوریس سووم اُس کی گدی پر بیٹھا۔ اس پوپ نے بڑے ہی شائستگی کے الفاظ میں جو محبت و دوستی کی شان کیا تھی فریڈرک سے درخواست کی کہ اب آپ روضہ اقدس مسیح پر سے مسلمانوں کا

برنسک کا
اوتھوسنہ ۱۸۰۷ء
بوڈینیرسنہ ۱۸۰۷ء
بنو نوریس

قبضہ اٹھانے کے لیے کوچ کیجیے۔ لیکن گو آسمان صراف نظر آتا تھا مگر تاریکی کی کچھ
 پر چھایا اب بھی اُس میں تھپی ہوئی تھیں۔ فریڈرک نے پوپ کی منظوری مانگی
 کیے بغیر فرینک فورٹ کی ایک دعوت میں اپنے مذہبی مقتداؤں اور رعایا
 سے قول و قسم کر کے جرمنی کے تاج کے لیے اپنے بیٹے ہنری کو منتخب کر لیا۔
 اِس کارروائی پر جس سے یہ منشا ظاہر ہوتا تھا کہ جزیرہ صقلیہ کی حکومت سلطنت
 جرمنی کے ساتھ ملا دی جائے۔ پوپ ہونورس نے ناراضی ظاہر کی فریڈرک
 نے چھوٹے ہی یہ عذر کیا کہ میرا یہ منشا نہ تھا بلکہ اگر میں مر جاؤں اور میرا کوئی
 جائز وارث نہ ہو تو پھر صقلیہ کی حکومت بھی پوپ ہی کے قبضے میں ہو جائے گی
 اِس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب پوپ نے سینٹ پیٹرس کے کنبے
 میں اُسے اور اُس کی ملکہ کو تاج شاہی پہنایا تو فریڈرک نے اقرار کیا کہ آئندہ
 سال کے ماہ مارچ میں میری فوج کا ایک حصہ صقلیہ جہاد کے لیے تیار ہو جائے گا۔
 اور اُس کے بعد آگسٹ کے مہینے میں میں خود بھی چل کھڑا ہوں گا۔

۱۲۳۲ء - ۲۲ نومبر

۱۲۳۲ء - ۱۲ دسمبر
 ۱۲۳۲ء - ۱۲ دسمبر
 قبضہ

لیکن فریڈرک کے لیے اچھوٹا لیا کے فتنہ انگیز تعلقداروں کی سرکوبی
 اور صقلیہ میں مسلمانوں کے قتل کی روک تھام جنھوں نے قیامت کی سی جل چل ڈال رکھی تھی
 غرض ایسے کام موجود تھے جو اُس کو اپنے ہی ملک میں رکھنے اور اُس کا دامن پکڑنے
 کے لیے کافی بلکہ کافی سے بھی کچھ بڑھے چڑھے تھے۔ مگر پھر بھی اُس مقصد یعنی صقلیہ
 جہاد کے لیے چالیس ہزاروں کا ایک بیڑا روانہ کر دیا گیا۔ اور جب یہ خبریں آئیں
 کہ شہر ومیلاط بھی قبضے سے نکل گیا تو اُس پر یہ خیال قائم کیا گیا کہ فریڈرک کی سستی کو ابھی
 سے خداوند تعالیٰ ناراض ہے۔ یہ صراف تھا کہ فلسطین کے روٹی سیجوں کی قسمت ہر
 اسی طرح جاگ سکتی تھی کہ یہاں سے ایک بڑی بھاری فوج کسی ہوشیار افسر کی ماتحتی میں
 جاتی۔ مگر اُن عجیب و غریب لغو تہوں کی نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا جنھوں نے کئی بار
 وہ تمام فائدے اگ چھینک دیے جو ممکن تھا کہ کسی کامیاب صقلیہ جہاد کے ذریعے سے
 حاصل کر لیے جاتے۔ بہر حال ایسا لشکر ایک مہینہ کیا ایک سال میں بھی نہ جمع کیا جا
 سکا۔ شہر و ولی میں ایک جلسہ ہوا اور اُس میں قطعی فیصلہ درو نا کی آئندہ کونسل پر اٹھا
 رکھا گیا۔ مگر اُس دوسری کونسل کا اجلاس کبھی ہوا ہی نہیں۔ جب پھر شہر قرطلمو میں

اپریل ۱۲۳۲ء

عمر نامہ فرشتہ

دو ماہ تک وہیں پوپ اور شہنشاہ میں ملاقات ہوئی تو اس پر اتفاق ہوا کہ لڑائی کا سامان کرنے میں ابھی دو سال اور صرف کیے جائیں۔ اور فریڈرک جس کی ملکہ مرکیٹھی ایولانٹ سے شادی کرے جو براے نام بادشاہ یروشلم کی بیٹی ہے۔ اور اس طریقے سے اپنے سسرے شاہ یروشلم کا وارث بن کے خود اپنے حقوق کے مافیہ و بڑ قرار رکھنے کے لیے حجاب پر روانہ ہو برین کا بادشاہ جان جو اس بحث کے وقت موجود تھا فوراً ایک ایسی خدمت بجا لانے کے لیے روانہ ہوا جس میں اُسے کامیابی کی امید تھی۔ گو وہ کامیابی دوسری نہ ہو جیسی بطرس رہا پر نارو۔ یا فلک آف نیلی کو حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا تھا۔ اور شاہ جان اپنی کوشش کے نتیجے میں بس اتنا ہی کر سکا کہ پوپ کو رپورٹ کی کہ فرشتوں کے معاہدے میں جو زمانہ معین کیا گیا ہے اُس کے اندر مجاہدین صلیب کا روانہ ہونا ناغیر ممکن ہے۔ سالانہ جرمانوں میں ایک نیا معاہدہ کیا گیا۔ جس کی رو سے فوج کی روانگی اور دو سال کے لیے ملوثی کر دی گئی۔ اس کے چار مہینے بعد فریڈرک نے ایولانٹ سے شادی کی اور ساتھ ہی اس اڈھیڑ میں پوپ لگیا کہ اپنے سسرے کو اُس کی اس شادی سے محروم کر دے جو محض خیال میں تھی۔ چنانچہ دعوے کیا کہ برین کا جان صرف بی بی کے حقوق کی بنا پر بادشاہ بنا تھا۔ لہذا اُس کی بی بی کے مرتے ہی بادشاہ کا خطاب اُس کی بیٹی پر منتقل ہوا آیا۔ اور اُس سے مجھے ہے۔ اس لیے کہ میں اُس کا شوہر ہوں۔ اس حساب سے فریڈرک ہی یعنی میں ہی نبیلر۔ صقلیہ اور یروشلم کا بادشاہ ہوں۔ جان کو بڑا غصہ آیا۔ مگر انتقام صرف اتنی لے سکا کہ نو عمر شہنشاہ پر سب ہی بری طرح کی عادی ہکار یوں کے سخت الزام لگائے۔ عام اس سے کہ وہ سچے بون یا جھوٹے۔ فریڈرک شہر روم میں پوپ ہونو ریس کے ہاتھ سے تاج پہن کے جب رخصت ہوا ہے تو اُس وقت پوپ مذکور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ کسی پوپ کو کسی شہنشاہ سے اتنی محبت نہ ہوئی ہوگی جتنی کہ مجھے اپنے فرزند فریڈرک سے ہے۔ مگر اپنی پابائی کے اختتام سے پیشتر جو واقعہ کہ شہنشاہ میں پیش آیا اس ایک نفس پوپ کو اپنے اس محبوب فرزند کی شان میں تھوڑے ہی سخت دست کلات لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ کارٹونل مگوینو کے استحقاق پابائی کا حقیقی جھگڑا اب تک باقی تھا۔ جو پوپ انوسنٹ ثالث کا ایک رشتہ دار تھا۔ اب اُس نے اس دینی حکمرانی کا تہرا تاج اتنی برس کی عمر میں اپنے سر پہ رکھا۔ یہ پوپ جس نے گر لگیو رمی تاحس کا لقب اختیار کیا

جولائی ۱۲۳۵ء
معاہدہ سالانہفریڈرک شہنشاہ
صقلیہ و یروشلمشہنشاہ پوپ
گر لگیو رمی تاحس

ایک ایسی فصاحت بیان کی وجہ سے جس میں اُس زمانے میں کوئی اُس کا نظیر نہ تھا۔ اور قوانین کتب الہامی اور تمام لوگوں کے فتاویٰ میں تجر حاصل ہونے کی وجہ سے گرگیوری اعظم کی سخت خلوت نشینی اور گرگیوری مہتمم کی مستقل مزاجی کا جامع تھا۔ جس بادشاہ سے اُسے سالہ پڑنے والا تھا وہ ایک نو عمر آدمی تھا جس کی عمر صرف ۳۳ سال کی تھی اور ایک ایسا نوجوان بادشاہ تھا جس کی تمام آرزوؤں اور ہوسوں اور جس کی کل کسپوں اور لیاقتوں میں سے کوئی چیز بھی گرگیوری میں نہ تھی۔ جزیرہ صقلیہ میں فریڈرک پیدا ہوا تھا۔ اور وہیں اس کا نشو و نما ہوا تھا۔ اس خوب صورت جزیرے کی بے انتہا شان و شوکت۔ اُس کی مزیدار وھوپ کے لطفون۔ اُس کے مرغزاروں کی نرمیت و تازگی میں اُس کا شباب عیش و عشرت کے ساتھ بسر ہوا تھا۔ نعمت و سرور و شاعری و مصوری۔ اور اعلیٰ درجے کی انشا پردازی جس نے پُرانے علوم کے خزانے اُس کے قدموں پر لاکے ڈال دیے۔ اُس کے مشاغل رہے تھے۔ یعنی کی وھنون اور شریعت نامیوں اور مہربین عورتوں کی محبت چھوڑ کے وہ ان لوگوں کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا تھا۔ جنھوں نے مشرقی درس گاہوں اور فلسفہ اسکندریہ و ایتھنز کی تعلیم پائی تھی اُس کی زندگی کو عصمت و بے گناہی سے کوئی علاقہ ہی نہ تھا۔ اُس کے مذاق کی زیادہ صحیح تصویر یون دکھائی جاسکتی ہے کہ ایک ایسا آزاد مشرب جس نے عام طور پر نہیں تو کم از کم اپنی ذات کے لیے عابدوں اور راہبوں کے اخلاقی دستور العمل کو ہلک پھینک دیا۔ بلکہ ایسا آزاد مشرب جس کے نزدیک سارا کرخت اور وحشیانہ شور و غل ساری غیر مذہب اور گنواروں کی سی برائیاں گائیہ قابل نفرت تھیں۔ اپنے اُس جنوبی باغ فردوس میں بیٹھ کے فریڈرک ایک ایسی آزادی کے ساتھ جو اُس دور کے مذہبی جوش و خروش میں اندیشہ سے خالی نہ تھی یہ کہنے کی بھی جرأت کر سکتا تھا کہ اگر خدا نے میرے اس خوش سواد وطن کو دیکھا ہوتا تو ارض بیوہاہ کی اُس عجیب زمین کو خاص اپنے مقبول لوگوں کے لیے ہرگز نہ منتخب کرتا۔ نیز میان اُس کی طبیعت پر ایسے اثر پڑ رہے تھے جو غالباً اُس میں ایسا مذاق پیدا کرتے جو پوپ اور اُس کے پیروؤں کی نظر میں دینی بے ادبی بلکہ بے دینی کے کلمات کفر سے بھی زیادہ ناپسند اور خطرناک تھا۔ اُس کے گرد ایسی خلقت آباد تھی جو مختلف ممالک سے آئے

جمع ہوئی تھی۔ جن سب لوگوں کو اس خطے کی لطیف اور نازک آب و ہوا نے ایک دوسرے کے مذاق میں سمو کے حلیم و نبرد بار بنا دیا تھا۔ نارمن لوگوں نے یہاں آکے اپنی شامی مذاق کی درشت و زاجی کسی حد تک چھوڑ دی تھی۔ اور اُس خوش طبعی کے فن کے قابل طلبا بن گئے تھے جس میں فریڈرک نے سہت کچترتی کی تھی۔ اہل جرمن تک کی وضع اور زبان میں کسی نہ کسی قدر تہذیب کی آب و تاب پیدا ہو گئی تھی۔ ان کے مقابل ایک گروہ یہودیوں کا تھا وہ جس طرح دولتمندی میں مسیحیوں سے بڑھے ہوئے تھے اُسی طرح تہذیب و تعلیم کی حیثیت سے بھی اُن سے زیادہ شائستہ تھے۔ اور ایک جماعت مسلمانوں کی تھی جن میں بھی تہذیب و شائستگی کی کمی نہ تھی۔ یہ دونوں مختلف المذہب فریق اس بات پر نازان تھے کہ فریڈرک کی رعایا بین اور امن و امان کے ساتھ اُس کی حکومت کو قبول کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ فریڈرک مختلف المذہب مذاق رعایا کے ساتھ یکساں طور پر پیش آنے کا سبق پانا تھا جو اُس دور میں خطرناک تھا۔ اور اُس کی آنکھوں میں رفتہ رفتہ وہ خوف ناک وسیع نظری پیدا ہوتی جاتی تھی جو کہ اب موجودہ تمدن کے زمانے میں کیتھولک مذہب کا دستور العمل نبی ہے۔ ایک حکمران کی حیثیت سے وہ مختلف مذاہب کے میل جول کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ سکتا تھا۔ اور اُسے نظر آتا تھا کہ ایک ایسی شہنشاہی جو خود سرِ امر کی شان و شوکت کے وہم و خیال میں بھی نہ گزری ہو۔ اس طریقے سے حاصل کی جاسکتی ہے کہ تجارت کو آزادی دی جائے اور اسے دنیا کے تمام حصوں میں پھیلا یا جائے۔ ایک عالم و فاضل شخص کی حیثیت سے وہ فلسفہ کی تعلیم کو ترقی دے سکتا تھا جو چاہے کسی نوعیت کی ہومرڈ ہنوں کو غور و فکر پر ابھارتی اور اس بات کا عادی بناتی تھی کہ جملہ مسائل کا تصفیہ استدلال اور مشاہدے سے کیا جائے نہ محض اس بات سے کہ خدان شخص کی یہ رائے ہے۔ بہر حال اور کوئی صورت خیال میں بھی نہیں آ سکتی جو اس سے زیادہ گرمیورمی تاسع کی طبیعت و مذاق کے خلاف و متعنا ہو۔ ایک کی خوش دلی کی مسرت اور آزادنہ حکومت دوسرے کی راہبانہ تیرگی اور ذاتی خود پروری کے اس قدر متد واق ہوئی تھی کہ ہم آہنگی کی کوئی تہیہ نہ ہو سکتی تھی۔ ممکن ہے کہ فریڈرک نے اپنے وعدے کے وفا کرنے میں کستی کی ہو مگر

اس کی کوئی شہادت نہیں موجود ہے کہ اس نے کبھی عہد شکنی کا سادہ کیا۔ مگر ان اس کے
 دل میں یہ خیال البتہ تھا کہ اگر بغیر تلوار کا وار کیے مطلب نکل آئے تو خون کے
 سمندر میں نہ بچا نہ نا چاہیے۔ سلطان مصر میں اور اس میں کچھ دوستانہ نامہ و
 پیام بھی مبادلہ تھا۔ اور انھیں تعلقات کی بنیاد پر اسے اُسید بھی کہ اچھا نتیجہ حاصل
 ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حالت میں ان تعلقات سے یہی نتیجہ حاصل ہوا کہ پوپ
 گریگوری کی برہنہ ٹبرہ گئی۔ اب جبکہ پوپ مین مبر کی تاب نہیں باقی رہی تھی فریڈرک
 نے آخر کار اپنا لشکر بروٹڈوریم (موجودہ شہر برنڈیزی) میں جمع کیا جہاں ایک ہجارتی
 شکایت پیدا ہوئی۔ اور فی صدی دس آدمیوں کی تعداد نذر اجل ہو گئی۔ چنانچہ خود اسے
 بھی باوجود دیکھ اپنے بیڑے کو لے کے روانہ ہو چکا تھا تین دن بعد مجبوراً مبنر گاہ
 اوٹرا انٹو میں واپس آنا پڑا سینٹ میچل کے دن (جو میسائیون میں ایک مہترک دن
 ہے) پوپ نے فریڈرک کو اپنی دینی جماعت سے خارج کر دیا۔ پوپ نے اچھو لیا کے
 آسقون سے جو شمشاد فریڈرک کی رعیت تھے ایک ملاقات کے موقع پر بیان کیا
 کہ ”کلیسیا بنے فریڈرک کے ہمیں اور اس کے ایام طفولیت کے زمانے میں اسے یہ تھا
 شفقت کے ساتھ پرورش کیا تاکہ ٹائیڈ کے اُن سانہوں اور زہریلے جانوروں کو
 قتل کرے جنہیں خود کلیسیا نے اپنی ناکھی سے اپنے سینے سے لگا کے اور پال پال کے
 بڑا کر دیا تھا۔ اس نے فریڈرک کو اپنے کندھے پر چڑھایا۔ اُن لوگوں کے ہاتھ سے
 بچایا جنہوں نے اُسے قتل کر ڈالا ہوتا۔ اور کلیسیا کو یہ اُمید تھی کہ وہ وہاں کی
 حمایت اور اعانت کرے گا۔ مگر اُن سب آرزوں میں اس نے دھوکا کھایا۔ فریڈرک
 جان بوجھ کے اپنی فوج کو بروٹڈوریم میں لے آیا تاکہ لوگ موسیٰ ہجارت میں مبتلا ہو جائیں۔
 پھر اس کے بعد مرث دکھانے کے لیے ارض فلسطین کے سفر کا نام لیا اور پیاری
 کاجوٹ ہمارے کر کے واپس چلا آیا۔ تاکہ پوپ ٹیولی کے حامیوں میں خڑے اڑائے۔“
 سینٹ مارٹن کے دن اور پھر کرسمس کے دن اس کے دینی برادر سی سے باہر کیے
 جانے کی تجدید پورے رسوم و منوالہ کے ساتھ کی گئی۔ پوپ کا حکم تھا کہ یہ فتوے
 اُن تمام کنیسوں میں شائع کیا جائے جو اس کے ماتحت ہوں۔ پیرس کے ایک شیش نما
 نے جس کو اعتراف تھا کہ سوا ایک قسم کی نزاع مہلے کے مجھے اس معاملے کی اصلی

حالت سے واقفیت نہیں ہے اس فتوے کو اس حیثیت سے شائع کیا کہ یہ کسی ایسے شخص کے مزمع ٹھہرائے جانے کا فتوہ ہے جس نے دین کے کسی ناجائز کام کا ارتکاب کیا ہوگا۔ اُس کے الفاظ یہ تھے کہ ”میں ظالم کو دینی برادری سے خارج کرتا ہوں۔ اور جس پر ظلم کیا گیا ہے اُس کو صاف کرتا ہوں“ فریڈرک نے اس کی چارہ جونی پوپ سے نہیں کی۔ بلکہ سچی دنیا کے حکمرانوں سے فریاد کی وہ حقیقتہً بیار ہو گیا تھا۔ اور پوپ نے ایسا حکم جاری کر لے میں اُس پر ظلم کیا تھا۔ اُس کی فریاد یہ تھی کہ ”دین عیسوی کی نیا ضمی جو تمام چیزوں کو اپنے پاس جمع کر لے سکتی تھی خود اپنی جڑ اور اصلی تنے کے اندر خشک ہو گئی۔ مگر زمینانہ نہیں خشک ہوئی ہیں۔ پوپ نے انگلستان میں سو اس کے کہ تعلقداروں کو شہ جہان کی مخالفت میں براہِ کفایت کیا اور اُس کے بعد سب کو موت یا تباہی کے سپرد کر دیا اور کیا کیا بہ ساری دنیا اُس کی حرص و طمع کو خراج دے رہی ہے۔ اُس کے نائب ہر جگہ موجود ہیں۔ اور جن ملکوں میں انھوں نے کچھ نہیں بویا تھا وہاں فصل کاٹ رہے ہیں۔“ اس طریقے سے گو اُس نے پوپ ہی کا ایسا پر جوش لہجہ اختیار کیا مگر اُس سے کچھ قطع تعلق کر لینے اور عیسیٰ جہاد کا جو عہد کیا تھا اُس کو ایک بریکار کی نقالی سمجھ کے توڑ دینے کا خیال بظاہر کبھی اُس کے دل میں نہیں گزرا۔ اُس نے ذمہ داری کی کہ میں نہایت عجلت کے ساتھ اپنی نو صین جمع کروں گا اور اس مہم پر روانہ ہو جاؤں گا مگر اس بات کا اقرار کرنے کے باعث پوپ کی جانب سے وہ ایک اور نئی مصیبت میں پڑ گیا۔ اس لیے کہ اس کے بعد جو مقدس صفحہ آیا اُس میں پوپ نے پھر اُس مقام کو بھی اپنے حلقے سے خارج کر دیا جس میں فریڈرک کا گزر ہو جائے۔ لیکن اس دینی جماعت سے خارج کیے جانے کے حکم کی اگر کمین تو ہیں کی جاتی تو اُس کی ہڈیاں فوراً اُس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیتی۔ شہنشاہ نے استقلال سے مہم کی تیاری کی۔ اور سامان کر کے بُرندوزیم ہو بچا۔ وہاں پوپ کے ایلیچون سے ملاقات ہوئی جنھوں نے اُسے سختی کے ساتھ امن کیا کہ کلیسیا کے خلاف آپ جس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اُس کے متعلق تا وقتیکہ قابلِ اطمینان جواب نہ دے لیں ایلیا لیمہ سے قدم باہر نہ نکالے۔ اس کے مقابل فریڈرک نے یہ کارروائی کی کہ خود تو اوٹرو انٹو کو روانہ ہو گیا اور اپنے سفیر پوپ کے پاس اس غرض کے لیے دوا

۲۴۰

برندوزیم سے
فریڈرک کی روٹگی

کر دیے کہ برادری سے باہر ہونے کے اُس فتوے کو مسترد کرے۔ مگر ان لوگوں کی درخواست
حقارت کے ساتھ نامنظور کی گئی۔

سپٹبر کے مہینے میں شہنشاہ فریڈرک شہر حکمہ میں ہو چکے تھے لنگر انداز ہوئے
مگر لوپ کے نائب یہاں اُس سے پہلے ہو چکے تھے۔ اور شہنشاہ نے یہاں
آپ کو اس حالت میں پایا کہ مقتدا سے شہر اُس کو مورد عقاب خیال کرتا ہے اور
اُس کے معتقدین بھی اُس سے بچنے بھاگتے رہتے ہیں۔ اسقف اعظم اور ممتاز فوجی سربراہ
اس بات کو مرنے الگ سے دیکھتے تھے کہ شہنشاہ کے ناپاک مشاہدہ جھنڈے کے
نیچے کوئی کام نہ کرنے پائے۔ لیکن ٹیوٹانک ناٹون نے جن کا سردار اعظم شہر
سالزاکا ہرمن تھا اور نیرنبرگین رد فہ اقدس نے شہنشاہ فریڈرک کے ساتھ
عموماً دوستی کا برتاؤ کیا۔ وہ مستعد ہوا کہ خود حملہ کر کے شہر یا فافہ قبضہ کر لے۔ اور
تمام مجاہدین صلیب کو اپنی سند پر بلایا۔ جس پر نائٹ ٹیمپلز نے یہ ظاہر کیا کہ اگر
کوئی حکم آپ کے نام سے جاری ہوگا تو ہم کو ساتھ دینے سے انکار ہے۔ اور
فریڈرک نے قبول کیا کہ اچھا خدا اور ملکیت سچی کے نام پر آپ لوگ کام کو نہ
لیکن اُس حالت میں جبکہ مسیحی کی باہمی جھوٹ سے دشمن کی بڑی بھاری
تقویت ہو گئی تھی سلطان معظم فرمان روا سے دمشق مر گیا جس میں اور سلطان

عہد ان دنوں مہر کا حاکم ملک الکامل اور دمشق کا حاکم ملک المعظم تھا۔ یہ دونوں ملک العادل
ابو بکر بن ایوب کے بیٹے تھے۔ اور باہم رقابت رکھتے تھے۔ ملک المعظم کا نام عیسے تھا۔ بروہ
جمہ ۳۰۔ ذی قعدہ ۶۲۲ھ میں اُس نے وفات پائی۔ وہ اپنی ذات سے بڑا عالم و فاضل
شخص تھا۔ فقہ حنفیہ۔ نحو۔ اور علم لغت میں ایسا تبحر حاصل تھا کہ مشہور زمانہ ہو رہا تھا۔ اور
صدی طالب علم اُس کے سر پرست علم و فضل سے سیراب ہوئے تھے۔ مشہور لغت صحاح جوہری
اُس کی حکمت سے تصنیف ہوئی۔ اور اُس نے مسند امام احمد بن حنبل کو بھی فقہی ترتیب سے
مدون کرایا تھا۔ مرتے وقت وصیت کر دی کہ مجھے سفید اور سادے کپڑے کا کفن دیا
جائے جس میں شہرے تار نہ ہوں۔ قبر بوض صندوقی کے بغلی بنے بیٹھے محمد حمزہ سنون
ہے۔ اور وہ کھلے میدان میں جو جس پر کوئی عمارت نہ تعمیر کی جائے۔ اُس کے بعد اُس کا
بیٹا داؤد الملقب بملک الناصر تخت نشین ہوا جس کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی۔ بھائی کا

فریڈرک کا کاپی
رہبر گاہ حکم
میں اترنا۔

مصر ملک الکامل میں رقابت تھی۔ اُس کے مرنے کے بعد ملک الکامل کی زیادہ آزادی حاصل ہو گئی۔ اور شہنشاہ فریڈرک سے دوستی پیدا کرنے کا جو اُسے شوق تھا وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ مگر فریڈرک اپنی طرف سے اسی کوشش میں لگا کہ اُس باہمی نامہ و پیام کا کچھ نتیجہ ضرور ظاہر ہو۔ کتنے عین ابتدا تو وہ اس بات کا طالب تھا کہ لاطینی سلطنت ارض فلسطین کا پورا علاقہ مسترد کیا جائے مگر انجام میں جو کچھ قرار پایا وہ اگر عربی موصحین کا بیان قابل اعتبار ہے تو اُس سلطنت سے صرف چند حقیر توابع ہاتھ آئے۔ غرض صلحنامہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے۔ اُس کی رُوسے پورا شہر بیت المقدس شہنشاہ کے حوالے کیا گیا۔ سو اہل سلیمانی یا مسجد عمر (مسجد اقصیٰ) کے جس کی گنجیان مسلمانوں کے قبضے میں آ گئیں مگر ان شراٹک کے ساتھ عیسائیوں کو اُس میں جا کے عبادت کرنے کی اجازت مل سکتی تھی۔ اس کے علاوہ شہر ہائے یافا بیت اللحم اور نامرہ بھی مسیحیوں کو دیے گئے۔

۱۸۔ فروری
۱۲۹۹ء۔ نوک
اور سلطان
کامل میں صلح

مرنے کی خبر سننے ہی ملک الکامل مصر سے فوج لے کے شام میں آ پہنچا کہ دمشق پر قبضہ کرے۔ سالنا مکر یہ خبر پہنچی کہ چچا ملک الکامل چڑھے چلے آئے ہیں تو اپنے چچا ملک لاشرف کو خبر کی جو علاقہ گرجستان کا فرمان روا تھا۔ ملک لاشرف ملک کو آ گیا۔ اور چچا بھینچون میں ہمہ راست ہونے کے بعد صلح ہو گئی۔

یہ معاہدہ ابتداء سے ماہ ربیع الاول ۶۸۷ھ میں ہوا تھا۔ شہنشاہ فریڈرک کو مسلمان موصحین اشرور کہتے ہیں جو لفظ امپیر کا معرب ہے۔ انھیں اصل نام نہیں معلوم ہوا اور چونکہ لقب انبرو ہے (جو فریسی زبان میں انگریزی لفظ امپیر کا تلفظ ہے) لوگ اُسے یاد کرتے تھے لہذا اُس نام سے مسلمان بھی اُسے یاد کرنے لگے۔ اور سمجھ گئے کہ یہی اُس کا اصل نام ہے۔ اس معاہدے سے عربی تاریخوں میں بھی اتفاق کیا گیا ہے بیت المقدس اور اُس کے گرد کے چند گاؤں مسیحیوں کو دیے گئے۔ اور باقی بلاد مثل شہر خلیل۔ نابلس۔ غور اور طبرہ وغیرہ کے مسلمانوں کے قبضے میں رہے۔ مسلمانوں کو یہ چیز نہایت ناگوار ہوئی۔ اور اصل میں یہ خرابی صرف اس وجہ سے تھی کہ مصر و شام کے مسلمان حکمرانوں میں نا اتفاقی اور بغاوت تھی۔ چنانچہ اس معاہدے کے چھ ہی مہینے بعد اسی ملک لاشرف نے اپنے بھتیجے سالام کو مغلوب کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ جو اُس کی کاک اور مدد کے لیے آیا تھا۔

فریڈرک کے لیے اس صلح کا نتیجہ ایک اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اس کارروائی سے اُسے اس بات کا موقع مل گیا کہ نوراً انبی قلم کو واپس جائے جہاں پوپ کی فوج اپنی لیا کو برباد کر رہی تھی۔ اور اندیشہ تھا کہ خود صقلیہ پر حملہ نہ کر دے۔ اب فریڈرک کو ارض مشرق میں صرف ایک کام باقی رہ گیا تھا یعنی روضہ اقدس سبچ کی زیارت۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہاں بھی پوپ ہی کا ڈھکنا بچ رہا تھا۔ جیسے ہی فریڈرک شہر کے پھانک کے اندر داخل ہوا تو یہ صورت نظر آئی کہ جیسے شہر مقدس ہی نہیں روضہ اقدس میں بھی پوپ کا فرمان امتناعی پہنچ گیا ہے۔ اور (کافر) مسلمان کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ ایک مسیحی شہنشاہ کی صورت دیکھتے ہی عیسائیوں نے تمام گرجوں کے دروازے بند کر لیے اور عبادت یک قلم موقوف ہو گئی۔ فریڈرک ایک اتوار کو اپنا شاہانہ لباس پہن کے اور بہت سا جلوس ساتھ لے کے بیت المقدس کی بادشاہت کا تاج پہننے کے لیے روضہ پاک کے گرجے میں گیا۔ اس رسم میں شرکت کرنے کے لیے سارے کینیسیہ میں کوئی بادشاہ موجود نہ تھا۔ کیسوا اور بالارمیکو کے مستن اعظم علیحدہ کھڑے تھے۔ آخر فریڈرک نے قریبان گاہ پر سے تاج اٹھا کے خود اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھ لیا جس کے بعد اُس کے حکم سے اُس کے دوست سالزاکے ہرمن نے ایک خطبہ پڑھا جس کے ذریعے سے شہنشاہ نے پوپ کی یہ خطا معاف کر دی تھی کہ میرے بابت اسے قائم کرنے میں اُس نے سختی کی۔ اور مجھے قوم سے خارج کر دیا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اگر پوپ کو اعلیٰ واقعات معلوم ہوتے تو وہ میرا مخالف نہ رہتا بلکہ موافق ہو جاتا۔ اس کے بعد اپنے اس خطبے میں اُس نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں از سر نو امن و امان پھیلانے کے لیے چھوٹے دوستوں۔ اپنے اوپر الزام لگانے اور گالیوں دینے والوں کو شرمندہ کروں گا۔ اور خدا سے اور نیز اُس سے جو دنیا میں اُس کا نائب ہے عجز و انکسار کے ساتھ پیش آتا رہوں گا۔

مسلمانوں سے فریڈرک نے نہایت ہی اچھا۔ ٹریفکٹ حاصل کیا۔

فریڈرک
بیت المقدس
میں

جس قصر میں شہنشاہ ٹھہرا ہوا تھا اُس کے قریب ہی کی ایک مسجد میں موزن نے مینار پر
چڑھ کے اذان دی۔ اور اُس میں یہ جملہ بڑھا دیا تھا کہ ”یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسیح بن مریم
خدا کے بیٹے تھے بظاہر شہر نے یہ جملہ سمجھتے ہی موزن کو اذان دینے کی ممانعت کر دی جب
اذان کا وقت آیا اور موزن نے اذان نہ دی تو فریڈرک کو اس بات کا خیال ہوا کہ
آج مسلمانوں نے اذان کیوں نہیں دی؟ اور جب اس کا سبب معلوم ہوا تو خود ہی
قاضی کو ملامت کی کہ میری وجہ سے آپ نے اپنے فرض مذہبی کے ادا کرنے میں کیوں
غافل کیا؟ اور کہا ”اگر آپ میرے ملک میں آئیے تو وہاں ایسا بیجا امتیاز نہ پائیے گا
مکتے میں کہ فریڈرک نے شہر کے اُس کتے کو دیکھ کے برا نہیں مانا جس کا مضمون
یہ تھا کہ ”صلاح الدین نے اس شہر کو ان لوگوں سے پاک کیا جو سبت سے خدا کو
اپنی پرستش کرتے تھے“ اور اُس کے ساتھ کے اہل اسلام جب نماز پڑھتے اور
رکوع و سجود میں جاتے تو اُن کی اس کارروائی کو دیکھ کے بھی اُس کی توری پر میل نہ
آتا تھا۔ یہیوں کی بابت اُس کے جیسے خیالات تھے وہ اسی واقعے سے ظاہر ہوتے
ہیں کہ جب اُس نے مقدس کنیسے کی کھڑکیاں بند دیکھیں جو اس غرض سے بن
کی گئی تھیں کہ چڑیاں اندر آ کے سترک چیزوں پر بیٹ نہ کریں تو اُس نے کہا ”مانا کہ
تم چڑیوں کو اندر نہ آنے دو گے لیکن سوروں کا کیا علاج ہو گا؟“

پوپ گرگوریئم
کا اس مہمانداری
کو بطل فرمایا

فریڈرک نے اپنی اس کامیابی کا حال جو درحقیقت قلم کے ذریعے سے
ہوئی تھی نہ تلوار کے ذریعے سے یورپ کے فرمان رواؤں کو سبت ہی نفی اور مبالغے
کے ساتھ لکھا تھا۔ مگر اس بات کی اُسے خبر ہی نہ تھی کہ سیمون اور مسلمانوں دونوں
کی اُس نے کس قدر دل آزاری کی تھی۔ ایک چمڑے کے کاغذ پر چند الفاظ لکھ دینے
سے اس سچی شہنشاہ نے اپنے لوگوں کو اُس امید سے بھی محروم کر دیا کہ بے دنوں
کو قتل کر کے وہ اپنے گناہ بخشوا لیں گے۔ اور انھیں الفاظ سے مسلمانوں کے
سلطان نے بھی اپنی رعایا کو نصرا نیوں کے قتل کرنے کے ذریعے سے فردوس بریں
کے حاصل کرنے سے باز رکھا۔ بیت المقدس کے مقدس اعظم کی جانب سے
پوپ کو ایک خط پہنچا جس میں اُس نے شہنشاہ کو سبت کچھ بُرا بھلا کہا۔ اور
اُسے دو غائبانہ مژدہ اور ڈاکو کے الفاظ سے یاد دلایا تھا۔ مگر گرگوریئم اس عہد نامے کو

تاثر نہ کر کے ہو بچنے کے پیشتر ہی یہ کہہ کر باطل توار دے چکا تھا کہ اُس کی رُو سے مسیح اور شیطان کے درمیان بلاپ کرانے اور خدا کے گھر کو محمد (صلعم) کو پرستش کی چیز قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُس نے لکھ بھجوا کر اسے کی غلطی سے اور ہمارے نجات دلانے والے کی مرضی کے خلاف ایک صلیب کا مخالفت۔ ایمان کا دشمن۔ اور وہ مردود جو قابلِ خیر ہے یا دی بنا لیا گیا ہے تاکہ دین مسیحی کی بے انتہا تخریب اور اُن شہیدوں کی تذلیل ہو جنہوں نے ارض مقدس کے مسلمانوں سے پاک کرنے کی کوشش میں اپنی جانیں دی ہیں۔

لیکن فریڈرک بھی اپنی جگہ پر نہایت ہی ثابت قدم اور مستقل مزاج بادشاہ تھا۔ یہ سبت المقدس سے یا فا اور یا فا سے طرابلس میں داپس آیا۔ وہاں یہ سُن کے کہ نائٹوں کا ایک نیا گروہ تیار ہو رہا ہے اُس نے حکم دے دیا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی شخص اپنی تلوار میں سپاہی نہ جمع کرے۔ شہر کے تمام مسیحیوں کو تفصیل شہر کے باہر والے وسیع میدان میں جمع کیا۔ اور اپنی اُس کا جو مقصد اسے اعظم ٹیپارس اور اُن کے معاونوں کی نسبت بھی نہایت آزادی کے ساتھ اعلان کر دیا۔ اور اس بات کی بھی تاکید کر دی کہ اب کل زائرین زیارت کر کے فوراً یورپ کو واپس چلے جائیں۔ اپنی اس راہ سے اُسے ہرگز لغزش نہ ہوئی۔ اُس کے تیراندازوں نے کنیسون پر قبضہ کر لیا۔ اور دو راہب جنہوں نے ممبر پر پڑھ کے اُس پر الزام لگایا تھا اُن کی گلی کو چون میں تشہیر کی گئی۔ اُس وقت اعظم اپنے محل میں بند کر دیا گیا اور شہنشاہ کے احکام کی تعمیل ہونے لگی۔ فریڈرک نے یورپ میں داپس آ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پوپ نے اُس کے خلاف بغاوت پھیلانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ اور دربار پوپ کی فوجیں جان آف برین کے زیر فرمان تھیں جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ غالباً اُسی نے شہنشاہ فریڈرک کی موت کی بغاوت ادا کی تھی اور جس کو یہ دعویٰ تھا کہ میرے بوا کوئی شہنشاہ نہیں۔ فریڈرک نے پوپ کے پاس اپنے ایلچی روانہ کیے جن کا قافلہ سالار شہر سالز اکا بہر من تھا۔ اُن کی درخواست تذبذب و توہین کے ساتھ نامنظور کی گئی۔ اور فریڈرک کو البینی شہنشاہ یعنی شہر لیون کے غریب

شہنشاہ کا
صلیبیوں کے
ساتھ یورپ
واپس آنا۔

شہنشاہ کا
سروغاریج
جراعت کیا جاتا

آرمیوں اور دیگر ملحدوں کے ساتھ جو عیسائیوں کی نظر میں سچی کلیسیا کے بدترین دشمنوں میں شمار کیے جاتے تھے پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ خارج از جماعت ہونے کی دشواری پیش آئی۔ یہ پھل اُس شخص کو ملا جس نے ارض فلسطین میں لاطینی سلطنت قائم ہونے کے واسطے رچرٹو شیردل سے بھی زیادہ کارنامے کیا تھا اور اسی خوش اسلوبی کے ساتھ کہ کسی نئی تفسیر تک نہ پھوٹنے پائی۔

بارہواں باب

ساتویں صلیبی لڑائی

بڑی بڑی چرمائیوں کے سوا جو صلیبی لڑائیوں کی کھلاقی ہیں اگر ہم اُن چھوٹی چھوٹی مہموں کو بھی صلیبی لڑائی کے نام سے موسوم کر دیں جن کے لیے اُن بڑی مہموں کے بیچ بیچ میں لوگ ارض مقدس میں جانے اور لڑنے کے لیے جمع ہوئے تو صلیبی لڑائیوں کی تعداد بہت بڑھ جائے۔ تاہم جو چڑھائی رچرٹو اور لاف کارنوال نے کی جو انگلستان کے پہلی سوم کا بھائی تھا اور اُس کے بعد رومی لوگوں کا بادشاہ ہو گیا وہ بھی فریڈرک دوم کی مہم سے کچھ کم نہ تھی۔ اور اسی مہم سے ہمارے خیال میں اُسے ان شوریدہ سرسری کی منحوس مہموں میں ساتواں نمبر دینا چاہیے۔

جو جوش پہلے صلیبیوں میں تھا اُسے زمانے نے دمیا کر دیا تھا۔ لیکن فریڈرک کے واپس آنے کے بعد کے واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں یہ خیال پھر تازہ ہو گیا تھا کہ جو وہ پہلے ارض فلسطین کو مسلمانوں سے قبضے سے نکالنے کے واسطے جمع کیا گیا تھا اُسے اور کسی کام میں نہ صرف ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ فروری تھا کہ وہ اسی کار خیر میں لگایا جاتا۔ تغلب و تصرف کا یہ خیال ایسا عام ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اُن لوگوں سے جو پوپ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے کام پر مامور تھے یہ کہہ دیتا کہ ہم جیسے اس کے کہ خود جا کے جہاد کریں چندہ دے کے لڑائی کی زحمت کو اپنے سر سے اٹالنا نہیں چاہتے تو وہ لوگ برا مان جاتے تھے اور اس جواب کو گالی سمجھتے تھے۔

رہمیں کا باپنا
رچرٹو اور لاف
کارنوال۔

پوپ کے
تخصیصہ داروں
پر تغلب کا
الزام

مصر کے سلطان ملک الکامل نے فریڈرک کے ساتھ جو صلح کی تھی وہ محض عارضی تھی۔ اور صرف دس سال کے لیے تھی۔ لیکن اس مدت کے اندر ہی دونوں جانب سے اُس معاہدے کے خلاف کارروائیاں عمل میں آئیں۔ مشہور ہے کہ ہزاروں سچی عکدے سے بیت المقدس جاتے ہوئے قتل کیے گئے اور گریگی ری نہم اور فریڈرک کے پاس جن دونوں میں مقام انگلی میں ملاپ ہو گیا تھا ایلی بھیجے گئے کہ اور ایک صلیبی لڑائی کی تیاری کی جائے اس بنا پر صلیبی لڑائی کا حکم تو دے دیا گیا لیکن صرف دکھانے کے لیے۔ کیونکہ جب فرانس کے امرا بہ سرکردہ تھیو بالڈناب شام میں اور بادشاہ نویر اور ہیوڈیوک آف برگنڈی اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے لیون میں جمع ہوئے تو پوپ کی طرف سے اُنھیں حکم ہوا کہ اس گفتگو کو ملتوی رکھو۔ اور اپنے اپنے گھردن کو واپس جاؤ۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل سے صاف ہٹا کیا۔ لیکن جب وہ سب باتوں کا بندوبست کر چکے اور روانگی پر تیار ہوئے تو ان کے پاس فریڈرک کے ایلی پہنچے۔ اور اس نے عالمی کہ جب تک میں بھی تعین کافی مدد نہ سکون۔ دانگی کو ملتوی رکھو۔ مگر اس استدعا کی بھی سماعت نہ ہوئی۔ اور گو فریڈرک نے اپنے افسروں کو حکم دے دیا کہ صلیبیوں کو کسی قسم کی مدد نہ دیں مگر یہ امر اپنے ارادے پر مستقل رہے اور رفتہ رفتہ عکدے جی ہو گئے۔ لیکن ان کے دہان پہونچنے سے پہلے ہی سلطان کامل بیت المقدس پر قبضہ کر کے داؤد کے منار سے کوہ مندم کر چکا تھا۔ اور ان صلیبیوں کو بھی گاڈ فرے ڈی بویون اور اُس کے ساتھیوں کی وجہ سے سخت مشکل کا سامنا تھا۔ خلاصہ یہ کہ ان کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس ناکامی سے بچنے کے لیے اُنھوں نے کچھ ہاتھ پاؤں بھی ہلائے یا نہیں۔

علاقہ کارنوال کے رچرڈ اور ولیم لانگ سورڈ (جس سے خود ارل آف سالبری نہیں بلکہ اُس کا بیٹا مرا ہے) کی ماتحتی میں انگلستان کے معاہدہ صلیب ڈوور سے جہازوں پر سوار ہو کر فرانس کو روانہ ہوئے مملکت فرانس طے کر کے مارسیلز پہونچے اور باوجودیکہ پوپ نے اُنھیں روکنا چاہا لیکن وہ

۱۲۳۳ء پوپ

شہنشاہ کا جدت

صلیبی لڑائی سے انکار۔

۱۲۳۳ء لغات

۱۲۳۹ء

فرانسیسی صلیبیوں کا

عکدہ پہونچنا۔

ان کی پوری

ناکامی۔

۱۲۴۰ء انگلستان

کے صلیبی۔

وہاں سے جہازوں پر سوار ہو کر چل ہی کھڑے ہوئے۔ فرانسیسی صلیبیوں کے مقابلے میں انھیں کمین زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ لوگ جب حکمت پر پہنچے تو انھوں نے ان معاہدوں کی بدولت جو مسلمانوں اور مسیحیوں میں ہوئے تھے۔ اور جن پر عمل دونوں مین سے ایک بھی نہ کرتا تھا۔ دونوں گروہوں کی حالت نہایت ہی اتر پائی۔ مگر اس نزاع نے جو سلطان مصر اور سلطان دمشق کے مابین نئے سرے سے پیدا ہو گئی تھی ان صلیبیوں کو بہت ہی نفع پہونچایا۔ جب رچرڈ کو چکر کے شہر یافا پہونچا تو صلح کا پیام دیا گیا۔ اور اس کے نتیجے میں جو معاہدہ سلطان مصر سے ہوا اس کے شرائط اس معاہدے کے شرائط سے بھی اچھے تھے جو فریڈرک دوم سے کیا گیا تھا۔

ملک فلسطین، پھر سیمون کے ہاتھ میں آ گیا۔ اور دو سال تک بالکل انھیں کے ہاتھ میں رہا جس کے بعد اس لاطینی سلطنت پر ایک ایسے دشمن نے چڑھائی کی جو بے رحمی میں ان سے بڑھا ہوا تھا جن سے اس وقت تک صلیبیوں کو سہاقتہ پڑا تھا۔ ان غیر دشمنی برہمنوں نے جنھیں جنگیز خان تاتار کے وحشت خیز سرداروں سے لایا تھا ملک خوارزم کے وحشیوں کو جو انھیں کے سے ظالم تھے ان کے ملک سے بھگا یا تو پناہ ڈھونڈنے والے اہل خوارزم ارض فلسطین میں آئے۔ سب سے مقدس کی فوج چونکہ بیت المقدس چھوڑ کے چل دی تھی لہذا ان وحشیوں نے آتے ہی خونریزی شروع کر دی۔ جو زائد ہر ملے قتل کیے گئے۔ مڑے قبروں سے نکال کے باہر ڈال دیے گئے۔ اور ہزاروں زائرین جو شہر میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور شہر پناہ کی دیواروں میں صلیبی علم نصب کیے ہوئے تھے ان وحشیوں کے ہاتھ سے قربانی کے جانوروں کی طرح ذبح ہوئے۔ اس تھلکے کے زمانے میں ٹیپلر زاور اہل شام میں اتفاق ہو گیا اور ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی جس میں ٹیپلر زاور یا سپلر ز کے کل افسر کام آئے۔ صرف ۳۳ ٹیپلر ۱۷ ٹیپلر ز اور ۳ ٹیپلر ٹانک ٹانٹ زندہ بچے تھے۔ ان دونوں اہل خوارزم اور سلطان مصر میں ملاپ تھا۔ لیکن اس موافقت کو بہت ہی کم قیام ہوا۔ کیونکہ تھوڑے ہی زمانے کے بعد ان میں

سلطان مصر و
رچرڈ آف کارٹو
کے مابین صلح

۱۱۹۲ء و اہل
خوارزم کا حملہ

ٹیپلر ز اور اہل
شام کا میل

ہاجم دشمنی ہو گئی جس کے نتیجے میں اہل خوارزم نے شکست کھائی اور منتشر ہو گئے اور امن و امان کے تحت حملے کا طوفان خدا ذکر کے ختم ہوا۔

تیرھواں باب

آنکھوں میں ملبی لڑائی

جو درہمی ویرہی اہل خوارزم نے پیدا کی تھی اُس کی وجہ سے پوپ انوسنٹ چہارم کی بارے ہوئی کہ ملبیوں کو پھر ایک دفعہ جمع کر کے روانہ کرنا چاہیے۔ ایک کونسل میں جس کا انعقاد شہر لیون میں ہوا تھا بیرلیوس کے اسقف نے نہایت مؤثر الفاظ میں ارض مقدس کے مسیحیوں کی مصیبت بیان کی اور قرار پا گیا کہ ارض مقدس کے مسلمانوں کے قبضے سے نکالنے کے واسطے پھر ایک مرتبہ کوشش کی جائے ہو نو رولیوس نے فرمان روا سے انگلستان ہنری سوم کو لکھا کہ اپنے زمانہ ماضیہ کے شہر دل تاجدار کی طرح آپ کو بھی ملبی ہاتھ میں لینی چاہیے لیکن ہنری کے لیے سلطان مصر یا خوارزم کے وحشیوں کو شکست دینے سے زیادہ فردری سم خود اپنی قلمرو کے قریب ہی درپیش تھی بان شاہ فرانس لوئی نہم کے دل میں اس آگ کے مشتعل کرنے میں پوپ کو زیادہ آسانی ہوئی۔

یہ ولی مسفت بادشاہ جو فقیرانہ فرائج اور عبادت کیش باوٹ ہوں کا نمونہ تھا اپنے باپ لوئی ہشتم کے مرنے پر دس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تھا اُس کی ماں بلانش نے باجو نسطرہ دگیٹائل کی بھتیجی اور جس کے ہاتھ میں اُس کی طغولیت کے سبب سے ہمارے سلطنت کی باگ تھی اپنے اس وارث سلطنت فرزند کی تربیت نہایت سختی کے ساتھ کی۔ اور اُس تعلیم کو لوئی نے سب سے سادہ سادہ سرگرمی سے قبول بھی کیا۔ عنقریب ان شباب میں چند دوشیزہ خوب صورت روکیوں کے حسن نے اُس کے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ اُس نے شوق و آرزو کی نظر سے اُن کی طرف دیکھا۔ اتنی سی بات پر مان نے اُس سے کہا کہ نسبت اس کے کہ تمہارے دل میں مصیبت کا شوق پیدا ہو میں تمہارے مرجانے کو بہتر سمجھتی ہوں۔ اُس کی ملبیبت کا خلقی رجحان تو اُسے زیادہ خشک اور عابد گوشہ نشین بنا

یون کی کونسل

۱۲۱۳ء کو لوئی
بادشاہ فرانس

بنادیا مگر ملک کی مصلحت نے اُسے شادی کرنے پر مجبور کیا اور اُس کی دو وطن پرانوں کی شہزادی مارگیرٹ ساس کے بتائے ہوئے متقیانہ اصول سے اپنے شوہر کے ساتھ منیت ہی سختی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ جو جو لوئی نہم کی عمر بڑھتی گئی اُسی قدر وہ نفس کشی میں بھی ترقی کرتا گیا۔ سخت سے سخت جاڑے میں نہ رات کو اٹھ بیٹھتا اور اپنے کمرے میں ٹھلا کرتا تھا۔ کپڑوں کے نیچے وہ بادوں کا ایک کھم کھم اور موٹا کپڑا پہنتا تھا۔ جس سے نفس کشی کے لحاظ سے دیکھیے تو اُسے کافی تکلیف پہونچا کرتی تھی۔ برس بھر میں صرف ایک مرتبہ میو سے کھاتا تھا۔ جمعہ کے دن نہ بھی کپڑے بدلتا تھا اور نہ ہنستا تھا۔ ایک نولادی بچہ کو جو کپڑے کا دم تھی مگر ایک باقی دانت کے ڈبیر میں بند کر کے وہ بروقت اپنی کمر میں رکھ کر لے جاتا تھا۔ اور اُس سے ہر ہفتے میں ایک مرتبہ اپنے شانوں کو زخمی کر کے خون نکالتا تھا۔ اور جب لپٹ رابام صیام کا زمانہ آتا تو ہفتے میں تین بار بے تلے کا جونا پہن کے وہ اُن کنیہ سون کی زیارت کے لیے جو کوسوں کی مسافت پر تھے باپا دہ جاتا تھا۔ دن بھر میں دو تین بار بلکہ بعض اوقات چار مرتبہ بھی نماز پڑھتا تھا۔ اور اب بھی عبادت سے جی نہ بھرتا تھا۔ سفر کرتا تو اُس کا پادری اسے میں اُسے نماز پڑھاتا ہوا لے جاتا تھا۔ خانقاہ نشین راہبوں تک نے کوشش کی کہ اُس کا یہ زہد و اتقا اور نفس کشی جو بچی ڈوگٹ۔ ڈومنی یا فرانسیس کے اصول و ضوابط سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی تھی کم ہو جائے مگر کوئی تاسع نے اُس کا جواب دینے کے لیے اُن سے سوال کیا کہ اگر میں اس کا دو چاند وقت شکار اور قمار بازی میں صرف کرتا تو بھی کیا ایسے ہی الزام کا مستوجب ہوتا؟ مطلب یہ کہ کثرت عبادت کا الزام بدکاری و معصیت کے الزام کے برابر نہیں ہو سکتا۔ لہذا بہتر ہے کہ بہ نسبت اُس کے مجھے یہی الزام دیا جائے۔ کیسی ہی نصحت و ملامت اور طعن و تشنیع کی جائے۔ اُس کی منکر الزامی میں ہرگز فرق نہ آتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت جو اُس کے سامنے اپنے ایک مقدمے کی پیروی کرنے کو آئی تھی چلا آئی۔ آپ فرانس کے بادشاہ نہیں ہیں۔ بلکہ صرف پادریوں اور راہبوں کے بادشاہ ہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ فرانس کی سلطنت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس مرتبے سے

آپ کو نکال دینا چاہیے۔ اس کا جواب لوئی نے یہ دیا کہ تم سچ کہتی ہو۔ خدا کو ہی پسند
 آیا کہ مجھے بادشاہ بنائے مگر یہ بہتر ہو تا کہ اللہ جل شانہ میرے عہد میں کسی ایسے
 شخص کو بادشاہ مقرر فرماتا جو اچھے طریقے سے اس سلطنت میں فرمان روائی
 کرتا۔ یہ کہہ کے اُس نے بہت کچھ روپیہ دے کے اُس عورت کو رخصت کر دیا
 اور روپیہ تھا بھی ایسی چیز جس سے اُس بادشاہ کو بہت ہی کم غصہ تھی۔ اور
 اُس کی ضرورت بھی اُسے سوا اُن موقعوں کے جب اُسے کوئی متبرک چیز خریدنی
 ہوتی بہت کم پیش آیا کرتی تھی۔ مگر ہاں تبرکات کے بارے میں وہ نہایت ہی
 طامع تھا۔ اُس نے وہ ہلی کانٹوں کا تاج جو حضرت سچ کو بچھا یا گیا تھا۔ اور جو
 قسطنطنیہ کے کنیسہ سینٹ صوفیا میں تھا دس ہزار روپیہ کے بڑے شوق سے
 مول لیا تھا۔ ایسے شخص کی نظر میں خدا کی مطلقاً فرمانبرداری اور دین مسیحی کی
 ہر چیز اور ہر مسئلہ پر اعتقاد رکھنا اور اُس کی پابندی کرنا انسانیت کے بہترین
 اوصاف تھے۔ دین مسیحی کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہ تھا جس پر اُس کے خیال
 میں ذرا سا بھی شک کیا جاسکے۔ بلکہ اُس کے اعتقاد میں دین کا ہر مسئلہ
 واجب التسلیم تھا۔ ایک روز اُس نے اپنے داروغہ سے کہا جو شہر روان
 ویل کا حاکم تھا۔ اُس کے ہمراہ ارض فلسطین میں آیا تھا۔ اور جس کی
 لکھے ہوئے بے مثل وقائع اس وقت تک اُسے اور اُس کے زمانے کو
 زندہ کیے ہوئے ہیں ”تھین اپنے باپ کا نام معلوم ہے؟“ اُس نے
 عرض کیا ”جی ہاں یاد ہے۔ اُس کا نام سمعون تھا“ کوئی نے دوبارہ کہا
 ”یہ تھین کیونکر معلوم ہوا؟“ داروغہ نے کہا ”اس لیے کہ میری ماں نے
 بارہا مجھ سے اُس کا تذکرہ کیا ہے۔“ یہ سن کے بادشاہ نے جواب دیا ”تب تو
 تھین دین کی بھی تمام باتوں کا معتقد ہونا چاہیے جن کی تصدیق ہمارے
 خداوند کے رسولوں نے کی تھی۔ جیسا کہ تم ہر توار کو اُن بھجنوں میں سننے
 رہے ہو جو گائے جاتے ہیں۔“ اُس کے مشرب میں بحث و مباحثہ کی کوئی وقعت
 نہ تھی۔ اور نہ کسی حالت میں اُس کی کچھ ضرورت تھی۔ اُس نے نہایت ہی ولی
 مسرت کے ساتھ روان ویل سے ایک ٹائٹ کا واقعہ بیان کیا جس پر

ایک ایسے موقع پر جب کہ چند یہودیوں اور کلگنی کی خانقاہ کے راہبوں سے
 جھگڑا ہو رہا تھا راہبوں کے افسر سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔ ذرا مشکل
 سے اس کی اجازت دی گئی۔ اور وہ پُرانا سا ہی (ناٹ) برساتیوں کے
 بل پر کھڑا ہوا کہ چونکہ وہ لنگڑا تھا اور یہودی مقتدا کو اپنے قریب بلا کے پوچھا
 ”تم حضرت مریم کو مانتے ہو جن کے بطن سے ہمارے نجات دلائے والے
 عیسیٰ مسیح پیدا ہوئے تھے؟ اور نیز اس کو تسلیم کرتے ہو کہ جس وقت وہ خدا کی
 مان بنی تھیں اُس وقت باکرہ تھیں؟“ یہودی نے فخر کے لہجے میں جواب دیا
 کہ ”اِن میں سے ایک بات کو بھی میں نہیں مانتا“ یہ جواب سُن کے ناٹ
 نے کہا ”پھر تم بڑے بے وقوف ہو کہ اِن باتوں کا تو اعتقاد نہیں ہے اور
 ایک مسیحی خانقاہ میں آئے ہو! لہذا اپنی اس حماقت کا ثمرہ بھی لو“ یہ کہہ کے
 اپنی بغل کے نیچے کی برساتی اٹھا کے اُس نے اس زور سے یہودی کی کپٹی پر
 ماری کہ وہ تیور اسکے گر پڑا۔ اور اُس کے تمام رفقاء یہ دیکھ کے بھاگ کھڑے
 ہوئے۔ خانقاہ مسیحی کے مقتدا نے اس حماقت پر ملامت کی تو اُس ناٹ نے
 جواب دیا ”آپ مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف ہیں کہ ایسے لوگوں کو جمع کیا ہے
 جن کی بحث سُن کے بیچارے مسیحی گمراہ اور بے دین ہو جائیں“ روال
 دلیل کہتا ہے کہ اس حکایت کے اخلاقی نتیجے کو بادشاہ نے ان الفاظ
 میں بیان کیا تھا ”کسی کو چاہیے وہ اپنے مذہب کا کتنا ہی بڑا عالم ہو یوں
 سے بحث نہ کرنی چاہیے۔ اگر سب ہی سُننے کہ دین مسیحی پر حملہ کیا جاتا ہے تو
 اُسے چاہیے کہ نہایت تیز دھار کی تلوار سے اپنے دین کی حمایت کرے۔
 اور اُس تلوار کو قبضے تک بے ایمانوں کے سپیٹ میں پیوست کر دے“
 کسی زمانے کی تاریخ واقعی طور پر ہمیں اُس وقت تک نہیں معلوم
 ہو سکتی جب تک کہ ہم اُس زمانے کے لوگوں میں سے کم از کم بعض
 کے حالات سے واقف نہ ہو جائیں۔ اصول کے مطابق کوئی کے حالات
 میں اُن تفصیلی واقعات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے جنہیں یوں ہم
 صرف ایک ٹھنڈی سانس لے کے یا ایک دفعہ مسکرا کے پڑھ جاتے

لوئی نم۔ پوپ
اور شہنشاہ۔

بادشاہ نے ایک دن روان ویل سے پوچھا "مقدس پچشنہ کے دن تم غریبوں
کے پاؤں دھلاتے ہو؟" روان ویل نے کہا "جی نہیں۔ اور نہ کبھی ایسے لوگوں
کے پاؤں میں دھلاؤں گا" اس پر بادشاہ نے کہا "یہ جواب تو تم نے بُرا دیا۔
کیونکہ خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے جو کچھ کیا ہے اُسے تم کو حقارت کی نظر
سے نہ دیکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ جو عالم کا خداوند اور مالک ہے اُس نے
متبرک پچشنہ کے دن اپنے شاگردوں کے پاؤں دھلائے تھے اور اُن سے کہا
تھا کہ میں نے جو تمہارا مالک اور استاد ہوں یہ کام اِس واسطے کیا ہے کہ اِس
رسم کو تم سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ادا کیا کرو۔ روان ویل میں
تم سے التجا کرتا ہوں کہ اُسی مالک کی محبت کے لحاظ سے اور نیز میرے خیال سے
تم اِس رسم کے پابند ہو جاؤ" ایک اور وعظ میں جس کی نرمی نے اُس کی طوالت
کے عیب کو مٹا دیا ہے بادشاہ نے روان ویل کو اِس بات پر ملازمت کی تھی
کہ اُس کی زبان سے اتنا نکل گیا تھا کہ "کوڑھی ہونے کے مقابل مجھے یہ پسند
ہے کہ تیس بدترین گناہوں کا مرکب ہو جاؤں" المختصر لوئی ایک ایسا شخص
تھا کہ اگر اُسے اِس عقیدے کی تعلیم نہ دی گئی ہوتی کہ بے اعتقاد دی لانا بڑا
ختم کو عقائد میں شبہ کرنا بھی (مگر چہ شبہ اعتقاد کے قوی کرنے کے لیے کیا جائے
وہ اُس کے نزدیک ایسا نہ تھا کہ اُس کا لحاظ کیا جائے) بے دین اور شکی
شخص کو اِس قابل نہیں رکھنا کہ اُس کے ساتھ سیسی قیامی درجہ دلی کا برتاؤ
کیا جائے تو بے شک وہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت کرتا۔ اسی
عقیدے کی وجہ سے اُسے یہودیوں اور کافروں کے ساتھ دلی نفرت تھی
اگرچہ ممکن تھا کہ یہ نفرت کسی یہودی یا کافر کو سخت مصیبت یا تکلیف میں
مبتلا دیکھ کے صبح کے کمرے کی طرح آنا فانا میں کا فور ہو جاتی۔ مگر باوجود
اپنے تعصب۔ تنگ خیالی۔ سخت رہبانیت اور متواتر وعظ و نصیحت کے
اُس میں ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کی نرم مزاجی تھی جس کی بدولت ہزار ہا
آدمی اُس کے دالہ و رشید اچھے۔ چاہے اُنھوں نے اُس کے نقش قدم پر
چلنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہو۔ ایک ایسے زمانے میں جب کہ انو بیانی

اور بات بات پر قسم کھانے کا مرض عالمگیر ہو رہا تھا اُس کی زبان سے کبھی کوئی ایک بھی لفظ ایسا نہ نکلتا تھا جو گرفت کے قابل ہو۔ روان ویل اپنی لطیف عبارت میں اُس کی نسبت لکھتا ہے کہ ”زمین نے کبھی اُس کی زبان سے کوئی فحش لفظ سنا اور نہ کبھی ڈول (شیطان) کا نام اُس کی زبان پر آیا جس کو اب اس زمانے میں لوگ بات بات پر لیا کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی عادت ہے جس کی نسبت مجھے یقین واقع ہے کہ خدا کی خوشنودی و کُنا ر اُس کی ناراضی کی مستوجب ہے۔“ ان صفوں کے علاوہ وہ بہت صائب الرائے اور مستقل مزاج تھا جس کی وجہ سے مذہبی معاملات میں وہ نہایت ہی قوی الاعتقاد اور ثابت قدم تھا۔ اور اسی بنیاد پر لوگ اُس کی ضعیف الاعتقادی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ خود اپنی علامت کو وہ بڑے تحمل کے ساتھ سُن سکتا تھا۔ لیکن جو لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اُس کے اس زہد و اتقا اور اُس کی رہبانیت سے فائدہ اُٹھائیں اور اُس کے شاہی حقوق یا اُس کے پڑوسیوں کے حقوق میں تصرف کریں اُنھیں بہت جلد معلوم ہو جاتا تھا کہ اُنھوں نے دھوکا کھایا اور اُس سے اپنا یہ مطلب وہ نہیں حاصل کر سکتے جب پوپ گرگیر می نہم اور فریڈرک دوم سے دوبارہ اور آخری مرتبہ جھگڑا ہوا۔ اور پوپ نے فریڈرک دوم کو تخت شاہی سے مغزول کر کے اُس کا تخت و تاج لوٹی کے بھائی رابرٹ کو دینا چاہا تو اس نیک دل اور حلیم الطبع بادشاہ نے پوپ کی اس درخواست کا جواب ذیل کے الفاظ میں دیا: پوپ کی یہ سخت و جرات کس بنیاد پر ہے کہ اُس بادشاہ کو اُس کے حقوق سے محروم کرتا ہے جس سے بڑا اور عظیم الشان فرمان روا اسی ہی دنیا میں نہ ہونا درکنار وہ اپنا کوئی ہمسر و ہمتا بھی نہیں رکھتا؟ اور ایسا بادشاہ کہ جس پر جتنے الزام لگائے گئے اُن میں سے ایک بھی نہیں ثابت ہوا۔ بفرض محال یہ الزامات اگر ثابت ہو جاتے تو بھی سوا اجماع یا کسی عام کونسل کے اور کوئی قوت اُسے تخت و تاج سے مغزول نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے معاملات پر اُس کے

و دشمنوں کا فیصلہ کوئی وقعت نہیں۔ کھتا اور اُس کا سب سے بڑا سخت دشمن خود پوپ ہے۔ ہماری نظر میں اس وقت تک وہ صرف بے گناہ ہی نہیں بلکہ بہت اچھا مہسایہ ہے۔ اور ہمیں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اُس کی دنیاوی وفاداری یا اُس کے اعتقاد مذہبی میں بہ حیثیت کیتھولک مسیحی ہونے کے کیوں شک کیا جائے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے واسطے سمندر میں بھی اور خشکی پر بھی نہایت بہادری سے لڑا ایسی بڑھی چڑھی پابندی تو ہم نے خود پوپ میں بھی نہیں پائی جس نے اُس زمانے میں جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تھا اُس کے پریشان کرنے اور تحفہ شہادت سے اُس کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کی۔ باوجودیکہ اُس وقت وہ خدا کے کام میں بدل و جان معروف تھا۔

اب اسی کام کے لیے جو اُس عہد کے مذہب کے مطابق کار خیر تھا اس سیدھے ساوے مگر مستقل مزاج حتیٰ دوست اور انصاف پسند بادشاہ نے بے خوف و خطر اپنے جسم و جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ حالانکہ وہ اوصاف جن کی کسی جنرل یا فوجی سردار کے لیے ضرورت ہوتی ہے ان میں سے ایک صفت بھی اُس کی ذات میں نہیں پائی جاتی تھی۔ خریدار رک جس کا وہ نہایت ہی طر فدار تھا اس بارے میں وہ اُس کے اس قدر برعکس تھا کہ خیال کرنے سے حیرت معلوم ہوتی ہے۔ اُس کی نظر میں غیر مذہب کے فلسفیوں اور شاعروں کے علوم۔ اُن کا فضل۔ اور اُن کا تمدن۔ اسی طرح ہر زمانے کے شعرا کا کلام۔ علم موسیقی۔ اور اس قسم کی ہر چیز نہایت ہی نفرت کے قابل تھی۔ تجارت۔ حرفت اور علم کے ذریعے سے مختلف اقوام میں میل جول پیدا ہونا کبھی اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا۔ جب تک کہ وہ اپنے ملک میں تھا حتیٰ الامکان نہایت عدل و انصاف سے سلطنت کرتا رہا۔ مگر جب فرائض مذہبی نے اُسے معرکہ صلیب اختیار کرنے اور دوسرے ملک میں جانے پر مجبور کیا تو وہ پچاس ہزار آدمی اپنے ہمراہ لے کے چل کھڑا ہوا۔ فوجی تدابیر اور

۲۵۵ء کوئی نہم
کا مرکز صلیب
اختیار کرنا۔

حرلی حکمت عملیوں سے بالکل کام نہیں لیا۔ بلکہ محض اس اعتقاد کے ساتھ سفر شروع کیا کہ خدا جس کی خدمتگزاری کے لیے میں نے کربان دہی ہے وہی میری طرف سے لڑے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ یہ خود میرا گناہوں اور میری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ اُس کی مان نے اس ارادے سے اُسے بہت روکنا چاہا لیکن اُس نے اُس کی طرف سے کان بہرے کر لیے اور مطلق سماعت نہ کی۔ اس ارادہ جہاد کی ابتداء یوں ہوئی کہ ایک مرتبہ وہ علیل ہو گیا تھا اور اُس بیماری میں ایسی رومی حالت ہو گئی کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اُس کا خاتمہ ہو گیا۔ جو ملازم ہر وقت پاس رہا کرتے تھے اُن میں سے کسی نے مُردہ سمجھ کے اُسے چادر اڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرے خادم نے اُس کے مُنہ پر سے چادر مٹائی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اور کہہ رہا ہے ”خدا نے مجھے فردن میں سے اُٹھا بیٹھا یا۔ لاؤ مجھے صلیب دو جو غرض یوں یہ جہاد تو اُسی وقت اُس کی تقدیر میں لکھ گیا تھا مگر یہ ظاہر اُس کے نو مہینے بعد اُس نے پیرس کی پارلیمنٹ میں علانیہ معرکہ صلیب اختیار کیا۔ اُسی سال ٹرے دن کے زمانے میں اپنے اہل دربار کو اُس نے حسب معمول نئے خلعت دیے جن میں دونوں نوذخون کے درمیان سُرخ صلیب بنی ہوئی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اہل دربار کو یقین ہو گیا کہ اب اُن کی جان کسی طرح نہیں بچ سکتی۔ اور اُنھیں بادشاہ کے ساتھ خواہ مخواہ جانا پڑے گا۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

نہم کی تیاریاں کرنے میں دو برس اور گزرے۔ اور ۱۲ جون ۱۸۴۵ء کو شہر سینٹ ڈینیس کی خانقاہ میں پوپ کے سفیروں نے لوئی کو چھوٹی اور زائرین کا عصا اور سیلیکٹ (دیر دیوں کے متبرک جھنڈے کا نام تھا) پوپ کی طرف سے لاکھ پیش کیا۔ ماہ اگست کے آخر میں وہ جہاز پر سوار ہو کے فرانس سے روانہ ہوا۔ آٹھ مہینے جزیرہ قبرس میں بسر ہوئے جہاں شہنشاہ فریڈرک نے اُس کے اکثر ہمراہیوں کو اپنا مہمان رکھا۔ اس مہمان نوازی کا نتیجہ ہوا کہ لوئی نے فریڈرک کی سفارش میں

فرانس سے
لوئی کی روانگی۔

۱۲۴۹ھ

پوپ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص مجاہدین صلیب کے ساتھ ایسا سلوک اور ایسا دوستی نہ کرنا چاہیے اُس کا تصور معاف کر دیجیے۔ یہ خط دربار پوپ میں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا گیا۔ دوسرے سال نو سویم ہمارے جہاز پر سوار ہو کے وہ مصر کو روانہ ہوا۔ اُس کا بیڑا جیسے ہی شہر ومیاط سے گزرنے آگے بڑھا اُس کے پلیمین نے سلطان اسلام کے سامنے جا کے اپنے بادشاہ کے جاہ و جلال کی بڑی ہی ہیبت ناک تصویر کھینچ کے دکھائی تاکہ وہ ہنر خیز ہیٹن کے سراٹاوت مجھکاوے۔ مگر سلطان نے یہ جواب دیا کہ ”میں حق پر ہوں۔ اور جو شخص ناحق مجھ سے لڑے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اکثر یہ ہوا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں کو چند سپاہیوں نے بل کے شکست دے دی ہے۔“

ایک نہایت ہی نمایاں کامیابی کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ پچاس ہزار صلیبی نشان و شوکت اور دھوم دھام سے اتر کے بڑے مسلمانوں کی جو فوج ومیاط کی محافظ تھی ایسی خائف و بدحواس ہوئی کہ سب لوگ قلعہ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر مذکور پر قبضہ کر لیا گیا۔ لیکن بیکار اس لیے کہ وہاں کے آباد ہونے والوں نے بھی شہر کے اُس حصے میں جہاں مال تجارت اور غلہ وغیرہ بھرا ہوا تھا آگ لگا کے بعلیت تمام قاپروہ کی راہ لی تھی۔ فتنوں کا جیسا اثر ہوتا ہے ویسا ہی اثر اس فتح کا بھی اہل صلیب پر ہوا۔ لوئی کا زہر و اتفاق بدستور قائم رہا لیکن اُس کے خیمے سے گولی کے ٹپہ ہی پر اُس کے ہمراہی حد سے گزری ہوئی عیاشی اور سیہ کاری میں مشغول تھے۔

اسی فصل میں تھوڑے زمانے کے بعد انگلستان کے دو سو ٹائٹ برہمن سوری ویم لانگ سورڈ و آپہنچے اور اس فوج میں آٹھ ہزار نو سو کے مہینے میں لے ہو گیا کہ اس بنا دے والی فوج کو قاپروہ کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ اگرچہ دشمن کے حملوں کی وجہ سے بھی اس فوج کا آگے بڑھنا کچھ آسان نہ تھا۔ لیکن شہر اسمون پر پہونچ کے انھیں رکنا ہی پڑا۔ جن گزگاہوں کے بنانے کی اُنھوں نے کوشش کی تھی انھیں دشمن نے برباد کر ڈالا۔ اور ان کی مخفیقوں کو مسلمانوں نے کریک فائر (آتش یونان) کی چھکریاں

فوج کا قاپروہ کی طرف ہونا

مار مار کے جلا ڈالا۔ آخر کار کسی بددعویٰ نے بہت کچھ رقم لے کے اُنھیں ایک ایسا مقام بتا دیا جہاں پر وہ نہر پایاب تھی۔ اور یہ لوگ نہر کے اُس پار اترے اور دشمن کی فوج جو اُس نہر سے پہنچتی بھاگ کھڑی ہوئی۔ اِس موقع پر اہل صلیب اگر مضابطہ اور تحمل سے کام لیتے تو اُنھیں بہت کچھ کامیابی حاصل ہوتی۔ لیکن بادشاہ کے بھائی فوٹ آف آرنوٹ نے اصلی حصہ فوج کے پہنچنے کا انتظار نہ کیا۔ اور یہ کہ دی کہ ہمیں چاہیے کہ یونین دشمن کو دباتے ہوئے چلے چلیں۔ ٹیڈلر س کے سردار نے بہت سمجھایا کہ دشمن کے اِس خواہری خوف زدہ ہو جانے پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ لیکن اُس کی کون سنتا تھا بلکہ کونٹ نے اُس پر اُٹا یہ الزام لگا دیا کہ یہ ہمیں جان بوجھ کے فریب دینا چاہتا ہے۔ جس کے جواب میں ٹیڈلر س کے سردار نے نہایت تحمل و بردباری کے ساتھ کہا ”ہم لوگ اپنا گھربار اور مال و سبب چھوڑ کے جو اِس ملک میں آگے رہے ہیں جو دشمنوں کا ہے تو آپ کے خیال میں کیا اِس غرض سے آئے ہیں کہ خدا کے کام میں دھوکا دیں؟ اور اپنی نجات سے دست بردار ہو جائیں؟“ لٹپ آف سائبرری نے بیچ میں پڑ کے صفائی کرانی چاہی لیکن اُس کی سفارش پر عمل کرنا درکنار وہ خود بھی ذلیل کیا گیا۔ غرض بالکل بے ترتیبی سے دوڑتے اور پکیتے ہوئے اہل صلیب شہر منصورہ میں داخل ہوئے۔ اُن کی اِس ابری کو قملوک لوگوں نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا۔ اور اِس طرح اچانک اُن پر آگرے جس طرح شکاری جانور شکاری چڑیا پر آپڑتا ہے۔ مسلمانوں کی تھوڑی فوج اِس خدمت پر روانہ کی گئی کہ کونٹ آف آرنوٹ کی فوج میں اور اِس کی اصلی فوج میں جو بادشاہ کے ہمراہ تھی باہم تعلقات نہ رہیں۔ اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔ اہل صلیب پر مکانون پر سے کھولتے ہوئے پانی کا بیجھ۔ ڈھیلے اور جلتی ہوئی لکڑیاں برسنے لگیں۔ کونٹ آف آرنوٹ نے اِس زمانے کے مسلمان فرمان روا یاں مہرملوک کہلاتے تھے۔ اِس لیے کہ وہ غلام ہوتے تھے۔ ملاؤں علی بن غلام کو کہتے ہیں

اس سے پہلے ہی کہ اپنی اس محاکات کا نتیجہ دیکھ مارا گیا۔ اوس اس کے بعد ہی ولیم لائنگ
 سورٹھوئے جان دی۔ اگر بادشاہ کی فوج مدد پر نہ آجاتی تو اس کی فوج بھی بالکل تباہ
 و برباد ہو گئی ہوتی گو وہ ایک فوجی جنرل کی حیثیت سے کچھ نہ تھا مگر اس خطرناک اور
 نازک گھڑی میں اس نے نہایت ہی جرات اور بہادری سے کام لیا تھا۔ دونوں
 فریقوں نے خطرناک نقصان برداشت کیا تھا۔ مگر بادشاہ کا و میاٹ جانے کا
 راستہ بند ہو گیا۔ اور ایک عجیب و غریب مملکت مرض اس کے لشکر گاہ میں پھیلنے لگا
 لوئی نے دشمن کے پاس پیام صلح بھیجا جس کے ذریعے سے یہ صورت معاہدہ
 پیش کی کہ و میاٹ لے کے شہر مہیت المقدس کی حکومت اسے دے دی جا
 یہ صورت نام منظور ہوئی۔ اور اب واپس ہونا لازمی تھا۔ لیکن دریا کے پاس
 اور نر کے سامنے اسے ایک سخت لڑائی لڑنا پڑی جس میں صلیبیوں کا بہت
 نقصان ہوا۔ بادشاہ کی ثابت قدمی کو تو لغزش نہیں ہوئی لیکن جو کچھ قوت
 تھی ختم ہو چکی تھی۔ ایسے حملے کرتے کرتے جو انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کو
 شجاعت یاد دلاتے تھے لوئی غش کھا کے گر پڑا۔ آنکھ کھلی تو دشمن کے ہاتھ
 میں قید تھا۔ ثروان ویل کا بیان ہے کہ صلیبیوں میں بعض ایسے بھی تھے
 جنہیں واپس جانے کا خیال بھی نہایت شاق تھا۔ اس وقت کے جوش کا
 اندازہ اسی حکایت سے ہو سکتا ہے جو شاستل کے ہمیں کی بابت جو
 سو اسون کا اسقف تھا مشہور ہے کہ اس نے اتنا کہا کہ ”میں اپنے
 وطن واپس جانے سے خدا کے پاس چلے جانے کو بہتر سمجھتا ہوں“ اور
 ترکون پر حملہ کر دیا۔ گویا تنہا ان کی ساری فوج سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا
 ترکون نے چشم زون میں اسے خدا کے پاس پہنچا دیا۔ اور سر کاٹ کے
 اس کا نام بھی شہیدوں کی فہرست میں درج کرا دیا۔

لظاہر اس صلیبی لڑائی کا انجام تباہی اور بربادی معلوم ہوتا تھا۔
 لوئی کی ملکہ خصل سے تھی کہ شہر و میاٹ میں اسے شہر کے قید ہو جانے کی خبر پہنچی
 جس کی وجہ سے مدت حمل نہین پوری ہونے پائی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا۔ اس
 بچے کا نام اس نے ترستان (ابن الغم) رکھا۔ خود لوئی کو بڑی بڑی

۲۵۹ء بادشاہ
 کا گرفتار کر لیا
 جانا۔

سختیان جھیلنی پڑیں۔ منصورہ کے دس ہزار مسیحی قیدیوں میں سے صرف
 اٹھتین لوگوں کی جان بچی جنھوں نے دین اسلام قبول کر لیا۔ لوئی کے
 ساتھیوں میں سے بعض نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ اور اُسے اُن کے اسلام
 قبول کرنے کا ساتھ دینا چاہا۔ لیکن زیادہ تعداد اُنھیں بچوں
 کی تھی جو ثابت قدمی و استقلال سے اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔ ان
 سب کی گردن ماری گئی۔ اور بادشاہ کو اُن کے اس طرح مارے جانے
 کا منظر دیکھنے کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ لیکن وہ نہایت ہی استقلال
 کے ساتھ خدا پر بھروسہ کیے رہا۔ اور دشمن کے مقابل میں اس جرات سے
 کام لیا کہ گویا اپنی جان عزیز سی نہ تھی۔ اُسے اس شرط کے ساتھ پیام صلح
 دیا گیا کہ ”شام کے کل قلعے جو مسیحیوں کے ہاتھ میں ہیں ہمارے سپرد کر دو“
 اس کا اُس نے یہ جواب دیا کہ وہ قلعے میرے نہیں ہیں کہ میں دے دوں۔
 جس چیز کا مالک بیت المقدس کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے فریڈرک
 دوم ہے اُسے میں کیونکر دے سکتا ہوں بکا اُسے دھمکی دی گئی کہ اگر
 ایسا نہ کرو گے تو تمھیں سخت جسمانی تکلیف دی جائے گی۔ اور شہر و شہر
 تشریح کیے جاؤ گے۔ اس کا جواب نہایت خاموشی سے اُس نے یہ دیا کہ میں
 تمھارا قیدی ہوں۔ میرے ساتھ جو چاہو کر دو۔ آخر کار اس بات پر تصفیہ
 ہوا کہ شہر و میاں چھوڑ دیا جائے۔ اور بادشاہ لوئی اپنی رہائی کے معاوضے
 میں دس لاکھ فرانکٹ (اُس زمانے کا سکہ) اور پانچ لاکھ فرانسیسی اشرفیاں
 اپنے اُمرا کی رہائی کے معاوضے میں ادا کرے۔ اپنی ذات کے لیے اتنی رقم
 دینے میں تو اُسے کچھ پس و پیش ہوا۔ مگر دوسری رقم فوراً منظور کر لی۔ اُس کی
 زبان سے نکلا کہ ”فرانس کے بادشاہ کو اپنی رعایا کی آزادی خریدنے میں بالکل
 پس و پیش نہ کرنا چاہیے“ اس کی اس بے نفسی سے متاثر ہو کے ترکون کے فرماں
 توران شاہ نے بھی یہ کام کیا کہ اُس کی ذات کے معاوضے کی رقم میں سے
 پانچواں حصہ یعنی وہ لاکھ فرانکٹ چھوڑ دیے۔

بادشاہ کا استقلال

شرائط صلح

ایمان توران شاہ کا یہ آخری کام تھا۔ اس کے بعد ہی

توران شاہ کا
مارڈ والا جاہ

لوئی کے ہم سفر ہائی

وہ مارڈ والا گیا۔ اور اُس کے مارڈ والے جانے سے سچی قیدیوں کی حالت اور خطرناک ہو گئی۔ اس کے بدلے میں سے حلف اٹھانے کو کہا گیا تو اُس نے انکار کر دیا۔ اور کہا جن الفاظ میں مجھ سے حلف لی جاتی ہے ان کا زبان پر لانا میرے اعتقاد میں کفر ہے۔
اس کا یہ انکار صلیبی اسیروں کے حق میں اور بھی سہم قاتل ہو گیا۔ آخر یہ دشواری بھی مودور ہوئی۔ اور ایسی سختیاں بھیلنے کے بعد بادشاہ کو رہائی نصیب ہوئی کہ (اگر اُن کی دل کا اعتبار کیا جائے) مسلمان بن گئے تھے کہ ہم پر ایسی سختیاں کی جاتی تھیں تو ہم اپنے پیغمبر محمد (صلعم) کو چھوڑ دیتے۔

لوئی کا نامور کا
زیارت کو جانا

لوئی کو ابھی یہ نہیں منظور تھا کہ باقی ماندہ فوج کو لے کے اپنے وطن پس آئے۔ اُس نے شاہ انگلستان سہری کو مکر و سکر دکھا تھا کہ جس قدر جلد بن پڑے کافی تعداد میں فوج ہمراہ لے کے میری مدد کو آؤ۔ اُسے یقین تھا کہ سہری میری (اس سستہ عاقل و مرنظر کرے گا۔ اور حاضر جب کہ اُس نے اُس سے اس بات کا بھی وعدہ کیا تھا کہ اس مدد کے معاوضہ میں فرانس کا علاقہ مار مشدی میں بھین دے دوں گا۔ اس کے علاوہ اُس کے دل میں یہ بھی جمی ہوئی تھی کہ

سہری توران شاہ کا شاہی لقب الملک المعظم تھا۔ اُس کے مارڈ والے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس کے باپ ملک الصالح کے چند سباد اور صاحب اثر غلام تھے جن میں سے زیادہ مرید اور وہ میرس۔ فلاوٹون۔ ترسنقر اقطاعی اور ایک تھے۔ توران شاہ کے سب سے محبوبین نے ان لوگوں پر حکایت شروع کی تو انھیں ناگوار ہوا۔ اور آدہ ہو گئے کہ توران شاہ ہی کا خاتمہ کر دینا وہ فرنگیوں کو شکست دے کے پس آیا تو دریا کے کنارے ایک بیج کے قریب اپنی مجالس میں بیٹھا تھا اور شاہی کچرہ آنے کو تھا کہ میرس نے ایک تلواریں مار دی۔ بادشاہ بھاگ کے بچے میں گیا تو اُس میں گ لگا دی۔ اس سے گھبرا کے توران شاہ دریا میں پھانڈ پڑا تب ظالم غلاموں نے اُسے تروں کا نشانہ بنایا۔ غرض یوں پانی کے اندر اُس نے جان دی۔ اُس کے بعد اُس کے باپ کی جھڑپ حرم شہزادہ تخت پر پہنچی اس کے نام کا سکوت اور خطبہ جاری ہوا۔ اور اس کے دستخط سے فرامین شاہی جاری ہوئے۔ ابن خلدون۔

اسے اس بات کا بھی خبر تو نہیں ہوا۔ لوئی کے خوشامدی دوست ثروان وبل کو مسلمانوں کی نسبت دیباہی میں عقیدت ہو گا۔

خود نائب سچ (پوپ) اپنے اور شہنشاہ فریڈرک کے درمیان کا جھگڑا طے کر چکا ہو گا۔ اور اپنے وفادار بچوں (یعنی اہل صلیب) کی مدد کے لیے بذات خود آسپونچے گا۔ اور ان کی سرگروہی و سرپرستی کرے۔ انہیں ایسی کوشش پر آمادہ کر دے گا جس میں یقینی کامیابی ہوگی۔ اُس کے بھائیوں کو نمٹ آف انچو اور کو نمٹ آف پواٹونے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تاہم اُس نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنی وفادار و باروغہ کو ساتھ لے کے شہر ناصرہ کی زیارت کو روانہ ہو گیا۔ روفہ اقدس سچ کی زیارت سے جس کی اُسے بے حد متناہقی اُس نے دل کوڑا کر کے انکار کر دیا۔ اگرچہ نیک سلطان دمشق نے اُسے روفہ پاک کی زیارت کرنے کی خود ہی اجازت دے دی تھی لیکن لوئی نے اس سعادت کے حاصل کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس شہر کے فتح کرنے کی آرزو میں جس میں سلاطین یورپ اب تک ناکام ہوتے آئے تھے میں ناکام رہ جاؤں۔ اور بعد اُسے پُر جوش شاہان مغرب اُس کو پورا کریں۔ و د انگلستان کے رچرڈ کو طرح بے عزت تو نہیں مگر حقیر ہو سکے یورپ میں واپس آیا۔ یا یون کہیں کہ ایسی شہرت اور ناموری حاصل کر سکے یا جس کی بدولت چند ہی روز بعد اُس کا نام بھی ولایتوں کی طولانی فہرست میں درج ہو گیا۔

چودھواں باب

نویں صلیبی لڑائی

صلیبی لڑائی کی پوری تاریخ ایسے ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو نہ کسی جنگی سپہ سالار کی سمجھ میں آسکتے ہیں اور نہ کسی مدبّر سلطنت کی سمجھ میں۔ کیونکہ ان لڑائیوں میں نہ کبھی فن جنگ کے قواعد سے کام لیا گیا اور نہ ایسی تدبیروں سے جو انسانی و فراست پر مبنی ہوں ان جوشیہانہ لڑائیوں کو اگر ہم اُس دنیا لہو آہمارے کی رفتار اور اُس کی وقتی جبکہ دمک سے تشبیہ دین جو ابھی انتہائی شان و شوکت پر پہونچ کے تاریکی کے سمندر میں دوڑ جاتا اور غائب ہو جاتا، تو بجا نہ ہو گا۔ جیسا کہ اس تاریخ کے گزشتہ صفحات میں نظر آچکا ہے۔ ان لڑائیوں

کے ذریعے کسی طرح کی مستقل کامیابی تو برائے نام بھی نہیں ہوئی مگر بان ان کا قیام اتنے عرصے تک رہا کہ گروہ کے گروہ تناسبی و اخلاص میں مبتلا ہو گئے اور لاکھوں گھربے چراغ ہو کے غمکدے بن گئے۔ لیکن جن اوصاف کے اعتبار سے ابتدائی حروب صلیبیہ میں لوگوں کو ایک قسم کی شہرت و ناموری حاصل ہوئی وہ اوصاف آخر تک بدستور قائم رہے۔ اس میں تو کلام نہیں کہ یہ لوگ نہایت بڈر اور راسخ العقیدہ تھے۔ اور مصیبتوں کو نہایت تحمل کے ساتھ برداشت کرتے تھے جیسا کہ ہاروون کا مشہور ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب کبھی انھیں فتح ہو جاتی تھی تو دشمنوں پر دلیہا ہی ظلم و جور بھی کرتے تھے جیسا کہ ان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ اوصاف ایسے ہیں کہ انھیں اگر کسی عقلمند فرمان روا کی دانائی سے قطع نظر کر کے دیکھیں تو نہایت ہی آب و تاب دکھاتے اور بڑی شان و شوکت کے نظر آتے ہیں۔ لیکن عقل کی عینک لگا کے نظر ڈالیے تو وہ سب باتیں بالکل فضول اور بیکار ثابت ہوتی ہیں۔

ایسی دانائی ارض فلسطین کے لاطینی مسیحیوں کی قسمت ہی میں نہ تھی۔ نا اتفاقی کی بدولت ان میں ہمیشہ باہمی نزاع رہتی تھی۔ اور بعض اوقات تو اسی نفاق کی بدولت پوری جنگ و جدال کی نوبت آ جاتی تھی۔ بے شک اہل و نیس اور پیسا اور جنوا کے باشندوں میں باہم صلح تھی۔ لیکن محض کھانے کے لیے جب کسی دو فریقوں میں نزاع ہوتی تو جس فریق کی جانب داری کمپلرس کرتے تھے ہاسپٹلرس یا ٹیوٹاناک نائٹ ہمیشہ اس کے مخالف گروہ کا ساتھ دیتے۔ اسی مذہبی اختلاف کی بدولت ۱۱۸۵ء میں کمپلرس اور ہاسپٹلرس میں ایسی ٹھسار لڑائی ہوئی کہ عکہ کے کمپلرس میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچا ہو۔ باہمی قتل و جمع کرتے کرتے یہ حامیان صلیب مسلمان جلاوطن کی اس قتل گاہ میں پہنچے جہاں وہ لوگوں کی گردن مارا کرتے تھے مملوک سلطان بے بیگس کے وحشی سپاہیوں نے شہر تاحرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ان

مے شاید مگر تاریخ تو شہادت ہی جو کہ عظیم صلیبیوں کو منع پاک کیے گئے مگر ان نے ان پر بھی نہیں کیے۔

نہ سلطان بیہر س غلام بادشاہوں یا مملوکوں میں تھا۔ اس کا لقب ملک الظاہ تھا

تمام یسویوں کو بھی قتل کر ڈالا جو بد قسمتی کے باعث میدان جنگ سے صحیح و سالم
 بچ کے نکل آئے تھے اور سوف کے قلعے پر نوے ہاسٹیلرس قبضہ کیے ہوئے
 تھے۔ ان میں آخری شخص اُس وقت مرا ہے جب دشمن (مسلمان) دھاوا کر کے
 قلعہ کی دیواروں پر چڑھ چکے تھے۔ قلعہ سفید کوٹھیلرس نے اس شرط پر
 حوالی کر دیا کہ محصورین قلعہ جن کی تعداد ۶۰۰ تھی صحیح و سالم کسی ایسے یسویوں
 کے شہر میں پہنچا دیے جائیں جو وہاں سے قریب تر ہو۔ اس معاہدے کو
 سلطان نے اُٹھا کے پھینک دیا۔ اور کٹھیلرس کو چند گنڈون کی مہلت دی
 کہ یا تو اسلام قبول کرین یا مرنے پر تیار ہو جائیں۔ افسر خاںقاہ اور دو
 راہبیوں نے ساتھ یسویوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ انہیں دین پر استقلال
 سے قائم رہیں۔ لہذا جب سلطان نے اُن سے آخری جواب طلب کیا تو
 سب نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ سب کے سب قتل کر دائے گئے
 اور اُس افسر خاںقاہ اور اُن دونوں راہبیوں کا یہ حشر ہوا کہ زندہ کھال کھجوالی
 گئی۔

۱۲۶۳ء
 ملک سلطان
 بریس کا ارض
 فلسطین پر

انکار دینے پر پمیں خبر پہنچی کہ یوہیمائڈ ششم انطاکیہ سے نکال با
 گیا اور اُس کا شہر بے دینوں کے قبضے میں ہے۔ دلی مشرب لوگوں کو اب بھی
 ارمان تھا کہ متبرک مقامات کو بے دینوں کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن جب
 گزشتہ تباہیاں یاد آئیں تو ڈر جانا کہ کہیں پھر اُس کے گناہوں اور اس کی
 افسرانہ کزدہ یوں کی وجہ سے سیحی فوج کو دولت نہ نصیب ہو۔ اُس کے اس
 پس و پیش نے یوہیمائڈ کلیمنٹ چہارم میں پھر جرات پیدا کر دی۔ اور
 انگلستان کے ہینری سوم کو اُس نے سیدرا امرار کے اس امر پر مجبور کیا کہ
 معرکہ ملیب اختیار کر کے اپنے نبی فرانسس کو انجام دے۔ مقام اپوشام
 اور ٹریایک نفس پانڈ شرع صاحب سوت و جبروت اور بہادر تھا۔ اُس نے اپنے دو دین دہی
 شان و کھادی کو بھی سلطان صلاح الدین کے عہد میں نظر آئی تھی۔ شام کے اکثر ذہ
 مقبوضات جو فرنگیوں کے قبضے میں باقی تھے اُس نے بڑی بہادری سے چھین کے
 اپنے قبضے میں کیے۔

انطاکیہ پر
 مسلمانوں کا
 قبضہ

۱۲۶۷ء

میں جب ارل آف لانسٹر پیجے مانٹ نورٹ کے شمول کو شکست فاش ہوئی
 تھی اُسے اس وقت تک تین سال گزر چکے تھے لیکن اُس ملک میں اگرچہ لڑائی نہیں
 چھڑی تھی مگر دہری طے امن و امان بھی نہیں قائم تھا۔ لندنا یہ بات واقعی قابل حیرت ہوئی
 کہ ایسے نازک وقت میں اس ولی عہد نے جو چند روز بعد بادشاہ اوورٹراول
 ہونے والا تھا اس نئے صلیبی جہاد میں شریک ہونے کا عہد اختیار کر لیا۔ مگر وہ بدہ اس
 میں یہ صلحت بھی تھی کہ وہ لوگ انگلستان سے باہر نکل جائیں جن کی ذات سے اس
 بات کا اندیشہ تھا کہ کسی زمانے میں ولی عہد یا اُس کے باپ کو کسی قسم کا نقصان
 نہ پہنچا دیں۔ اوورٹرونے اس امر کا بہت خیال رکھا کہ ارل آف گلوکسٹر
 جس کی ذات سے اُسے سب سے زیادہ اندیشہ تھا اگر ناموری میں ہمیں تو کم از کم
 اُن تکلیفوں اور مصیبتوں میں فرو راس کے ساتھ رہے جو لازمی طور پر ارض مشرق
 میں پیش آنے والی تھیں۔ غرض لوئی نہم ساٹھ ہزار فوج اور نواب فلانڈرس
 نواب برطانی۔ نواب شاہنشین اور لوگر امر کو ہمراہ لے کے فرانس سے روانہ
 ہوا جان پھر لپٹ کے آنا اُس کی تقدیر میں نہ تھا۔ ان کے جہازوں کو طوفان نے
 تھپڑے دے کے جزیرہ سارٹونیا میں پہنچا دیا جان پہنچ کے طے ہوا کہ اصل مصلحت
 کو پہلے کیونس کی راہ لینی چاہیے۔ جزیرہ صقلیہ کا بادشاہ چارلس اچھو اس فکر
 میں تھا کہ جو خراج اُس کے مابین بادشاہوں کو ادا کیا جاتا تھا اُس کے حقوق کو پھر
 قائم کرے۔ کہتے ہیں وینڈار لوئی کو وہ نامہ و پیام یاد آیا جس کے ذریعے سے مسلمان
 بادشاہ دیونس نے اُس سے دین سچی قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لہذا اُسے خیال
 ہوا کہ وہ ان اتنی بڑی فوج جا کے موجود ہو جائے گی تو وہ آزادی و جرات کے ساتھ
 اپنے نئے مذہب کا علائقہ اظہار کر دے گا۔ یہ فوج جہازوں پر سے اُتری اور شہر
 قرقا جس کی جگہ پر خیمہ زن ہوئی تھی کہ یکایک ایک و با شروع ہوئی جس نے منجملہ
 اور مرد باہل فوج کے خود بادشاہ لوئی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اُس کی ساری زندگی
 ایک عبادت تھی۔ اور آخر وقت بھی عبادت ہی تھی۔ مگر اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں
 کے لیے۔ خدا کی مرضی پر اُسی ہو کے وہ بہتر خاک پر ہاتھ پاؤں پھیلا کے لیٹ
 گیا۔ اور ان الفاظ پر کہ وہ خداوند امین تیرے گھر میں داخل ہوں گا اور تیرے

۱۲۶۵ھ

 لوئی نہم کی دوسری
 صلیبی لڑائی۔

۱۲۷۰ھ

 شاہ دکن کی
 وفات

مقدس حرم میں عبادت کروں گا۔ روح پرواز کر گئی۔

آخر جب اس لشکر گاہ میں انگلستان کا اڈو روٹو پہنچا تو اسے نظر آیا کہ موسم سرما کے قبل ارض فلسطین پہنچنے کا خیال قابل تعمیل نہیں ہے لہذا اس نے ارادہ کیا کہ صقلیہ میں واپس چلا آئے اور وہاں بیٹھ کے موسم بہار کا انتظار کرے۔ آخر جب وہ شہر مکہ میں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے نام کے ساتھ اس کی حیثیت بھی یہاں پہنچنے کے لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گئی تھی۔ اور جس طرح رحیم دین چشتیؒ کے نام سے لوگ کانپتے تھے ویسے ہی اس کے نام سے بھی کانپ رہے تھے۔ یہی لوگ فوراً اس کے جھنڈے کے نیچے آکھڑے ہوئے۔ اور اس نے سات ہزار آدمیوں سے شہر نامہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ بعض رواتیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بھی اسی بیرجی کے ساتھ کشت و خون کیا جیسی بے رحمی سے کہ عام جلیبی لڑائیوں بدنام ہیں۔ اور سچ بدنام ہیں۔ یہ روایت اگر صحیح ہو تو بھی ارض فلسطین میں اس کی یہی پہلی فتح تھی۔ اور یہی آخری فتح بھی تھی۔ مرض نے اس کی ہم کو روکا۔ اور باطنیوں کے ایک فدائی کے خنجر نے اس کی زندگی ہی کو بیکار کر دیا۔ اس فدائی کو امیر یافا نے ایک نامہ یہ کی حیثیت سے اس کے پاس بھیجا تھا۔ جس نے یہاں اثنائے گفتگو میں اسے اُمید دلائی تھی کہ میں اسلام چھوڑ کے دین عیسوی قبول کر لوں گا۔ یہ کاری زخم کھانے پر بھی اڈو روٹو نے اس فدائی کو زمین پر دے مارا۔ اور ایسی چھری ماری جو اس کے دل کے دار پار ہو گئی۔ لیکن فدائی کا خنجر یقیناً نہ ہرین بچھا ہوا تھا اور اس کے زہر کے اثر کو پھیلنے سے روکنا کسی سموی لیاقت کے ڈاکٹر کا کام نہ تھا۔ زخم کے کنارے احیاء کے ساتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے علاوہ اسے اپنے اشباب کی قوت اور اپنی سلیقہ شعار بیوی ایللی نرکی نمار داری سے مدد ملی بد کے زمانے کے قہر گو یوں نے یہ کہانی بنائی کہ اگر اس کی بیوی خود اپنے ہونٹھوں سے زخم کے زہر کو نہ چوس لیتی تو وہ قطعاً مر جاتا۔

اب صاف نظر آتا تھا کہ ارض مقدس میں اور کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اور اڈو روٹو کو ہر وقت یہ خیال لگا رہتا تھا کہ میں معلوم کس وقت انگلستان

۱۲۷۱ء
انگلستان کے
ہنری سوم کے
بیٹے اڈو روٹو کا
نامہ پر قبضہ کرنا

میں میرے موجود ہونے کی ضرورت اٹھ گھڑی ہو۔ دس برس کے واسطے صلح کر لی گئی اور
 انگلستان کے مجاہدین صلیب جہازوں پر سوار ہو کے وطن کی طرف روانہ ہوئے
 سالہا سال سے یورپ نہایت سرگرمی کے ساتھ ارض مقدس پر قبضہ کرنے کی
 کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ان تمام کوششوں سے جو کچھ نتیجہ حاصل ہوا اُس کی ان
 نشانوں سے زیادہ وقعت نہ تھی جو سمندر کے کنارے کی بالو پر مد و جزر کی وجہ سے
 پڑ جاتے ہیں۔ ہاں ایک کھلے کے لیے اُس وقت جب لی اثیر کا مقدس اے اعظم
 تھیوبالڈ جو انگلستان کے اوورڈ کا دوست تھا شہر عکہ سے اس واسطے طلب
 کیا گیا کہ گریگری ویم کا لقب اختیار کر کے مقدس بطرس حواری کی مسند خلافت
 پر اجلال فرمائے۔ یعنی پوپ قرار دیا گیا۔ اتنی ضرور امید بندھی کہ شاید اُس گریشتہ
 خواب کی تعبیر سچی ثابت ہو جائے۔ تھیوبالڈ نے وہ تکلیفیں اور مصیبتیں خود اپنی
 آنکھ سے دیکھی تھیں جو ارض فلسطین کے لاطینی مسیحیوں کو برباد کیے ڈالنی
 تھیں۔ لہذا اُس نے اُسی گرجا میں سے جو پوپ انوسنٹ سومہ یا ربنوم
 کی شان کے مناسب تھی شاہان یورپ سے استدعا کی کہ ارض مقدس
 کو خلیفین کے پنجے سے نجات دلائی جائے۔ شہریوں میں ایک نئی کونسل مرتب
 ہوئی جس نے قرار دے دیا کہ ایک نئی صلیبی لڑائی چھیڑی جائے۔ صلیب پرگ
 کے روڈالف نے جو ہنوز مستقل طور پر شہنشاہ نین قرار پایا تھا عہد کیا کہ
 میں اس جنگ صلیبی میں شرکت کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی میکائل صلیو
 لوکس نے بھی عہد کیا جو اس سے تیرہ برس پیشتر (۱۱۷۱ء میں) قسطنطنیہ
 میں لاطینی فاندان شاہی کا خاتمہ کر چکا تھا۔ لیکن یونان کی کونسل کے دو ہی
 برس بعد گریگری ویم نے دینا کو رخصت کیا۔ اور اُسی کے ساتھ ارض فلسطین
 کی نئی فتون کے خواب و خیال بھی خاک میں مل گئے۔

خود ارض مقدس کی یہ حالت تھی کہ وہاں بد نصیب باقی ماندہ سچی اگلے
 زمانے کی طرح اب بھی اُسی لکیر کو پیٹ رہے تھے۔ جزیرہ قبرس کے ہیوگ سوم
 نے شہر طائر (دوسرے میں بیت المقدس کی سلطنت کا تاج پہنا تھا۔ ٹمپلر
 نے زور دیا کہ ہیوگ کو نین بلکہ اسجو کے چارلس کو یروشلم کا بادشاہ
 یروشلم کی برا نام سلطنت کے دعوے۔

منتخب ہونا چاہیے۔ ہاسپیٹلر س نے ذرا زیادہ عقل سے کام لیا اور کہا اس محل پر
گو اس وقت تک ملتوی رہنا چاہیے جب تک کہ ہم اس سلطنت کو بھر اپنے
قبضے میں نہ کر لیں جس کی تاجداری کے لیے یہ بحث ہو رہی ہے۔ اس کے چند
سال بعد جب قبرس کے نہری دوم نے اپنے تئیں بادشاہ یروشلم کے برائے
نام لقب سے ملقب کیا تو ہسپیٹلر س کے سرگروہ اعلیٰ نے مملوئس جہارم کے دربار
میں لاطینی مسیحوں کی معینتیں بیان کیں اور کہا اُن ظلموں کا اگر معاوضہ ہو سکتا ہے
تو صرف مسلمانوں کے خون سے۔ لیکن پُرانے طلسم کا زور اب ٹوٹ چکا تھا۔ مملوئس
کچھ آدمی دینے پر توفیر مستعد ہوا لیکن وہ ایسے لوگ تھے جو اولیٰ درجے کے بدعاش
اور جرم تھے۔ اور مذہب سوسائٹی سے نکالے ہوئے تھے۔ کسی قسم کی مالی مدد دینے
سے مملوئس نے قطعاً انکار کیا۔ دیگر مقامات میں بھی ہسپیٹلر س کے اس سرگروہ کو
کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جب وہ ارضِ فلسطین کو داپس آیا تو اس کی
ہمراہی فوج میں صرف ایطالیہ کے ڈاکو اور چوٹے بھرے ہوئے تھے۔

۱۲۸۹ء

آخری بیکسانہ لڑائی حکمہ میں ہوئی۔ اور موقعوں کی طرح اس موقع پر بھی
ہسپیٹلر س کی جرات کا ستارہ دھندلا رہا۔ سلطان نے چاہا کہ ہسپیٹلر س کے سر
کو کچھ دے دلا کے کام نکال لے مگر اس نے رشوت لینے سے قطعاً انکار کیا۔ سلطان
کو بھی اس کی ہڈن پڑی تھی کہ فقط سبھی ہی انگلیوں کے کھنکھارے۔ اس کے مملوک
نبروز ہسپیٹلر س سے کچھ کم بہادر نہ تھے۔ اور پھر ان کی تعداد ہسپیٹلر س سے بدرجہا
زیادہ تھی۔ غرض جملہ شروع ہوا۔ اٹنا سے جنگ بن یروشلم کے برائے نام
بادشاہ یعنی جزیرہ قبرس کے نہری دوم نے ٹیوٹانک ناٹونگ سے درخواست
کی کہ آج ایک دن کے لیے تم لوگ میرے کام کو انجام دے دو کل صبح کو مینیٹس
آجائیں گا۔ اس کی یہ استدعا منظوری گئی۔ مگر قبل اس کے کہ سپیدہ صبح نمودار
ہو نہری اپنے مستقر جزیرہ قبرس کو روانہ ہو گیا۔ اب حملہ آوروں نے زیادہ
جوش و خروش کے ساتھ دھاوا کیا۔ سچی لوگ دل ہار چکے تھے۔ ہسپیٹلر س کے سر
کا کام ایک زہرین بجھے ہوئے تیر نے تمام کر دیا۔ اور باقی ماندہ سات نائٹ
جو اس سرگروہ کی یادگار تھی جس نے ہزاروں خطروں کا بہادری اور کامیابی کے

حکمہ قابض سے
نکل جانا۔

۱۲۹۱ء

ساتھ مقابلہ کیا تھا جہاز پر سوار ہو کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر تو قبضے سے نکل گیا لیکن محاصرے کی مصیبت کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ شکست خوردہ لوگ گھبراکے سمندر کے ساحل پر پہنچے لیکن اُس وقت ایک طوفان نے ایسا تلاطم پیدا کر رکھا تھا کہ جہازوں پر نہ سوار ہونے پائے۔ اسی اضطراب کی حالت میں دشمن آپہنچے۔ اور مستعصبانہ ضعیف الاعتقاد کی کے ہاتھوں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے خون سے سمندر کے پانی کو شہاب بنا دیا۔

پندرھواں باب

ان مذہبی لڑائیوں کے بعد کا حال

صلیبی لڑائیاں ختم ہو گئیں۔ ایندھن کے لیے گزے تو بڑے بڑے جمع ہوتے رہے مگر یہ بات قیاس سے باہر تھی کہ وہ آگ پکڑیں۔ بڑے بڑے سپہر اور شور اس مذہبی لڑائی سے دست بردار ہو گئے۔ اور اپنے شغل کے واسطے دوسری جگہ میدان جنگ ڈھونڈنے لگے ٹیوٹانگ بانے انہی لیتھو آئیر اور پولینڈ کی خشک و بے گیاد سرزمینوں کو دہس گئے۔ ہاسپیلرناٹ پہلے تو جزیرہ قبرس میں جا کے ٹھہرے پھر وہاں سے بحال کے جزیرہ روڈس میں پہنچے جہاں یونانیوں اور اہل اسلام سے سخت معرکہ آرائیاں کر کے انھوں نے سارا جزیرہ بے پر قبضہ کر لیا اور اپنی اس دُنیاوی جنت میں بیٹھ کے سستانے لگے۔ ارض فلسطین واپس جانے کی تمنا اڈورڈ اول کے دل میں ابھی تک باقی تھی جو اپنے وصیت نامے کی رو سے تیس ہزار پونڈ ایسے بہادر وں کے فراہم کرنے اور اُن کے سپہ کرنے کے لیے چھوڑ گیا جو ارض مقدس میں جا کے اُس کی یہ آرزو پوری کریں۔ لیکن غالباً سب سے پچھلی شماع اس پُرانی آگ کی اُن الفاظ میں چمک دکھاتی ہے جو مرتے وقت ہنری پنجم کی زبان سے نکلے تھے۔ جس نے کہا بادشاہوں کا لازمی فرض ہے کہ میرے تسلیم کی دیواریں تعمیر کریں اگر میری عمر وفا کرتی یا مجھے اپنی زندگی میں اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوتا تو اس کام کو میں خود انجام دیتا۔ اب بھی یہ کام ایسا ہی تھا کہ اُس فیاض اہل ہر دشت

صلیبی لڑائیوں
کے جوش کا
رفتہ رفتہ زائل
ہو جانا

دشوار یا ناقصین کئی مرتبہ انجام پا چکنے کی وجہ سے اس مہم کا پورا ہونا ممکن ضرور
 نظر آ گیا تھا۔ لیکن اس کے انجام دینے کے واسطے ایسے عقلمند اور متحمل المزاج
 مدبر کی ضرورت تھی جو ایسی حکمت عملی سے کام لے کہ اُس کی ہر کارروائی میں عیا
 کو اپنی بہبودی نظر آئے۔ اور جو فاتح و مفتوح دونوں کو ملا کے ایک قوم بنا دے۔
 اس حکمت عملی کو جیسا کہ ہمیں نظر آ چکا ہے ابتدائی زمانے کے صلیبیوں نے نامنظور
 کیا اور سوشلسٹ شاہ سہنری کے جس نے قسطنطنیہ میں اس خیال کو غلط کر دیا تھا آخر
 زمانے کے صلیبیوں نے بھی پسند نہ کیا اور غالباً یہ امر بے وجہ نہ ہوگا اگر ہم خیال
 کریں کہ اس معاملے میں گاڈ فرے اور ٹینکرڈ کے ہمراہیوں کی بہ نسبت مسکین
 کا سہنری پیچ زیادہ عقلمندی۔ انصاف اور حمد کی سے کام لینا چاہتا تھا۔ مسکین
 اور مسلمانوں دونوں کے خون سے ارض فلسطین کی آب پاشی پوری طرح ہو چکی تھی
 اب یورپ اور خاتمہ فرانس کی سرزمین اُس گروہ کا خون پینے پر آمادہ تھی
 جس نے ارض فلسطین میں لاطینی سلطنت کے قائم کرنے میں اسی قدر
 کوشش کی تھی جس قدر کہ اُس کی بربادی کے واسطے کی۔ اُس گروہ سے نائٹ
 ٹمپلر سہادیوں جن کے رٹانے میں جس نظم و تعدی اور دیون کی سی نا انصافی
 سے کام لیا گیا اُس کا نمبر ان تمام نا انصافیوں۔ دروغ بیانیوں اور ظلموں سے
 بڑھا چڑھا ہے جو جھوٹا حلف اٹھانے والے بادشاہوں اور ناخدا ترس مہربوں
 کے ہاتھ سے عمل میں آئے ہوں گے بے شک ان لوگوں نے بڑے بڑے ظلم
 کیے تھے۔ لیکن وہ ایسے جرائم تھے جو علانیہ طور پر کیے گئے تھے اور جن میں سارا
 مجاہدین صلیب شریک تھے۔ یہو فرانس کے لوئی کے جو اپنے وقت کا دلی تھا
 اب جو ان کے خدمات کی ارض فلسطین میں ضرورت نہیں رہی تو ظالم جو
 اور چور فلپ دی فیو کو یہ سوچھی کہ ان کی جائدادیں ضبط کر لی جائیں۔ اُس
 پوپ کلیمنٹ پنچم کو دھمکی دے کے ایسے الزامات قائم کرنے کی منظوری
 حاصل کرنی جنہیں اُس کے قبل وہ خود بھی حمل و فضول اور غیر ممکن الوقوع
 تسلیم کرتا تھا۔ اور تھا بھی حقیقت میں سیاسی۔ اس لیے کہ جن سوراؤں نے
 میدان جنگ میں کبھی میٹھ نہیں دکھائی تھی ان کے مغلوب کرنے کے لیے

ٹمپلر
 بظلم و تعدی

۶۳۰۹

مجبور ہو گئے کہ وہ جسمانی اذیت رسائیوں سے بچ سکے۔ بھوک پیاس۔ گھٹ پاندی اور ایسے قید خانوں کی بیماریاں جہاں بھی سورج کی کرن نہ پہنچتی تھی۔ غرض ہر طرح کی مصیبتوں سے نہایت پریشیاری کے ساتھ کام لیا گیا۔ بعض سے ایک ایک کر کے سخت جسمانی تکلیفیں دے کے ایسے جرموں کا اقبال کرایا گیا جن سے اس جسمانی مصیبت سے نجات پاتے ہی انھوں نے پھر انکار کر دیا۔ آخر ٹیپلرس کے سب سے کچیلے انسر علی اور اس کے باقی ماندہ ہمراہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور انسر مذکور مرنے دم تک اپنے گردہ کے بے جرم ہونے کا دعوے کرتا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جرم غلبہ اور اس کے خونخوار ساتھیوں نے ان کے ذمے عائد کیے تھے۔ ان سے یہ لوگ قطعی طور پر بری تھے۔ شاہان فرانس اپنی نا انصافیوں کی بدولت گویا دو تین ہو گئے مگر انھیں کارروائیوں سے اس بڑے عظیم الشان الزام میں زور پیدا ہو گیا جو انقلاب نظم و نسق سلطنت فرانس کے زمانے میں ان گذشتہ سلاطین کے بدقسمت جانشین پر لگا یا گیا۔ انگلستان میں بھی ٹیپلرس کے خلاف جو کارروائیاں کی گئیں گو وہ بھی قابلِ شرم تھیں مگر یہ مقابل اس ذلیل طرز عمل کے خفیف تھیں جس نے فرانس کے بادشاہ اور جوں کو ذلت کا جامہ تنہا دیا۔ اگر آخر دونوں ملکوں کے لوگوں کو نظر آ گیا کہ رباتی سچائی اور حق کے قائم رکھنے کا بہانہ کر کے دروغ بیانیوں کی جرات کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

صلیبی لڑائیوں کا اصلی نتیجہ اسی کارروائی میں نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کا خلافت مذہب ہونا اس بات کے لیے کافی سبب ہو سکتا تھا کہ وہ ملک ان سے چھین لیا جائے۔ مجوسی دنیا کا ناقابلِ انتقال ورثہ خیال کیا جاتا تھا۔ ٹیپلرس پر جس بے دینی یا بد اعتقادی کا الزام عائد کیا گیا وہ بھی اس کی کافی وجہ ہو سکتا تھا کہ حاکم عدالت ان کے برابر کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ جن امتخاص پر صحیح با غلط طور پر کفر کا الزام لگایا جائے تو وہ ضرور اس بات کے ضرور رہو جائیں گے کہ اگر نرمی سے عقائد حق کی بروی نہ اختیار کریں تو کوہِ پاتلوار کے ذریعے سے ان کی سرزمین پر قبضہ کر لیا جائے۔ یہ سبق سب نے بہت جلد سیکھ لیا۔ اور جن دنوں دنیا الیاد بالادوں اور قسطنطنیہ میں چند روزہ لاطینی سلطنت کی دنیا ڈال رہے تھے اسی زمانے میں

۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰

پوپ انوسنٹ ولف کے ذریعے سے لوگوں کو ہیکارہ یا تھا کر طولوس کے لوہا
 زمیند کی رعایا پر بھی مجاہدین صلیب کو چڑھائی کرنی چاہیے جو لوگ اگر بالفرض کینہ
 کے زیادہ پابند نہ ہوں تو صلح پسند فرور تھے۔ اس بات کی کوشش کہ غلطی اور
 لغزش کو زور اور زبردستی سے دور کیا جاوے اپنے لازمی انجام کو ظاہر کر رہی
 تھی۔ اور برنارڈ اور انوسنٹ کے ایسے مذہبی لوگوں کی بھی براسے قرا
 پا گئی تھی کہ سچ اور کلیسیا کے بد نصیب دشمنوں کے خلاف ہر جائز تدبیر اور قسم کے
 ہتھیار سے کام لیا جاوے۔ مارسیلیئس کے فلک اور اُماری کے آرنلڈ کے ایسے
 ناخدا ترس ظالم عموماً بوڑھوں اور جوانوں۔ ماؤن اور شیرخوار بچوں کا قتل عام
 ہوتے دیکھتے تھے اور ذرا بھی ترس نہ آتا تھا۔ اور مانٹ فورٹ کا شہر جس کا
 دل پھر سے بھی زیادہ بخت تھا اپنی تلوار کی خونریزی اور اُس عدالت کے ظلم سے
 جو بدعتیہ گئی کی تحقیقات کرتی تھی لوگوں کو جو روستم کا نشانہ بنتے دیکھتا اور وحشیوں
 کی طرح ہنستا اور خوش ہوتا تھا۔ اس قابل عبرت عالم آشنوی کے زمانے میں
 فریڈرک دوم جو پوپ کا دشمن اور مسلمان فلسفیوں اور مسلمان عورتوں کا
 دوست تھا وہ بھی اس خلاف حق جھگڑے میں شریک ہو گیا۔ مسلمانوں کے علم بہر
 تہذیب اور طرز معاشرت کی جو کچھ قدر و منزلت اُس کے دل میں تھی اُسے اُن پُروبروں
 لوگوں اور دیگر ملحدانہ خیال داسے بد معاشرین نے جو ان عاقبت اندیش عشرت پرستوں
 کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے بالکل مٹا دیا۔ لوگ بچ کتے ہیں کہ کسی زمانے میں
 اصول النفاق۔ معاہدوں کی وقعت۔ اور نیا انسانیت کا اس بیرحمی کے ساتھ
 خون نہیں کیا گیا جیسا کہ ابھی مسیحین کی صلیبی لڑائی کے زمانے میں ہوا۔ بنیری اُس
 کی تفصیل کے سامنے پوپ کا مانٹ کھڑا ہوا ہیکارہ یا تھا کہ قتل کیے جاؤ۔ خدا اپنے
 لوگوں کو خود ہی پہچانے گا۔ اور یہی وہ آسان طریقہ کسی دیرینہ مخالفت کے طے
 کرنے کا تھا جو منطقی طور پر بطرس راہب اور خاندانہ کلیرو وکسلی برنارڈ
 کے ولف و نصیحت سے اخذ کیا گیا تھا۔

جو مورخ صلیبی لڑائیوں کے زمانے کے ہر واقعے کا کوئی نہ کوئی سبب بتانا
 چاہتا ہو ممکن ہے کہ ان لڑائیوں کو وہ ایسے واقعات پر مبنی کر دے جن کے اسکا
 بچوں کی صلیبی لڑائیوں -

کچھ اور ہی ثابت کیے گئے ہوں۔ وہ جذبات جو بڑے بڑے گروہوں کو کسی خاص شخص
 کے لیے مجتمع کر دیتے ہیں ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک ضرور مفید ہو کرتے ہیں۔ اور ہم
 دیکھتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں پُر جوش برہمنوں کا ایک سلسلہ جاری تھا۔ اور لوگ
 مستند ہونے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے یا ستورا لی لوگوں میں جو
 (اپنی مغرور فہم ساوگی کی وجہ سے) گزریوں کے نقب سے ناخو کیے گئے ہیں
 جوش کے پیرا ہونے اور صلیبی لڑائی کے واسطے اُن کے تیار ہو جانے کا واقعہ
 جس نے قسطلہ کی پلانٹس کو بھی چند روز تک ہو کے میں رکھا۔ شاہدِ محض اتفاقی
 طور پر اُس زمانے میں ظاہر ہوا جب کہ لونی نهم مصر میں قید تھا لیکن یہ نجلہ اُن بڑا
 واقعات کے تھا جن کی نسبت ٹھیک کہا گیا ہے کہ ضعیف الاعتقاد دی میں سچا پیدا
 ہو گیا تھا۔ اسی قسم کے واقعات میں غالباً وہ ہمیں بھی شامل ہیں جو یون کی صلیبی لڑائیوں
 کے نام سے مشہور ہیں۔ اگرچہ یہ لڑائیاں صرف اس غرض سے لڑی گئی تھیں کہ بے دینوں
 کے ہاتھ سے صلیب صلیب لے لی جاے۔ یہ عثمانی استان جنہی الفاظ میں بیان کی جاسکتی
 ہے کہ کس طرح فرانسیس میں مستفیض نام ایک لڑکے کی ماتحتی میں تیس ہزار بچے جمع ہوئے
 و نڈوم کے گرنیڈین ہوئے۔ ایک مہینے کے بعد وہ کس طرح شہر مارسیلز میں پہونچے اور
 وہاں پہونچتے پہونچتے اُن میں سے دس ہزار بچے کھو گئے یا راستہ بھول کے کسی اور طرف
 نکل گئے کس طرح وہ بحیرہ روم کے کنارے کھڑے خوش اعتقاد دی سے انتظار کر رہے تھے
 کہ اُس سمندر کا پانی بھٹ کے اُنھیں استہ دے دے گا کس طرح دو تاجروں نے ترس کھا کے
 محض خدا کی راہ پر بغیر کسی معاوضے کے اُنھیں ارضِ فلسطین تک پہونچانے کے لیے اپنے
 جہازوں پر سوار کیا۔ اور کس طرح اُن پانچ ہزار لڑکوں نے جو مناجاتیں گیت گاتے
 ہوئے جہاز پر سوار ہوئے تھے سفر کے ختم ہونے پر اپنے تئیں اسکندریہ اور الحجیرہ کے آگے
 بازاروں میں پایا جن میں غلام بکا کرتے تھے۔ اسی مہم کا ایک ضمیمہ اُن میں ہزار چوبیس لڑکوں
 اور لڑکیوں کی داستانِ مصیبت ہے جو اسی سال ایک کاشکار کے لڑکے سلی ملکوس
 کی ماتحتی میں کو لوینیا سے روانہ ہوئے۔ جن میں سے صرف پانچ ہزار توجہوا پہونچے باقیوں
 میں سے بعض تو اپنے گھر واپس آئے اور بعض برٹنڈی پہونچ کے جہاز پر سوار ہوا کہ
 فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے مگر پھر اس کے بعد تہ نہ لگا کہ کیا ہوئے۔ جو لڑکے

جنو اہو پنچے تھے وہ اچھے رہے۔ اس لیے کہ وہ ان کے حکام نے ان کو اپنے علاقے میں بسا دیا جن میں سے اکثر دولت مند ہو گئے۔ بہتوں نے ناموری حاصل کی۔ اور بعض کے خاندان آج بھی اُس سرزمین پر غر ز حالت میں موجود ہیں۔

لیکن جس طرح ان صلیبی لڑائیوں کے اغراض مختلف تھے ویسے ہی ان سے نتائج بھی مختلف ظاہر ہوئے۔ ہمیں تصویر کا صرف ایک رخ نہ دکھانا چاہیے۔ ان لڑائیوں کا جو اثر یورپ کی دنیا و سی قوت کی ترقی پر ہوا وہ تو ہم دیکھ ہی چکے لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان لڑائیوں نے چار صدیوں سے زیادہ زمانے تک اسلامی قوت کو قسطنطنیہ سے آگے نہیں بڑھنے دیا اور یورپ کو ایسی مصیبتوں سے بچا لیا جن کے صرف بیان کرنے سے بھی ہمارے رویں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر تعلق داروں کے ذرائع آمدنی اور قوت کو ان لڑائیوں نے ضعیف کر دیا تو انھیں نے بادشاہوں کی حکومت کو سخت کمزور کر دیا اور بڑے بڑے شہروں کے باشندوں کے ساتھ اُن کے تعلقات پیدا کر دیے۔ انھیں تعلق داروں نے اُس طرز سلطنت کو مٹا یا جس کی وجہ سے ہر قریب اور ہر گائوں کا ایک جہاں سردار ہوتا تھا اور اپنے اُس قریب اور گائوں میں وہ پورے شاہی اقتدارات رکھتا تھا۔ غلامی کو ان سرکوں نے رفتہ رفتہ بالکل معدوم کر دیا اور اُن سرداروں کو جو اپنے قسم کی حقیقی باختری بدلتی پر بگڑے کھڑے ہوتے اور خانہ جنگی پر آمادہ ہو جاتے تھے قانون کا پابند بنا دیا۔ ان لڑائیوں کی ذاتی طور پر اگرچہ کوئی وقعت نہ تھی اور نہ اُن کے ذریعے سے ارض فلسطین میں با کسی اور مقام پر کوئی مستقل سلطنت قائم ہو سکتی تھی تاہم ان لڑائیوں سے یورپ کی عام دولت مندی پر ایسا اچھا اثر پڑا کہ اس نے ایسی ترقی کی جو ابھی اُس کے ہی خواہوں کے خواب و خیال میں بھی نہ گزری تھی۔ ان لڑائیوں نے یونانی اور لاطینی کلیسیاں اور یورپ کی مشرقی رعایا اور اُس کی مغربی قوموں کے درمیان کا بُد فرور بڑھا دیا لیکن انھیں لڑائیوں کی بدولت مشرق اور مغرب کے لوگوں کے یکجا ہونے سے وہ مبادلہ خیالات ہوا۔ اور عقل انسانی کی ایسی ترقی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے ہماری موجودہ تہذیب کو قرون وسطیٰ کے مذہبی اور اخلاقی اصول پر فوقیت دی جاتی ہے۔

صلیبی لڑائیوں سے جو اثر پڑا پیدا ہوئے۔

